

هدایۃ السالکین

فی

ردِ المنکرین

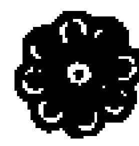
متعصبانہ سوالات کا علمی محاسبہ

از افاضات عالیہ

قیوم زماں مجدد ملت

حضرت آخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم

پیر ارچی خراسانی



ناشر

دار العلوم جامعہ جیلانیہ نادر آباد بیدیاں روڈ

لاہور کینٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ـــــ ہدایت السالکین فی ردّ المنکرین

افادات عالیہ ـــــ الفقیر حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مدظلہ العالی۔

مرتب ـــــ مولانا امین اللہ سیفی۔ دار العلوم سیفیہ، منڈی کس، پشاور

ترجمہ فارسی وعربی عبارات وتصحیح اردو ـــــ پروفیسر مشتاق احمد حنفی (ریناله خورد)

تاریخ اشاعت ـــــ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ

ضخامت ـــــ ۴۸۸ صفحات

ہدیہ ـــــ ۱۵۰/۰۰ روپے

برائے رابطہ ـــــ حجاز پبلی کیشنز سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

۱۔ عرفان سیفی کارپینٹر عظمت شہید مارکیٹ شاپ نمبر ۷ نکلسن روڈ لاہور نمبر ۲۳

۲ ـــــ السیف الصارم پبلشرز 5721609

دار العلوم جامعہ جیلانیہ، نادر آباد، بیدیاں روڈ۔ لاہور کینٹ

۳ ـــــ جامعہ سیفیہ منڈی کس کھوری باڑہ۔ پشاور

۴ ـــــ مکتبہ سیفیہ محمدیہ

حسین ٹاؤن راوی ریحان نزد کالا شاہ کاکو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَبَشِّرْ

عِبَادِ۝ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ
الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ
الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ
اُولُوا الْاَلْبَابِ۝

(آیت ۱۸ــ پارہ ۲۳ ـــ سورہ زمر)

تو آپ خوشخبری سنا دیں میرے ان بندوں کو جو بات کو غور سے سنتے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ دانشور ہیں۔

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسانی نظریات کے جس دور سے ہم گزر رہے ہیں وہ پر فتن ہونے کے ساتھ ساتھ حوصلہ شکن بھی ہے۔ ناعاقبت اندیشی کے سائے ہمارے چاروں طرف منڈلا رہے ہیں۔ اور ہم بے رہروی کے بھنور میں اس طرح پھنس چکے ہیں کہ ہمیں اپنی اصلیت کی خبر ہی نہیں رہی۔ اور قابل صد افسوس ہیں کم علمی اور نا سمجھی کے اژدھا سے ڈسے ہوئے وہ لوگ جو بجائے شعور کے دروازے پر دستک دینے کے اغیار کی سازشوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ اور انہیں اس بات کا احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم ایسے بھنور کو جنم دے رہے ہیں جو ہر گھڑی اغیار کو خوش کرنے کی فکر میں غلطاں و پیچاں ہیں اور سمجھ نہیں پا رہے کہ۔

یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں اپنا گھر نہ ہو

خوش آئند بات یہ ہے کہ اس دور پر فتن میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اس ظلمت کی گہرائیوں سے امت مسلمہ کو نکالنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے حضرت پیر طریقت حضرت اخند زادہ سیف الرحمن مبارک صاحب مدظلہ کا نام سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ جن کی ذات نیلگوں آکاش پر کوکب کی مانند ٹمٹا رہی ہے۔

قبلہ حضرت صاحب نے کتاب ہذا میں علم طریقت و حقیقت کے گوہر بے بہا لٹائے ہیں۔ جو بظاہر ایک ناعاقبت اندیش کے جواب میں ہے مگر اپنے اندر علم تصوف کا سمندر بکھیرے ہوئے ہے۔ اور قبلہ مبارک صاحب نے ان دلائل کے ساتھ کوزے اور

سمندر والا معاملہ فرمایا ہے۔

اب تک اس کتاب کے تین ایڈیشن آچکے ہیں جو کہ ہاتھوں ہاتھ نکلے لیکن جیسے اس کتاب نے ارباب علم و فکر کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہو' اس کی مانگ بڑھتی ہی گئی۔

جس طرح جامعہ جیلانیہ پبلشرز نے آپ کے سامنے مفید کتابیں اور کتابچے شائع کیے اس طرح انشاء اللہ آئندہ بھی آپ اس سے مستفید ہونگے۔ الحمد للہ اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن جامعہ جیلانیہ کی طرف سے آپ کے ہاتھ میں ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ اپنی آنکھوں سے چشمہ اختلاف اتار کر اس کا مطالعہ فرمائیں۔

الفاظ کے پیچوں تاب میں الجھتے نہیں دانا

غواص کو مطلوب ہے صدف سے کہ گہر سے

یقیناً" آپ اس میں ایک لزیذ حلاوت محسوس کریں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں ہمارے نیک مقاصد میں کامیاب فرمائے اور جن لوگوں کے نظریات پر ظلمات کی دبیز تہہ چڑھی ہوئی ہے انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

صاحبزادہ عرفان اللہ حنفی سیفی

ناظم دارالعلوم جامعہ جیلانیہ نادر آباد

بیدیاں روڈ لاہور کینٹ فون:۔ 5721609

فہرست مضامین

عنوان | صفحہ نمبر

تقــريظ

پیر طریقت شیخ التفسیر العلامۃ مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی مہتمم دار العلوم جیلانیہ نادر آباد ۔ بیدیاں روڈ ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی رفع منار الاسلام والدین بالحجج والبراھین وایدہ بالائمۃ المجتھدین والعلماء العاملین والاولیاء الکاملین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین ۔ وعلی الہٖ واصحابہٖ الطاھرین واتباعہ الکاملین الی یوم الدین اما بعد فقد رأیت ھذا الکتاب النافع الجامع للمسآئل الضروریۃ مع الفوآئد الزآئدۃ بتمامہٖ فوجدتہ موافقا لاسفار الکبار من السابقین ومطابقا لزبر الأخیار من اللاحقین (رضی اللہ عنا وعنھم اجمعین) محتویا علی المسآئل الحقۃ السنیۃ ومشتملا علی ما افتیٰ بہ العلماء البریہ والبحریۃ اعنی بہ النسخۃ المرتاضۃ المرتفعۃ الملتویۃ بالمسآئل الدینیۃ الضروریۃ والحریّ بان یسمّٰی بسیف الرّحمٰن علی اعداء خیر الانام ۔ المسمٰی بھدایۃ السالکین الذی الفھا العالم الکامل المجدد للمائۃ خامس عشر شیخ العلمآء والمشائخ الصفی الذکی المؤید من اللہ المنان اخندزادہ سیف الرحمٰن الخراسانی دام فیوضہ علینا فھو کاف لدفع مطاعن المکابرین واف لسائر اھل الحق والیقین فیا ایھا الغافلون ھو اٰیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم ومایجحد بہ الا الجاھلون وبنیانہ مرصوص بالبراھین والدلآئل القطعیۃ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ وابحاثہ مراصد الھدایۃ ینزع الظلمات عن قلوب الزائغین وروایاتہ مرویۃ عن الثقات والعدول فوجدتہ مقرونا بالحق والصواب وینبغی ان یتلقی بالقبول عند اولی الالباب ویدعو لمصنفہ خیر المآب ۔

الفقیر محمد عابد حسین السّیفی

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد ابراہیم نقشبندی مدرس دارالعلوم حنفیہ سیفیہ محمدیہ راوی ریان - لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نور قلوبنا بنور الایمان وزین نفوسنا بطاعته فی کل حین وان وجعلنا فی امة حبیبه محمد خاتم النبیین المبعوث فی اخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کل آوان وعلیٰ اله واصحابه ذوی العلم والعرفان وروشحنا بتقلید الامام ابی حنیفة النعمان رحمة اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ احبابه واتباعه ذوی الانهام وبعد فانی رأیت الرسالة المنیفة الرشیقة الشریفة التی الفها الشیخ الکامل المجدد فی هذا الزمان قطب دوران حضرت اخندزاده سیف الرحمٰن خراسانی دامت برکاته العالیه فی جواب العنید الغلیل پیر محمد جترالی فوجدتها صحیفة مشتمله علیٰ روایات سدیدة ودرایات رشیدة مشیدة بالدلائل المحکمة ومؤسسة بالبراهین الاتمة یحتظ بروایاتها من تصدیٰ للوقوف علیٰ اظهار الحق ویظهر بها جهل المذبذب البلید ویتعظ بموعظتها من یخاف یوم النشور ویعتبر بمعانیها من له نظیر فی عواقب الامور ویستلذ بمطالعتها الناظرون ویمدح مؤلفها العلمآء المنصفون تنبسط بها القلوب الرشیدة وتندفع بها شکوک من له ضعف العقیدة اجوبتها شافیة للسائلین لاتبقیٰ مفرا للمعتوفین لاشك انها عبرة لمن اعتبر وتبصرة لمن استبصر وتذکرة للمذکرین وتنبیه للغافلین وجزة لمن الستخبر وذخرة لمن ادخر ونفرة لمن مد البصر ومسرة لمن تفجر وهٰذا الکتاب فی الحقیقة جدیر بان یطبع ولو بصرف کثیر لینتفع به الخاص والعام یهتدی به العلمآء والعوام ویکون صاعقة لاهل البدع والاهوآء ومن اجاب فقد اصاب، ومن انکر فقد خاب، فهی مصداق قول القائل۔

ومن قال سوی ذالك فقد قال محالا

حررہ الفقیر خادم الاولیآء محمد ابراهیم النقشبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخنہائے گفتنی

ماہ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ کی ایک شام کو میں اپنے مرشد عالی مرتبت' پیر طریقت' رہبر شریعت' حضرت علامہ مولانا پیر محمد عابد حسین سیفی دامت برکاتہم العالیہ مہتمم جامعہ جیلانیہ نادر آباد لاہور کینٹ کی خدمت اقدس میں دیگر سالکین کے ہمراہ حاضر تھا۔ دوران محفل سالکین خصوصاً مبتدی سالکین کی تربیت' رہنمائی اور ہدایت کی بابت گفتگو چل نکلی تو میرے دادا مرشد' قیوم زمان' مجدد عصر' قائد اہلسنّت حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف کردہ کتاب "ہدایت السالکین فی رد المنکرین" کا ذکر بھی ہوا۔ مرشدنا حضرت پیر محمد عابد حسین سیفی صاحب فرمانے لگے کہ ہدایت و رہنمائی کے تمام پھول اسی کتاب سے چنے جاسکتے ہیں مگر اس سے استفادہ کے لیے دو مسائل درپیش ہیں ایک یہ کہ کتاب بازار میں دستیاب نہیں جتنی طبع ہوئی تھی وہ ہاتھوں ہاتھ نکل گئی اور دوسرا یہ کہ کتاب میں اردو گرامر کے لحاظ سے بہت سی اغلاط ہیں جس کی بنا پر کم پڑھے لکھے سالکین عبارت کا مفہوم سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ لہٰذا اس کا واحد حل یہی ہے کہ اس کتاب کی عبارتی اصلاح کرکے طباعت کے مراحل سے گزاری جائے تاکہ جملہ سالکین مستفید و مستفیض ہوسکیں۔

سوال پیدا ہوا کہ یہ محنت طلب کام کون سرانجام دے۔ ہم تمام سالکین نے قبلہ و کعبہ محترم پیر محمد عابد حسین سیفی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ چونکہ یہ ایک علمی' ادبی' روحانی اور تصوفانہ کام ہے لہٰذا آپ سے زیادہ بہتر طور پر یہ خدمت کوئی اور سرانجام نہیں دے سکتا مگر ہماری تمامتر گزارش کے باوجود آپ سرکار نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے سبب یہ ذمہ داری قبول نہ کی۔ پھر چند اور احباب کے نام لیے گئے مگر آپ سرکار نے پسند نہ فرمایا۔ چند لمحے توقف کے بعد سرکار محترم نے اس خاکسار و عاجز کو مخاطب کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ مشتاق یہ کام تم کروگے۔ میں نے لاکھ اپنی کم علمی' بے مائیگی اور تصوف سے ناآشنائی کی حقیقت کا

اقرار کر کے معذوری ظاہر کی کہ میں قطعاً اس لائق نہیں ہوں مگر آپ سرکار نے ذرا جوشیلے انداز میں پھر ارشاد فرمایا کہ سرکار مبارک (اخندزادہ صاحبؒ) نے مجھے امر کیا ہے کہ یہ کتاب دوبارہ چھاپی جائے اور میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ یہ خدمت صرف تم انجام دو گے۔ یوں

قرعہ فال بنام دیوانہ زدند

اور چونکہ مرشد کے حکم سے انکار کی قطعی طور پر گنجائش نہیں ہوتی لہٰذا سر تسلیم خم کرتے ہوئے صرف اتنی گزارش کی کہ آپ دعا فرمائیے گا تاکہ یہ عاجز اس عظیم خدمت سے عہدہ برا ہو سکے۔

حضرت ڈاکٹر اقبال رحمتہ اللہ نے سچ کہا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

چترال کے باسی ایک شخص مسمی بہ پیر محمد چشتی نے ایک جہالت بھرا خط سرکار مبارک حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی قدس سرہ کے نام لکھا (جس کی نقل اس کتاب کے آغاز میں شامل ہے) اور بہت سے جاہلانہ اعتراضات کر کے ان کے جوابات طلب کیے۔

اعتراضات تحریر کرتے وقت پیر محمد چشتی چترالی تکبر کا مرتکب ہوا اور خود کو بہت اعلیٰ رتبے کا عالم و فاضل ظاہر کیا ہے بلکہ خود کو (نعوذ باللہ) خدا کے برابر سمجھنے لگا۔ وہ اس طرح کہ اس نے جو بھی اعتراض کیا ہے اس کا معیار "میرے نزدیک" کے الفاظ استعمال کر کے اپنی ذات کو ٹھہرایا ہے حالانکہ یہ رتبہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا ہے جو کائنات اور تمام جہانوں کا خالق و مالک بھی ہے علیم و خبیر بھی ہے اور علام الغیوب بھی ہے چونکہ علم آگہی شعور اور ادراک وغیرہ کی تمام نعمتیں اسی کی عطا کردہ ہیں لہٰذا ہر لحاظ سے اکمل ترین وہ ذات اس لائق ہے کہ پسند و ناپسند اور جائز و ناجائز کا جو معیار مقرر فرمائے ہم تمام انسان اسی کے پابند ہوں گے۔ وہ ذات عظیم اپنے محبوب ترین بندوں یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے انسانوں کو اس معیار سے آگاہ فرماتی ہے (یہ بھی اس کا احسان عظیم ہے ورنہ ہم تو کفر و جہالت میں برباد ہو گئے ہوتے) چونکہ انبیائے کرام علیہ السلام خدائے رحیم و کریم کے

نائب ہوتے ہیں ان کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ اور انکی ذات مسعود سے ادا شدہ ایک ایک عمل خداوند قدوس کی مرضی و منشا کے مطابق ہوتا ہے لہٰذا ان عظیم ہستیوں کی سنت بھی قول و عمل کا ایک معیار بن جاتی ہے۔ پھر آگے اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین' انبیائے کرام علیہم السلام کے نائب اور وارث ہوتے ہیں۔ وہ حتی الامکان کلام الٰہی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہوتے ہیں لہٰذا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ان کا عمل اور قول عام مسلمانوں کے لیے ایک معیار بن جاتا ہے جس کی پیروی کرکے ہر مسلمان دنیاو آخرت کی بھلائی سمیٹ کر اپنے خالق و مالک کے حضور سرخرو ہو جاتا ہے۔

ہر ولی اپنے قول و عمل کی صداقت کے لیے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کلام الٰہی کا حوالہ دیتا ہے یعنی وہ یہ نہیں کہتا کہ میں ایسا کہتا ہوں یا ایسا کرتا ہوں بالفاظ دیگر وہ کسی امر کی صداقت یا حقانیت کے لیے "میرے نزدیک" کے الفاظ استعمال نہیں کرتا۔

کسی مسلمان کے مرتبے اور رتبے کو بحیثیت مفسر' محدث' مجدد یا ولی اللہ وغیرہ جانچنے کے لیے اس کے قول و فعل کو پرکھا جاتا ہے اگر وہ اس پرکھ پر پورا اترے تو اسے ان مذکورہ مراتب میں سے کسی ایک یا زیادہ کے لائق تسلیم کیا جاتا ہے اور اس کی عزت و توقیر ہوتی ہے۔ پیر محمد چشتی چترالی ان مراتب میں سے کسی ایک کا بھی اہل نہیں (جیسا کہ اس کے قول و فعل سے ثابت ہوتا ہے اس کی تفصیل کتاب ھذا کے مطالعہ سے حاصل ہو جائے گی) تو پھر وہ کس بنیاد پر "میرے نزدیک" کے الفاظ استعمال کرکے خود کو ایک عالی مرتبت انسان ظاہر کرتا ہے۔ کیا وہ اس طرح تکبر کا مرتکب نہیں ہو جاتا؟ جبکہ تکبر کو قادر مطلق نے کسی طور پر بھی انسانوں کے لیے پسند نہیں فرمایا۔ انبیائے کرام علیہ السلام اللہ تبارک تعالیٰ کی پسندیدہ ترین ہستیاں ہوتی ہیں۔ ایسی غلطی تو ان میں سے بھی کسی نے نہیں کی۔

پیر محمد چشتی نے جتنے بھی اعتراضات کیے ہیں ان کے صحیح ہونے کے لیے قرآن پاک' حدیث مبارکہ' سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم' فقہائے کرام اور بزرگان

دین کے اقوال میں سے کسی ایک کا بھی حوالہ نہیں دیا جبکہ حضرت مبارک صاحب (اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی مدظلہ العالی نے اس کے ایک ایک اعتراض کے رد کے لیے قرآن و حدیث' فقہائے کرام اور بزرگان دین کے اقوال کے کئی کئی حوالے دیے ہیں۔ (ان حوالوں کی تفصیل کتاب کے آخر میں "کتابیات" کی صورت میں دی گئی ہے)۔

کسی استاد کی عظمت کا اندازہ اس کے شاگردوں کی قابلیت سے لگایا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی مرشد کامل کی عظمت' بزرگی اور لیاقت کا اعتراف اس کے مریدین کے کردار کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔ پیر یا مرشد ناقص ہو گا تو اس کے مریدین بھی ویسے ہی ناقص اور خالی ہوں گے اور اگر پیر یا مرشد کامل ہو گا تو اس کے جھلک اس کے مریدین میں لازما دکھائی دے گی۔ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی کی عظمت اور عالی رتبی کا اندازہ کرنے کے لیے پہلے ان کے مریدین کو دیکھیں۔

۱۔ کیا وہ شریعت مصطفائی صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند نہیں؟

۲۔ کیا وہ اسوہ حسنہ کے کامل ترین نمونہ (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنتوں پر عمل پیرا نہیں؟

۳۔ کیا وہ عام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت نہیں کرتے؟

۴۔ کیا وہ امربالمعروف اور نہی عن المنکر کا پرچار نہیں کرتے؟

۵۔ کیا وہ اطیعو اللہ اور اطیعو الرسول پر ایمان نہیں رکھتے؟

۶۔ کیا وہ قرآن حکیم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی تبلیغ نہیں کرتے؟

یقیناً آپ کسی بھی سوال کا جواب نفی میں نہیں دے سکتے۔ جب مریدین کا یہ حال ہے تو ان کے مرشد عالی کا کردار اور رتبہ کس قدر بلند ہو گا!

ع۔ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

اس ذات علی مرتبت یعنی قیوم زمان' مجدد عصر' شریعت و طریقت کے کامل عامل حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی قدس سرہ کا رتبہ مریدین سے

کہیں بلند تر ہے۔ ذرا غور کیجیے جو شخصیت ہر لحہ اور ہر لحاظ سے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی پابند ہو' اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سرمایۂ حیات سمجھتی ہو' زندگی کے ہر شعبے اور ہر معاملے میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کو اپنی معراج سمجھتی ہو' قرآنی احکامات پر عملدرآمد کو ذریعہ نجات جانتی ہو' صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی پیروی کرتی ہو اور صوفیہ کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے طریق پر گامزن ہو تو کیا ایسی شخصیت کے ایک کامل مومن ہونے میں شک کی کوئی گنجائش ہے؟

پیر محمد چشتی چترالی اور اس جیسے دیگر جہالت زدہ لوگ اگر پھر بھی مخالفت برائے مخالفت کا رویہ اپنائے رکھیں تو ان کی عقل و دانش اور کج فہمی پر ماتم ہی کیا جاسکتا ہے۔ ایسے لوگوں کا کام مخلوق خدا کو راہ ہدایت پر چلانے کی بجائے جہالت و گمراہی کے غاروں میں دھکیلنا ہوتا ہے۔ خود بھی تباہ و برباد ہوتے ہیں اور دوسروں کا بیڑا بھی غرق کرتے ہیں۔

ع۔ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔

داناؤں کا کہا سچ ہے کہ اگر دن کا اجالا چمگادڑ کے مقدر میں نہیں تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔

ایسے تمام افراد جو پیر محمد چشتی کی گمراہ کن باتوں میں آکر اس کی ہمنوائی کر رہے ہیں ان کو میرا مشورہ ہے کہ وہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحبؒ سے شرف ملاقات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ایک مرتبہ خلوص دل اور ٹھنڈے دماغ سے اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں۔ انشاء اللہ انہیں لازماً کھرے اور کھوٹے اور حق و باطل کی پہچان ہو جائے گی اور ہمارے پیر و مرشد حضرت مبارک صاحبؒ کی حقانیت اور صداقت کی وہ خود گواہی دیں گے۔

کتاب ہذا میں گرامر کی جو اغلاط تھیں وہ حتی الامکان دور کردی گئی ہیں۔ زبان آسان اور عام فہم استعمال کی گئی ہے۔ فارسی عبارات کے ترجمے اور قرآنی آیات کے حوالے اور ترجمے بھی شامل کردیے گئے ہیں۔ حسب ضرورت عبارات میں ترمیم و اضافے بھی کیے گئے ہیں تاکہ ایک عام قاری بھی کماحقہ مستفیض ہو سکے۔ پشتو اشعار کے ترجمے کے لیے جناب قاری محمد انور سیفی صاحب اور بعض

مقامات پر عربی ترجمے کے لیے میرے فاضل دوست پروفیسر میاں عبدالجبار صاحب نے میری مدد فرمائی۔ ان ہر دو کا میں تہ دل سے ممنون ہوں۔

آخر میں' میں مرشدی پیر طریقت' رہبر شریعت حضرت مولانا محمد عابد حسین سیفی صاحب کے حضور عاجزانہ ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں کہ ان کی ہدایت رہنمائی اور دعائیں اگر میرے شامل حال نہ ہوتیں تو میں بالکل اس قابل نہ ہوتا کہ اس کٹھن مرحلے کو طے کر سکتا۔ اللہ رب العزت سے التجا ہے کہ وہ اپنے محبوب برحق' رحمتہ اللعالمین' سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میری اس حقیری محنت کو قبولیت سے نواز دے۔ آمین۔

صفر المظفر ۱۴۱۷ھ

جون ۱۹۹۶ء

خاک پائے اولیائے کرام

(پروفیسر) مشتاق احمد حنفی

پیر محمد چشتی کے اعتراضات کا فوٹو کاپی

بخدمت حضرت محترم پیر سیف الرحمٰن اخوندزادہ صاحب

السلام علیکم

امید ہے مزاج شریف بخیر و عافیت ہونگے۔ چند مسائل آپکی زبان سے میں نے خود سنے ہیں۔ ویسے بھی آپکے شیخ اور مریدین اور خلیفہ حضرات آپکی تائید کرتے ہوئے انکی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جنکو میں ناجائز، شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم پر بہتان و کذب اور مذہب اہلسنت وجماعت کے خلاف سمجھتا ہوں۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے ہونے اور مخلوق سے نہ ہونے کے عقیدہ ویقین رکھنے والوں کو آپ کافر کہتے ہیں۔ بلکہ ہزارہا بار آپ یہ فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔ جسکو میں غلط سمجھتا ہوں۔ اور کسی مسلمان کے مجمل لفظ یا غلط کلمہ کی وجہ سے اس پر حکم کفر یا فتویٰ کفر صادر کرنے کیلئے اسلامی اصول کا خلاف سمجھتا ہوں۔

(۲) ضروریات دینیہ قطعیہ جو قطعی الثبوت والدلالۃ نصوص سے مدلول ہیں۔ جیسے قطعی عقائد اسلامیہ۔ ایسے مسائل میں بھی آپ امام ابو حنیفہ کی تقلید ضروری کہتے ہیں۔ اور ہزارہا بار اسکا فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔ اور آپکے شیخ و مریدین و خلیفہ سب کے سب اس مسلک کے سالک ہوکر لوگوں کو اس قسم عقیدہ رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔

جسکو میں نہ صرف غلط فہمی سمجھتا ہوں۔ بلکہ ائمہ اربعہ مجتہدین کرام پر تہمت باندھنے کے مترادف کہتا ہوں۔ اور میرے نزدیک اس مسئلہ میں اسلامی عقیدہ یہ ہے۔ کہ قطعی عقائد اسلامیہ میں حنفی شافعی وغیرہ اختلاف کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ حنفی شافعی وغیرہ اختلاف کا دائرہ صرف مسائل اجتہادیہ اور ان مسائل تک محدود ہے جن پر قطعی الثبوت و الدلالۃ نصوص موجود نہ ہوں۔
جیسے اعتقادیات ظنیہ اور مسائل قیاسیہ فقہیہ۔

(۳) اللہ تعالیٰ سے اسکی شان کے مطابق سب کچھ ہونے کا یقین اور اسکی شان اقدس کے خلاف اس سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین میرے سمیت تمام عالم اسلام کا مشترکہ عقیدہ ہے۔ جسکو آپ کفری عقیدہ سمجھتے ہیں۔ اور بار بار آپ اس عقیدہ پر حکم کفر لگا چکے ہیں۔ میرے نزدیک اس عقیدہ پر حکم کفر لگانا اور ایسے الفاظ کو کفریہ کہنا قرآن و حدیث سے انکار اور صحابہ۔ تابعین، ائمہ مجتہدین بلکہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے مترادف ہے

(۴) الاستفتاء میں اللہ کی شان کے لائق سب کچھ اس سے ہونے کے یقین ہے۔ کے الفاظ میں لفظ شان جو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہوا ہے۔ اس نسبت کو آپ کفریہ فعل قرار دیکر "اللہ کی" طرف لفظ شان کی نسبت کرنے پر کفر کا حکم لگایا ہے۔

جس پر عینی شاہدین موجود ہیں۔ میرے نزدیک آپکا یہ فتویٰ نہایت مزاحیہ قرآن و حدیث سے انکار اور تمام علماء اسلام کو کافر قرار دینے کے مترادف ہے۔

(۵) بغیر عمامہ نماز پڑھنے کو آپ نے مکروہ تحریمہ کہا ہے۔ جبکہ میں آپکے اس فتویٰ کو نہ صرف غلط محض سمجھتا ہوں۔ بلکہ شریعت پر بہتان وکذب اور اپنے پیٹ سے شریعت گڑھنے کے مترادف سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک عمامہ باندھنا نبی اکرم نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت لباس اور سنت عادیہ ہے۔ اور سنت نبوی کی نیت سے اسکا استعمال کرنا باعث ثواب وبرکت ہے۔ اور عدم استعمال نہ گناہ نہ مکروہ لہذا بغیر عمامہ نماز پڑھنے کو مکروہ کہنا اپنے پیٹ سے شریعت گڑھنے کے مترادف ہے۔

(۶) سر پر ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے کو آپ نے ناجائز، مکروہ، مکروہ تحریمی اور اپنے پیٹ سے شریعت گڑھنے کے مترادف ہے۔

(۷) سر پر عمامہ باندھنے کو آپ نے سنن ھدیٰ اور سنت مؤکدہ کہا ہے۔ جبکہ میرے نزدیک آپکا یہ فتویٰ کتب فقہیہ واحادیث کے خلاف، مردود اور اپنے پیٹ سے بنائے ہوئے اختراع اور رسول اللہ علیہ السلام پر جھوٹ وبہتان ہے۔

(۸) پیر کا مرتبہ وحق استاد کے مرتبہ وحق سے زیادہ کہکر آپ علماء و مدرسین سے انکے شاگردوں کو کاٹ رہے ہیں۔ جبکہ میرے نزدیک آپکا یہ فتویٰ کلی بے بنیاد وغلط ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جس مذہبی استاد وشیخ نے مذہبی علوم پڑھاکر علم وعمل کے صراط مستقیم پر لگایا ہو۔ اسکا مرتبہ موجودہ زمانہ کے رسمی پیر سے بدرجہا بہتر وافضل ہے۔

(۹) آپ سینہ کے غدود کو ہلا کر اسکو کلمہ طیبہ کے ساتھ جریان قلب یا اجراء قلب کا نام دیکر خلق خدا کو اپنی کرامت وروحانی طاقت کا تاثر دے رہے ہیں۔ جو میرے نزدیک محض کرتب اور خاص عمل کا کرشمہ ہے۔ جسکا روحانیت وتصوف اور سلوک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ میں اسکو ناجائز وگناہ سمجھتا ہوں۔

(۱۰) آپ نے کہا ہے کہ اہل تشیع اور مولانا مودودی جماعت اسلامی پاکستان کے بانی اور تبلیغی جماعت والے یہ سب کافر ہیں۔ جبکہ آپکا یہ فتویٰ میرے نزدیک غلط اور کسی شخص پر حکم کفر کرنے کیلئے اصول اسلام کے خلاف ہے۔

87750

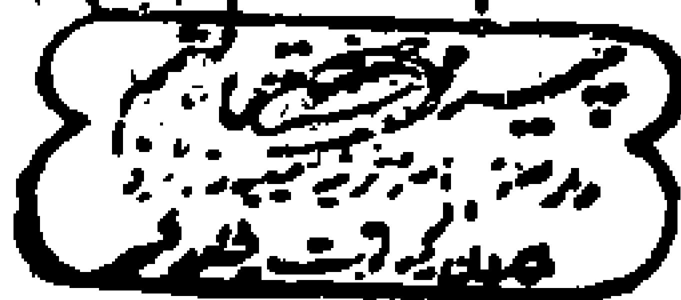
[signature]

آخر میں بصد آداب عرض کروں گا کہ مذکورہ مسائل میں آپکے ساتھ میرا بنیادی اختلاف پیدا ہوا ہے۔ بالخصوص نمبر ۱ و نمبر ۲ کے متعلق آپ نے مجھ پر کفر کا حکم کر کے نہ صرف میری شدید توہین کی ہے۔ بلکہ تمام عالم اسلام کو کافر بنا کر قرآن و حدیث سے انکار کیا ہے۔ لہذا اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے حکم۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ سورہ ۴ سورۃ النساء آیت ۵۹

ترجمہ:۔ اگر کسی مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہوا تو قال اللہ و قال الرسول کی روشنی میں اسکا فیصلہ کرو۔ الہیات کا طالب علم اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے قال اللہ و قال الرسول کی روشنی میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں۔ اور اللہ وحدہٗ لا شریک کو حاضر و ناظر جانکر اشہد کے ساتھ آپکو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس تحریر سے میرا مقصد صرف اور صرف اظہار حق ہے۔ کسی کی تذلیل یا مقابلہ ہرگز ہرگز میرے پیش نظر نہیں ہے لہذا آپ بھی اللہ کو حاضر و ناظر جانکر بعد الموت اللہ کے سامنے پیشی کا منظر ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے موقف کی تحریری وضاحت ہماری قومی زبان "اردو" میں پیش کریں۔ آپکی بڑی مہربانی ہوگی۔

والسلام 14/4/94

خاکپائے اہل حق پیر محمد چشتی صدر پاسبان اہلسنت وفاق سرحد
ومہتمم دارالعلوم جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور فون 64045



متعصبانہ سوالات

نام نہاد پیر سیف الرحمٰن عرف اخندزادہ ساکنہ باڑہ پشاور کی کتاب
ہدایۃ السالکین کے چند کفریات

۱۔ قیوم زمان ہونے کا دعویٰ ص۲۹۲ (الوہیت کا دعویٰ)۔
۲۔ اخص الخواص انبیاء ہیں لیکن اسی صفحہ پر اخص الخواص کے مقام کا دعویٰ ص۲۹۲ (نبوت کیطرف پیش قدمی)
۳۔ عبدالقادر جیلانیؒ غوث الثقلین ہیں ص۲۸۲ (اگرچہ دعویٰ بلا دلیل ہے) لیکن اخندزادہ کا مقام عبدالقادر جیلانیؒ سے بھی فوق ہے ص۳۲۵ - (صوفیوں کیلئے چیلنج)
۴۔ قیامت کے دن انبیاء کے صف میں کھڑا ہونے کا دعویٰ ص۳۲۷ (قادیانیت کے اثرات موجود ہیں)
۵۔ تمام انبیاء، صحابہ، اولیاء بلکہ خود محمدؐ نے اخندزادہ کی اقتدا کی ص۳۴۹ (شرم تم کو مگر نہیں آتی)
۶۔ حضورؐ نے روتے ہوئے امت کی سفارش اخندزادہ سے کی ص۳۳۲ (محمدؐ بھی نعوذ باللہ اسکا محتاج ہے)
سیف الرحمٰن عرش پر مسطور اور قائم ہے اسمیں شک نہ کیا جائے ص۳۴۸ (اللہ بننے کا شوق بھی ہے)
مقربین اولین ہونے کا دعویٰ ص۲۹۲ (گویا کہ بدری صحابہؓ میں شامل تھا)
کامل ہونے کا دعویٰ ص۲۹۶ (یہ منہ اور مسور کی دال)
علم باطن سے عظیم حصہ ملنے کا دعویٰ ص۳۶ (اگر بحیرو کاری میں عیش کرنے سے علم باطن ملتا تو تمام سرمایہ دار علم باطن کے مالک ہوتے) تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ -

اعلان عام :- تمام اہل علم حضرات اپنے فرائض منصبی کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں کیونکہ کفر پر راضی ہونا کفر ہے۔ اور محترم حضرات مذکورہ کتاب (ہدایۃ السالکین) پر پابندی لگانے اور اس گمراہ اور بے دین شخص کو فوراً گرفتار کر کے سخت سزا دینے کیلئے حکومت پر دباؤ ڈالیں۔

لباس خضر میں لاکھوں یہاں رہزن بھی پھرتے ہیں
اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

تنظیم اتحاد العلماء ملاکنڈ ڈویژن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت اخندزادہ سیف الرحمن قدس سرہ المنان کے مکتوب گرامی کی نقل

(عام اہل اسلام کو ایک اہم حقیقت کی وضاحت)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ اجمعین. اما بعد:

میں فقیر اخندزادہ سیف الرحمن بن قاری سرفراز خان بن محمد حیدر (حنفی مذھباً، نقشبندی مشرباً، ماتریدی اعتقاداً، کوٹ ننگرہار مولداً، ارچی ترکستان موطناً، باڑا کھجوری منڈھی کس مسکناً) تمام اہل اسلام کو عموماً اور علماء کرام و مشائخ عظام رحمۃ اللہ علیہم کو خصوصاً ایک اہم حقیقت واضح کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ بحمد اللہ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا عاجز بندہ ہوں کہ تمام سرزمین پر اپنے آپ سے باعتبار ذوق کوئی اور مجھے ادنیٰ ترین نظر نہیں آتا اور میں خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی ہوں اور حضور ﷺ کی ختم نبوت پر اعتقاد رکھتا ہوں اور فروع فقہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کا مقلد ہوں اور اصول و عقائد میں اہلسنت و جماعت کے عظیم پیشوا حضرت امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا تابع ہوں اور تصوف و طریقت میں حضرت خواجہ بزرگ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند

رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تابع اور انہیں بزرگان دین کا بالواسطہ مرید ہوں۔ لیکن اس امر میں باشعور مسلمانوں کے نزدیک کوئی خفاء نہیں کہ ہر زمانہ میں اہل حق اور فقراء طریقت کے حاسدین اور متعصبین ہوتے ہیں جو کہ قسم قسم افتراء بازیوں کے ذریعہ کم فہم اہل اسلام کے دلوں میں فاسد شکوک و شبہات ڈالتے ہیں اور انہیں اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم کے خلاف ابھارتے ہیں۔ لیکن اہل حق شکر اللہ سعیہم ہر زمانہ میں ان منکرین اور حاسدین کو منہ توڑ جواب سے نوازتے ہیں اور عام اہل اسلام کو ان کے دجل و فریب سے بچاتے ہیں اور انہیں راہ راست پر لگاتے ہیں جس طرح مولانا خالد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے حاسدین نے ان کے خلاف مختلف قسم غلط پروپیگنڈے کئے اور قسم قسم کے افتراء بازیوں سے ان کی شخصیت بابرکت کو مجروح کیا لیکن مولانا مفتی محمد امین بن عابدین شامی رحمتہ اللہ علیہ نے منکرین کی تردید اور حضرت خالد رحمتہ اللہ علیہ کی تائید و حمایت کے لئے (سل الحسام الہندی) کے نام سے منہ توڑ علمی رسالہ لکھا اور منکرین کی افتراء بازیوں کو (هباءً منثوراً) کا مصداق بنایا۔ اسی طرح اس زمانہ میں پیر محمد چشتی چترالی مہتمم مدرسہ غوثیہ معینیہ یکہ توت پشاور فقیر کے متعلق مختلف قسم کے غلط پروپیگنڈے اور افتراء بازیاں کر رہا ہے۔ حالانکہ آج سے تقریباً دو سال پہلے پیر محمد

نے میرے حجرہ (خانقاہ) میں متواتر عینی گواہوں کے سامنے اکاون (۵۱) آیات قرآنیہ متعلق بالکسب سے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کو کاسب ٹھہرا کر بندہ سے کسب نفی کر کے اسے مجبور محض قرار دیا تو میں نے اس کو توبہ کی دعوت دی لیکن اس بدبخت ظالم نے توبہ کے بجائے عناد اور سرکشی کا راستہ اختیار کیا اور میرے نام ایک خط ارسال کیا جس میں پیر محمد نے عقیدہ جبر پر تصریح کی تھی اور بندہ کو مجبور محض قرار دیا تھا اور موجودہ زمانے کے تمام مشائخ طریقت رحمۃ اللہ علیہم کو رسمی پیر قرار دیا تھا اور معرفت خداوندی کی افضلیت سے انکار کیا تھا اور اہل تشیع اور منکرین عصمت انبیاء علیہم السلام کے عقائد باطلہ کی تائید کی تھی اور لطائف کی حرکت اور نور وجد و حال پر استہزاء کر کے اس سے انکار کیا تھا اور متعدد مواضع میں میری تکفیر کی تھی اور اس بات پر زور دیا تھا کہ میں نے آپ کی گرفت کی ہے مجھے جواب دیا کرو ورنہ تم شریعت سے فرار ہوتے ہو وغیرہ وغیرہ۔ تو میں نے پورے تحمل کے بعد علمی اور شرعی دلائل سے بھرپور کتاب (ہدایت السالکین) مذکورہ گستاخانہ خط کے جواب میں لکھی لیکن جب سے (ہدایت السالکین) شائع ہوئی تو پیر محمد نے اغیار کے ڈالروں سے اور بھی عناد میں آکر حق کے قبول کرنے سے اعراض کیا اور میرے متعلق مختلف قسم کی افتراء بازیوں اور بازاری گالیوں کا تقریری اور تحریری سلسلہ گرم رکھا اور جگہ جگہ غلط پروپیگنڈوں سے بھرپور پمفلٹ تقسیم کر رہا ہے تو اس سلسلہ میں ہم اہل اسلام کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کرتے ہیں

کہ پیر محمد کے غلط پروپیگنڈوں سے دھوکہ نہ کھائیں اور حنفی سنی شیخ طریقت پر بغیر حق بدگمانی نہ کریں کیونکہ جب کوئی شخص ایک صحیح العقیدہ مسلمان کی بغیر حق تکفیر کرے تو تکفیر کرنے والا خود کافر ہو جاتا ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ (لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا یَرْمِیْهِ بِالْکُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْهِ اِنْ لَمْ یَکُنْ صَاحِبُهٗ کَذَالِکَ)۔ پیر محمد چترالی نے اکثر اشتہارات میں لکھا ہے کہ کھجوری بارڑا کے پیر سیف الرحمن نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور (ہدایت السالکین) میں نقل شدہ صوفی رستم خان صاحب کے خواب سے استدلال فاسد کیا ہے کہ صوفی رستم خان نے خواب دیکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فقیر سیف الرحمن کو نماز میں امامت کے لئے آگے کر دیا حالانکہ (ہدایت السالکین) میں یہ خواب نقل کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ (یہ خواب وراثت پر دلیل ہے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کو امامت فی الصلوٰۃ کے لئے آگے کریں گے) اور نبی اکرم ﷺ کی اپنی حیات طیبہ میں ابوبکر صدیقؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ کے پیچھے نماز میں اقتداء ثابت ہے تو یہ کس طرح دعوہ نبوت ہو سکتا ہے؟ نیز اگر نبی ﷺ کے آگے نماز میں امامت کروانا دعوہ نبوت ہو تو پھر ابوبکر صدیقؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ اور امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اس گمراہ آدمی کا کیا خیال ہے؟ اور یہ بات اکثر اہل اسلام پر مخفی نہیں ہوگی کہ میں نے خود اپنی کتاب (جوابات سیفیہ مع شرحہا تشریحات ضیائیہ) میں ختم نبوت کے مسئلے کو محقق انداز میں بیان کیا

ہے میں نہ نبی ہوں نہ نبوت کا دعویٰ رکھتا ہوں بلکہ نبی اکرم ﷺ کے بعد مدعی نبوت اور اس کے مصدق کو کافر اور زندیق قرار دیتا ہوں جیسا کہ اہلسنت کا اجماعی عقیدہ ہے نبوت کا دعویٰ تو مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے کیا تھا جس کے لئے وہ دلائل پیش کر کے کتابیں لکھتا تھا اور میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک ادنیٰ ترین بندہ ہوں اور اس قسم کے کفریہ دعووں سے مبراء ہوں۔ لہذا تمام اہل اسلام اس کذاب اور مفتری شخص کے غلط پروپیگنڈوں سے دھوکہ نہ کھائیں بلکہ تبین اور تحقیق معلوم کرنے کے لئے میری کتاب (ہدایت السالکین) اول تا آخر دقیق نظر سے انصاف کی نگاہوں سے مطالعہ کریں اور میری کتاب (جوابات سیفیہ مع شرحہا تشریحات ضیائیہ) بھی مطالعہ کیجئے اور مولانا ضیاء اللہ صاحب کی علمی کتاب (سیف القہار علی تلبیس الکفار) بھی مطالعہ کیجئے جو پیر محمد کی گستاخانہ کتاب (الجراحات) کے رد میں لکھا گیا ہے اور مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب کی کتاب (سل الحسام الہندی لنصرۃ مولانا سیف الرحمن النقشبندی) بھی مطالعہ کیجئے اور مولانا امین اللہ صاحب کے دو رسالے (السیف الصارم) اور (محلدین ثلاثہ) اور مولانا سید احمد علی شاہ صاحب کی دو کتابیں (بانگ بلالی بر شیطان چترالی) اور (سیف کراچی برزندیق پشاوری) اور شیخ الحدیث فرزند ارجمند مولانا محمد حمید کا رسالہ (احقاق الحق) اور مولانا امین الحق صاحب کا رسالہ (تحقیقات ثمانیہ لتکفیر الزنادقہ) مطالعہ کیجئے نیز مولانا محمد یوسف صاحب کا کتاب (درۃ البیان فی سیرۃ اخندزادہ سیف الرحمن) بھی مطالعہ کیجئے تاکہ

آپ پر فقیر کی حقانیت اور پیر محمد کا دجل و فریب ظاہر ہو جائے اور ویسے ہی سنی سنائی باتوں سے اہل حق پر بدگمانی نہ کریں الحمدللہ فقیر کے حلقہ بیعت میں ہزارہا جید علماء اہلسنت شامل ہیں جن میں سے مولانا محمد نبی محمدی امیر حرکت اسلامی افغانستان، مولانا عبدالحیٔ زعفرانی امیر سمت غرب، مولانا محمد سخی امیر سمت شمال، مولانا ضیاء اللہ صاحب امیر تحریک تحفظ ملک و ملت اسلامیہ حنفیہ پاکستان، مولانا سید احمد علی شاہ صاحب اور مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی گجرانوالہ کے نام سرفہرست ہیں۔ مزید اسماء گرامی (ہدایت السالکین) میں ملاحظہ کیجئے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

عن المرء لا تسئل وابصر قرینہ

فان القرین بالمقارن مقتدی

تو کیا ایک غلط العقیدہ آدمی کے ہاتھ پر اتنے بڑے بڑے جید علماء اہلسنت بھی بیعت کر سکتے ہیں؟ "سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ" میں نے دس ہزار اسانید خلافت اپنے خلفاء کے نام لکھی ہیں اور تمام میں فقیر نے اپنے دستخط کی جگہ اس طرح لکھا ہے کہ (الفقیر سیف الرحمن اخندزادہ پیر ارچی) اور کوئی باطل دعوہ فقیر نے نہیں کیا۔ یہ صرف منکرین کی افتراء بازیاں ہیں۔ لہذا آپ پر تبین ضروری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ "اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ"۔ (الآیہ)

اہل حق کو پیر محمد جیسے رذیل آدمی کا بغیر حق مذمت کرنا مضر نہیں۔

و اذا اتتک مذمتی من ناقص
فھی شہادۃ لی بانی کامل
ہر کہ عصیان کردہ او شیطان شد
او حسود دولت مردان شد

(وما علینا الا البلاغ)

چند فارسی اشعار:-

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ برند ازرہ پنہان بہ حرم قافلہ را
طاعنے گر کند این طائفہ راطعن قصور
حاشاہ للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را
ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را

چند عربی اشعار:-

حسدوا الفتی اذا لم ینالوا سعیہ
فالکل لہ اعداء و حسود
کفر آئر الحسناء قلن لوجہا
حسداً و بغضاً انہ لدمیم

ایک آخری شعر:-

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیبان
آواز سگان کم نکند رزق گدارا
تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

فقط والسلام مع الاحترام

از طرف: فقیر اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی
حالاً ساکن کھجوری باڑہ منڈی کس پشاور - پاکستان

دستخط فقیر سیف الرحمٰن اخندزادہ پیر ارچی

بسم الله الرحمن الرحيم

دحضرت اخندزاده سیف الرحمن (قدس سره المنان) د گرامی مکتوب نقل

(عام اهل اسلام ته د یو اهم حقیقت وضاحت)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمّا بعدُ:

زه فقیر اخندزاده سیف الرحمن بن قاری سرفراز خان بن محمد حیدر (حنفی مذهباً، نقشبندی مشرباً، ماتریدی اعتقاداً، کوت ننگرهار مولداً، ارچی ترکستان موطناً، باړا کهجوری منډی کس مسکناً) تمام اهل اسلام ته عموماً او علماء کرامو او مشائخ عظامو ته خصوصاً یو اهم حقیقت واضح کول غواړم. او هغه دا چه اَلْحَمْدُلِلّٰه زه د الله تعالی جَلَّ جَلَالُہٗ عاجز بنده یم. چه په تمام مخلوق کی راته په اعتبار د ذوق سره بل څوك د خپل ځان نه ادنی په نظر نه راځی. او زه د خاتم النبیین

حضرت محمد رسول الله امتی یم. او د حضور صلی الله علیه وسلم په ختم نبوت باندے کلک اعتقاد ساتم او په فروع او فقه کی د حضرت امام اعظم ابوحنیفه نعمان بن ثابت کوفی رحمة الله علیه مقلد یم. او په اصولو عقائدُ کی د اهل سنت وجماعت د عظیم پیشوا حضرت امام ابو منصور ماتریدی رحمة الله علیه تابع یم. او په تصوّف و طریقت کی د حضرت خواجه بزرگ محمد بهاؤالدین شاه نقشبند رحمة الله علیه، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمة الله علیه، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمة الله علیه، حضرت شیخ شهاب الدین سهروردی رحمة الله علیه او خواجه معین الدین چشتی رحمة الله علیه د تعلیماتو تابع یم. او ددغے بزرگان دین بالواسطه مرید یم. لیکن په دے خبره کی د باشعوره مسلمانانو په نیز باندے څه خفاء نشته چه په هره زمانه کی د اهل حق او فقراءِ طریقت حاسدین او متعصبین موجود وی. چه د قسما قسم افتراگانو په ذریعه سره د کم فهمه مسلمانانو په زړونو کی فاسد شکونه او شبهات غورزوی. او د اولیاء کرامو په خلاف

کی نی راوچتوی. لیکن اهل حق په هره زمانه کی دغه
منکرینو او حاسدینو ته خله ماتونکے جواب ورکوی. او
مسلمانان د دوی د گمراهئی او فریبونو نه بچوی. او
سیدها لار د اسلام ورته ښائی. لکه څه رنگ چه د
مولانا خالد نقشبندی رحمة الله علیه حاسدینو د هغه
خلاف مختلف قسم غلطے پروپیگندے شائع کړے او په
قسما قسم افتراگانو سره ئی د هغوی شخصیت بابرکت
مجروح کړو. لیکن مفتی محمد امین بن عابدین شامی
رحمة الله علیه د دغه منکرین په تردید او د مولانا
خالد رحمة الله علیه په تائید او حمایت کی د (سَلّ
الحُسام الهندی) په نوم سره خله ماتونکے رساله اولیکله
او د منکرینو افتراگانے ئی (هباءً منثوراً) وگرزولے. هم
دغه رنگ په دے زمانه کی پیر محمد چشتی چترالی
مهتمم مدرسه غوثیه معینیه یکه توت پشاور د فقیر
سیف الرحمن متعلق مختلف قسم غلطے پروپیگندے او
افتراگانے شروع کړی دی. حالانکه د نن نه تقریباً دوه
کاله مخکی پیر محمد زما په خانقاه کی د متواتر عینی
گواهانو په حضور کی د یو پنځوس (۵۱) متعلق

بالکسب آیاتونو قرآنیه ۋ نه انکار اوکړو او الله تعالی
ته ئی کاسب اوونیلو اۋ د بنده نه ئی کسب نفی کړو. نو
ما ورته د توبی دعوت ورکړو لیکن دے بدبخته ظالم د
توبی په ځائی باندی نور هم د عناد او سرکشئی لاره
اختیار کړه او ماته ئی یو خط راولیګلو چی په هغی کی
ئی د جبر په عقیده تصریح کړی وه اۋ د موجوده زمانے
تمام مشائخ طریقت ته ئی رسمی پیران وئیلی وو. اۋ د
معرفت خداوندی د افضلیت نه ئی انکار هم کړی وو. اۋ
د شیعه ګانو اۋ منکرینو عصمت انبیاء علیهم السلام د
باطلو عقاندو تائید ئی هم کړے وو. او د لطائفو په
حرکت او وجد و حال پورے ئی استهزاء کړے وه اۋ په
متعدد مواضعو کی ئی زما تکفیر کړی وو اۋ پۀ دی
خبره ئی زور ورکړی وو چه ما په تا باندی ګرفت کړے
دے ماته جواب راکړه. اۋ که جواب دے رانکړو نو ته به
د شریعت نه تختے او لاجواب به ئے. نو ما د پوره تحمل
نه بعد د علمی او شرعی دلائلو نه ډك کتاب (هدایة
السالکین) ددغه ګستاخانه خط په جواب کی اولیکلو.
لیکن کله چی (هدایة السالکین) شائع شو نو پیر محمد

نور هم د اغیارو په ډالرونو سره په عناد کی راغلو اؤ د حق د قبلولو نه ئی اعراض اوکړو. اؤ زما مخالف ئی د مختلف قسم افتراگانو او بازاری کنځلو تقریری او تحریری سلسله گرمه اوساتله او ځائی په ځائی د غلطو پروپیگنډو نه ډك لتریچر تقسیمه وی. نو په دے سلسله کی مونږه اهل اسلام ته بذریعه اشتهار هذا خبر ورکوؤ چه د پیر محمد په غلطو پروپیگنډو سره دهوکه نه شئی او په حنفی سنی شیخ طریقت باندی بغیر حق بدگمانی اونکړئی. ځکه چی کله یو سړے یو صحیح العقیده مسلمان ته بغیر حق کافر اووائی نو دغه کافر ویونکے پخپله کافر کیږی. ځکه چه رسول اکرم صلی الله علیه وسلم فرمائی چه (لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلاً بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا اِرْتَدَّتْ عَلَيْهِ اِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ) پیر محمد چترالی په اکثرو اشتهاراتو کی لیکلی دی چه د کهجورئی بابے پیر سیف الرحمن د نبوّت دعوه کړی ده. نعوذ باالله منها. اؤ په (هدایة السالکین) کی د یو نقل شوی خوب (کوم چی صوفی رستم خان لیدلے دے) نه ئی فاسد استدلال کړے دے چه صوفی رستم خان

صاحب خوب لیدلے دے چه نبی اکرم صلی الله علیه وسلم فقیر سیف الرحمٰن په مانځه کی امامت ته مخکی کړو نو لهذا دا د نبوت دعوه ده. حالانکه په (هدایة السالکین) کی ددے خوب د نقل کولو سره سره دا هم لیکلے شوی دی چه دا خوب په وراثت باندی دلیل دے لکه څه رنګ چه به عیسی علیه السلام امام مهدی رحمة الله علیه لره په مانځه کی امامت ته مخکی کړی اؤ د نبی اکرم صلی الله علیه وسلم هم د ابوبکر صدیق رضی الله عنه او د عبدالرحمن ابن عوف رضی الله عنه مبارکانو شاته په مانځه کی اقتداء ثابته ده نو دا به څه رنګه دعوه د نبوت شی؟

بل دا چه که نبی علیه الصلواة والسلام ته امامت ورکول دعوه د نبوت وی نو بیا ددی ګمراه پیر محمد د ابوبکر صدیق رضی الله عنه او عبدالرحمن بن عوف رضی الله عنه اؤ امام مهدی رحمة الله علیه متعلق څه خیال دے؟ دا خبره به په اکثرو مسلمانانو مخفی نه وی چه ما په خپل کتاب (جوابات سیفیه مع شرحها تشریحات ضیانیه) کی د ختم نبوت مسئله په محقق

(سَلّ الحُسام الهندی لنصرة مولانا سیف الرحمن النقشبندی) هم مطالعه کړئی. دا هم د پیر محمد د (الجراحات) ناوړ په رد کی لیکلے شوے دے. اؤ د مولانا امین الله صاحب دوه رسالے (السیف الصارم علی دجل الظالم) او (ملحدین ثلاثه) هم مطالعه کړئی. اؤ د مولانا سید احمد علی شاه صاحب دوه کتابونه (بانگ بلالی بر شیطان چترالی) او (سیف کراچی بر زندیق پشاوری) او د شیخ الحدیث فرزند ارجمند مولانا محمد حمید صاحب رساله (احقاق الحق) او د مولانا امین الحق صاحب رساله (تحقیقات ثمانیه لتکفیر الزنادقه) اؤ د مولانا محمد یوسف صاحب کتاب (درة البیان فی سیرة اخندزاده سیف الرحمن) اؤ د علامه ابو الاسفار بلخی صاحب درے کتابونه (تاریخ اولیاء) اؤ (معمولات سیفی) اؤ (حجج بینات) ټول مطالعه کړئی. نو تاسو ته به د فقیر حقانیت او د پیر محمد دجل و فریب ظاهر شی. او هیڅ بی هیڅه په بی ثبوته او دروغژنو خبرو او اشتهاراتو سره په اهل حق بدگمانی اونه کړئی. الحمدلله د فقیر په حلقه بیعت کی هزارها جیّد علماء اهل سنت

انداز کی بیان کہے ده. زه نه نبی یم اؤ نه د نبوت دعوه لرم بلکه د نبی اکرم صلی الله علیه وسلم نه وروستو چه څوك دعوه د نبوت کوی اؤ یا ددغه متنبی څوك تصدیق کوی نو دغو ته زه کافر اؤ زندیق وایم. لکه څه رنګ چه د اهل سنت اجماعی عقیده ده. د نبوت دعوه خو مرزا غلام احمد قادیانی کړی وه چی د هغی دپاره ئی د کتابونو په شکل کی باطل دلائل پیش کول اؤ زه خو د الله تعالی یو ادنی ترین بنده یم او ددے قسمه کفری دعوه ګانو نه مبراء یم. لهذا تمام مسلمانان ته زمونږ خواست دے چی د پیر محمد کذاب او مفتری په غلطو پروپیګنډو سره دهوکه نه شی بلکه د تبین او تحقیق معلومولو دپاره تاسو تول مسلمانان زما کتاب (هدایة السالکین) اول تا آخره د انصاف په نظر سره مطالعه کړنی او (جوابات سیفیه) هم مطالعه کرنی اؤ د مولانا ضیاء الله صاحب علمی کتاب (سیف القهار علی تلبیس الکفار) هم مطالعه کرنی. کوم چی د پیر محمد د کفری کتاب (الجراحات) په رد کی لیکلے شوے دے اؤ د مولانا مفتی غلام فرید هزاروی صاحب کتاب

شامل دی چی په هغے کی د مولانا محمد نبی(محمدی) امیر حرکت اسلامی افغانستان اؤ مولانا عبدالحئی زعفرانی امیر سمت غرب اؤ مولانا محمد سخی امیر سمت شمال اؤ مولانا ضیاء الله صاحب امیر تحریك تحفظ ملك و ملت اسلامیه حنفیه پاکستان اؤ مولانا سید احمد علی شاه صاحب اؤ شیخ الحدیث مولانا مفتی غلام فرید هزاروی گجرانواله نومونه سرفهرست دی.

زما د مریدانو علماء مزید اسماء گرامی په (هدایة السالکین) کی اوگورئی.

قیاس کن زگلستان من بهار مرا

عن المرء لا تسئل و ابصر قرینه

فان القرین با لمقارن مقتدی

نو آیا د یو غلط العقیده سړی په لاس باندی هم داسی لوی لوی جیّد علماء اهلسنت بیعت کولے شی؟ سُبۡحَانَكَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ. ما خپلو خلفاؤ ته لس زره اسانید خلافت لیکلی دی او د خپل دستخط په ځای کی می په هر یو سند کی داسے لیکلی دی چه (الفقیر سیف الرحمن اخندزاده پیر ارچی) بلکه کومه باطله دعوه ما نه

ده کړی. دا صرف د منکرینو، متعصبینو اؤ حاسدینو افتراګانے دی. لهذا په تاسو باندی تبین ضروری دے ځکه چه الله تعالی فرمائی (اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوا اَنْ تُصِیبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلیَ مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْن). الآیة.

اهل حقو ته د پیر محمد غوندی رذیلانو د بغیر حق مذمت او افتراء بازئی هیح ضرر نشته.

وَ اِذَا اَتَتْكَ مَذَمَّتِی مِنْ نَاقِصٍ
فَهِیَ شَهَادَةٌ لِیْ بِاَنِّی کَامِلٌ
هر که عصیان کرده او شیطان شد
او حسود دولت مردان شد
(وَمَا عَلَیْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ)

یو څو فارسی شعرونه:

نقشبندیه عجب قافله سالار انند
که برند از ره پنهان به حرم قافله را
طاعنے گرکند این طائفه را طعن قصور
حاشا لله که برآرم بزبان این گله را
همه شیران جهان بسته این سلسله اند
روبه از حیله چسان بکسلد این سلسله را

یو څو عربی شعرونه:

حَسَدُوا الْفَتیٰ اِذاَ لَمْ یَنَالُوا سَعْیَهٗ
فَالْکُلُّ لَهٗ اَعْدَاءٌ وَ حُسُودٌ
کَضَرَ آئِرِ الْحَسْنَاءِ قُلْنَ لِوَجْهِهَا
حَسَداً وَ بُغْضاً اَنَّهٗ لَدَمِیْم

یو آخری شعر:

تند و باد مخالف سے نه گھبرا اے عقاب
یه تو چلتی هے تجھے اونچا اڑانے کے لئے
عرفی تو میندیش زغوغائے رقیبان
آواز سگان کم نکند رزق گدارا

فقط والسلام مع الاحترام

ازطرف فقیر اخندزاده سیف الرحمن پیر ارچی
حالاً ساکن کھجوری بازه منڈی کس پشاور - پاکستان
خادم اهلسنت وجماعت

دستخط
پیر سیف الرحمن
اخندزاده پیر ارچی

بسم الله الرحمن الرحیم

ہمارے حضرت شیخ مبارک سیف الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب گرامی کی نقل

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علی رسولہ المجتبی وآلہ واصحابہ البررۃ التقیٰ والنقیٰ. اما بعد:

میں فقیر اخندزادہ سیف الرحمن پیر ارچی تمام مسلمانوں کو عموماً اور علماء کرام و مشائخ عظام کو خصوصاً ایک اہم بات واضح کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ آج (جنوری ۱۹۹۵ء) سے تقریباً ایک سال اور نو مہینے پہلے مناظرہ وزیرستان کے موقع پر پیر محمد چشتی چترالی مہتمم مدرسہ غوثیہ یکہ توت پشاور دوسرے علماء سمیت میری خانقاہ کو آیا تھا۔ اس موقع پر پیر محمد چشتی چترالی نے مجھے بتایا کہ میرا ایک عقیدہ ہے اور وہ عقیدہ میں وزیرستان میں بیان کروں گا۔ اور وہ عقیدہ یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ سے اس کی شان کے لائق سب کچھ ہونے کا یقین اور اس کی شان کے مخالف کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" تو میں نے کہا کہ شان مراتب ذات خداوندی میں سے ایک مرتبہ ہے کہ فیض اولاً ذات اقدس سے منتزع ہو کر اعتبارات کو پھر شیونات کو پھر اسماء و صفات کو آتا ہے۔ بلا کیف اور کرنا اور ہونا کسب ہے اور صفت حادثہ واقع بالتبع ہے اور شان خداوندی قدیم ہے تو "کرنا، ہونا" شان کو منسوب کرنا غلط ہے۔ اور جب "پیدا کرنا اور پیدا ہونا" الفاظ کہے جائیں اور صفۃ الخالق کو منسوب ہو جائیں تو یہ صحیح عقیدہ ہے اس وجہ سے کہ تمام اشیاء کا اور جملہ مخلوقات کا پیدا کرنا صفۃ

الخالق اور صفتہ التکوین کے آثار ہیں۔ اور کسب کرنا اور ہونا) کسی صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کو منسوب نہیں ہو سکتے کیونکہ کسب واقع بالتبع حادثہ ہے اور اللہ تعالیٰ قدیم ہے اور کسب نہ ذاتِ الٰہی کی صفت ہے نہ شانِ الٰہی کی نہ صفاتِ الٰہی کی تو پیر محمد چشتی نے کہا کہ "فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْدُ" میں فعّال بمعنی کام کرنے والے کے اور کاسب کے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو کرنے والا کہیں گے تو میں نے کہا کہ فعّال مبالغہ ہے صفاتِ فعلیہ میں اور فعل جب اللہ تعالیٰ کو منسوب ہو جائے تو اس سے مراد خلق و ایجاد ہوتا ہے اور امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ "وَالْفِعْلُ صِفَۃٌ لَہٗ فِی الْاَزَلِ" اور کسب (کرنا اور ہونا) تو حادث ہے اور ازلی صفاتِ خداوندی نہیں ہیں بلکہ حوادث اور بندوں کی صفات ہیں تو پیر محمد نے کہا کہ نہیں "اللہ تعالیٰ (ج) کو کرنا اور ہونا منسوب کریں گے اور کسب کی آیات قرآن میں نہیں"۔ تو میں نے چند آیات متعلقہ بالکسب تلاوت کیں لیکن اس نے پھر بھی انکار کر دیا اور ایسا بتایا کہ یہ عقیدہ اگر کفر کا ہے تو میں اول کافر ہوں۔ کچھ دیر گفتگو کے بعد پھر کہا کہ یہ عقیدہ اگر کفریہ بھی ہے تو میں اول کافر ہوں اور تھوڑی دیر بعد تیسری دفعہ پھر یہی بات تکرار کی اور آج کے دن تک اپنے اس قول سے اور آیاتِ قرآنیہ کے صریح انکار سے توبہ نہی کی اور مذکور واقعہ پر تواتر کی حد سے متجاوز گواہ موجود ہیں کہ ان کے حضور میں پیر محمد نے متعلق بالکسب آیاتِ قرآنیہ سے انکار کیا۔ اس کے باوجود ایسے خطوط فقیر کو ارسال کئے کہ ان میں مجھے ایسا لکھا ہے کہ تم غیر اسلامی عقائد کے مبلغ ہو اور غیر

شرعی اعمال کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں العیاذ باللہ یہ فقیر تو الحمدللہ جملہ فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کا پابند ہے اور حتی المقدور ترک اولیٰ بھی نہیں کرتا اور اسی طرح جملہ محرمات اور منہیات بلکہ مکروہات تنزیہیہ سے بھی اجتناب کرنے والا ہے۔ اور اصول اور عقائد میں اہل سنت وجماعت ماتریدیہ کے عقائد کے تابع ہے اور تصوف میں امام ربانی مجدد الف ثانی فقیر کا مقتداء ہے اسی طرح شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ اور شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ بھی فقیر کے مقتداء ہیں اور فقہ میں یہ فقیر امام الاعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا مقلد ہے اور پیر محمد چشتی ان اسلامی عقائد اور اعمال کو غیر شرعی عقائد اور غیر اسلامی اعمال کہتا ہے پس جو شخص اسلام محض اور ایمان محض کو غیر اسلام اور کفر کہتا ہے تو یہ شخص خود کافر مطلق ہو گیا نیز اکاون (۵۱) آیات قرآنیہ متعلق بالکسب سے بھی پیر محمد نے انکار کیا۔ اس کے اس انکار پر مندرجہ ذیل اشخاص عینی گواہ ہیں لہذا پیر محمد چشتی کافر کے کفریہ عقائد سے خبردار ہو جائیں اور اپنے آپ کو اس کے عقائد سے بچائیں۔ اور اس کی تردید میں ہماری کتاب "ہدایت السالکین" مطالعہ کریں تو آپ کو پوری حقیقت معلوم ہو جائے گی اور ہدایت السالکین کے ساتھ ملحق پیر محمد چشتی کا خط بھی تمام علماء کرام اور مشائخ عظام مطالعہ کریں کہ اس میں آٹھویں نمبر اعتراض میں پیر محمد نے تمام مشائخ کو علی الاطلاق رسمی پیر قرار دیا ہے اور ہم تو کاملین کی تعظیم

کرتے ہیں صرف ناقصین اور مبتدعین پیروں کی صحبت سے اجتناب کا حکم کتابوں کے حوالہ سے ہم بیان کرتے ہیں۔ کہ آٹھویں نمبر اعتراض کے جواب میں ہم نے یہ بات ہدایت السالکین میں بیان کی ہے اور پیر محمد چشتی مذکورہ کفریہ عقائد کی بناء پر زندیق ہو گیا ہے کیونکہ جو شخص کفریہ عقائد کا حامل ہو اور وہ ان کفریہ عقائد کو اسلامی رنگ دے رہا ہو تو اسے زندیق کہا جاتا ہے اور یہ بات شرح مقاصد صفحہ ۲۶۸ جلد ثانی اور رد المحتار جلد ثالث ص ۳۸۶ اور منہاج النووی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۱ اور فتح الباری جلد ثالث عشر ص ۲۴ میں بیان ہوئی ہے اور علامہ شاہ انور شاہ کشمیری نے اکفار الملحدین میں نقل کیا ہے تو لہذا پیر محمد چشتی ان کفریہ عقائد کی وجہ سے زندیق ہو گیا ہے دوسرا یہ کہ یہ عمامہ کی سنیت کو شیطانی مذہب کہتا ہے تو تنقیص نبی ﷺ کی وجہ سے بھی زندیق ہو گیا پھر یہ کہ ایک عفیف امتی مسلمان پر نبوت کے دعوے کا الزام لگاتا ہے تو اس بناء پر بھی خود "لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا یَرْمِیْہِ بِالْکُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْہِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُہٗ کَذٰلِکَ الحدیث" کی مضمون کے تحت کافر اور زندیق اور قادیانی ہو گیا۔ ہماری باتیں ہزارہا کتابوں سے ثابت ہیں اور یہ اپنی ہر کفری بات کو "میرے نزدیک" لفظ سے ثابت کرتا ہے تو نبوت اور الوہیت کا کفری دعوہ تو پیر محمد چشتی زندیق نے کیا ہے اور میں فقیر سیف الرحمن پیر ارچی تو مقلد مذہب حنفی ہوں ماتریدی ہوں امتی ہوں نقشبندی، چشتی قادری، سہروردی اور مجددی ہوں۔ اور تابع شریعت مصطفوی محمدی ﷺ

ہوں۔ لہذا اس کی باتوں کو اعتماد نہ دیں اور فقراء حقیقی کے حق میں بدگمانی نہ کریں کیونکہ ہر زمانہ میں فقراء حقیقی کے دشمن اور منکرین فقراء پر طعن اور افتراء بازی کرتے ہیں لیکن تبین ضروری ہے:

اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓا اَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ ○ (الآیہ)

نوٹ:-

تمام مسلمان فقیر کی تصانیف اور فقیر کے خلفاء کی اسناد خلافت مطالعہ کریں جس میں فقیر نے اپنے آپ کو "فقیر اور الفقیر" سے مسمّی کیا ہے اور کوئی دعوہ فقیر نے نہیں کیا۔ پیر محمد چشتی کے آیات قرآنیہ سے انکار پر مندرجہ ذیل علماء کرام اور طلباء کرام اور مشائخ عظام عینی گواہ ہیں۔

عینی گواہوں کے اسماء گرامی:-

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن. امّا بعدُ:

زه فقیر اخندزاده سیف الرحمن پیر ارچی ټولو مسلمانانو ته عموماً او علماء کرامو اؤ مشائخ عظامو ته خصوصاً یوه اهمه خبره ښکاره کول غواړم او هغه دا چه د نن نه (جنوری ۱۹۹۵) یو کال او نهه میاشتی وړاندی د وزیرستان د مناظری په موقع باندی پیر محمد چشتی چترالی مهتمم مدرسه غوثیه یکه توت پیښور زما خانقاه ته سره د نورو علماء کرامو راغلی ؤ. پدی موقع باندی پیر محمد چشتی چترالی ماته وویل: چه زما یوه عقیده ده اؤ هغه به زه په وزیرستان کی بیانوم اؤ هغه دا ده چی د خدای نه د هغه د شان لائق د هرڅه د کیدو یقین او د مخلوق نه د هرڅه د نه کیدو یقین. نو ما ورته وویل چه شان په مراتبو د ذات د الله پاك کی یوه مرتبه ده چه فیض اولاً د ذات اقدس نه منتزع شی نو اعتباراتو ته راځی او بیا شیوناتو ته او بیا اسماؤ

صفاتو ته راځی بلاکیف او کول او کیدل خو کسب دی او صفت حادثه واقع بِاٰلَةٍ دے او شان د الله تعالی خو قدیم دی نو کول او کیدل شان ته منسوب کول غلط دی او چه پیدا کول او پیدا کیدل الفاظ وویل شی او صفت الخالق د الله تعالی ته منسوب شی نو دا صحیح عقیده ده ځکه چه پیدا کول د اشیاؤ او جمله مخلوقاتو آثار د صفت الخالق او صفت التکوین دی او کسب (کول او کیدل) په هیڅ صورت کی الله تعالی ته نشی منسوبیدی. ځکه چه کسب (وَاقِع بِاٰلَةٍ حَادِثَةٍ) دی او الله تعالی قدیم دی او کسب صفت نه د ذات الٰهی دی او نه د شان الٰهی او نه د صفات الٰهی. نو پیر محمد چترالی اوویل چه (فَعَّالٌ لِمَا يُرِيْد) کی فعّال په معنی د کوونکی او کاسب دی او الله تعالی ته به کوونکی وایو نو ما ورته وویل چه فعّال مبالغه ده په صفات فعلیه کی او فعل چه الله تعالی ته منسوب شی نو مراد ترینه خلق او اِيْجَاد وی او امام اعظمؒ فرمائی: (وَالْفِعْلُ صِفَةٌ لَهٗ تَعَالٰى فِي الْاَزَلِ) او کسب (کول او کیدل) خو حادث دی او ازلی صفات خداوندی نه دی بلکه د حوادثو او د

بنده گانو صفات دی. نو پیر محمد وویل چه نه ... الله تعالی ته به کول او کیدل منسوب کوو او د کسب آیتونه په قرآن کی نشته. نو ما ورته یو څو آیتونه متعلقه بالکسب تلاوت کړل. لیکن ده بیا هم انکار اوکړو. او داسی ئی اوویل چی که دا عقیده د کفر وی نو زه اول کافر یم. لږ ساعت د گفتگو نه وروسته ده بیا اوویل چی که دا عقیده د کفر وی نو زه اول کافر یم او لږ ساعت وروستو دریم ځله بیا ئی هم دا خبره تکرار کړه او تر نن ورځی پوری ئی هم ددغه قول او صریح انکار د آیتونو قرآنیه ؤ نه توبه ونه ویستله. اؤ په مذکوره واقعه د تواتر د حد نه متجاوز گواهان موجود دی چه د دوی په مخکی پیر محمد ددغه متعلق بالکسب آیتونو نه انکار اوکړو او د هغی د پاسه ئی داسی خطونه هم دی فقیر ته راولیږل چی په هغی کی ئی ماته داسی لیکلی دی چی ته د غیر اسلامی عقائدو مبلغ ئی او د غیر شرعی اعمالو طرف ته دعوت ورکوی. (العیاذ بالله). دا فقیر خو الحمدلله د جمله فرائضو، واجباتو، سننو او مستحباتو پابند دی او ترك د اولی هم نه کوی همدغه

رنگه د جملـه محرماتو او منهیاتو بلکه د مکروهاتو تنزیهیـه ۋ نه هم دا فـقیـر اجـتناب کـوونکی دی او په اصول او عقائدو کی د اهل سنت والجماعت د ما تریدیه ۋ د عقائدو تابع دی اۋ په تصوف کی امام ربانی مجدد الف ثانی د فـقیـر مـقـتـدیٰ دی. همـدغـه رنگه شـیخ عبدالقادر جیلانیؒ، شیخ شهاب الدین سهروردیؒ او شیخ معین الدین چشتیؒ او شاه نقشبندؒ هم د فقیر مقتدایان دی او په فقه کی دا فقیر د امام اعظم ابو حنیفهؒ مقلد دی. او پیر محمد چترالی دغه ټولو اسلامی عقائدو اۋ اعـمالو ته غیـر شرعی عـقائد او غیـر اسلامی اعـمال وائی. پس څوك چی اسلام محض او ایمان محض ته غیر اسلامی او کفر ووائی نو دغه شخص پخپله کافر مطلق وګرځیدلو او د یو پنځوس آیتونو متعلق بالکسب نه ئی انکار وکړو. دده په دغه انکار باندی مندرجه ذیل کسان عینی ګواهان دی لهذا د پیر محمد چترالی کافر د کفری عـقـائدو نه خبـر شـئی او ځان ترینه بـچ کـړی او دده په تردید کی زمونږ کتاب (هدایت السالکین) سره ملحق د پیـر مـحـمـد چشـتی خط دی هم ټول علمـاء او مـشـائخ

مطالعه کړی چی هغی کی په اتم نمبر اعتراض کی پیر محمد ټولو مشائخو ته علی الاطلاق رسمی پیران ویلی دی او مونږ خو د کاملینو تعظیم کوو صرف د ناقصینو او مبتدعینو د صحبت نه د اجتناب حکم مونږ د کتابونو په حواله بیان کړیدی لکه چی د اتم نمبر اعتراض په جواب کی مونږه دا خبره په (هدایة السالکین) کی واضحه کړیده او پیر محمد چشتی د مذکوره کفری عقائدو په بناء زندیق گرځیدلی دی ځکه چی یو سړی د کفری عقائدو حامل وی او دغه کفری عقائدو ته د اسلام رنګ ورکوی نو دغه زندیق ویلی شی او دا خبره په شرح مقاصد جلد ثانی ص۲٦۸ او رد المحتار جلد ثالث ۲۹٦ او منهاج النووی ص۱۲۱ او فتح الباری جلد ثانی عشر ص۲٤ کی بیان شویده او علامه شاه انور شاه کشمیری په ,,اکفار الملحدین،،کی نقل کړیده. نو لهذا پیر محمد چشتی ددغه کفری عقائدو په وجه زندیق گرځیدلی دی بل دا چه دے د عمامی (پتکی) سُنَّتِیَت ته شیطانی مذهب وائی نو د تنقیص النبی صلی الله علیه وسلم په وجه هم زندیق وګرځیدلو. بل دا چی په یو عفیف امتی

مسلمان باندی د نبوت د دعوی الزام لگوی نو په دغه بناء هم دی په مضمون د (لاَ یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلاً بِالْفُسُوْقِ وَلاَ یَرْمِیْهِ بِالْکُفْرِ اِلاَّ اِرْتَدَّتْ عَلَیْهِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُهٗ کَذٰلِکَ) الحدیث- باندی کافر او زندیق او قادیانی وگرځیدلو ځکه چی ما په هر تصنیف او مکتوب کی ځانته فقیر لیکلی دی او په لس زره اسنادو د خلافت کی هم ما ځانته فقیر لیکلی دے او بله کومه دعوه می نه ده کړی. او هم زمونږه خبری په هزارها کتابونو ثابت دی او چشتی خپله هره کفری خبره په (میرے نزدیك) لفظ سره ثابتوی نو د نبوت او خدائی دعوه خو هم دغه پیر محمد چشتی زندیق کړیده او زه فقیر سیف الرحمن پیر ارچی خو مقلد د مذهب حنفی یم، ماتریدی یم، امتی یم، نقشبندی، چشتی، قادری، سهروردی او مجددی یم او تابع د شریعت مصطفوی محمدی یم (علی مصدرها الف الف صلوة وسلام) او پیر محمد چشتی زما په حق کی افترابازی کوی لهذا دده خبرو ته هیح قسم اعتماد مه ورکوئی او په حق د فقراء حقیقی کی بدگمانی منه کوئی ځکه چی په هره زمانه کی د

فقراء حقیقی دشمنان او منکرین په هغوی پوری طعنونه او افتراگانی کړیدی او هلاك شوی دی نو تبین ضروری دی (اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوا اَنْ تُصِيْبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْن) الاية -

نوټ :- ټول مسلمانان زما تصانيف او زما د خلفاؤ اسناد د خلافت مطالعه کړی چه ما ځانته فقير ليکلی دے او بله کومه دعوه می نه ده کړی.

•

د پير محمد چشتی د آيات قرآنيه نه په انکار کولو باندی مندرجه ذيل علماء او طالبان عينی گواهان دی:

بسم الله الرحمن الرحيم

(اعلان واجب البیان)

حضرت پیر اخندزادہ سیف الرحمن صاحب نقشبندی مجددی کی حق پرستی اور پیر محمد چشتی چترالی کی افتراء بازی اور دجالیت

ہم تمام مسلمانوں کو عموماً او علماء کرام و مشائخ عظام کو خصوصاً ایک اہم حقیقت واضح کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ آج (مئی ۱۹۹۵ع) سے تقریباً 25 مہینے پہلے پیر محمد چشتی چترالی مہتمم مدرسہ غوثیہ معینیہ یکہ توت پشاور کا حضرت پیر اخندزادہ سیف الرحمن صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ فرقہ جبریہ کے متعلق ایک بحث ہوئی تھی (جو کہ تفصیلی طور پر حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی کتاب «ھدایة السالکین» میں مذکور ہے. تفصیلات معلوم کرنے کے لئے کتاب «ھدایت السالکین» کو رجوع فرمائیں) تو اس موقع پر پیر محمد چشتی نے عناداً قرآن کریم کی 51 آیات متعلق بالکسب سے متواتر عینی گواہوں کے

سامنے انکار کیا۔ توحضرت پیر صاحب نے اس کو توبہ کی دعوت دی لیکن اس نے توبہ کی بجائے اغیار کے ڈالروں پر عناد اور حسد شروع کیا اور اپنے مدرسہ سے حضرت پیر صاحب کے نام ایك خط بھیجا جس میں اس نے عقیدہ جبریہ کی تائید کی تھی اور اللہ تعالی کو کاسب ٹھہرایا تھا اور بندہ سے کسب کی نفی کی تھی اور اھل تشیع اور منکرین عصمت انبیاء کے باطل عقائد کی تائید اور حمایت بھی کی تھی۔ اور لطائف کی حرکت اور وجد و حال سے بھی انکار کیا تھا اور ناشائستہ الفاظ سے مشائخ طریقت کا مذاق اڑایا تھا اور موجودہ زمانے کے تمام مشائخ طریقت کو رسمی پیر ٹھہرایا تھا اور معرفت خداوندی کی افضلیت سے بھی انکار کیا تھا اور حضرت پیر صاحب کی متعدد مواضع میں تکفیر کی تھی۔ تو اس گستاخانہ خط کے جواب میں حضرت پیر صاحب نے بڑے تحمل کے بعد علمی اور شرعی دلائل سے مشحون کتاب «ھدایت السالکین» لکھی جو کہ تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل ھے تاکہ پیر محمد چشتی اصلاح قبول کرے اور دیگر اھل

اسلام کے لئے بھی ہدایت کا نمونہ بن جائے لیکن ہزارہا دلائل سے مشحون کتاب «ہدایت السالکین» کے شائع ہونے کے بعد بدبخت پیر محمد چشتی نے اور بھی عناد اور سرکشی کا راستہ اختیار کیا اور حضرت پیر صاحب کے متعلق اور بھی غلط پروپیگنڈوں افترا بازیوں اور گالیوں کا تحریری اور تقریری بازار گرم رکھا تو ہم تمام مسلمانوں کو مطّلع کرتے ہیں کہ پیر محمد کی افترا بازی اور غلط پروپیگنڈوں سے دھوکہ نہ کھائیں کیونکہ حضرت پیر صاحب مشہور عالم دین، حنفی مذہب کا مقلد، عقائد اہلسنت والجماعت کا پابند اور چاروں سلاسل طریقت کا جامع ولی اللہ اور متقی متبع شریعت بزرگ ہیں اور افراط و تفریط اور فرقہ واریت سے بالکل مبرا ہیں. لہذا اولیاء کرام پر بدگمانی نہ کریں اور پوری تحقیق معلوم کرنے کے لئے حضرت پیر صاحب کی کتاب «ہدایت السالکین» اول تا آخر دقیق نظر سے مطالعہ کیجئے. نیز مولانا امین اللہ صاحب کے رسائل «السیف الصارم علی دجل الظالم» اور «ملحدین ثلاثہ» اور علامۃ العصر مولانا

ضیاء اللہ صاحب کی علمی کتاب «سیف القہار علی تلبیس الکفار» اور شیخ الحدیث مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب کی کتاب «سل الحسام الهندی لنصرة مولانا سیف الرحمن النقشبندی» اور مولانا سید احمد علی شاہ صاحب کی دو کتابیں «بانگ بلالی بر شیطان چترالی» اور «سیف کراچی برزندیق پشاوری» اور مولانا امین الحق صاحب کا رسالہ «تحقیقات ثمانیہ لتکفیر الزنادقة» اور مولانا محمد حمید صاحب کا رسالہ «احقاق الحق» اور مفتی غلام فرید صاحب کا رسالہ «دعوت توبہ کا جواب» اور حضرت پیر صاحب کا رسالہ «جوابات سیفیہ» اور مولانا محمد یوسف صاحب کا کتاب «درة البیان فی سیرة حضرت اخندزادہ سیف الرحمن» اور اس کی دوسری کتاب «صیانة الاولیاء عن طعن الاشقیا» پوری عمیق نظر سے مطالعہ کریں تاکہ آپ پر حقیقت حال واضح ہو جائے اور حضرت پیر صاحب کی حقانیت اور پیر محمد چشتی کا دجل و فریب اور کافرانہ عقائد آپ پر واضح ہو جائیں. اور ویسے سنی سنائی باتوں سے اولیاء کرام پر بدگمانی

نہ کریں جو کہ ھلاکت ھے کیونکہ ھر زمانہ میں اولیاء کرام کے دشمنوں کا یہی شیوہ رھا ھے کہ افتراء بازی سے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ھیں اور ان کے دلوں میں اولیاء کے متعلق شکوك و شبہات باطلہ ڈالتے ھیں. حدیث قدسی میں ھے کہ «مَنْ عَادٰى لِیْ وَلِیّاً فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ» اَوْ کَمَا قَالَ لہذا تبین ضروری ھے قال اللہ تعالی «اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْماً بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِیْنَ» (سورۃ توبہ)

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغْ فقط والسلام مع الاحترام

منجانب:

علماء اھلسنت والجماعت صوبہ سرحد پاکستان

بسم الله الرحمن الرحیم

(اعلان واجب البیان)

د حضرت پیر اخندزاده سیف الرحمن صاحب
نقشبندی مجددی حق پرستی
او د پیر محمد چشتی چترالی دجالیت

مونږه ټولو مسلمانانو ته عموماً او علماء کرامو او مشائخ عظامو ته خصوصاً یو حقیقت واضح کول غواړو. او هغه دا چه د نن (منی ۱۹۹۵ع) نه تقریباً پنځه ویشت میاشتے مخکی پیر محمد چشتی چترالی مهتمم مدرسه غوثیه معینیه یکه توت پشاور د حضرت پیر اخندزاده سیف الرحمن صاحب حنفی نقشبندی (رح) سره د جبری فرقے متعلق یو بحث راغلے وو. (دغه بحث تفصیلی طور حضرت پیر صاحب په خپل کتاب «هدایت السالکین» کی ذکر کرے دے نو د تفصیل معلومولو دپاره «هدایت السالکین» ته رجوع اوکرئی). نو په دغه موقع پیر محمد چشتی چترالی د قرآن پاك د یو پنځوس متعلق بالکسب آیاتونو نه د متواترو گواهانو په حضور

کی انکار اوکړو. نو حضرت پیر صاحب ورته د توبې
دعوت ورکړو لیکن ده د توبې په ځائې عناد او حسد
شروع کړو او حضرت پیر صاحب ته ئې یو خط راولیږلو
چه په هغې کی ئې د جبریه فرقې د باطلې عقیدې تائید
کړې وو او الله تعالی ته ئې کاسب وئیلې وو او د
مخلوق نه ئې کسب نفی کړې وو. د شیعه ګانو او
منکرین عصمت انبیاء د باطلو عقائدو تائید ئې پکی هم
کړې وو. او د موجوده زمانې تمام مشائخ طریقت ته ئې
رسمی پیران وئیلې وو او د لطائفو د حرکت او د وجد و
حال نه ئې هم انکار کړې وو. او د معرفت خداوندی د
افضلیت نه ئې هم انکار کړې وو او په متعددو مواضعو
کی ئې د حضرت پیر صاحب تکفیر کړې وو. نو حضرت
پیر صاحب د ډیر تحمل نه بعد په علمی او شرعی دلائلو
سره مشحون د دغه ګستاخانه خط په جواب کی تقریباً
څلور سوه صفحې کتاب «هدایت السالکین» اولیکلو چه
اهل اسلام ترې هم استفاده اوکړی او پیر محمد چشتی
پرې هم اصلاح شی. لیکن دغه بدبخت د اغیارو په
دالرونو نور هم په عناد کی راغلو او د حضرت پیر

صاحب متعلق نے مختلف قسم غلطے پروپیگنڈے او افترابازی شروع کړلے. نو تاسو مسلمانانو ته مونږه بذریعه اشتهار هذا اطلاع درکوو چه د پیر محمد چشتی په غلطو افتراګانو دهوکه نه شئی ځکه چه حضرت پیر صاحب لوے عالم دین او مقلد د مذهب حنفی دے او کلك اهلسنت و جماعت عقیدے والا شخصیت دے. او د څلورو سلاسلو جامع ولی الله دے. او د افراط و تفریط او فرقه واریت نه مبرا دے او هزارها جیّد علماء اهلسنت والجماعت دده په حلقه بیعت کی شامل دی. نو لهذا چه تاسو په اولیاء کرامو بدګمانی او نه کړئی بلکه د تحقیق دپاره د حضرت پیر صاحب کتاب «هدایت السالکین» اول تا آخره په عمیق نظر سره مطالعه کړئ چه تاسو ته حقیقت واضح شی. هم دغه رنګه د مولانا امین الله صاحب رساله «السیف الصارم علی دجل الظالم» هم مطالعه کړئی او د مولانا مفتی غلام فرید صاحب هزاروی کتاب «سلّ الحُسام الهندی لنصرة مولانا سیف الرحمن النقشبندی» او مولانا علامة العصر ضیاء الله صاحب کتاب «سیف القهار علی تلبیس الکفار» او د

مولانا سید احمد علی شاه صاحب دوه کتابونه یعنی «بانگ بلالی بر شیطان چترالی» او «سیف کراچی برزندیق پشاوری» او د شیخ الحدیث مولانا محمد حمید صاحب رساله «احقاق الحق» او دمولانا امین الله صاحب یوه بله رساله «ملحدین ثلاثه» او د مولانا امین الحق صاحب رساله «تحقیقات ثمانیه لتکفیر الزنادقة» او د مولانا مفتی غلام فرید صاحب یوه بله رساله «دعوت توبه کا جواب» او د مولانا محمد یوسف «معنوی» صاحب کتاب «درة البیان فی سیرة حضرت اخندزاده سیف الرحمن» او دده یو بل کتاب «صیانة الاولیاء عن طعن الاشقیا» ټول مطالعه کړئی نو تاسو ته به دحضرت پیر صاحب حقانیت او د پیر محمد چشتی چترالی دجل و فریب او کافرانه عقائد واضحه شی. او هیڅ یے هیڅه په اولیاء کرامو باندے بدگمانی او نه کړئی، ځکه چه په هره زمانه کی د اولیاء کرامو حاسدین د هغوی متعلق غلطے پروپیګنډے کوی او د اهل اسلام په زړونو کی غلط شکوك و شبهات اچوی لیکن دا خبره لوے هلاکت دے. حکه چه رسول اکرم صلی الله علیه وسلم فرمائی:

"مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیّاً فَقَدْ آذَنْتَهٗ بِالْحَرْبِ» پس تبین ضروری دے. ځکه چه الله تعالی فرمائی چه «اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوا اَنْ تُصِیْبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِیْن - الآیة» حضرت پیر صاحب ته د چا په غلطو افواه ګانو کی نقصان نشته لیکن دغه غلط افواه خورونکی پخپله هلاکیږی او نور ناخبره مسلمانان هم هلاکوی. ځکه رسول اکرم صلی الله علیه وسلم فرمائی: «لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلاً بِالْفُسُوقِ وَلَا یَرْمِیْهِ بِالْکُفْرِ اِلَّا اِرْتَدَّتْ عَلَیْهِ اِنْ لَمْ یَکُنْ صَاحِبُهٗ کَذَالِکَ» لهذا تبین او تحقیق اوکړئ او د ګناه او بدګمانئ نه ځان بچ کړئ.

فقط والسلام

مع الاحترام - وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ

منجانب:

علماء اهلسنت والجماعت صوبه سرحد - پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (اعلان واجب البيـــان) وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

(حق بر حق حضرت پیر آخند زاده سیف الرحمن صاحب نقشبندی مجددی و رد تجلیت پیر محمد چشتی جزالی و محمد عثمان تارو جبه)

ما بیان یک حقیقت مهم را برای تمام مسلمانان عموماً و برای علماء و مشائخ عظام خصوصاً میخواهیم واضح سازیم و آن اینکه تقریباً بیست و پنج ماه قبل بین حضرت پیر آخند زاده سیف الرحمن صاحب حنفی نقشبندی و پیر محمد چشتی جزالی متهم مدعی محضر شرعیه یک نشست بطور مستقل در منطقه تارو جبه مباحثه بعمل آمده بود (این بحث را بطور مفصل حضرت پیر آخند زاده سیف الرحمن صاحب در کتاب خود بنام «هدایة السالکین» ذکر نموده است. جهت معلومات مزید به کتاب مذکور مراجعه شود.) و درین موقع پیر محمد چشتی از پنجاه و یک آیات متعلق بالکسب که در قرآن کریم موجود است در حضور گواهان صراحتاً انکار نموده گفت که آیات متعلق بالکسب در قرآن مجید نیست. نعوذ بالله. اما حضرت پیر صاحب چندین آیات متعلق بالکسب را برای پیر محمد چشتی تلاوت کرد. اما پیر محمد جزالی با نهایت تکبر و عناد ازین آیات انکار کرد. و حضرت پیر صاحب به او گفت که تو از آیات قرآن شریف انکار کردی و کافر شدی، زود توبه کن و الا خطرش بالای تو ما بیان گذاشتیم. لیکن او بعد از چندین قطعه خط به حضرت پیر صاحب فرستاد که در آن عقیدهٔ باطلهٔ فرقهٔ جبریه را تائید نموده بود و الله تعالی جل جلاله را کاسب گفته بود و از مخلوق کسب را نفی کرده بود و عقائد باطلهٔ فرق الضاله را تائید و مشائخ طریقت عصر حاضر را پیران رسمی گفته بود و از حرکت لطائف و وجد و حال هم انکار کرده بود و در مواضع متعدد تکفیر حضرت پیر صاحب را نموده بود. بناءً حضرت پیر صاحب بعد از صبر و تحمل زیاد با دلائل علمی و شرعی در جواب نامه های گستاخانهٔ او کتاب «هدایة السالکین» را که مشتمل بر چهار صد صفحه است تصنیف کرد تا از یکطرف اهل اسلام از آن مستفید گردیده و از جانب دیگر پیر محمد چشتی هم اصلاح شود. لیکن این بد بخت توسط پول های بیگانگان به عناد خود افزود و در مقابل حضرت پیر صاحب افتراء بازی و تبلیغات غلط را آغاز نمود. باز بوسیلهٔ اشتهار هذا به اطلاع شما مسلمانان میرسانیم که فریب این افتراء های غلط را نخورید. زیرا که حضرت پیر صاحب عالم بزرگ دین و امتی حضرت رسول اکرم صلی الله علیه وسلم و مقلد مذهب حنفی است. و شخصیت بزرگیست که صاحب عقیدهٔ محکم اهلسنت و جماعت است. و ولی الله جامع طرق اربعه و خلیفهٔ مطلق حضرت مولانا محمد هاشم سمنگانی قدس الله سره است و از افراط و تفریط و فرقه واریت مبرا است. و هزاران علماء جید اهلسنت در حلقهٔ بیعت ایشان شامل است. فلهذا شایان به اولیاء کرام بدگمانی نکنید و جهت تحقیق بیشتر کتاب «هدایة السالکین» را دقیقاً مطالعه کنید و برای شایان ثابت خواهد شد که تمام حواله ها را که پیر محمد چشتی و محمد عثمان تارو جبه در اشتهارات خود به صفحه های هدایة السالکین نسبت داده اند کاملاً غلط و افتراء محض است. همچنین رسالهٔ سیف الصارم علی بحر الظالم نوشتهٔ مولانا امین الله صاحب و کتاب سل الحسام الهندی لنصرة مولانا سیف الرحمن النقشبندی نوشتهٔ مولانا مفتی غلام فرید هزاروی و کتاب سیف الغفار علی تلبیس الکفار نوشتهٔ مولانا علامه ضیاء الله صاحب و کتاب بانگ دهلی بر شیطان جزالی نوشتهٔ مولانا سید احمد علی شاه صاحب و رسالهٔ مفتیات ثلثه تکفیر الزنادقه و رسالهٔ احقاق الحق نوشتهٔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حمید جان صاحب را مطالعه کنید و برای شایان حقانیت حضرت پیر صاحب و دجل و فریب و عقائد کافرانهٔ پیر محمد جزالی و محمد عثمان تارو جبه واضح خواهد شد و تا آنکه به اولیاء کرام بدگمانی نکنید زیرا که حاسدین اولیاء در هر زمانه در مقابل شان تبلیغات سوء نموده اند و در قلوب اهل اسلام شکوک و شبهات ایجاد کرده اند. لیکن این بدگمانی بر اولیاء کرام هلاکت بزرگ است. زیرا که جناب رسول اکرم صلی الله علیه وسلم فرموده اند «من عادی لی ولیاً فقد آذنته بالحرب» پس تبیّن ضروری است زیرا که الله تعالی جل جلاله میفرماید «ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین» الآیة. و حضرت پیر صاحب را ازین افتراء های غلط ضرری نمیرسد لیکن افتراء گران خود شان هلاک گردیده و باعث هلاکت دیگر مسلمانان نا آگاه میگردند. چنانچه رسول اکرم ص فرموده اند. «لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذلک» همچنان ابی شکور سالمی در کتاب خود بنام تمهید ملا میفرماید «اجمعت الفقهاء من اهل السنة والجماعة ان من شک فی الایمان فانه یصیر کافراً ومن شک فی ایمان الغیر او قال یا کافر فانه ینظر ان کان فیه شبهة الکفر فالشاتم بالکفر لا یصیر کافراً وان لم تکن فیه شبهة الکفر فانه یکفر» و در ملا تمهید فرموده اند «ومن قال لمؤمن یا کافر او شهد بالکفر علی مؤمن فانه یصیر کافراً لما روی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال من شهد علی امتی بالکفر فهو اولی به و قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من قال لاخیه المسلم یا کافر فقد باء باحدهما یعنی استوجب واراد به القائل».

والســـلام مع الاحترام

وما علينـــا الا البـــلاغ

منجانب: علماء اهلسنت والجماعت ـ افغانستان و پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی - اما بعد

پیر محمد چشتی کے متعصبانہ اعتراضات اور تہمت پردازیوں کے جوابات:

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اعتراضات اور بہتان نہ تو شرعی حقائق پر مبنی ہیں اور نہ طلب حق کے لیے ہیں بلکہ یہ صرف تعصب اور عناد کی بدبو سے بھرپور ہیں۔ مدعی ان تہمت پردازیوں میں کوئی واضح شہادت پیش نہیں کر سکا۔ اپنے دعووں کو ثابت کرنے کے لیے نہ تو کوئی شرعی یا عقلی دلیل پیش کی ہے اور نہ ہی کسی حوالہ کے لیے کسی کتاب کی عبارت' جلد اور صفحہ کا ذکر کیا ہے۔ صرف اپنے باطل وہم و خیال کو معیار حق سمجھ کر وہ لکھتا ہے کہ "میرے نزدیک فلاں مسئلہ یہ ہے اور میرے نزدیک دین وہ ہے"۔ حالانکہ نفس الامر میں دین اسلام میں کسی چیز کا ہونا یا نہ ہونا میرے نزدیک اور تیرے نزدیک پر موقوف نہیں اور نہ ہی ماوشما اس بات کے اہل ہیں۔ لہذا اس قسم کے اعتراضات کا جواب دینا قابل اعتبار بات نہیں لیکن چونکہ سادہ لوح اور دینی مطالب سے بے خبر عام مسلمانوں میں اس قسم کے بے بنیاد اعتراضات سے شبہات اور تردد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے اس امر کو مد نظر رکھتے ہوئے اصل حقیقت حال واضح کرتا ہوں تاکہ طالب حق کے لیے مشعل راہ بن کر حصول رضائے الٰہی کے لیے اس فقیر کا توشہ بنے۔ (فاقول وبا للہ التوفیق ومنہ الاستعانۃ والیہ الاستغاثۃ)

پہلے، تیسرے، چوتھے اور دسویں اعتراض کا خلاصہ: (بالفاظ پیر محمد چشتی)

1۔ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین صحیح عقیدہ ہے اور اس عقیدہ کے حاملین پر کفر کا فتویٰ لگانا بالکل غلط ہے اور اس عقیدے کو غلط کہنا میں اصول اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔

2۔ اللہ تعالیٰ سے اس کی شان کے مطابق سب کچھ ہونے کا یقین میرے سمیت تمام عالم اسلام اور خصوصاً اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان اقدس کے خلاف اس سے سب کچھ نہ ہونے کا یقین بھی میرے سمیت تمام عالم اسلام کا مشترکہ عقیدہ ہے اس کو غلط کہنا قرآن و حدیث سے انکار ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، مجتہدین اور تمام اہل اسلام کی تکفیر کو مستلزم ہے۔

3۔ آپ لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے "شان" کو نفی کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب شان منسوب کرنے والوں پر آپ نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔

4۔ میرے نزدیک کسی مجمل لفظ یا غلط کلمہ کی وجہ سے کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا اصول اسلام کے خلاف ہے بلکہ میرے نزدیک کسی بھی شخص کو کافر کہنا غلط اور اصول اسلام کے خلاف ہے۔ وغیرہ وغیرہ

جواب :۔

درج بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ "اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" معترض مذکور کا عقیدہ ہے اور اس اقبح ترین عقیدہ کی تمام عالم اسلام پر تہمت لگا کر سب کا مشترکہ عقیدہ ٹھہرایا اور بالخصوص اس کو عقیدہ اہل سنت و جماعت کا نام دیا ہے اور کسب و اکتساب کو تقسیم کرکے بعض کو اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ کو کاسب بعض الامور بنایا اور

بعض کو اللہ تعالیٰ کی شان کے منافی ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ سے ان کے صدور کی نفی کی اور اپنے ان باطل اور صریح کافرانہ و کاذبانہ دعووں پر کوئی دلیل بھی پیش نہیں کی اور الثاہم پر زبان درازی کی کہ آپ لوگوں نے اس عقیدہ کے معتقدین کو کافر ٹھہرا کر قرآن و سنت سے انکار کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم ' تابعین' اور آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم بلکہ تمام اہل اسلام پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ (عیاذاً باللہ سبحانہ) اور اپنے اس دعوے کے ساتھ یہ الفاظ لگائے ہیں کہ "میرے نزدیک ..." تو گویا پیر محمد چشتی نے اب ایک نیا دین بنایا ہے اور حق و باطل اور کفر و اسلام کا موازنہ "اپنے نزدیک" کرتا ہے اور اپنے آپ کو شارع بنایا ہے جو کہ دعوی الوہیت ہے اور اس آیت مبارکہ کا مصداق بن گیا ہے۔

افرءیت من اتخذ الٰهه هواه واضله الله علی علم وختم علی سمعه وقلبه وجعل علی بصره غشوة فمن یهدیه من بعد الله افلا تذکرون○

(سورہ جاثیہ۔ آیت ۲۳)

ترجمہ:۔ بھلا تو دیکھ جس نے ٹھہرایا اپنا معبود اپنی خواہش کو اور راہ حق سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بھکا دیا (اپنے ارادے سے) جانتا بوجھتا اور مہر لگا دی اس کے کان اور دل پر اور ڈال دیا اس کی آنکھ پر پردہ (یعنی اس کے حواس قلبی اندھے اور بہرے ہو گئے) پس کون ہے کہ اضلال خداوندی کے بعد اس کو راہ راست پر لائے پس کیا تم غور نہیں کرتے (یعنی متبع ہوا اور معاند مسخ ہو کر حق سمجھنے اور حق جاننے سے محروم ہو جاتا ہے)۔

الثاہم پر افترا باندھا ہے کہ لفظ "شان" کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا تم نے منع کیا ہے۔ حالانکہ ہمارے متعلق یہ عظیم افترا کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آیا ہو گا۔ تو پھر ہم کس طرح ایسا کہہ گئے۔

ثبوت شیونات خداوندی:۔

مراقبات نقشبندیہ میں ہم خود اصل سر کے مراقبہ کی نیت اس طرح کرتے ہیں:

الٰہی سر من بمقابل سر نبی علیہ السلام آن فیض تجلی شیونات ذاتیہ خود کہ از سر نبی علیہ السلام بہ سر موسیٰ علیہ السلام رسانیدہ بہ سر من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

یاالٰہی میرے لطیفہ سر کو نبی علیہ الصلوٰت والسلام کے لطیفہ سر کے بالمقابل وہ فیض پہنچادے جو تیرے ذاتی شیونات (جمع شان) کی تجلی ہے اور وہی تجلی نبی علیہ السلام کے سر مبارک سے موسیٰ علیہ السلام کے سر مبارک کو پہنچ گئی تھی تو کبار اولیاء رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے واسطے سے مجھے بھی وہ فیض پہنچادے۔

اور اصل اخفی کے مراقبہ میں اس طرح نیت کرتے ہیں۔

الٰہی اخفی من بمقابل اخفی نبی علیہ السلام آن فیض تجلی شان جامع خود کہ بہ اخفی نبی علیہ السلام رسانیدہ بہ اخفی من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

الٰہی میرے لطیفہ اخفی کو بالمقابل اخفی نبی علیہ السلام وہ فیض جو تجلی شان جامع حق ہے کہ نبی علیہ السلام کے اخفی مبارک کو پہنچادیا تھا مجھے بھی پیران کبار رحمتہ اللہ علیہ اجمعین کے واسطے پہنچا دے۔

شان حق کے متعلق پیر محمد چشتی کے ساتھ ہماری جو بحث ہوئی وہ مستقل طور پر انشاء اللہ بیان کروں گا کہ حقیقت حال کیا تھی لیکن پہلے اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کسب و اکتساب سے کسی صورت میں بھی اللہ تعالیٰ متصف نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ صفت بھی حادث ہے اور قیام پذیر بھی حادث کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ بات اہل علم سے پوشیدہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ حوادث قائم نہیں ہوسکتے کہ وہ محل للحوادث ہرگز نہیں اور "ہونے" اور "کرنے" دونوں کا مادہ ایک ہے جو کہ کسب ہے۔ ان دونوں کے درمیان فرق صرف یہ ہے کہ ایک مصدر

مجہول ہے اور دوسرا مصدر معلوم۔ محققین کے نزدیک فعل کے مصدر کے کل چھ معانی ہوتے ہیں۔

" ۱۔ مصدر معلوم ۲۔ مصدر مجہول ۳۔ حاصل بالمصدر معلوم ۴۔ حاصل بالمصدر مجہول ۵۔ مصدر مبنی للفاعل ۶۔ مصدر مبنی للمفعول

اور ان معانی کا مراد لینا تبادلاً ہے نہ جمعا یا قدر مشترک کے طریقہ سے۔ پس "ہونا" اور "کرنا" دونوں ایک ہی فعل کے مصدر ہیں۔ ایک مصدر معلوم ہے یعنی "کرنا" اور دوسرا مصدر مجہول ہے یعنی "ہونا" دونوں کا مادہ ایک ہی ہے جو کہ کسب ہے لیکن معلومیت اور مجہولیت میں فرق ہے پس دونوں صفات سے بندہ ہی متصف ہے اور واجب الوجود اس سے متصف نہیں ہو سکتا۔ کما ھو ظاھر للفحول من العلماء

اللہ تعالیٰ خالق علی الاطلاق ہے:

اللہ تعالیٰ کی صفت خالق اور موجد ہے کہ وہ پاک ذات خلاق علی الاطلاق ہے اور مخلوق کسی صورت بھی خالق نہیں ہو سکتی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اخلق بمعنی اصور ہے اس امر کو ہم نے اپنی کتاب "جواب الاستفتاء" میں مدلل طور پر واضح کیا ہے۔ مذکورہ رسالہ اکوڑہ کے مفتی محمد فرید اور مولوی مغفور اللہ کے غیر محقق فتویٰ کی تنقید میں ہم نے لکھا ہے اور ابھی تک انہیں اس رسالہ کے ایک جملہ کو بھی رد کرنے کی جرات نہیں ہوئی۔ گویا اس طرح اکوڑہ والوں نے علما تسلیم کر لیا ہے کہ ہم نے حق بات کو واضح کر کے تعصب اور عناد سے بالاتر ہو کر اہل سنت و جماعت کی صحیح ترجمانی کر کے سارے عالم اسلام کی رہنمائی کی ہے۔ اس مسئلے کی پوری پوری وضاحت ہمارے تحقیقی رسالہ (جواب الاستفتاء) میں موجود ہے کیونکہ ہم نے یہ رسالہ پوری تحقیق کر کے اور پاکستان و افغانستان کے پچاس جید علماء کرام کی تصدیق کے ساتھ شائع کیا ہے اس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

میں پیر محمد سے یہ پوچھتا ہوں کہ ارے میاں! ہم نے تو تمام اہل اسلام کے مقتداؤں کی کتابوں کا مطالعہ کر کے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور کاسب بندہ ہی ہے اور ہمیں کہیں بھی یہ تقسیم نہیں ملی کہ ایک ہی کسب بعض شان کے مطابق ہے اور بعض کے نہیں تو تم نے یہ بات کہاں سے نکالی؟ اس سے ظاہر ہوا کہ تم نے یہ بات اپنی جانب سے نکال کر اپنے جہل اور حماقت کو ثابت کردیا اور آیت مذکورہ کا مصداق بن کر قدیم ذات کو تم نے حادث سے متصف کردیا۔ العیاذ باللہ

شان خداوندی کے متعلق تحقیق:

رہ گیا شان کے متعلق مسئلہ! تو شان اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ کے مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے کہ فیض پہلے ذات اقدس سے متنزع ہو کر اعتبارات میں آتا ہے پھر شان جامع میں آتا ہے پھر شیونات میں آتا ہے اور شیونات سے اسماء و صفات میں آتا ہے بلاکیف۔ خلائق اور مکونات، صفت التخلیق اور صفت التکوین کے آثار ہیں۔ صفت التخلیق صفات فعلیہ میں سے ایک صفت ہے اور صفت التکوین محققین کے نزدیک صفات ذاتیہ میں سے ہے لیکن دونوں صفات ہی ہیں۔ قوت موثر کا پتہ قوت آثار سے چلتا ہے پس اللہ تعالیٰ کی صفات میں انتہائی قوت ہے کہ تمام مکونات اس کے آثار ہیں۔ ذات اقدس کے متعلق تو تفکر بھی ممنوع ہے۔ حدیث میں ارشاد ہے تفکروا فی صفات اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی صفات میں غور و فکر کرو اور اللہ کی ذات میں غور و فکر نہ کرو)۔

خلائق اور مکونات (تحت الثریٰ سے لے کر عالم امر کی انتہا تک جتنا دائرہ ممکنات ہے) صفت التکوین کے آثار ہیں اور احیاء، اماتت، تخلیق اور ترزیق وغیرہ کی صفات فعلیہ صفت التکوین کی تفصیلات ہیں پس خلائق کی ایجاد صفت التخلیق کا اثر ہے اور مکونات باسرہا صفت التکوین کے آثار ہیں۔ پس صفت التخلیق صفات

فعلیہ میں سے ہے۔ عند الماتریدیہؒ اور اشاعرہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک صفت فعلی ہے لیکن مذہب حقیق ماتریدیہ کا ہے کما قال المجدد۔ تو خلائق کی ایجاد کا تعلق شان خداوندی کے ساتھ نہیں ہے بلکہ صفت التخلیق کے ساتھ ہے کیونکہ شان مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے اور صفت التخلیق صفات خداوندی میں سے ایک صفت ہے جیساکہ آگے چل کر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی عبارات سے واضح ہوجائے گا اور کسب نہ تو شان کے ساتھ قیام پذیر ہے اور نہ صفت التخلیق کے ساتھ اور نہ دوسری صفات خداوندی کے ساتھ۔ والا فیلزم قدم الحادث او حدوث القدیم وھو کفر۔

پیر محمد الحاد فی اسماء اللہ میں مبتلا ہے

پیر محمد چشتی نے کسب کو شان خداوندی کی صفت ٹھہرایا ہے تو صفت التخلیق اور صفت التکوین سے انکار لازم آیا نیز الحاد فی اسماء اللہ بھی لازم آیا جو کہ کفر ہے۔ جیساکہ یہ آیت کفار کے لیے نازل ہوئی ہے۔

والذین یلحدون فی اسمائہ کماسیاتی۔ (الایۃ)

(ترجمہ: اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جو اسماء اللہ میں الحاد کرتے ہیں یعنی ان کو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا کہ وہ ملحد و زندیق ہو جاتے ہیں۔)

بعض کے نزدیک شان خداوندی صفات فعلیہ میں سے ہے لیکن تحقیق حقیق امام مجدد رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ کماسیاتی کہ شان مراتب ذات سے ہے اور اسماء و صفات کے مرتبہ سے فوق ہے۔

پیر محمد نے شان اقدس کو حادث ٹھہرایا جبکہ یہ باالاتفاق قدیم ہے

شان خداوندی باالاتفاق قدیم ہے اور پیر محمد نے اسے حادث ٹھہرایا ہے اور

کسب (ہونا اور کرنا) کو شان خداوندی کی صفت قرار دیا ہے جبکہ کسب حادث ہے پس حادث کو قدیم کی صفت ٹھہرانا قدیم کی حدوث کو مستلزم ہے اور یہ کفر ہے۔

مناطقہ کا یہ قول کہ "شان خداوندی آثار مرتبہ علی صفات الواجب سے عبارت ہے"۔ بالکل باطل ہے کیونکہ آثار مرتبہ مکونات اور حوادث ہیں اور شان خداوندی قدیم مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے نہ حادث ہے اور نہ صفات سے مرتب ہے یعنی آثار مرتبہ شیونات خداوندی نہیں ہیں بلکہ مخلوقات خداوندی ہیں اور شان خدا تعالیٰ قدیم ہے اور صفات کے مرتبہ سے فوق ہے اور مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی شان کے متعلق عبارات:

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف دفتر اول جلد اول صفحہ نمبر ۲۸۷ مقصد دوم کی تمہید میں فرماتے ہیں۔

فیضے کہ از ذات تعالیٰ و تقدس میرسد دو نوع است۔ نوعے اول کہ بایجاد و ابقاء و تخلیق و ترزیق و احیاء و اماتت و امثال آنہا (یعنی ازالہ بلیات و دفع امراض و حصول عافیت و صحت وغیرہ) تعلق دارد و نوع ثانی دیگر بایمان و معرفت و سائر کمالات مراتب ولایت و نبوت متعلق است نوع اول از فیض (ہمہ را) بتوسط صفات است و بس و نوع ثانی بعضے را متوسط صفات است و بعضے دیگر را متوسط شیونات (و وصول این نوع فیوضات بتوجہ قطب ارشاد وابستہ داشتہ اند)۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے جو فیض (عالم) کو ملتا ہے وہ دو قسم کا ہے۔ ایک قسم وہ ہے جو ایجاد، ابقاء، تخلیق، ترزیق، احیاء، اماتت (ازالہ بلیات، دفع امراض اور حصول عافیت و صحت) وغیرہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو ایمان اور معرفت اور نبوت و ولایت کے تمام کمالات اور مراتب کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اول الذکر فیض تمام اشیاء کو صفات خداوندی کے توسط سے ہے اور ثانی الذکر فیض بعض اشیاء کو صفات کے

توسط سے ہے اور بعض دیگر کو شیونات کے توسط سے ہے۔ (اور نوع ثانی کے فیوضات کا وصول قطب ارشاد کی توجہ سے وابستہ ہے)۔

صفات اور شیونات میں پہلا فرق:

صفات اور شیونات میں فرق کی وضاحت امام مجدد رحمتہ اللہ علیہ اپنے اسی مکتوب میں آگے فرماتے ہیں۔

فرق میان صفات و شیونات بسیار دقیق است۔ لا یظهر الا علی احاد من اولیاء المحمدی المشرب ولم یعلم انه تکلم به احد۔ بالجملہ صفات در خارج موجود اند بوجود زائد بر ذات تعالی و تقدس و شیونات مجرد اعتبارات اند در ذات عز سلطانہ

صفات اور شیونات میں فرق کرنا بہت دقیق ہے کہ صرف اولیاء محمدی المشرب پر ظاہر ہوتا ہے اور معلوم نہیں کہ ان بزرگوں کے علاوہ کسی اور نے اس فرق کو پہچان لیا ہو بالجملہ صفات خارج میں وجود زائد کے ساتھ موجود ہیں۔ بلاکیف زیادت سے اور شیونات ذات اقدس میں مجرد اعتبارات ہیں۔

اس کی تشریح میں مولانا نصر اللہ صاحب شرح مکتوبات جلد نمبر۱ صفحہ ۴۲۸ میں فرماتے ہیں۔

یعنی اولیائے محمدی المشرب بشہود شیونات مشرف اند بنا بر آن امتیاز صفات و شیونات راکردہ می تواند و دیگران چون مقام شیون نمی رسند لہذا از شیونات خبر نداشتہ۔ صفات را از

یعنی محمدی المشرب اولیائے کرام شیونات کے شہود سے مشرف ہیں اسی بنا پر صفات و شیونات میں تفریق کرسکتے ہیں اور دوسرے اولیائے کرام (یا علما ظاہر یا منکرین و ملحدین مثلاً پیر محمد چشتی

شیونات و شیونات را از صفات تفریق کردہ نمی توانند۔

اور بعض مناطقہ) چونکہ شیونات کے مقام سے ناواقف ہیں اس لیے صفات و شیونات کے درمیان امتیاز کرنے سے عاجز ہیں۔

(اور منکرین اپنے جہل کی بنا پر علماء راسخین کی عداوت اور الحاد فی اسماء اللہ میں مبتلا ہو کر کافر ہو چکے ہیں اور پیر محمد چشتی چترالی بھی منکرین و ملحدین کی صف میں داخل ہے۔)

صفات و شیونات میں دوسرا فرق:

پھر کچھ آگے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ صفات و شیونات میں دوسرا فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

و فرق دیگر میان شیون و صفات آنست کہ مقام شیون موجہ ذی الشان است و مقام صفات نہ چنیں است۔

شیونات اور صفات کے درمیان دوسرا فرق یہ ہے کہ مقام شیونات ذی الشان کی جانب متوجہ ہے اور صفات کا مقام اس طرح کا نہیں ہے۔

اس کی تشریح میں شارح مذکور (مولانا نصر اللہ صاحبؒ) صفحہ نمبر ۴۲۹ جلد نمبر ا میں فرماتے ہیں۔

یعنی کسانیکہ بہ شہود صفات رسیدہ اند ہنوز از وصول مرتبہ ذات او تعالیٰ بے نصیب اند و کسانیکہ بہ شہود شیونات رسیدہ اند بہ وصول ذات او تعالیٰ مشرف اند۔ زیرا کہ شیونات منتزع از ذات او تعالیٰ بودہ و زائد از ذات او

یعنی وہ افراد جو صفات کے شہود تک پہنچ گئے ہیں ابھی تک مرتبۂ ذات تعالیٰ کے وصول سے بے نصیب ہیں اور وہ افراد جو کہ شیونات کے شہود سے مشرف ہیں وہ ذات اقدس کے وصول سے مشرف ہیں کیونکہ شیونات ذات تعالیٰ سے

تعالی نمی باشد۔ اما صفات وجود خارجی داشتہ زائد برذات او تعالی می باشد... ازیں وجہ امام میفر ماید کہ مقام شیون موجہ ذات او تعالی است و مقام صفات نہ چنیں است۔

منتزع ہیں اور ذات اقدس پر زائد نہیں ہیں۔ اور صفات وجود خارجی رکھتی ہیں اور ذات اقدس پر زیادت بلاکیف سے زائد ہیں اس بنا پر حضرت مجدد پاک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مقام شیون ذی الشان کی جانب متوجہ ہے اور صفات کا مقام اس طرح نہیں ہے۔

کچھ آگے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اس طرح رقمطراز ہیں۔

چہ شیون عین ذات اند۔ اعتبار زیادتی در ایشان از منتزعات عقل است (نہ از امور خارجیہ واقعیہ)

کیونکہ شیونات عین ذات ہے اور اس میں زیادتی کا اعتبار صرف عقل کی منتزعات میں سے ہے۔

اس کی تشریح میں شارح مذکور صفحہ نمبر۱۳۴ جلد نمبر۱ پر اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

یعنی مبدا فیض کمالات آنحضرت ﷺ شان بودہ و شان وجود خارجی زائد ندارد بلکہ مبدا فیض کمالاتی آنحضرت ﷺ خود ذات او تعالی است۔

یعنی آنحضرت ﷺ کے فیض کمالاتی کا مبدا شان ہے اور شان وجود خارجی زائد نہیں رکھتا بلکہ آنحضرت ﷺ کے فیض کمالاتی کا مبدا ذات تعالیٰ و تقدس ہے۔

صفات و شیونات میں تیسرا فرق:

کچھ آگے فرماتے ہیں۔

غایت ما فی الباب حجب صفات خارجی است و حجب شیون علمی۔ فالحجاب

بالجملہ صفات کے حجابات خارجی ہیں اور شیونات کے حجابات علمی ہیں اور

العلمی یمکن ارتفاعہ من البین بحصول بعض المعارف بخلاف الخارجی فانہ لا یمکن زوالہ۔

بعض معارف کے حصول کی بنا پر حجاب علمی کی ارتفاع ممکن ہے اور حجاب خارجی کا زوال ممکن نہیں ہے۔

اس طرح کچھ آگے مذکورہ مسئلہ کے متعلق رقمطراز ہیں۔

وایضا عروج محمدی ﷺ چون بجانب شیون است و شیون را بعالم ہیچ مناسبتے نیست چہ عالم ظل صفات است نہ ظل شیون۔

نیز عروج محمدی ﷺ شیونات کی جانب ہے اور شیونات کی عالم کے ساتھ کوئی بھی مناسبت نہیں ہے کیونکہ عالم صفات کا ظل ہے شیونات کا ظل نہیں ہے۔

پس عالم میں احیاء' امات' تخلیق اوز ترزیق وغیرہ بھی صفات کے توسط سے ہیں اور شیونات کے توسط سے نوع ثانی کے فوضات ہیں جو کہ ایمان اور معرفت کے ساتھ متعلق ہیں۔ کمامر' پس شیونات جو کہ مراتب ذات میں سے ہیں عالم کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتے کیونکہ ذات خداوندی عالم سے مستغنی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فان اللہ غنی عن العالمین (سورہ آل عمران آیت ۹۷)
(ترجمہ: بے شک اللہ سب جہانوں سے مستغنی ہے)

اس طرح مولانا نصر اللہ شارح مکتوبات صفحہ نمبر۴۴۲ جلد نمبر۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی درمیان آنحضرتؐ واللہ تعالیٰ جل جلالہ شان است و شان بوجود خارجی ندارد لہذا حاجز درمیان او ودر او تعالیٰ نیست

یعنی آنحضور ﷺ اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے درمیان شان ہے اور شان وجود خارجی نہیں رکھتی۔ اس لیے آنحضور ﷺ اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے درمیان حاجز نہیں ہے۔

کچھ آگے رقمطراز ہیں کہ:

درمیان وجود مبارک آنحضرت ﷺ واو تعالیٰ صفات حائل بودہ وُدر بین شہود و کمالات آنحضرت ﷺ حیلولیت صفات وجود ندارد زیرا کہ وصول فیض وجودی آنحضرت ﷺ صفات بودہ وصفات ورائے وجود خارجی اند' لہذا دربین وجود آنحضرت ﷺ و حق سبحانہ صفات حائل گردیدہ اند اما مبداء فیض کمالات آنحضرت ﷺ شان است وشان وجود خارجی ندارد بلکہ یک امر انتزاعی است بناء بران در فیض کمالاتی آنحضرت ﷺ ہیچ حائلی موجود نیست (پس معلوم شد کہ شان از مراتب ذات اند تعالیٰ وتقدس)

اللہ تعالیٰ و نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کے درمیان صفات حائل ہیں اور آنحضور ﷺ کے شہود اور مالات کے درمیان صفات کی حیلولیت وجود نہیں رکھتی کیونکہ آنحضور ﷺ کے فیض وجودی کا وصول صفات سے ہے اور صفات خارجی وجود رکھتی ہیں اس لیے آنحضور ﷺ کے وجود مبارک اور اللہ تعالیٰ کے درمیان صفات حائل ہیں مگر آنحضور ﷺ کے فیض کمالاتی کا مبداء شان ہے اور شان وجود خارجی نہیں رکھتی بلکہ ایک امر انتزاعی ہے اسی بنا پر آنحضور ﷺ کے فیض کمالاتی میں کوئی حائل موجود نہیں ہے (پس معلوم ہوا کہ شان مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے۔)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کچھ آگے فرماتے ہیں:

چون مبدا فیض آنحضرت ﷺ شان بودہ وشان یک امر انتزاعی علمی و عقلی است و لوجود علمی در بین دو موجود خارجی (یعنی واجب الوجود و آنحضرت ﷺ) حائل شدہ نمی تواند۔

چونکہ آنحضرت ﷺ کا مبدا فیض کمالاتی شان اقدس ہے اور شان ایک امر انتزاعی علمی و عقلی ہے (وجود خارجی زائدہ نہیں رکھتا پس حائل نہیں ہوسکتا) کیونکہ دو موجود خارجی کے

درمیان ایک موجود علمی حائل نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح شارح مذکور صفحہ ۴۳۳ جلد ۱ پر رقمطراز ہیں۔

یعنی سیر محمدی المشربان تابہ شان و ظلال شان می باشد و اگر محمدی المشرب نباشد سیر او تابہ قابلیت صفات یا خود صفات است۔ خلاصہ اینکہ محمدی المشربان بہ شیون می رسند چون شیون وجود خارجی نداشتہ یک امر انتزاعی است لہٰذا بہ عین ذات مقدس میرسند و سیر دیگران (اے غیر محمدی المشربان) منحصر بہ صفات بودہ و بالاتر ازان نمی رسند "تنبیہ"۔ موجود خارجی اصلی ذات تعالیٰ و صفات او تعالیٰ است و موجود خارجی ظلی عبارت از ممکنات است نیز ثابت شد کہ چون رسیدن بہ شیون رسیدن بہ ذات مقدس است لہٰذا شیون از مراتب ذات است بخلاف صفات کما مر۔

یعنی محمدی المشرب اولیاء کی سیر شان اور ظلال شان تک ہے اور اگر محمدی المشرب نہ ہو تو اس کی سیر قابلیت صفات یا عین صفات تک ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ محمدی المشرب اولیاء شیونات تک سیر روحی کے ذریعے پہنچتے ہیں اور چونکہ شیونات کا وجود خارجی نہیں ہے بلکہ ایک انتزاعی امر ہے۔ پس شیونات تک پہنچنا عین ذات اقدس تک پہنچنا ہے اور دیگر اولیائے کرام کی سیر روحی صفات پر منحصر ہے اور اس سے فوق ان کی سیر نہیں ہے (لہٰذا ذات اقدس کے وصول سے بے نصیب ہے) "تنبیہ" موجود خارجی اصلی ذات واجب اور صفات واجب ہیں اور موجود خارجی ظلی ممکنات سے عبارت ہے نیز چونکہ شیونات تک پہنچنا ذات اقدس تک پہنچنا ہے لہٰذا شیونات مراتب ذات میں سے ہیں بخلاف صفات کے جیسا کہ واضح ہوا۔

راسخین صفات بشریہ کی رجوع سے محفوظ ہیں:

اسی طرح شارح مذکور صفحہ ۴۴۴ جلد۔۱پر تحریر فرماتے ہیں۔

وکسانیکہ بہ شیونات رسیدہ بہ عدم رجوع صفات بشری قائل اند وکسانیکہ بہ صفات رسیدہ اند بہ رجوع صفات بشری قائل اند۔ حقیقت آنست کہ اگر عارف محمدی المشرب باشد بہ شیونات می رسد از رجوع صفات بشریت محفوظ است و در غیر آن محفوظ نیست۔

وہ افراد جوکہ شیونات کے وصول سے مشرف ہیں وہ صفات بشریہ رزیلہ کی عدم رجوع کے قائل ہیں اور وہ اولیائے کرام جو صفات کے وصول سے مشرف ہیں وہ صفات رزیلہ بشریہ کے رجوع کے قائل ہیں لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اگر عارف محمدی المشرب شیونات تک واصل ہوجائے (جوکہ عین ذات تک وصول ہے) تو صفات بشریہ کے رجوع سے محفوظ ہیں اور وصول شیونات کے بغیر محفوظ نہیں ہیں۔

یعنی وصول شیونات کے بغیر صفات بشریہ کے رجوع کا امکان موجود ہے۔ اول الذکر مرتبہ رسوخ کا مقام ہے اور ثانی الذکر ولایات ثلاثہ کے مقامات ہیں۔ عندالمجدد رحمتہ اللہ علیہ۔

تبصرہ: اوپر دیے گئے حوالہ جات اور بحث سے یہ معلوم ہوا کہ شیونات اور صفات کے درمیان فرق کرنا نہایت دقیق اور محمدی المشرب اولیائے کرام کا خاصہ ہے اور پیر محمد چشتی چترالی (جو محمدی المشرب کے مقام سے بے بہرہ ہے) نے شان کے مرتبہ کو صفت التخلیق کا مرتبہ بنایا اور مرتبہ ذاتی کو مرتبہ صفاتی بنا کر الحادفی اسماء اللہ کا مرتکب ہوگیا جوکہ کفر صریح ہے اور شان خداوندی کو حادث ٹھہرایا اس لیے کہ کسب کو شان کی صفت ٹھہرایا اور حادث چیز کو قدیم کی صفت ٹھہرانا قدیم کی حدوث کو مستلزم ہے اور کفر بواح ہے۔ نیز خلق وایجاد کو شان کا وظیفہ قرار دینا فی الحقیقت

صفت التخلیق اور صفت التکوین سے انکار کو مستلزم ہے کما ھو ظاھر لمن لہ اتقان فی علم الکلام اور جیسا کہ عبارات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ (جو کہ مجتہد علم الکلام' مجدد الف ثانی' فقیہہ اور راسخ صوفی ہیں) سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ شان خداوندی مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے اور قدیم ہے شیونات کا مرتبہ صفات کے مرتبہ سے فوق ہے جس کا فیض نوع ثانی میں سے ہے اور کمالات و مراتب ولایت و نبوت کے ساتھ متعلق ہے اور خلق و ایجاد اشیاء سے متعلق نہیں ہے۔ کیونکہ ایجاد' ابقاء' ترزیق' احیاء اور اماتت وغیرہ کے لیے فیض صفات کے توسط سے ہے اور مراتب ذات اور ذات قدیم کی عالم کے ساتھ مناسبت نہیں بلکہ عالم صفات کے ظل میں سے ہے نہ کہ شیون کے ظل میں سے۔ کسب (ہونا اور کرنا) تو صفت حادثہ قائم بالحادث ہے نہ یہ صفات واجبی سے متعلق ہے نہ شیونات واجبی سے اور نہ ذات واجبی سے بلکہ کسب کو ذات و صفات کی صفت ٹھہرانا کفر صریح ہے۔ کما صرح بہ المتکلمون والفقھاء رحمہم اللہ اجمعین۔

شیونات اور اعتبارات میں فرق:

مولانا نصر اللہ رحمتہ اللہ علیہ مکتوبات مجددیہ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔

شیونات وجود خارجی زائد بر ذات ندارد و عبارت از اعتبارات ذات او تعالیٰ می باشد بخلاف صفات کہ وجود خارجی زائد دارند۔	شیونات ذات اقدس پر زائد وجود خارجی نہیں رکھتے اور ذات تعالیٰ کے اعتبارات سے عبارت ہیں بخلاف صفات کے کہ وہ وجود خارجی زائد نہیں رکھتیں۔

دوسرے مقامات پر بیان فرمایا ہے کہ شیونات اور اعتبارات میں بھی رتی فرق ہے کہ شیونات صفات کے قرب میں ہیں اور اعتبارات بین الذات والشیون

کے ہیں۔ اس کے علاوہ مکتوبات شریف کے مکتوب نمبر ۲۶۰ اور نمبر ۲۸۷ دفتر اول میں بھی مذکورہ مسئلہ تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ فلیراجعا۔

امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ فقیہہ بھی ہیں متکلم بھی اور صوفی راسخ بھی:

امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ جوکہ مجتہد علم الکلام بھی ہیں، مجدد الف ثانی بھی ہیں، عالم ربانی اور فقیہہ بھی ہیں اور صوفی راسخ بھی ہیں فکفی بر حجتہ۔ انہوں نے بیان فرمایا ہے کہ ان (شیونات اور اعتبارات) کے درمیان فرق اولیائے محمدی المشرب میں سے کسی ایک کا حصہ ہے ہر کوئی ان میں امتیاز نہیں کر سکتا۔

پس "ہونا" اور "کرنا" جوکہ کسب و اکتساب ہے نہ تو شیونات کے ساتھ قیام پذیر ہو سکتا ہے اور نہ صفات کے ساتھ کیونکہ یہ صفت حادث ہے والا فیلزم قدم الحادث او حدوث القدیم والتالی بکلا الشقین باطل فا لمقدم مثلہ۔ بلکہ اگر "ہونے" اور "کرنے" کی بجائے "پیدا کرنے" اور "پیدا ہونے" کے الفاظ کہے جائیں اور صفت التخلیق کو منسوب کیے جائیں تو معاملہ حل ہو جائے گا کیونکہ پیدا کرنا اور خلق و ایجاد صفت التخلیق کا وظیفہ ہے۔

پیر محمد چشتی کے ساتھ اصل واقعہ کا قصہ:

پیر محمد کے ساتھ لفظ "شان" اور "کسب عباد" کے متعلق اس فقیر کی جو بحث ہوئی تھی وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

"مناظرہ وزیرستان کے لیے اس فقیر کے دربار عالیہ پر پچاس سے زیادہ علماء کرام جمع تھے اور پیر محمد بھی حاضر تھا۔ اس فقیر نے پیر محمد سے کہا کہ تمہیں بھی اس مناظرے میں چلنا چاہیے تو پیر محمد نے کہا کہ ٹھیک ہے میں بھی جاؤں گا لیکن میری ایک شرط ہے کہ ادھر بھی میں اس عقیدہ کو بیان کروں گا۔ اس فقیر نے پوچھا کہ بتاؤ کیا عقیدہ ہے؟ تو پیر محمد نے کہا کہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

سب کچھ کرتا ہے جو اس کی شان کے مطابق ہو اور اس کی شان کے مطابق اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا کرنا یعنی کسب منسوب ہو گا۔ اس پر اس فقیر نے کہا کہ ایسا نہیں کہنا بلکہ اس طرح کہو کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق یعنی پیدا کرنے والا ہے اور مخلوق بھی اپنے افعال اختیاریہ کی کاسب ہے کیونکہ "ہونا" اور "کرنا" کسب ہے۔ کما مر اور "پیدا کرنا" خلق ہے اور اللہ تعالیٰ خالق ہے کاسب نہیں۔ پس کسب و اکتساب بعض شان کے مطابق ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ سے صادر ہونے کا عقیدہ رکھنا غلط ہے کیونکہ کسب صفت حادثہ واقع بالتہ جارحتہ ہے جو موجودات میں تصرف حادثہ ہے اور حادث کے ساتھ قیام پذیر ہوتا ہے اور واجب تعالیٰ آلات جارحہ سے منزہ ہے اور صفات خداوندی آلات سے مسمی نہیں ہو سکتے پس اللہ تعالیٰ کی جانب کسب منسوب کرنا' قیام حوادث بذات اللہ پر قول کرنا ہے اور جمہور متکلمین اہلسنّت و جماعت اور فقہائے عظام کے نزدیک باطل بلکہ کفر صریح ہے۔ اور یہ جبریہ کا عقیدہ ہے ورنہ قدم الحادث یا حدوث القدیم کا استحالہ لازم آئیگا۔ پس اللہ تعالیٰ کو کسب منسوب کرنا کلایا ۔معنا عقیدہ جبریہ ہے کیونکہ نہ بعض حوادث اللہ تعالیٰ کے ساتھ قیام پذیر ہیں اور نہ کل حوادث۔ نیز شان واجبی جو کہ قدیم ہے اور صفات واجبی بھی قدیم ہیں کہ ساتھ بھی قیام الحوادث نہیں ہو سکتا لہٰذا کسب منسوب کرنا دونوں صورتوں میں باطل ہے اور شان خداوندی کو عالم کے ساتھ مناسبت نہیں کیونکہ عالم صفات کا ظل ہے نہ شیون کا۔ پس خلائق کا پیدا کرنا صفت التخلیق کو منسوب ہو گا شان کو نہیں ہو گا کیونکہ شان مراتب ذات میں سے ہے اور ذات اقدس کی عالم کے ساتھ مناسبت نہیں اور ذات اقدس عالم سے مستغنی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے فان اللہ غنی عن العلمین (اللہ تعالیٰ تمام عالموں سے مستغنی ہے) پس مرتبہ ذاتی کو مرتبہ ذاتی قرار دینا الحاد فی اسماء اللہ ہے اور کفر ہے پس خلق و ایجاد صفت التخلیق کو درست ہے اور امام مجدد رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق شان کی طرف نسبت صحیح نہیں ہے اور "ہونے" اور "کرنے" کی بجائے اگر "پیدا کرنے" اور "پیدا ہونے" کے الفاظ کہے جائیں اور صفت التخلیق

کو منسوب کیے جائیں تو پھر معاملہ حل ہو جائے گا۔ کما مر تفصیلا۔ اس طرح خلق و ایجاد کا مسئلہ حل ہو گیا اور ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ فرمایا گیا۔ اللہ خالق کل شئی (سورہ زمر آیت ۶۲) (اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے) ایک اور جگہ فرمایا گیا واللہ خلقکم و ما تعملون (سورہ صفت آیت ۹۶) (اللہ تعالیٰ نے تمھیں اور تمھارے اعمال کو پیدا کیا ہے) چونکہ خلق واقع لاباللہ ہے اور اخراج المعدوم من العدم الی الوجود ہے یعنی معدوم میں تصرف ایجادی ہے لہذا خلق اشیاء صفت التخلیق کے ساتھ مربوط ہے اور صفت التخلیق اللہ تعالیٰ کی صفت فعلی قدیم ہے۔ یوں واضح ہوا کہ "ہونے" اور "کرنے" یعنی کسب کسی بھی صورت میں ذات خداوندی' شان خداوندی اور صفات خداوندی کو منسوب نہیں ہو سکتا۔

اسماء مشترکہ کی حقیقت:

بندوں کے اوصاف کسی بھی صورت میں اللہ تعالیٰ کے اوصاف نہیں ہو سکتے اور جہاں کہیں اسماء مشترکہ ہیں وہاں صرف اشتراک لفظی موجود ہے اور اشتراک معنوی منتفی ہے اگرچہ یراد فی حق العباد غیر مایراد فی حق اللہ اس قاعدہ میں ہے مگر پھر بھی بندوں کی صفات حادث ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں۔

آیت فعال لما یرید کی حقیقت:

اسی اثنا میں محترم مولوی سید نور علی شاہ باچا صاحب تاروجبہ والے نے اس فقیر سے کہا کہ پیر محمد چشتی نے ایک رسالہ بنام "الاستفتاء" لکھا ہے۔ اس میں بھی اس نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس سے سب کچھ ہونے کا یقین اہلسنت کا عقیدہ ہے تو اس فقیر نے عرض کیا کہ چلو آسان بات ہے کہ "اللہ تعالیٰ سب کچھ کرتا ہے" کی جگہ "اللہ تعالیٰ سب کچھ پیدا کرتا ہے" اور "اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین" کی جگہ "اللہ تعالیٰ سے سب کچھ پیدا ہونے کا یقین" کی

عبارت بنادیں۔ اس بات پر پیر محمد نے کہا کہ "پیدا ہونے" اور "پیدا کرنے" کی نسبت غلط ہے صرف "کرنا اور ہونا" ہی ٹھیک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فعال لما یرید (سورہ بروج آیت ۱۶) (ترجمہ: وہ جو چاہے سب کچھ کر گزرتا ہے۔)

اس میں فعال کے معنی "کاسب" کے ہیں۔ تو اس فقیر نے کہا کہ فعال' فاعل یعنی فاعلیت خداوندی میں جو کہ صفات فعلیہ ہیں مبالغہ ہے اور پھر فعال بمعنی خلاق بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات' فعلیہ ہوں یا ذاتیہ' قدیم ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فعل بھی صفت خداوندی میں قدیم ہے جیسا کہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ والفعل صفتہ لہ تعالی فی الازل (شرح فقہ اکبر)۔ "فعل ازل میں صفت خداوندی ہے۔"

پس یہاں فعل سے کسب اور کرنے کا معنی لینا غلط ہے کیونکہ کسب حادث ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے صفت بھی نہیں ہو سکتا۔ کما مر۔ بلکہ فعل یہاں بمعنی "خلق و ایجاد" اور "پیدا کرنے" کے ہیں کیونکہ متکلمین اہل سنت فرماتے ہیں کہ "فعل"' "کون" اور "صنع" وغیرہ کے الفاظ جب اللہ تعالیٰ کو منسوب ہوں تو خلق و ایجاد کے معنی پر ہوتے ہیں گویا لفظ "فعل" کسب اور خلق کے درمیان مشترک لفظ ہے کہ جب بندہ کو منسوب ہو تو کسب کے معنی پر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

جزاء بما کانوا یفعلون (سورہ واقعہ آیت ۲۴) (ترجمہ: بدلہ بسبب ان کے افعال کے ہوگا) افعال یعنی اکتساب۔ پس فعل عباد کسب عباد ہے اور جب واجب الوجود کو منسوب ہو جائے تو خلق و ایجاد کے معنی پر ہے جیسا کہ مزید ارشاد ہے۔

۱۔ فعال لما یرید (سورہ بروج آیت ۱۶) ترجمہ: فعال مبالغہ ہے فاعل میں یعنی خلاق ہے اپنی مراد کا۔

۲۔ وربک یخلق مایشاء

ویختار (سورہ قصص آیت ۶۸) ترجمہ: اور تیرا رب پیدا فرماتا ہے اس کو جس کو چاہے اور پسند فرماتا ہے۔

۲۔ لایسئل عما یفعل وھم یسئلون (سورہ انبیاء آیت ۲۳) ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے نہیں پوچھا جا سکتا کہ کیوں پیدا فرمایا بلکہ (بندوں سے ان کے افعال کے بارے میں) پوچھا جائیگا۔

(اس آیت میں اشارہ ہے قاعدہ مسلمہ اہل سنت کا اور وہ یہ کہ خلق قبیح 'قبیح نہیں اور کسب قبیح' قبیح ہے اور یہ کلام صمدانیت و وحدانیت حق پر دلیل ہے کہ وہ ذات سب سے عالی ہے اور مخلوق اس پاک ذات کی محکوم ہے۔)

بیان اشتراک لفظی:

مشترک لفظی کا صدق اپنے افراد موضوع لہ پر حقیقت میں ہوتا ہے مجازا نہیں مگر یہ صدق تبادلاً لوجود القرینہ ہوگا نہ کہ جمعاً۔ جیسا کہ بعض جہلا کا خیال ہے۔ ان یفعل اللہ مجازی معنوں میں یخلق اللہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ فاعل اسماء مشترکہ میں سے ہوتا ہے جیسے رؤف' رحیم' سمیع' بصیر' علیم اور عظیم وغیرہ بندوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مشترکہ اسماء ہیں لیکن یہ ادنی حق العباد غیر ماریہ ادنی حق اللہ تعالیٰ۔ پس بندہ بھی فعل حادث' اختیاری' مکانی اور چونی کے ساتھ فاعل ہے جو کہ حقیقت میں کسب ہے اور اللہ تعالیٰ بھی فعل قدیم' ازلی' ابدی' لامکانی اور بیچونی کے ساتھ فاعل ہے جو کہ درحقیقت خالقیت ہے۔ پس یہ اسی اشتراک لفظی ہے معنوی نہیں۔ ایک سے مراد کاسب علی الحقیقتہ ہے اور دوسرے سے مراد خالق علی الحقیقتہ ہے۔

پیر محمد کا کفریہ قول:

اوپر کے دلائل کے جواب میں پیر محمد نے کہا کہ نہیں جو اس کی شان کے مطابق ان سب کا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ تو اس فقیر نے پوچھا کہ بتاؤ وہ کون سے امور ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے موافق ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے کرنے والا ہے تو

پیر محمد نے کہا مثلاً زمین و آسمان کو پیدا کرنا تو اس فقیر نے کہا "پیدا کرنا" تو خلق و ایجاد ہے کسب نہیں ہے تو اگر یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے تو معاملہ طے ہو گیا تو پیر محمد نے کہا کہ تم غلط کہہ رہے ہو۔ بس جو میں کہہ رہا ہوں یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔

خلق و کسب کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ:

پیر محمد کے درج بالا انکار پر اس فقیر نے مکتوبات امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ منگوا کر درج ذیل عبارت سنائی کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ اس طرح ہے۔

فلما كانت مسئلة القضا والقدر قد كثر فيه الحيرة والضلال و غلب على اكثر ناظريها باطل الوهم و الخيال حتى قال بعضهم بمحض الجبر فيما يصدر من العبد بالاختيار ونفى بعضهم نسبته الى الواحد القهار واخذ طائفة فى طرفى الاقتصاد فى الاعتقاد الذى هو الصراط المستقيم والمنهج القويم ولقد وفق بهذا الطريق الفرقة

اس کے بعد واضح ہوا کہ مسئلہ قضا و قدر میں اکثر لوگ حیران اور گمراہ ہو رہے ہیں اور اکثر دیکھنے والوں پر اس قسم کا باطل وہم و خیال غالب ہے کہ ان میں بعض کہتے ہیں کہ جو کچھ بندہ سے اپنے اختیار کے ساتھ فعل صادر ہوتا ہے اس میں جبر کے قائل ہیں اور بعض بندے کے فعل کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہی نہیں کرتے گویا ان دونوں گروہوں نے اعتدال اور میانہ روی کو چھوڑ کر افراط و تفریط کو اختیار کیا ہے اور بعض نے اعتقاد میں اعتدال کا طریق اختیار کیا ہے جس کو صراط مستقیم یا راہ راست کہا جاسکتا ہے اور اس صراط مستقیم کی توفیق حق تعالیٰ نے فرقہ

الناجية الذين هم اهل السنة والجماعة وعن اسلافهم واخلافهم فتركوا الافراط و التفريط واختاروا الوسط والبين روى عن ابى حنيفته انه سال جعفر بن محمد الصادق فقال يا ابن رسول الله ﷺ هل فوض الله تعالى الامر الى العباد قال الله تعالى اجل من ان يفوض الربوبية الى العباد فقال له هل يجبرهم على ذلك فقال الله تعالى اعدل من ان يجبرهم على ذلك ثم يعذبهم فقال وكيف ذلك فقال البين البين لاجبر ولا تفويض ولا كره ولا تسليط لهذا قال اهل السنة ان الافعال اختيارية

ناجیہ کو عطا فرمائی ہے۔ جسے اہل سنت و جماعت اور ان کے اسلاف اور ان کے اخلاف کو کہا جاتا ہے ان لوگوں نے افراط و تفریط کو چھوڑ کر اس کے وسط اور میانہ روی کو اختیار کیا ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے حضرت جعفر بن محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے کیا اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کا امر اپنے بندوں کے سپرد کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعائی اس امر سے برتر ہے کہ اپنی ربوبیت اپنے بندوں کے سپرد کرے۔ پھر عرض کیا کہ کیا ان پر جبر کرتا ہے؟ تو فرمایا کہ یہ بات بھی اللہ تعالی کی شان سے بعید ہے کہ پہلے کسی بات پر مجبور کرے اور پھر اس پر عذاب دے۔ پھر عرض کیا یہ بات کس طرح ہے؟ فرمایا کہ اس کے بین بین ہے یعنی نہ جبر کرتا ہیاور نہ سپرد کرتا ہے۔ اور نہ اکراہ ہے نہ تسلیط۔ اسی لیے احل سنت کے لوگ فرماتے ہیں کہ

للعباد مقدورة الله تعالیٰ من حیث الخلق والایجاد و مقدورة العباد علی وجه اخر من التعلق یعبر عنه بالاکتساب فحرکة العبد باعتبار نسبتها الی قدرته تعالی یسمی خلقا وباعتبار نسبتها الی قدرة العبد کسبا له غیر ان الاشعری منهم ذهب الی ان لامدخل لاختیار العباد فی افعالهم اصلا الا انه سبحانه اوجد الافعال عقیب اختیارهم بطریق جری العادة اذ لاتاثیر للقدره الحادثة عنده- وهذا المذهب مائل الی الجبر ولهذا یسمی بالجبر المتوسط وقال الاستاذ ابو اسحق

بندوں کے اختیاری فعل خلق وایجاد کی حیثیت سے اللہ تعالی کی قدرت کی طرف منسوب ہیں اور کسب واکتساب کی کوشش کے تعلق کے باعث بندوں کی قدرت کی طرف منسوب ہیں۔ بندوں کی حرکت کو حق تعالی کی قدرت کی طرف منسوب کرنے کے اعتبار سے خلق کہتے ہیں اور بندے کی قدرت کی طرف منسوب کرنے کے اعتبار سے کسب کہتے ہیں برخلاف اشعری کے کہ (اس کا خیال) اس طرف گیا ہے کہ بندوں کا

اپنے افعال میں ہرگز کچھ اختیار نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ تعالی نے بطریق جری العادت بندوں کے اختیار کے بعد افعال کو ایجاد کیا ہے۔ کیونکہ وہ قدرت حادثہ کے لیے کوئی تاثیر نہیں جانتا۔ یہ مذہب بھی جبر کی طرف راجع ہے۔ اسی لیے اس کو جبر المتوسط کہتے ہیں۔ استاذ ابو اسحاق

الاسفرائینی بتاثیر القدره الحادثة فی اصل الفعل .وحصول الفعل بمجموع القدرتین وقد جوز اجتماع المؤثرین علی اثر واحد بجهتین المختلفتین وقال القاضی ابوبکر الباقلانی بتاثیر القدرة الحادثة فی وصف الفعل بان یجعل الفعل موصوفا بمثل کونہ طاعة ومعصیتہ والمختار عند العبد الضعیف تاثیر القدرة الحادثة فی اصل الفعل وفی وصفہ معا اذلا معنی للتاثیر فی الوصف بدون التاثیر فی الاصل اذ الوصف اثرہ المتفرع علیہ

اسفرائینی اصل فعل میں قدرت حادثہ کی تاثیر کا اور دونوں قدرتوں کے مجموعہ سے فعل کے حاصل ہونے کا قائل ہے اور اس نے اثر واحد پر دو مختلف جہتوں کے لحاظ سے دو موثروں کا جمع ہونا جائز قرار دیا ہے۔

قاضی ابوبکر باقلانی وصف فعل میں قدرت حادثہ کی تاثیر کا قائل ہے۔ اس طرح کہ اس فعل کو طاعت یا معصیت کے ساتھ موصوف کیا جائے۔ اس خاکسار بندہ ضعیف کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اصل فعل اور وصف فعل دونوں میں قدرت حادثہ کی تاثیر ہے کیونکہ اصل کی تاثیر کے بغیر وصف کی تاثیر کے کچھ معنی نہیں ہیں کیونکہ وصف اس کا اثر ہے جو اسی پر متفرع ہے (یعنی اسی سے نکلا ہوا ہے) لیکن وہ

لکنہ محتاج الی تاثیر زائد علی تاثیر اصل الفعل اذ وجود الوصف زائد علی وجود الاصل ولا محذور فی القول بالتاثیر وان کبر ذلک علی الاشعری اذالتاثیر فی القدرۃ ایضا بایجاد اللہ سبحانہ کما ان نفس القدرۃ بایجادہ تعالی ایضا واقول بتاثیر القدرۃ ھوالاقرب الی الصواب ومذھب الاشعری داخل فی دائرۃ الجبر فی الحقیقۃ اذلا اختیار عندہ۔ حقیقۃ ولا تاثیر للقدرۃ الحادثۃ اصلا عندہ الا ان الفعل الاختیاری عند

اصل فعل کی تاثیر پر زائد تاثیر کا محتاج ہے کیونکہ وصف کا وجود اصل کے وجود پر زائد ہے اور قدرت حادثہ یعنی بندہ کی قدرت کی تاثیر کے قائل ہونے میں کوئی محذور یعنی ڈر نہیں ہے اور یہ بات اشعری کو ناگوار ہے کیونکہ قدرت حادثہ میں وصف تاثیر کا ہونا بھی حق تعالی کی ایجاد سے ہے جیسا کہ نفس قدرت حق تعالی کی ایجاد ہے اور قدرت حادثہ کی تاثیر کا قائل ہونا ہی ثواب اور بہتری کے قریب ہے اور اشعری کا مذہب در حقیقت دائرہ جبر میں داخل ہے کیونکہ اس کے نزدیک بندہ کا ہرگز اختیار نہیں اور نہ ہی قدرت حادثہ کی کوئی تاثیر ہے سوائے اس کے کہ فعل اختیاری

الجبریہ لاینسب الی الفاعل حقیقۃ بل مجازا وعند الاشعری ینسب الی الفاعل حقیقۃ وان لم یکن الاختیار ثابتا لہ حقیقۃ لان الفعل

جبریہ کے نزدیک فاعل کی طرف حقیقی طور پر منسوب نہیں کیا جاتا بلکہ مجازی طور پر اور اشعری کے نزدیک حقیقی طور پر فاعل کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اگرچہ اس کے لیے حقیقی طور پر اختیار ثابت نہیں ہے جبکہ فعل حقیقی طور پر بندہ کی قدرت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے خواہ قدرت مجمل طور پر موثر ہو جیسا کہ اشعری کے

ینسب الی قدرۃ العبد حقیقۃ سواء کانت القدرۃ موثرۃ ولو فی الجملۃ کما ھو مذھب غیر الاشعری من اھل السنۃ او مدارا محضا کما ھو مذھبہ وبھذا الفرق یتمیز مذھب اھل الحق عن مذھب اھل الباطل ونفی الفعل عن الفاعل حقیقۃ واثباتہ لہ مجازا کما ھو مذھب الجبریۃ کفر محض وانکار عن الضروریۃ قال صاحب

سوا اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے خواہ مدار محض ہو جیسا کہ اشعری کا مذہب ہے اور اسی فرق سے اہل حق کا مذہب اہل باطل کے مذہب سے جدا ہو جاتا ہے فاعل سے فعل کا حقیقی طور پر نفی کرنا اور مجازی طور پر اس کے لیے ثابت کرنا جیسا کہ جبریہ کا مذہب ہے محض کفر ہے اور ضرورت سے انکار

التمهيد ومن الجبرية من قال بان الفعل من العبد ظاهرا ومجازا اما فى الحقيقة لا استطاعة لنا والعبد كالشجر اذا حركتها الريح تحركت فكذلك العبد مجبورا كالشجر وهذا كفر

ومن اعتقد هذا يصير كافرا وقال ايضا فى مذهب الجبرية قولهم ان ليس للعباد افعال على الحقيقة لافى الخير ولا فى الشر وما يفعله العبد فالفاعل هوالله سبحانه وهذا كفر۔

ہے صاحب تمہید نے کہا ہے کہ بندہ سے فعل کا صادر ہونا ظاہری اور مجازی طور پر ہے لیکن حقیقت میں اس کے لیے کوئی استطاعت و طاقت حاصل نہیں جیسا کہ درخت جو ہوا کے چلنے سے ہلتا ہے اسی طرح بندہ بھی درخت کی طرح مجبور ہے یہ بات کفر ہے اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو وہ کافر ہے نیز اس نے فرمایا ہے کہ مذہب جبریہ میں بعض اس بات کے قائل ہیں کہ افعال خواہ شر ہو خواہ خیر حقیقی طور پر بندوں کے نہیں ہیں بندے جو کچھ کرتے ہیں ان کا فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ بھی کفر ہے۔

وایضا قال۔ وھٰؤلاء المرجئہ الملعونون الذین یقولون بان المعصیۃ لاضر والعاصی لایعاقب روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لعنت المرجئۃ علی لسان سبعین نبیا ومذھبہم باطل بالضرورۃ للفرق الظاھر بین حرکت البطش و حرکت الارتعاش ونعلم قطعا ان الاول باختیارہ دون الثانی والنصوص القطعیۃ تنفی ھذا المذھب ایضا لقولہ تعالی "جزاء بما کانوا یعملون"۔ وقول سبحانہ "فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر" الی غیر ذلک

یہ جبریہ ملعون وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ معصیت ضرر نہیں دیتی اور عاصی کو عذاب نہ دیا جائیگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ "مرجئہ کو ستر انبیاء کی زبان سے لعنت کی گئی ہے" اور ان کا مذہب باطل ہے اس لیے کہ حرکت بطش اور حرکت ارتعاش میں فرق ظاہر ہے اور سب کو معلوم ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ حرکت اول اس کے اختیار سے ہے اور دوسری نہیں اور نصوص قطعیہ اس مذہب کی نفی کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یہ اس کی جزا ہے جو وہ عمل کرتے تھے"۔ اور فرماتا ہے "جو چاہے مومن بن جائے اور جو چاہے کافر بن جائے"۔

پیر محمد نے تین مرتبہ عقیدہ جبر پر اقرار کیا:

یہ واضح ترین عبارت جس سے یہ معلوم ہوا کہ بندہ حقیقتاً فاعل اور کاسب ہے نہ کہ مجازاً جیسا کہ جبریہ کا مذہب ہے اور واجب تعالیٰ خالق علی الحقیقۃ ہے سننے کے بعد اگرچہ پیر محمد کے لیے انکار کی کوئی گنجائش نہ تھی مگر پھر بھی وہ کہنے لگا کہ یہ تم نے بالکل غلط کہا ہے بلکہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ صحیح ہے اور میرے نزدیک اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے حالانکہ وہ اپنے اس فاسد دعوی کے لیے کسی بھی معتبر کتاب کا کوئی حوالہ پیش نہ کرسکا۔ اس کے بعد اس فقیر نے جبریہ کی تکفیر پر علمائے اہل سنت وجماعت کے اقوال اور فقہائے عظام کی عبارتیں پیش کیں کہ اللہ تعالیٰ کو اعمال کا

کاسب ٹھہرانا اور بندہ کو مجبور محض جاننا کفر ہے اور باطل ہے۔ (جبریہ کی تردید سے متعلق ہم چند اور عبارات آگے پیش کریں گے)۔ تو پیر محمد نے کہا کہ میرا تو یہی عقیدہ ہے اور اگر اس عقیدہ سے کوئی کافر ہوتا ہے تو میں اولاً کافر ہوں۔ بحث و مباحثہ کے کچھ وقفہ کے بعد پھر کہا کہ اس عقیدہ سے کوئی کافر ہوتا ہے تو میں اولاً کافر ہوں۔ اسی طرح بحث و مباحثہ کے کچھ وقفہ بعد تیسری مرتبہ کہا کہ اگر اس عقیدہ سے کوئی کافر ہوتا ہے تو میں اولاً کافر ہوں۔ (گویا اپنی بات کو تین مرتبہ دہرایا)۔ اس پر اس فقیر نے کہا کہ اگر تمہارا یہی جبری عقیدہ ہے تو تم اپنے اقرار کے مطابق کافر ہی ہو۔

پیر محمد نے کسب اور خلق سے متعلق تمام آیات کا انکار کیا:

بعد ازاں اس فقیر نے کہا کہ قرآن مجید میں کئی جگہ بندہ کو کاسب ٹھہرایا ہے۔ اس لحاظ سے بندہ کے اختیاری افعال اور کسب و اکتساب سے مطلقاً انکار کرنا بالفاظ دیگر قرآن کریم سے انکار کرنا ہے۔ اس پر پیر محمد نے کہا کہ قرآن کریم میں کسب کے متعلق کوئی بھی ایسی آیت نہیں جس میں بندہ کو کاسب ٹھہرایا ہو۔ تو اس فقیر نے کہا کہ تم تو صریحاً قرآن کریم کی آیات سے انکار کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لایکلف اللہ نفسا الا وسعها لها ما کسبت وعلیها ما اکتسبت۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۸۶) یہ قطعی آیت ہے جو اختیار عباد اور کسب انسان کی صریح نص ہے اسی طرح جزاء بما کانوا یعملون۔ (سورہ واقعہ آیت ۲۴) اور بما کسبت ایدی الناس یکسبون (سورہ روم آیت ۴۱) وغیرہ متعدد آیات قرآنی کسب کے ثبوت میں وارد ہیں اور تم جاہل نے واضح طور پر آیات قرآنی کا انکار کر دیا۔ اسی اثنا میں پیر پیران حبیب الرحمٰن صاحب نے یہ آیت بھی تلاوت کی۔ و تشهد ارجلهم بما کانوا یکسبون (سورہ یس آیت ۶۵)۔ اسی طرح کئی دوسری آیات قرآنی عباد کے کسب کے ثبوت میں واضح طور پر وارد ہیں۔ (اسی

مسئلہ سے متعلق قرآنی آیات کا مکمل جدول آگے پیش کیا جارہا ہے۔)

پیر محمد نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کو "کرنا" یعنی کسب منسوب ہوگا اور "پیدا کرنا" یعنی خلق و ایجاد اللہ تعالیٰ کو منسوب نہ ہوگا۔ اس بنا پر پیر محمد کی طرف سے تمام آیات متعلقہ بالخلق سے بھی انکار لازم آیا۔ اس لیے ہم آگے جدول آیات متعلقہ بالکسب (جو کہ بندہ کی صفت حادثہ ہے) کے ساتھ ساتھ آیات متعلقہ بالخلق (جو کہ صفت الخالق کے ساتھ متعلق ہے) دونوں لکھ رہے ہیں تاکہ قارئین کرام پر بخوبی واضح ہوجائے کہ بدترین کافر پیر محمد چشتی نے کتنی آیات قرآنیہ متعلقہ باالکسب والخلق سے صریح انکار کیا ہے۔

جدول آیات متعلقہ باالکسب

نمبر شمار	آیات	پارہ نمبر	سورہ	آیت نمبر
۱	وویل لهم مما یکسبون	۱	البقرہ	۷۹
۲	تلک امة قد خلت لها ما کسبت	۱	"	۱۳۴
۳	تلک امة قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم	۱	"	۱۴۱
۴	اولئک لهم نصیب مما کسبوا	۲	"	۲۰۲
۵	ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم	۲	"	۲۲۵
۶	لایقدرون علی شیئ مما کسبوا	۳	"	۲۶۴

۷ یایها الذین امنوا انفقوا من طیبت ما کسبتم	۳	"	۲٦۷
۸ ثم توفی کل نفس ما کسبت	۳	"	۲۸۱
۹ لها ما کسبت وعلیها ما اکتسبت	۳	"	۲۸٦
۱۰ ووفیت کل نفس ما کسبت	۳	ال عمران	۲۵
۱۱ ثم توفی کل نفس ما کسبت	۴	"	۱٦۱
۱۲ للرجال نصیب مما اکتسبو وللنساء نصیب مما اکتسبن	۵	النساء	۳۲
۱۳ واللہ ارکسهم بما کسبوا	۵	"	۸۸
۱۴ ومن یکسب اثما فانما یکسبہ علی نفسہ	۵	"	۱۱۱
۱۵ ومن یکسب خطیئة او اثما	۵	"	۱۱۲
۱٦ فاقطعوا ایدیهما جزاء بما کسبا	٦	المائدہ	۳۸
۱۷ ویعلم ما تکسبون	۷	الانعام	۳
۱۸ اولئک الذین ابسلوا بما کسبوا	۷	"	۷۰

١٩	ان الذین یکسبون الاثم	٨	”	١٢٠
٢٠	وکذلک نولی بعض الظلمین بعضا بما کانوا یکسبون	٨	”	١٢٩
٢١	اوکسبت فی ایمانها خیرا	٨	”	١٥٨
٢٢	ولا تکسب کل نفس الا علیها	٨	”	١٦٤
٢٣	فذوقوا العذاب بما کنتم تکسبون	٨	الاعراف	٣٩
٢٤	فاخذنهم بما کانوا یکسبون	٩	”	٩٦
٢٥	جزاء بما کانوا یکسبون	١٠	التوبہ	٨٢
٢٦	اولئک ماوٰیهم النار بما کانوا یکسبون	١١	یونس	٨
٢٧	والذین کسبوا السیات جزاء سیئة بمثلها	١١	”	٢٧
٢٨	هل تجزون الا بما کنتم تکسبون	١١	”	٥٢
٢٩	یعلم ماتکسب کل نفس	١٣	الرعد	٤٢

۳۰ فما اغنی عنهم ماکانوا یکسبون	۱۴	الحجر	۸۴
۳۱ لکل امرئ منهم مااکتسب من الاثم	۱۸	النور	۱۱
۳۲ وما تدری نفس ماذا تکسب غدا	۲۱	لقمن	۳۴
۳۳ والذین یؤذون المئومنین والمؤمنت بغیر مااکتسبوا	۲۲	الاحزاب	۵۸
۳۴ ولو یؤاخذ اللہ الناس بما کسبوا	۲۲	فاطر	۴۵
۳۵ وتشهد ارجلهم بما کانوا یکسبون	۲۳	یس	۶۵
۳۶ وقیل للظلمین ذوقوا ماکنتم تکسبون	۲۳	الزمر	۲۴
۳۷ وبدالهم سیات ماکسبوا	۲۴	"	۴۸
۳۸ فما اغنی عنهم ماکانوا یکسبون	۲۴	"	۵۰
۳۹ فاصابهم سیات ماکسبوا	۲۴	"	۵۱
۴۰ الیوم تجزی کل نفس بما کسبت	۲۴	المؤمن	۱۷
۴۱ فما اغنی عنهم ما کانوا یکسبون	۲۴	"	۸۲

۴۲	فاخذتهم صعقة العذاب الهون بما كانوا يكسبون	۲۴	حم السجده	۱۷
۴۳	فبما كسبت ايديكم	۲۵	الشورے	۳۰
۴۴	او يوبقهن بما كسبوا	۲۵	"	۳۴
۴۵	ولا يغنى عنهم ما كسبوا	۲۵	الجاثيه	۱۰
۴۶	ليجزى قوما بما كانوا يكسبون	۲۵	"	۱۴
۴۷	ولتجزى كل نفس بما كسبت	۲۵	"	۲۲
۴۸	كل امرى ء بما كسب رهين	۲۷	الطور	۲۱
۴۹	كل نفس بما كسبت رهينة	۲۹	المدثر	۳۸
۵۰	كلا بل ران على قلوبهم ماكانوا يكسبون	۳۰	التطفيف	۱۴
۵۱	مااغنى عنه ماله وما كسب	۳۰	اللهب	۲

جدول آیات متعلقہ بالخلق

۱	هوالذى خلق لكم ما فى الارض جميعا	۱	البقره	۲۹
۲	ان فى خلق السموت والارض	۲	"	۱۶۴

۳	ولله ملک السموت والارض وما بینهما یخلق مایشاء	۶	المائدہ	۱۷
۴	الحمدلله الذی خلق السموت والارض	۷	الانعام	۱
۵	وخلق کل شیئ وهو بکل شیئ علیم	۷	"	۱۰۱
۶	ان ربک هو الخلاق العلیم	۱۴	الحجر	۸۶
۷	اولیس الذی خلق السموت والارض بقٰدر علی ان یخلق مثلهم بلے وهو الخلاق العلیم	۲۳	یس	۸۱
۸	الله خالق کل شیئ	۲۴	الزمر	۶۲
۹	ومن ایٰته خلق السموت والارض	۲۵	الشوری	۲۹
۱۰	ولقد خلقنا الانسان	۲۶	ق	۱۶
۱۱	خلق الانسان	۲۷	الرحمن	۳
۱۲	هو الله الخالق الباری ء المصور	۲۸	الحشر	۲۴
۱۳	الم تروا کیف خلق الله سبع سموت طباقا	۲۹	نوح	۱۵
۱۴	لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم	۳۰	التین	۴

اب قارئین کرام خود انصاف کریں کہ کیا پیر محمد ان تمام آیات سے انکار کر کے کفر کے درجہ میں پہنچ نہیں گیا؟ان آیات سے انکار پر وہ ابھی تک نہ تو تائب ہوا اور نہ اپنے کفر پر ندامت کا اظہار کیا اور نہ یہ کہا کہ مغلوب الغضب ہو کر سہوا اور خطنایہ الفاظ میرے منہ سے نکل گئے۔

پیر محمد چشتی کے بیان پر گواہوں کے اسماء:

اس واقعہ مذکورہ میں مدعی جو اپنے ہی بیان کے ذریعہ تواتر کی حد سے متجاوز کر گیا اس کے عینی گواہ موجود ہیں کہ اب وہ انکار کی جرات بھی نہیں کر سکتا۔ ان گواہوں نے مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب' مفتی غلام فرید صاحب اور مولانا فضل سبحان صاحب کے حضور میں بھی مذکورہ واقعہ پر گواہی دی ہے۔ ان گواہوں کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

مولوی محمد عارف آخند زادہ صاحب' مولوی عبدالکریم صاحب' مولوی سید محمد ویز باچا صاحب' مولوی بسم اللہ صاحب' مولوی رحیم گل صاحب' مولوی شہین اللہ صاحب' مولوی محمد اسلم صاحب' مولوی محمد عبداللہ صاحب' مولوی سید احمد علی شاہ صاحب کراچی' مولوی اسد اللہ صاحب' حاجی الرگل صاحب' مولوی صاحب گل عرف غزنی مولوی صاحب' صوفی غلام الرحمن صاحب' طالب العلم میراجان صاحب' طالب العلم محمد یٰسین صاحب' مولوی عبدالحکیم صاحب' سید کاکاخیل باچا صاحب' سید اسلام باچا صاحب' مولوی سید نور علی شاہ باچا صاحب' مولوی حفیظ اللہ صاحب (وزیرستان)' صوفی محبوب علی خان صاحب' مولوی نجم الدین صاحب' مولوی غلام رحمان صاحب' قاری جمال الدین صاحب' مولوی لعل الرحمٰن صاحب' مولوی حبیب الرحمن عرف پیر پیران صاحب' مولوی محمد حمید صاحب۔

ہم نے بارہا پیر محمد پر یہ واضح کیا ہے کہ کسب "یعنی ہونا۔ کرنا" صفتہ حادثہ بندہ کی صفت واقعہ بالتہ جارحتہ ہے اور اشیاء کا پیدا کرنے والا یعنی "خالق" اللہ تعالیٰ

ہی ہے اور بندہ سے کسب کی نفی کر کے اللہ تعالیٰ کو کسب منسوب کرنا باطل اور مذہب جبریہ ہے جو کہ صریح کفر ہے چونکہ اس مذہب جبریہ میں ضروریات دین سے انکار موجود ہے لہٰذا آیات مبارکہ' احادیث نبویہ' اقوال مفسرین و محدثین و فقہا اور متکلمین اس باطل مذہب کی نفی کرتے ہیں۔

احادیث مبارکہ فی تردید الجبریہ :

قرآنی آیات تو آپ سابقہ صفحات پر جدول میں ملاحظہ کر چکے اب احادیث پیش کی جاتی ہیں۔ مشکوۃ شریف باب الایمان بالقدر صفحہ ۲۲ جلد ۱ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ صنفان من امتی لیس لهما فی الاسلام نصیب المرجئة والقدرية -	میری امت میں سے دو فرقوں کا اسلام میں حصہ نہیں ہے ایک جبریہ (مرجئہ) اور دوسرا قدریہ۔

یہی مذکورہ بالا حدیث ترمذی شریف صفحہ ۳۷ جلد ۲ میں بھی موجود ہے نیز تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۳۱۶ پر بھی مذکورہ بالا روایت موجود ہے۔

اقوال محدثین فی تردید الجبریہ :

حدیث بالا کی شرح مین ملا علی قاری صاحب مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۱۷۷ جلد ۱ پر رقمطراز ہیں۔

يقولون الافعال كلها بتقدير الله تعالى وليس للعباد فيها اختيار وانه لايضر مع الايمان معصية كما لاينفع مع الكفر طاعة

كذا قاله ابن الملك وقال الطيبى قيل هم الذين يقولون الايمان قول بلا عمل فيؤخرون العمل عن القول وهذا غلط بل الحق ان المرجئة هم الجبرية القائلون بان اضافة الفعل الى العبد كاضافة الى الجمادات۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ)

وہ کہتے ہیں کہ تمام افعال اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں اور بندہ کا اس مین کوئی اختیار نہیں اور ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ سے کوئی ضرر نہین جیسا کہ کفر کی موجودگی مین اطاعت فائدہ مند نہیں۔ ایسے ہی ابن الملک نے کہا اور طیبی فرماتے ہین کہ ان کے بارے مین کہا جاتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایمان بغیر عمل کے قول کا نام ہے اسی لیے عمل کو قول سے موخر کرتے ہیں اور یہ محض غلط ہے بلکہ حق یہ ہے کہ مرجئہ ہی جبریہ ہیں جو کہ اس بات کے قائل ہیں کہ فعل کی بندہ کی طرف نسبت ایسے ہے جیسا کہ پتھر کی طرف ہو۔

اسی طرح حدیث مذکور کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

واکثر برانند کہ مرجئہ نام فرقہ جبریہ است کہ گویند کہ بندہ رافعلی نیست و اور ادخلی و اختیاری دران اصلانہ۔ ونسبت فعلی بوی بمنزلہ نسبت فعلی بجمادات است۔ (اشعتہ اللمعات۔ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ ۱۱۲)

اکثر کا قول یہ ہے کہ مرجئہ جبریہ ہی کا ایک فرقہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بندے کا کوئی فعل نہیں اور بندہ کو اس مین کسی قسم کا دخل و اختیار نہیں اس کی طرف فعل کی نسبت جمادات کی طرف افعال کی نسبت کی مانند ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جبریہ والے بندوں سے فعل اور کسب کی نفی کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور حدیث مذکورہ کی رو سے جبریہ خارج از اسلام

اور کافر ہیں کیونکہ جبریہ فرقہ نصوص قطعیہ اور ضروریات دین کا انکار کرتا ہے۔
علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر مظہری صفحہ ۲۱۵ جلد ۳ پر رقمطراز ہیں۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ لعنتھم ولعنھم اللہ و کل نبی مجاب الزائد فی کتاب اللہ والمکذب بقدر اللہ والمتسلط بالجبروت لیعزمن اذلہ اللہ ویزل من اعزہ اللہ والمستحل لحرمتہ اللہ والمستحل من عترتی ماحرم اللہ والتارک لسنتی۔ (رواہ البیھقی فی المدخل ورزین فی کتابہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ فرقے ایسے ہیں کہ میں بھی ان پر لعنت بھیجتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے اور ہر برگزیدہ پیغمبر نے ان پر لعنت بھیجی ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا (۲) اور تقدیر خداوندی کی تکذیب کرنے والا (۳) اور جبروت پر تسلط کرنے والا تاکہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے انہیں عزت دے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے انہیں ذلیل کرے (۴) اور اللہ تعالیٰ کی حرمت کو حلال سمجھنے والا (۵) اور میری عزت کی بے حرمتی کو حلال سمجھنے والا (۶) اور میری سنت کو ترک کرنے والا۔

قلت الزائد فی کتاب اللہ الروافض یزیدون فی کتاب اللہ عشرۃ اجزا فوق ثلثین جزءً ویزعمون ان عثمان

اسقطها من القران ويزعمون ان سورة الاحزاب مثل سورة البقرة والمستحل من عترة النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخوارج والمکذب بقدر اللہ المعتزلۃ وھم المشار الیہ بھذہ الایتہ والمستحل لحرمتہ المرجئۃ القائلین بالجبر والمتسلط بالجبروت السلاطین الظلمۃ والتارک لسنتہ جمیع اھل الاھواء:	میں کہتا ہوں کہ کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والے روافض ہیں کہ کتاب اللہ میں تیس پاروں کے علاوہ دس پارے اور زیادہ کرتے ہیں اور زعم باطل سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر افترا کرتے ہیں کہ انہوں نے دس پارے ساقط کردیے اور یہ گمان بھی کرتے ہیں کہ سورہ احزاب سورہ بقرہ کی مثل ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت محترمہ کی بے حرمتی کرنے والے خوارج ہیں اور تقدیر کی تکذیب کرنے والے معتزلہ ہیں جوکہ اس میں مشار الیہ ہیں اور اللہ تعالٰی کی بے حرمتی کرنے والے فرقہ جبریہ ہیں جو کہ جبر پر قائل ہیں اور جبروت پر تسلط کرنے والے ظالم بادشاہ ہیں اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تارکین تمام اہل ہوا (یعنی فرق ضالہ) ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ جبریہ ملعونین ہیں اور ملعون (ملعون اعتقادی) کافر ہی ہوتا ہے کیونکہ مسلمان ملعون نہیں ہوسکتا نیز یہ مسئلہ بھی اعتقادات کا ہے اور اعتقادات کے باب میں ملعونیت اعتقادی مراد ہوتی ہے جوکہ کفر ہی ہے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدترین فرقہ پر لعنت بھیجی ہے جیساکہ حدیث مذکورہ سے واضح ہوا۔

اسی طرح مفسر مذکورہ تفسیر مذکور صفحہ ۳۰ جلد ۵ پر رقمطراز ہیں۔

"ولکن الناس انفسھم

يظلمون" (سورہ یونس آیت ۴۴) "لیکن جو لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔"

بافساد هاوتفويت منافعها وترك الاستدلال فالاية دليل على ان العبد له كسب وانه ليس مسلوب الاختيار بالكلية كما زعمت الجبرية۔ (تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۳۰)

کیونکہ وہ اپنے نفس کو فاسد کردیتے ہیں اور اس کے منافع کو فوت کرتے ہیں اور آیات قرآنیہ سے استدلال ترک کرتے ہیں پس اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ بندہ کے لیے کسب ثابت ہے اور بندہ بالکل یہ مسلوب الاختیار نہیں جیسا کہ فرقہ جبریہ اپنے زعم فاسد سے بندہ کو مسلوب اختیار قرار دیتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جبر نصوص قطعیہ سے منتفی ہے اور بندہ کے لیے کسب آیات صریحہ سے ثابت ہے۔ علامہ امام عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفی قدس سرہ اپنی تفسیر نسفی (معروف بتفسیر مدارک) جلد اول صفحہ ۵۸۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وفى لاية "ومارميت اذ رميت..." (سورہ انفال آیت ۱۷) بيان على ان فعل العبد مضاف اليه كسبا والى الله خلقا۔ لاكما تقول الجبرية والمعتزلة لانه اثبت الفعل من العبد بقوله "اذ رميت" ثم نفاه عنه

اور آیت (وما رمیت اذ رمیت) میں بات ثابت ہے کہ بندہ کو اپنا فعل کسب کی جہت سے منسوب ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہی فعل بندہ خلق کی جہت سے منسوب ہے پس جبریہ اور معتزلہ کا مذہب باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے "اذ رمیت" سے بندہ

واثبتہ للہ تعالی بقولہ "ولکن اللہ رمی" "ولکن اللہ قتلھم" (تفسیر مدارک صفحہ ۵۸۱ جلد ۱)	کے لیے فعل ثابت کیا اور "ولکن اللہ رمی" سے دوبارہ فعل بندہ سے نفی کیا اور "ولکن اللہ قتلھم" سے بھی بندہ سے فعل سلب کیا۔ (پس اثبات کسبا ہے اور نفی خلقا ہے جس میں جبریہ اور قدریہ دونوں کی تردید ہو گئی)۔

مذکورہ تحقیق کی تائید میں ملا علی قاری صاحب اپنی کتاب شرح فقہ اکبر میں اس آیت کی تفسیر اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

وما رمیت (خلقا) اذ رمیت (کسبا) ولکن اللہ رمی ای ولکن اللہ خلق الرمی فی المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (فالاثبات والنفی بجھتین المذکورین)	اور آپ ﷺ نے رمی پیدا نہیں کیا جبکہ آپ ﷺ کسب کے اعتبار سے رمی کرتے تھے بلکہ اللہ تعالی نے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رمی پیدا کیا۔ (پس نفی اور اثبات اس آیت میں خلق و کسب کی جہت سے ہیں)

تو معلوم ہوا کہ خالق اللہ تعالی ہے اور کاسب ہر صورت میں اپنے افعال اختیاریہ کا بندہ ہی ہے اسی طرح متکلم جلیل، مفسر کامل، جامع الظواہر والبواطن علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر "روح البیان" جلد ۳ صفحہ ۳۸ میں فرماتے ہیں۔

(ولكن الناس انفسهم يظلمون الاية) بافساد الاستعداد الفطری فی مخالفات الاوامر والنواهی الشرعية۔ انتهی وفيه دليل علی ان للعبد كسبا وانه ليس مسلوب الاختيار بالكلية كما زعمت الجبرية وان كل ما ابتلی به فانما اتی من جانبه۔

(لیکن لوگ اپنے آپ پر خود ظلم کرتے ہیں) کہ اپنی استعداد فطری کو اوامر اور نواہی شرعیہ کی مخالفت کی وجہ سے فاسد کرتے ہیں اور ظاہر آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ بندہ کے لیے کسب ثابت ہے اور بندہ مسلوب الاختیار نہیں ہے بالکلیہ جیسا کہ جبریہ نے زعم فاسد سے بندہ کو مجبور ٹھہرایا ہے اور یہ بھی باطل ہے کہ بندہ جس چیز سے موصوف ہو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب ہو گا۔

اسی طرح مفسر مذکور تفسیر مذکور صفحہ ۲۰۲ جلد ۴ پر رقمطراز ہیں۔

(ولا یزالون مختلفین- سورہ ھود آیت ۱۱۸) فی الایۃ اثبات الاختیار للعبد لما فیھا من النداء علی انھم صرفوا قدرتھم وارادتھم الی کسب الاختلاف فی الحق فان وجود الفعل بلا فاعل محال سواء کان موجبا اولا- وھو قول متوسط وقول بین القولین (ای قول الجبریۃ والقدریۃ) وذلک لان الجبریۃ اثنتان متوسطۃ - تثبت کسبا فی الفعل کالاشعریۃ من اھل السنۃ والجماعۃ وخالصۃ لاتثبتہ کالجھمیۃ وان القدریۃ یزعمون ان کل عبد خالق لفعلہ لایرون الکفر والمعاصی بتقدیر اللہ

(اور ہمیشہ کے لیے لوگ اختلاف کرتے رہیں گے) اس آیت میں بندہ کے لیے اختیار کا ثبوت ہے کیونکہ اس میں بیان ہوا کہ لوگوں نے اختلاف فی الحق کے کسب کے لیے اپنا ارادہ اور قدرت صرف کیا۔ کیونکہ فعل کا وجود فاعل کے بغیر ناممکن ہے خواہ فاعل موجب ہو یا نہ ہو اور بندہ کے لے اختیار ارادہ اور کسب ثابت کرنا قول متوسط ہے اور جبریہ و قدریہ کے درمیان صحیح مذہب ہے کیونکہ جبریہ دو فرقے ہیں (۱) جبریہ متوسطہ جو کہ فعل میں کسب ثابت کرتے ہیں جیساکہ اشعریہ اہل سنت و جماعت اور (۲) جبریہ خالصہ کہ فعل میں بندہ کا کسب ثابت نہیں کرتے جیساکہ فرقہ جہمیہ اور قدریہ کا اعتقاد یہ ہے کہ ہر بندہ اپنے افعال کا خالق ہے اور کفر و معاصی کو اللہ کی تقدیر سے

فنحن معاشر اهل السنة نقول- العبد كاسب والله خالق ای فعل العبد حاصل بخلق الله اياه عقيب ارادة العبد وقصد الجازم بطريق جری العادة بان الله يخلقه عقيب قصد العبد و لا يخلقه بدونه فالمقدور الواحد داخل تحت القدرتين المختلفتين لان فعل مقدور الله من جهة الايجاد ومقدور العبد من جهة الكسب- يقول الفقير قوله تعالى "وما رميت اذ رميت" ونحوه لاينا فی الاختيار- (لان المنفی خلق الرمی والمثبت كسب الرمی كما مر انفا فی عبارات المدارک وشرح الفقه اكبر لملا علی القاری-)

قرار نہیں دیتے اور ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ بندہ کاسب اور اللہ خالق ہے یعنی بندہ کا فعل بندہ کے ارادہ اور قصد جازم صرف کرنے کے بعد جری العادۃ کے طریقہ سے اللہ تعالیٰ کے خلق وایجاد سے حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے قصد کے بعد اس کا فعل خلق کر دیتا ہے اور بندہ کے قصد کے بغیر خلق نہیں فرماتا۔ پس مقدور واحد دو مختلف قدرتوں کے تحت داخل ہے کیونکہ فعل اللہ تعالیٰ کی ایجاد کی جہت سے مقدور ہے اور بندہ کا کسب کی جہت سے مقدور ہے اور فقیر (اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ) نے کہا ہے کہ آیت (وما رمیت اذ رمیت) اور اس کی امثال بندہ کے اختیار کے منافی نہیں ہیں۔ (کیونکہ بندہ سے منفی رمی کا پیدا کرنا ہے اور رمی کا کسب بندہ کے لیے ثابت ہے جیسا کہ تفسیر مدارک اور شرح فقہ اکبر الملا قاری سے واضح ہوگیا۔)

علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ تفسیر "روح البیان" جلد اول صفحہ ۲۰ پر مسئلہ

مذکور کی تحقیق میں فرماتے ہیں۔

وفیہ ایضا۔ تحقیق لمذہب اھل السنۃ والجماعۃ اذ فیہ اثبات الفعل من العبد والتوفیق من اللہ ففیہ ردالجبریۃ النافیین للفعل من العبد بقولہ "ایاک نعبد" ورد المعتزلۃ النافیین للتوفیق والخلق من اللہ۔

(آیت ایاک نعبد) میں اہل سنت والجماعت کے مذہب کی تحقیق ہوئی ہے کیونکہ اس آیت میں بندہ کے لیے فعل ثابت ہوا ہے اور نیک اعمال کی توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے۔ اس میں فرقہ جبریہ کی تردید ہے کہ بندہ سے فعل نفی کرتے ہیں۔ پس "ایاک نعبد" میں جبریہ کی تردید بھی ہے اور معتزلہ کی بھی کہ جو اعطا توفیق اور خلق وایجاد کی اللہ تعالیٰ سے نفی کرتے ہیں۔

تقدیر اور خلق اللہ کیلئے ہیں جبکہ کسب اور فعل حادثہ بندے کیلئے:

اسی طرح علامہؒ مفسر مذکور اپنی اسی تفسیر میں صفحہ ۲۴۲ جلد ۲ پر یوں تحریر کرتے ہیں۔

واعلم ان للاعمال اربع مراتب منھا مرتبتان للہ تعالی ولیس للعبد فیھما مدخل وھما التقدیر والخلق ومنھا مرتبتان للعبد ھما

اور جان لو کہ اعمال کے لیے چار مراتب ہیں۔ ان میں سے دو مرتبے خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور بندے کا ان میں کوئی دخل نہیں اور وہ دو مرتبے تقدیر اور خلق اشیاء ہیں اور باقی

الكسب والفعل فان
الله تعالى منزه عن
الكسب وفعل السيئة
وانهما يتعلقان بالعبد
ولكن العبد وكسبه
مخلوق خلقه الله
تعالى كما قال (والله
خلقكم وما تعملون سوره
الصافات آیت ۹۶) فهذا تحقيق
قوله (قل كل من
عندالله) اى خلقا
وتقديرا لاكسبا وفعلا
فافهم واعتقد فانه
مذهب اهل الحق
وارباب الحقيقة كذا
فى تاويلات النجمية -

دو مرتبے خاص بندہ کیلئے ہیں کہ وہ
کسب اور فعل حادثہ ہیں کیونکہ اللہ
تعالیٰ کسب اور برے افعال (بلکہ تمام
حادث افعال) سے منزہ ہے۔ پس کسب
اور برے افعال (حادث افعال بندہ کے
ساتھ تعلق رکھتے ہیں لیکن بندہ اور بندہ
کے افعال اللہ نے پیدا کیے ہیں جیسا کہ
ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے تم کو اور
تمہارے اعمال کو پیدا کیا ہے"۔ پس
اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ تمام چیزیں
اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور خلق سے ہیں اللہ
تعالیٰ کے کسب اور فعل سے نہیں۔
(کیونکہ فعل و کسب اور تقدیر و خلق میں
واضح فرق ہے) پس یہ یاد رکھو کہ یہ اہل
حق اور ارباب حقیقت کا مذہب اور
عقیدہ ہے۔

اسی جلد ثانی میں مفسر مذکور صفحہ ۲۵۸ پر اس طرح رقمطراز ہیں۔

و اعلم ان الجبرية
ذهبت الى انه لافعل
للعبد اصلا ولا اختيار

جان لو کہ جبریہ کا مذہب یہ ہے کہ بندہ

وحركته بمنزلة حركات الجمادات۔ والقدرية الى ان العبد خالق لفعله ولا يرون الكفر والمعاصي بتقدير الله تعالى ومذهب اهل السنة والجماعة القول المتوسط وهو اثبات الكسب للعبد واثبات الخلق لله تعالى۔"روح البيان"

کے لیے بالکل فعل نہیں ہے اور بندہ کے لیے کوئی اختیار بھی نہیں اور بندہ کی حرکات جمادات کی حرکات کی طرح ہیں اور قدریہ کا مذہب یہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے اور کفر و معاصی کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر (یعنی خلق و ایجاد) پر اعتقاد نہیں کرتے اور اہلسنّت والجماعت کا مذہب درمیانی قول ہے اور وہ یہ کہ بندہ کے لیے کسب ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔

مذکورہ بالا تمام اقوال سے معلوم ہوا کہ ایک ہی فعل دو قدرتوں کے تحت ہے اہل سنت وجماعت ماتوریدیہ کے نزدیک بندہ کے لیے قدرت حادثہ' ارادہ حادثہ' تاثیر حادثہ اور کسب و فعل حادثہ ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے قدرت قدیمہ اور ارادہ قدیمہ ثابت ہیں جو کہ اشیاء کے پیدا کرنے میں موثر ہیں یعنی قدرت وجود فعل اور عدم فعل دونوں سے متعلق ہے اور ارادہ خلق و عدم میں سے کسی ایک کی جانب مرجح ہوتی ہے جو کہ تخصیص احد المقدورین سے معبر ہے پس بندہ کا ارادہ موثر فی الکسب ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ موثر فی الخلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ایجاد اشیاء سے متعلق ہے اور بندہ کی قدرت تصرف الموجودات سے متعلق ہے جس کو کسب کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے پس بندہ کے افعال بارادۃ اللہ اور بقدرت اللہ ہیں من حیث الکسب والاکتساب۔ اس لیے اہل سنت فرماتے ہیں کہ۔

وافعال العباد كلها

باراد ة الله تعالی ومشیۃ (ای من حیث الخلق والایجاد) بندوں کے افعال بالکلیہ اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت سے خلق اور ایجاد ہوتے ہیں۔

پس ارادہ خداوندی اور قدرت خداوندی کے تعلق ایجادی کی وجہ سے بندہ مسلوب القدرۃ والاختیار اور مسلوب الارادہ نہیں ہے جبکہ جبریہ ملعونہ تعلق قدرت اور ارادہ خداوندی کی وجہ سے بندہ سے کسب اور اختیار بلکہ ارادہ حادثہ اور قدرت حادثہ مع تاثیر الحادثہ کی نفی کرتے ہیں اور خلق و ایجاد اور کسب و اکتساب میں تفریق نہیں کرسکتے۔

اسی بنا پر علامہ محمود آلوسی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر "روح للمعانی" جلد دہم صفحہ ۱۹۱ میں آیت وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ (سورہ الدھر آیت ۳۰) کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وفی تفسیر الکبیر هذه الایة من الایات التی تلاطهت فیها امواج القدر والجبر فالقدری یتمسک بالجملة الاولی ویقول ان مفادها کون مشیة العبد مستلزمة للفعل وهو مذهبی۔ والجبری یتمسک بضم الجملة الثانیہ ویقول ان مفادها ان مشیة اللہ تعالی مستلزمة

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ مذکورہ ان آیات میں سے ہے جس میں جبر اور قدر کی امواج نے جوش مارا ہے پس قدریہ جملہ اولیٰ (فمن شاء منکم...) سے تمسک کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ بندہ کی اپنی مشیت فعل کے لیے مستلزم ہے اور یہی میرا مذہب ہے اور جبریہ آیت کے جملہ ثانی (وما تشائون الا ان یشاء اللہ) سے تمسک کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت بندہ کی مشیت کے لیے مستلزم ہے۔ پس دونوں جملوں

لمشیۃ العبد فیتحصل من الجملتین ان مشیۃ اللہ تعالی مستلزمہ لمشیۃ العبد وان مشیۃ العبد مستلزمۃ لفعل العبد لان مستلزم المستلزم مستلزم وذلک ھوالجبر وھو صریح مذھبی وتعقب بان ھذا لیس بالجبر المحض المسلوب مع الاختیار با لکلیۃ بل یرجع ایضا الی امر بین امرین وقدر بعض الاجلۃ مفعول یشاء۔ الاتخاذ والتحصیل ردا للکلام علی الصدر (ای الشرطیہ النافیہ) فقال ان قولہ سبحانہ وما تشاؤن... تحقیق للحق ببیان ان مجرد مشیتھم غیر کافیہ فی اتخاذ السبیل ولا تقدرون

سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت بندہ کی مشیت کے لیے مستلزم ہے اور بندہ کی مشیت بندہ کے فعل کی لیے مستلزم ہے چونکہ (قاعدہ اجنبیہ کے مطابق) مستلزم کا مستلزم، مستلزم ہوتا ہے (پس اللہ تعالیٰ کا ارادہ بندہ کے فعل کے لیے مستلزم ہے) اور یہی جبر کا عقیدہ ہے اور صریحی طور پر ہمارا مذہب ہے اور یہ بھی جبریہ کہتے ہیں کہ یہ جبر محض نہیں ہے کہ اس کے ساتھ بالکلیۃ اختیار مسلوب ہو بلکہ پھر

بھی بات دو امر کے درمیان ہے اور بعض علماء کے نزدیک (ان یشاء اللہ میں) یشاء کا مفعول اتخاذ اور تحصیل ہے تاکہ صدر کے جملہ شرطیہ نافیہ کے لیے رد ہو جائے۔ پس یہ علماء کہتے ہیں کہ یہ قول خداوندی کہ (وما تشائون...) حق حقیق کے لیے تحقیق ہے اور وہ یہ ہے کہ بندوں کی مجرد مشیت راہ پکڑنے میں کافی نہیں ہے جیسا کہ شرطیہ کے ظاہر سے معلوم

على تحصيله في وقت من الاوقات الا وقت مشية تعالى اتخاذه وتحصيله لكم اذ لا دخل لمشية العبد الا في الكسب وانما التاثير (الايجادي) والخلق لمشية الله عز وجل- وذلك ان الاولى افهمت الاستلزام والثانيه بينت ان هذه المشية المستلزمة لاتتحقق الا وقت مشية الله تعالى اياها فكانه قيل وما تشاؤن مشية تستلزم (خلق) الفعل الا وقت ان يشاء الله تعالى مشيتكم تلك (يخلق الله الفعل بمشية وقدرته عقيب صرف ارادتكم الى الكسب) فتامل وانت تعلم ان هذه

ہوتا ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ تم لوگ راستہ پکڑنے کی مشیت نہیں کرسکتے اور تم لوگ اس بات کی تحصیل پر اس وقت تک قادر نہیں ہو جب تک اللہ تعالیٰ تمھارے اس راستہ کے پڑنے کا ارادہ نہ کرلے کیونکہ بندہ کی مشیت کے لیے مدخل صرف اور صرف کسب میں ہے اور تاثیر ایجادی اور خلق و ایجاد اللہ کی مشیت کے لیے ہے.... کیونکہ پہلے جملہ سے معلوم ہوا کہ بندہ کی مشیت فعل کے لیے مستلزم ہے اور دوسرے جملہ میں یہ بیان ہوا کہ بندہ کی مشیت مستلزمہ للفعل اس وقت تک خلق و ایجاد فعل میں موثر نہیں ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ خود اس کے خلق و ایجاد کے لیے ارادہ نہ کرے گویا اس طرح فرمایا کہ تم لوگ اس طرح مشیت نہیں کرسکتے کہ فعل کے خلق و ایجاد کے لیے مستلزم ہو بلکہ جب اللہ تعالیٰ اس بات کا ارادہ کرے کہ بندہ کے ارادہ میں فعل کا استلزام خلق کرے۔ پس اللہ تعالیٰ تمھارے ارادہ میں صرف کرنے کے بعد اپنے ارادہ و مشیت سے بندہ

المسئلة من محار الافهام ومزال اقدام اقوام بعد اقوام۔ (روح المعانی" جلد دھم)

کے افعال پیدا کرتا ہے۔ پس سوچو اور تم سمجھتے ہو کہ یہ مسئلہ افہام کے جل جانے کا موضع ہے اور بہت سے لوگوں کے اقدام کے پھسلنے کا مقام ہے۔

پس معلوم ہوا کہ نفی و اثبات مشیت' بندہ کے لیے اختلاف جہتین کی وجہ سے ہے یعنی بندہ کے لیے مشیت حادثہ موثرہ فی الکسب ثابت ہے اور مشیت موثرہ فی الخلق بندہ سے منتفی ہے جیسا کہ آیت وما رمیت اذ رمیت میں بھی نفی اور اثبات اختلاف جہتین کی وجہ سے ہے کمامر تفصیلا۔ اور بندہ سے مشیت موثرہ فی الکسب منتفی کرنا عقیدہ جبریہ ہے اور نصوص قطعیہ سے انکار ہے کیونکہ مشیت موثرہ فی الکسب بندہ کے لیے ثابت ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (سورہ الکھف آیت ۲۹) وفی ایتہ اخری فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ (سورہ الدھر آیت ۲۹)

پس جو چاہے ایمان اختیار کرسکتا ہے اور جو چاہے (اپنے کسب سے) کفر اختیار کرسکتا ہے۔ (دوسری جگہ ارشاد ہے) پس جو چاہے اپنے رب کی راہ (اپنے کسب سے) اختیار کرے۔

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ اختیار عبد اور بندہ کے لیے ارادہ حادثہ موثرہ فی الکسب کے ثبوت میں صریح نصوص ہیں پس جبریہ ملعونہ وما تشائون.... سے مشیت مطلقہ کے انتفاء پر استدلال کرتے ہیں اور بندہ سے کسب و اختیار کی نفی کرتے ہیں اور دیگر نصوص (جو کہ اختیار عباد اور بندوں کے لیے مشیت کسبی کے ثبوت پر صریحاً دال ہیں) سے بارہا انکار کرتے ہیں۔ یہ ضروریات دین سے انکار ہے جو کہ کفر صریح ہے۔

یہ جبریہ بندہ سے اختیار کی نفی کرتے ہیں تو آیت وما تشائون... اور اس کی امثال سے استدلال کرتے ہیں۔ اسی طرح فرقہ قدریہ تقدیر خداوندی سے انکار کے وقت لو کانوا عندنا ماماتوا وما قتلوا (آل عمران آیت ۱۵۶) سے استدلال کرتے ہیں۔ پس ان مواضع پر ان آیات سے استدلال کرنا بالفاظ دیگر جبریت اور قدریت پر تصریح ہے۔

امام شہرستانیؒ کی عبارت فی تردید الجبریہ:

ص 428

امام شہرستانی رحمتہ اللہ علیہ کتاب الملل و النحل جلد اول مقدمہ رابعہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

واعتبر حال طائفة اخری من المنافقين يوم احد۔ اذ قالوا۔ "هل لنا من الامر من شیئ (آل عمران آیت ۱۵۴) وقولهم۔ "لو كان لنا من الامر شیئ ماقتلنا ههنا" وقولهم "لو كانوا عندنا ماماتوا وما قتلوا۔" فهل

احد کے دن منافقین کے ایک فرقہ سے عبرت حاصل کرو جبکہ انہوں نے کہا "کیا ہمارے لیے فتح کے امر سے کوئی چیز ہے؟" اور یہ بھی کہا "اگر ہمارے لیے فتح کی کوئی چیز ہوتی تو ہم ادھر قتل نہ ہوتے"۔ اور یہ بھی کہا "اگر یہ (مومنین) ہمارے پاس رہتے (جہاد کے لیے نہ جاتے) تو نہ مرتے اور نہ قتل ہوتے" پس یہ تمام باتیں عقیدہ قدریہ

ذلک الا تصریح بالقدر۔ وقول طائفۃ من المشرکین "لو شاء اللہ ماعبدنا من دونہ من شیی" (النحل آیت ۳۵) وقول طائفۃ۔ "انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ" (یٰس آیت ۴۷) فھل ذلک الا تصریح باالجبر۔ "الملل والنحل۔ صفحہ ۲۸ جلد ۱"

پر تصریح ہیں (اور تقدیر خداوندی سے انکار ہے) اور مشرکین کے ایک فرقہ سے بھی عبرت حاصل کرو کہ انہوں نے کہا "اگر اللہ کی مشیت ہمارے ساتھ ہوتی تو ہم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے" اور دوسرے طائفہ نے کہا "کیا ہم ان (مساکین) کو طعام دے دیں اگر اللہ کی مشیت ان کے ہمراہ ہو جائے تو ان کو طعام دے دے گا" پس (مشیت خداوندی سے استدلال کرکے بندہ سے اختیار اور کسب نفی کرنا) ظاہری طور پر جبریہ کے عقیدہ پر تصریح ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ارادۃ اللہ کے تعلق ایجادی کی وجہ سے جبر لازم نہیں ہے بلکہ علم خداوندی اور ارادہ خداوندی اختیار عباد کو اور بھی موکد بناتا ہے۔ شرح عقائد میں علامہ تفتازانی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

لما ثبت با لبرھان ان الخالق ھواللہ تعالی وبالضرورۃ ان لقدرۃ العبد وارادتہ مدخلا فی بعض الافعال کحرکۃ البطش دون البعض کحرکۃ

جیسا کہ دلیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ خالق اور پیدا کرنے والا ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ بندہ کی قدرت اور ارادہ کے لیے بعض افعال میں دخل موجود ہے مثلاً حرکت بطش میں

الارتعاش احتجنا التفصی عن هذا المضیق الی قول بان اللہ تعالی خالق والعبد کاسب وتحقیقہ ان صرف العبد قدرتہ وارادتہ الی الفعل کسب وایجاد اللہ تعالی الفعل عقیب ذلک خلق والمقدور الواحد داخل تحت قدرتین لکن بجهتین مختلفتین فالفعل (ای فعل العبد) مقدور اللہ تعالی بجهة الایجاد ومقدور العبد بجهة الکسب... ففعل العبد ینسب الی اللہ تعالی بجهة الخلق والی العبد بجهة الکسب.....

"شرح عقائد نسفی از علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۶۵-۶۶

بندہ مختار ہے اور بعض افعال میں بندہ کا اختیار نہیں ہے جیسا کہ حرکت ارتعاش میں اختیار موجود نہیں ہے پس اس تنگی سے خلاصی کے طور پر ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اور بندہ کاسب ہے اور اس بات کی تحقیق یہ ہے کہ بندہ کا فعل کے لیے اپنی قدرت اور ارادہ صرف کرنا کسب ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس فعل کی ایجاد کو خلق کہا جاتا ہے اور مقدور واحد دو قدرتوں کے تحت مختلف جہات سے داخل ہے پس بندہ کا فعل اللہ تعالیٰ کا مقدور ہے ایجاد اور خلق کی حیثیت سے اور بندہ کا کسب کی جہت سے مقدور ہے پس بندہ کا فعل اللہ تعالیٰ کو خلق و ایجاد کی جہت سے منسوب ہوگا اور بندہ کو کسب کی جہت سے منسوب ہوگا۔

اسی طرح علامہ سعد الدین بن عمر التفتازانی رحمتہ اللہ علیہ شرح عقائد صفحہ ۶۴-۶۵ پر جبریہ کی تردید میں فرماتے ہیں-

وللعباد افعال اختياريہ يثابون بها ان كانت طاعة ويعاقبون عليها ان كانت معصية لا كما زعمت الجبريته انہ لافعل للعبد اصلا وان حركاتہ بمنزلة حركات الجمادات لاقدرة عليها ولا قصد ولا اختيار وهذا باطل لانا نفرق بالضرورة بين حركة البطش وحركة الارتعاش ونعلم ان الاولى باختياره دون الثانى ولانہ لو لم يكن للعبد فعل اصلا لما صح تكليفہ ولا يترب-

اور بندہ کے لیے اختیاری افعال ہوتے ہیں اگر نیکی کے افعال ہوں تو انہیں ثواب دیا جاتا ہے اور اگر معاصی کے افعال ہوں تو انہیں عذاب دیا جاتا ہے (ایسا عقیدہ نہ رکھو) جیسا کہ جبریہ نے باطل زعم کیا ہے کہ بندہ کے لیے کوئی فعل نہیں ہے اور اس کی حرکات جمادات کی حرکات کی طرح ہیں- ان افعال پر بندہ کے لیے نہ قدرت ہے نہ قصد اور نہ اختیار اور یہ مذہب بدیہی طور پر باطل ہے کیونکہ ہم حرکت اختیاری اور ارتعاشی کے درمیان واضح فرق کرسکتے ہیں- اور یہ بھی جانتے ہیں کہ پہلی حرکت اختیاری ہے اور دوسری اضطراری- نیز اگر بندہ کے لیے بالکل فعل نہیں تو اسے مکلف بنانا صحیح نہیں اور پھر اس کے افعال پر

استحقاق الثواب والعقاب على افعاله ولا اسناد الافعال التی تقتضی سابقیة القصد والاختیار الیه علی سبیل الحقیقة مثل صلی وکتب وصام بخلاف مثل طال الغلام واسود لونه والنصوص القطعیة تنفی ذلک کقوله تعالی "جزاء بما کانوا یعملون" وقوله تعالی "فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر" الی غیر ذلک۔	ثواب اور عقاب بھی مرتب نہیں ہو سکتا اور نہ وہ افعال جو مسبوق بالقصد والاختیار ہیں بندہ کی طرف منسوب ہوتے مثلاً فلاں نے نماز پڑھی' اور لکھا اور روزہ رکھا بخلاف اس کے کہ غلام لمبا ہو گیا اور اس کا رنگ سیاہ ہو گیا اور نصوص قطعیہ اس مذہب جبریہ کی نفی کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "یہ بدلہ اس کی وجہ سے ہے جو وہ دنیا میں عمل کرتے تھے"۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ "جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر اختیار کر لے"۔ وغیرہ وغیرہ۔

یوں علامہ تفتازانی رحمتہ اللہ علیہ کی عبارات سے واضح ہوا کہ بندہ کے اختیار اور کسب سے انکار کرنا فی الحقیقت قرآن کریم سے انکار کرنا ہے کیونکہ قرآن کریم میں ایک ہزار آیات امر کے بارے میں وارد ہیں پس اگر بندہ کو مجبور کہا جائے تو آیات متعلقہ بالامر سے انکار لازم آیا کیونکہ عاجز و مجبور شخص کو عقلاً اور شرعاً مامور بالاوامر نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اسی طرح قرآن کریم ایک ہزار آیات نہی کے متعلق وارد ہیں پس اگر بندہ سے کسب اور اختیار نفی کیا جائے اور اسے مجبور و عاجز قرار

دیا جائے تو تمام آیات متعلق بالنواہی سے انکار لازم آیا کیونکہ مجبور اور عاجز شخص کو منہی بالنواہی ٹھہرانا بھی عقل اور نقل کی رو سے ممتنع ہے نیز ایک ہزار آیات وعد اور ایک ہزار آیات وعید کے متعلق وارد ہیں جن میں نیک عقائد' اعمال اور اخلاق اختیار کرنے کی صورت میں ثواب و اجر اور جنت کا وعدہ جبکہ برے عقائد' اعمال اور اخلاق اختیار کرنے کی صورت میں دوزخ اور غضب خداوندی کی وعید کا بیان ہوا ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جس طرح نیک عقائد' اعمال اور اخلاق بندوں کے اپنے اختیار سے ہیں اسی طرح برے عقائد' اعمال اور اخلاق بھی بندوں کے اپنے اختیار سے ہیں۔ پس بندہ کو مسلوب الاختیار اور مجبور محض ٹھہرانا ان دو ہزار آیات متعلقہ بالوعد الوعید سے انکار کرنے کو مستلزم ہے۔ اسی طرح پانچ سو آیات احکام کے متعلق ہیں اور احکام کو بجالانا بھی بندوں کے اختیار اور کسب میں ہے تو بندے کو مجبور ٹھہرانے کی صورت میں ان سے بھی انکار لازم آیا نیز ایک ہزار آیات قصص اور ایک ہزار آیات امثال کے متعلق وارد ہیں۔ اور ان قصص میں

بھی بیان ہوا ہے کہ فلاں پیغمبر یا فلاں شخص نے فلاں وقت میں فلاں کام کیا تھا اور امثال سے بھی واضح ہوتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں کام اختیار کیا تھا تو اس میں بھی بندوں کے کسب اور اختیار کا ذکر ہوا ہے نیز ایک سو آیات دعا کے متعلق وارد ہیں جس میں بندہ اپنے اختیار سے دعا کرتا ہے یا بندے کو دعا کرنے کا امر ہوتا ہے اور چھیاسٹھ آیات ناسخ اور منسوخ کے متعلق وارد ہیں جس میں ماسبق اقسام کی رو سے اختیار عباد اور کسب عباد واضح ہے۔

بندے کو مجبور ٹھہرانا تمام قرآن سے انکار کرنا ہے:

بندے کے کسب اور اختیار سے انکار کرنا اور اسے مجبور محض اور عاجز محض ٹھہرانا تمام قرآن کریم سے انکار کرنے کو مستلزم ہے اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور آئمہ اربعہ کی تقلید اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تابعین، تبع تابعین اور اولیائے امت کی اتباع سے انکار کرنے کو بھی مستلزم ہے چونکہ وہ حضرات کرام سب کے سب مخلوق تھے تو شفاعت کس طرح کرسکتے ہیں؟ اتباع کس طرح کرسکتے ہیں؟ تقلید اور تحقیق کس طرح کرسکتے ہیں؟ لوگوں کو صراط مستقیم اور نیک اعمال کی ہدایت کس طرح کرسکتے ہیں؟ بلکہ یہ بات تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت، رسالت اور شرائع سے انکار کرنے کو مستلزم ہے اور حکمت خداوندی سے صریحی طور پر انکار کرنا بھی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اختیار، کسب اور قدرت حادثہ مع تاثیر الحادثہ اور ارادہ کسبی اپنی حکمت عظیم کی بناپر عطا فرمائے ہیں اور انہیں مکلف بھی بنایا ہے نیز دوزخ اور جنت میں جانا اور دیدار خداوندی سے مشرف ہونا بھی بندوں کے برے اور نیک اعمال اور عقائد کے کسب کی بناپر ہے اس لیے جبریہ بدترین کافر ہیں اور ستر انبیاء نے بھی ان پر لعنت بھیجی ہے جیساکہ واضح ہوا کہ یہ فرقہ مخلوق کو مجبور سمجھتا ہے۔

اسی طرح مولانا نصیر اللہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "شرح مکتوبات" جلد اول حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۸۹ اور صفحہ ۴۵۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

(٦) جیسا کہ طائفہ قدریہ مخلوق کو اپنے افعال کا خالق قرار دیتا ہے اور فرقہ جبریہ بندہ کو جمادات اور پتھر کی طرح مجبور قرار دیتا ہے اور افعال کے صدور میں بندہ کو بے اختیار قرار دیتا ہے اور یہ دعوی کرتا ہے کہ انسان ایک پتھر اور جماد کا حکم رکھتا ہے پس جس طرف اس کو ڈالا جاتا ہے اسی طرف میلان کرتا ہے مگر اہل سنت والجماعت نے درمیانی راہ اختیار کر کے فرمایا ہے کہ وہ فعل جو انسان اپنے کسب اور اختیار سے کرتا ہے دو قوتوں کے اثر سے صورت پذیر ہوتا ہے کہ ان دو قوتوں میں سے ایک تخلیقی اور دوسری کسبی ہے جو کہ بندہ کے قصد سے صادر ہوتا ہے۔

صاحب تمہید رحمتہ اللہ علیہ نے جبریہ کے وہ اقوال جو بندہ کے مجبور ہونے کے متعلق ہیں کفر قرار دیا ہے جیسا کہ بہت ساری آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کے ملاحظہ کرنے سے بندہ کا مختار ہونا ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو چاہے اپنے اختیار سے ایمان لائے اور جو چاہے اپنے اختیار سے کفر کرے۔" پس اس آیت کریمہ سے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اپنے فعل میں اختیار رکھتا ہے اور بندہ کی قدرت کے لیے تاثیر ثابت ہے (جیسا کہ اہل سنت ماتریدیہ کا مذہب ہے)۔

ایک شبہ کا ازالہ:

بعض اوقات جبریہ ملعونہ تقدیر، ارادہ خداوندی اور اذن خداوندی کے متعلق نصوص سے اپنے زعم فاسد سے کافرانہ استدلال کرتے ہیں کہ بندہ مجبور ہے اور بندہ کے برے اور اچھے افعال میں بندہ کے لیے اختیار نہیں ہے بلکہ خیر و شر اللہ تعالیٰ کی تقدیر و ارادہ اور اذن و قدرت سے ہے۔

یہ بات اہل علم سے مخفی نہیں ہے کہ تقدیر خداوندی و ارادہ و اذن خداوندی اور چیز ہے اور بندہ کا اختیار و کسب اور چیز۔ تقدیر خلق و ایجاد سے عبارت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ بھی موثر فی الخلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کسب سے کسی صورت میں بھی متصف نہیں ہو سکتا ورنہ قدم الحادث یا حدوث القدیم کا استحالہ لازم آئے گا جو کہ

کفر ہے کمامر فی تحقیق الشان۔ اور بندہ سے اختیار اور کسب نفی کرنا بھی کفر بواح ہے۔ کمامر انفا۔ پس خیر و شر کا تقدیر خداوندی پر وقوف ہونا بندہ کی مجبوریت اور مسلوب الاختیاریت کو مستلزم نہیں ہے بلکہ خلق و ایجاد واجب الوجود سے ہے اور کسب و اکتساب بندوں کے اختیار سے ہے اس بات کی تائید میں امام معصوم رحمتہ اللہ علیہ مکتوبات معصومیہ دفتر ثانی مکتوب نمبر ۸۳ میں رقمطراز ہیں۔

بدانند کہ مذہب اہلسنّت وجماعت آنست کہ افعال بندہ از خیر و شر ہمہ بتقدیر وارادہ حق سبحانہ' است والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ۔ وتقدیر عبارت از خلق وایجاد است و معلوم است کہ خالق وموجد غیراو تعالیٰ کسے نیست۔ لا الہ الا ھو خالق کل شیئ فاعبدوہ (الانعام آیت ۱۰۲) وقال اللہ تعالی واللہ خلقکم وما تعملون (الصفت آیت ۹۶) معتزلہ وقدریہ از کمال جہالت و سفاہت انکار قضاو قدر نمودہ افعال بندہ رابقدرت و اختیار بندہ منسوب داشتہ وبندہ راخالق افعال خود گفتہ۔ ضلوا فاضلو۔

جاننا چاہیے کہ اہلسنّت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ بندہ کے خیراور شر کے افعال اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور ارادہ کے ساتھ ہیں اور اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور تقدیر خلق و ایجاد سے عبارت ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق اور موجد نہیں ہے "اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر چیز کا وہ خالق ہے پس اس کی عبادت کرو"۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "اور اللہ نے تمھیں اور تمھارے اعمال کو پیدا کیا ہے"۔ فرقہ معتزلہ اور قدریہ نے اپنی انتہائی جہالت اور نادانی کی بنا پر قضا و قدر سے انکار کرکے بندہ کے افعال کو بندہ کی قدرت اور اختیار سے منسوب کیا ہے اور بندہ کو اپنے افعال کا خود خالق کہا ہے۔ (کیا گمراہی ہے!)

علما گفتہ اند کہ مجوس از-لنہا احسن حال
اند کہ آنہا یک شریک می گویند وا-لنہا
شرکائے لا یعد و لا یحصی
اثبات می نمایند- بر سر اصل سخن رویم و
گویم کہ باوجود تقدیر خیر و شر و نسبت
خلق بحق تعالیٰ ارادہ واختیار بندہ را در
وجود فعل او نیز دخل دادہ اند- اول
صرف ارادہ از جانب بندہ می شود بعد
ازاں موافق آن حق تعالیٰ خلق میفرما
ید و ہمین صرف ارادہ راکسب می
گویند- پس خلق فعل از حق است جل
و علی وکسب آن از بندہ آنچہ نوشتہ
بودند لا یتحرک ذرۃ الا
باذنہ وامثال آن باعتبار خلق حق
است- و کشتن قاتل را درعوض
مقتول وملامت نمودن گناہگار راو
عذاب وعقوبت او باعتبار کسب است-
وجبریہ ارادہ واختیار را ازو نفی می کنند
وبندہ را در صدور افعال مجبور می دانند
در رنگ آن کہ شاخہائے درخت
راکسے بجنباند بلکہ نسبت فعل را بہ بندہ
نمی کنند وفاعل این افعال حق را می
دانند واین کفراست و معتقد آن کافر
گویند- بفعل نیک ثواب خواہد شد

علماء کہتے ہیں کہ ان سے تو آتش پرست
اچھے ہیں جو ایک چیز (آگ) کو شریک
ٹھہراتے ہیں مگر ان کے شرکاء کا کوئی
حد و حساب نہیں- میں اصل مطلب کی
طرف آتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس
کے باوجود کہ خیر و شر کی تقدیر اور خلق
کی نسبت اللہ تعالیٰ سے ہے فعل کے
وجود میں بندہ کے ارادہ و اختیار میں بھی
دخل دیا جاتا ہے پہلے بندہ کی طرف سے
صرف ارادہ ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس
کے موافق خلق فرماتا ہے اور ارادہ مین
اسی تصرف کو کسب کہتے ہیں- پس فعل
کا خلق حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور
اس کا کسب بندہ کی طرف- یہ جو لکھا گیا
تھا کہ "اس کی اجازت کے بغیر ذرہ بھی
حرکت نہیں کرتا"- اس کی مثال بھی
اللہ تعالیٰ کے خلق کے اعتبار سے ہے-
مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کرنا'
گناہگار کو لعنت ملامت کرنا اور سزا دینا
اس کے کسب کے اعتبار سے ہے- اور
جبریہ بندے سے ارادہ واختیار کی نفی
کرتے ہیں اور بندے کو افعال صادر
کرنے میں مجبور جانتے ہیں اس طرح
کہ کوئی اور درخت کی ٹہنیوں کو ہلائے

و بفعل بد عذاب نیست و کافران وعاصیان معذور اند۔ ایشاں را سوالے یا عتابے نیست چہ افعال ہمہ از حق است و ایشاں مجبور اند۔ و این کفر است حق تعالیٰ می فرماید۔ وقفوھم انھم مسئولون (الصفت آیت ۲۴) فوربک لنسئلنھم اجمعین عما کانوا یعملون (الحجر آیت ۹۲-۹۳) مرجئہ ہمینہا اند کہ ملعون اند بزبان ہفتاد پیغمبر چنانچہ در حدیث آمدہ است مذہب این بد کیشان بداہت عقل باطل چہ فرق در حرکت مرتعش کہ بے اختیار دست او می جنبد و کسے کہ دست می جنبد بدیہی است کہ اول باختیار نیست و ثانی باختیار است ونصوص قطعیہ نفی این مذہب می نماید۔ قال اللہ تعالیٰ جزاء بما کانوا یعملون۔ وقال حق سبحانہٗ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین نارا اگر بندہ مطلقا مسلوب الاختیار باشد حق تعالیٰ چرا نسبت ظلم باینہا فرماید کہ وما

فعل کی نسبت بندہ سے نہیں کرتے بلکہ ان افعال کا فاعل اللہ تعالیٰ کو جانتے ہیں اور یہ کفر ہے اور اس کا معتقد بھی کافر ہے نیک عمل کا ثواب ملے گا اور برے عمل پر عذاب نہیں ہے کافر اور گنہگار لوگ معذور ہیں ان سے نہ باز پرس ہوگی نہ سزا ہوگی۔ تمام افعال حق تعالیٰ کی جانب سے ہیں اور یہ مجبور ہیں یہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور ان کو ٹھہراؤ ان سے کچھ پوچھا جائیگا"۔ "سو آپ کے رب کی قسم ہم ان سب سے ضرور باز پرس کریں گے جو وہ اعمال کیا کرتے تھے"۔ یہی مرجئہ ہیں جن پر ستر پیغمبروں نے لعنت بھیجی ہے حدیث میں آیا ہے کہ ان بد عادت لوگوں کا مذہب صریحاً عقل کے خلاف ہے ایک مرتعش کی حرکت کہ جس میں بے اختیار اس کے ہاتھ ہلتے ہیں اور دوسرا جو خود ہاتھ ہلاتا ہے کیا فرق ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ پہلی حرکت میں اختیار نہیں جبکہ دوسری میں اختیار ہے اور نصوص قطعیہ اس مذہب کی نفی کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "بدلہ ان کے اعمال کا" اور حق تعالیٰ نے

ظلمهم الله ولکن کانوا
انفسهم یظلمون (النحل آیت
۳۳) بسیارے از ملاحدہ می خواہند کہ بہ
بہانہ سلب اختیار خود ھا از ربقۂ
تکالیف شرعیہ بر آرند و از سوال و
عقاب آخرت کہ بارتکاب محرمات
موعود است خلاص سازند خود ہارا مجبور
و معذور دانند۔ بدیہی است کہ بندہ را
این قدر اختیار و توانائی است کہ از
عہدہ اوامر و نواہی تواند بر آمد۔ للفرق
الظاہر بین حرکت البطش و حرکت
الارتعاش۔ کمامر۔ حق تعالیٰ کریم است
بندہ ہارا تکلیف بمالا یطاق نکردہ است
آنقدر تکلیف نمودہ است کہ از عہدہ
او تواند بر آمد۔ لا یکلف الله
نفسا الا وسعها (البقرہ ۲۸۶)
عجب معاملہ است این جماعت از
کسانیکہ اطاعت آنہا نکنند و اینہارا ایذا
رسانند بد میبرند و در صدد انتقام می شوند
و فرزندان و بدراہ غلام خودہا رامی زنند
و تادیب می کنند و اگر مرد بیگانہ را با زن
خود بینند بد می شوند و ایذا می رسانند و
معذور و مجبور گفتہ چشم پوشی نمی کنند۔
و باین بہانہ از عذاب اخروی کہ

فرمایا "پس جو چاہے ایمان لے آئے
اور جو چاہے کفر کرے۔ یقیناً ہم نے
ظالموں کے لیے آگ تیار کی ہے"۔
اگر بندہ بالکل مسلوب الاختیار ہوتا تو
اللہ تعالیٰ ظلم کی بات کیوں کرتا۔ "اللہ
تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود
اپنے آپ پر ظلم کیا کرتے تھے"۔ بہت
سے بے دین لوگ یہ چاہتے ہیں کہ
سلب اختیار کا بہانہ بنا کر خود کو شرعی
فرائض سے الگ کرلیں اور آخرت
میں جن برے کاموں کی سزا کا وعدہ کیا
گیا ہے اس سے رہائی پالیں۔ اس لیے
خود کو مجبور اور معذور سمجھتے ہیں۔ واضح
ہے کہ بندہ کو اس قدر اختیار اور طاقت
دی گئی ہے کہ اوامر و نواہی سے عہدہ
برآء ہوسکے۔ یہ بات بطش اور
ارتعاش کی حرکت سے صاف ظاہر
ہے۔ کمامر۔ حق تعالیٰ مہربان ہے
بندے کو اس کی طاقت سے زیادہ
تکلیف نہیں دیتا صرف اسی قدر تکلیف
دیتا ہے جس قدر وہ برداشت کرسکے
"اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا
مگر اسی کا جو اس کی طاقت و اختیار میں
ہو۔" اس جماعت (فرقہ) کا یہ عجیب

بنصوص قطعیہ ثابت شدہ است می خواہند کہ خلاصی جویند و ہرچہ خواہند بکنند۔ حق تعالی می فرماید۔ ان عذاب ربک لواقعO مالہ من دافع (الطور آیت ۷۔

۸) دیوانہ را اگر درخانہ بنیند معذور می دانند و ہمچنیں ہرگناہے کہ دیوانہ می کند کسی اورا مواخذہ نمی کند میگویند دیوانہ است اورا زعقل و اختیار بیرون است۔ ع عیب نہ بود گر گناہے میکند دیوانہ وغیر دیوانہ را مواخذہ می کنند و بسزای رسانند و معذور نمی دارند۔ واین نیست مگر بجہت آن کہ این صاحب اختیار است و او از اختیار بیرون است پس محقق شد کہ قدریہ منکر قضاء قدر اند و جبریہ کہ نفی اختیار از بندہ می نمایند ہر دو از حق دور افتادہ اند واہل بدعت (اعتقادی) وضال و مضل اند و حق متوسط آن انست کہ اہلسنت وجماعت بان معتد گشتہ اند۔ مروی است کہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ از امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پرسید یا ابن رسول اللہ ہل فوض اللہ الامر الی العباد فقال

معاملہ ہے کہ جن کی یہ اطاعت نہیں کرتے انہیں تکلیف دیتے ہیں اور برا کہتے ہیں اور جلد بدلہ لیتے ہیں اپنے بیٹوں اور برے غلاموں کو مارتے اور سزا دیتے ہیں اور اگر اپنی بیوی کے ساتھ کسی بیگانے شخص کو دیکھتے ہیں تو ناراض ہوتے ہیں اور سزا دیتے ہیں اس وقت) مجبور و معذور سمجھ کر چشم پوشی کیوں نہیں کرتے؟ یہ صرف عذاب آخرت جو کہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے بچنے کی خواہش رکھتے ہیں اور اپنی ہر خواہش پوری کرتے ہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے "بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا۔ کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا"۔ اگر کسی دیوانے شخص کو گھر میں دیکھتے ہیں تو اسے معذور سمجھتے ہیں اور اگر اسی طرح کا کوئی گناہ دیوانہ کرے تو کوئی باز پرس نہیں کرتا کہتے ہیں دیوانہ ہے عقل و اختیار سے عاری ہے ع۔ اگر کوئی دیوانہ گناہ کرے تو یہ عیب نہیں ہے مگر غیر دیوانہ سے باز پرس بھی کرتے ہیں اور سزا بھی دیتے ہیں اور معذور نہیں جانتے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے

الله اجل من ان یفوض
الربوبیة الی العباد
فقال هل یجبرهم علی
ذلک قال الله تعالی
اعدل من ان یجبرهم ثم
یعذبهم فقال ماذا؟ قال
بین البین لاجبرولا
تفویض ولا کره ولا
تسلیط۔ کافران و مشرکان حجت
آوردہ بودند کہ کفر و شرک ما مشیت و
ارادت حق تعالی است (و ما دران مجبور
و مسلوب الاختیار ہستیم) چنانچہ فرمود
سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا
ولا اباؤنا ولا حرمنا من شئی حق سبحانہ این
عذر از ایشان قبول نکرد و قول ایشان
بر جہل ایشان حمل کرد و داخل تکذیب
ایشان ساخت چنانچہ فرمودہ
کذلک کذب الذین من
قبلھم حتی ذاقوا باسنا
قل ھل عندکم من علم
فتخرجوہ لنا (سورہ انعام
آیت ۱۴۸) مکتوبات معصومیہ۔ دفتر
دوم صفحہ ۱۳۲ مکتوب ۸۳

کہ یہ صاحب اختیار ہے اور وہ اختیار
سے عاری ہے پس ثابت ہوا کہ قدریہ
قضا و قدر کے منکر ہیں اور جبریہ بندہ
سے اختیار کی نفی کرتے ہیں۔ دراصل
حق سے دونوں دور ہیں اور (اعتقاداً)
اہل بدعت ہیں۔ اور گمراہ ہیں اور
درمیانی حق وہ ہے جس سے اہلسنت و
جماعت ہدایت یافتہ ہیں۔ روایت ہے
کہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے امام
جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے
رسول اللہ ؐ کے بیٹے کیا اللہ تعالی نے
ربوبیت کا امر اپنے بندوں کو تفویض کیا
ہے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالی اس امر
سے برتر ہے کہ ربوبیت اپنے بندوں
کے سپرد کرے پھر عرض کیا کیا ان پر جبر
کرتا ہے؟ فرمایا یہ بات بھی اللہ کی شان
سے بعید ہے کہ پہلے مجبور کرے اور پھر
عذاب دے۔ پھر پوچھا یہ کس طرح
ہے؟ فرمایا اس کے بین بین ہے نہ جبر
کرتا ہے نہ سپرد کرتا ہے نہ ارادہ کرتا
ہے اور نہ تسلیط۔ کافر اور مشرک لوگ
یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہمارا کفر و شرک
اللہ تعالی کی مشیت اور ارادے سے
ہے۔ (اور ہم اس میں مجبور اور

مسلوب الاختیار ہیں) چنانچہ فرمایا گیا" یہ مشرک یوں کہنے کو ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کہہ سکتے"۔ (انعام آیت ۱۴۸) حق تعالیٰ نے ان کا یہ عذر قبول نہیں کیا اور ان کے قول کو ان کی جہالت پر مامور کیا ہے اور انہی کا جھوٹ قرار دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اسی طرح جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی (رسولوں کی) تکذیب کی تھی یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ دیجئے کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو اس کو ہمارے روبرو ظاہر کرو"۔

پس معلوم ہوا کہ جبریہ اشد ترین کافر ہیں اور ان کی اصل مشرکین سے ہے۔ امام محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی اصل یہود سے بیان فرمائی ہے جبکہ مشرکین کے عقائد بھی ان کے اندر موجود ہیں اور مجسمہ اور خوارج کے عقائد بھی ان کے اندر موجود ہیں۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے قول کے مطابق مجسمہ بھی یہود ہیں (کمافی التفسیر العزیزی) اور چونکہ گستاخان رسول ﷺ کی اصل ابن سبا سے ہے اور ابن سبا زندیق بھی یہودی تھا لہٰذا خوارج جو گستاخان رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین ہیں کی اصل بھی یہود سے ہے۔ امام محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ تعبیر الرؤیا صغیر صفحہ ۲۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔

من رای انہ یصلی نحو المشرق فقد وقع فی قول القدریۃ لان الشرق قبلۃ النصاری (والنصاری هم القدریۃ) ومن رای انہ یصلی نحو المغرب فقد وقع فی قول الجبریۃ لان الغرب قبلۃ الیهود (والیهود هم الجبریۃ)

جس نے خواب میں دیکھا کہ مشرق کی طرف نماز پڑھتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ شخص قول قدریہ میں واقعہ ہوا ہے کیونکہ مشرق نصاری کا قبلہ ہے (اور نصاری قدریہ ہیں) اور جس نے خواب میں دیکھا کہ مکہ سے جانب غرب نماز پڑھتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ شخص جبریہ کے قول میں واقعہ ہوا ہے کیونکہ بیت المقدس یہود کا قبلہ ہے (اور یہود جبریہ ہیں)

احادیث مبارکہ سے بھی یہ واضح ہے کہ دجال قوم یہود میں سے ہو گا۔ پس ثابت ہوا کہ جبریہ فرقہ دجال ہے اسی لیے ستر انبیاء کی زبان پر ملعون ہیں اور اشد ترین کافر ہیں اور نصوص قطعیہ سے منکر ہیں جیسا کہ ہم نے "جواب الاستفتاء" رسالہ میں وضاحت سے لکھا ہے۔

بعض لوگوں نے جبریہ کی تکفیر میں اختلاف کیا ہے لیکن وہ خطا ہے اور جمہور کا مذہب حقہ یہ ہے کہ جبریہ کافر ہیں کیونکہ یہ بدترین طائفہ مخلوق کو مجبور جانتا ہے۔ بنابریں نصوص قطعیہ سے انکار اور احکام شرعیہ کا ابطال لازم آتا ہے۔

علامہ شیخ عبدالغنی نابلیسی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "مستطاب حدیقتہ الندیہ" شرح طریقہ محمدیہ صفحہ ۳۰۵۔۳۰۶ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں۔

ویجب اکفار الخوارج فی اکفارهم جمیع الامۃ وفی اکفارهم علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب

و عثمان ﷺ بن عفان وطلحة ﷺ والزبير ﷺ وعائشة ﷺ ..... وفى التاتار خانية (واختلف الناس) اى العلماء (فى اكفار المجبرة) وهم الجبرية الذين يقولون ان العبد مجبور- وهم والقدرية فى طرفى نقيض فالقدرية يقولون ان العبد يخلق افعال نفسه والجبرية يقولون ان كل مايجرى من افعال العبد فهو فعل الله ولا يثبتون للعبد كسبا واهل السنة وسط بين الطريقين لا افراط ولا تفريط ويعتقدون ان الله خالق العبد وما يعمل ويثبتون للعبد قدرة ويسمون مايصدر عنها كسبا..... الخ

اور خوارج کا تکفیر مسلمانوں پر واجب ہے کیونکہ خوارج دوسری ساری امت مسلمہ کی تکفیر کرتے ہیں اور حضرت علی ﷺ بن ابی طالب اور عثمان ﷺ بن عفان اور طلحہ ﷺ اور زبیر ﷺ اور عائشہ ﷺ کو بھی کافر ٹھہراتے ہیں.... اور فتاوی تاتار خانیہ میں مذکور ہے کہ علماء کرام نے جبریہ کی تکفیر میں اختلاف کیا ہے اور جبریہ کہتے ہیں کہ بندہ مجبور ہے۔ پس جبریہ اور قدریہ حق متوسط کی ضد پر ہیں۔ قدریہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے اور جبریہ کہتے ہیں کہ بندہ سے جو افعال صادر ہوتے ہیں پس یہی اللہ تعالیٰ کے افعال ہیں اور بندہ کے لیے کسب ثابت نہیں کرتے اور اہلسنت دونوں فرقوں کے وسط میں ہیں نہ افراط کرتے ہیں نہ تفریط اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے کا خالق ہے اور بندہ کے اعمال کا بھی اور بندہ کے لیے بھی قدرت ثابت کرتے ہیں اور بندہ سے جو افعال صادر ہوتے ہیں ان افعال کو بندہ کے کسب سے مسمی کرتے ہیں۔

اس طرح فتاوی براز یہ علی ہاش عالمگیری صفحہ ۳۱۹ جلد ۶ میں مذکور ہے کہ

واختلوا فی المجبرۃ والصواب اکفارھم فی قولھم لیس للعبد فعل اصلا۔

علماء نے جبریہ کی تکفیر میں اختلاف کیا ہے لیکن جبریہ کی تکفیر کرنا درست ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ بندہ کے لیے کوئی فعل نہیں۔

مذکورہ بالا تمام عبارات فقہاء و متکلمین واحادیث اور نصوص قطعیہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ بندہ سے کسب نفی کرنا اور بندہ سے اختیار وارادہ نفی کرنا اور اسے مجبور وعاجز ٹھہرانا جبریہ کا عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ کفر محض اور ضروریات دین سے انکار کرنا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کو کاسب ٹھہرانا اور بندوں کے افعال حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کرنا اور اللہ تعالیٰ کو قبائح منسوب کرنا ہے العیاذ باللہ اور یہ بھی صریحی طور پر اجماعاً کفر ہے۔ پس کسب واکتساب (یعنی ہونا۔ کرنا) بندہ سے منتفی کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس یا شان اقدس یا صفات ازلیہ کی صفت ٹھہرانا عقیدہ جبریہ ہے اور علماء امت نے اس عقیدہ کو کفریہ عقیدہ ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ عبارات مذکورہ سے واضح ہوا اور ہم اس حکم شرعیہ کا اظہار کرتے ہیں اور اس حکم شرعیہ کو بیان کرکے لوگوں کو تلقین کرتے ہیں نیز اہل سنت کے اجماعی عقیدہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

پیر محمد نے اپنے خط میں جبر پر صراحت کی ہے

بدترین جبری کافر پیر محمد نے کسب واکتساب (یعنی ہونا کرنا) کو شان خداوندی کی صفت ٹھہرایا ہے اور اپنے معترضانہ خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین اسلامی عقیدہ ہے اور ہم پر زبان درازی کی ہے کہ "آپ لوگوں نے اس عقیدے کے حاملین پر کفر کا فتوی صادر کیا ہے" اور یہ بھی لکھا ہے کہ "میں اس عقیدہ رکھنے والوں پر کفر کا حکم لگانا اصول اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔

معلوم ہوا کہ پیر محمد چشتی اس جبری عقیدہ کو اسلامی عقیدہ ٹھہرا کر جبریہ کا اجرتی آلہ کار ہے نیز قارئین کرام پر بھی واضح ہوگیا ہے کہ ہم نے جبریہ پر کفر کا حکم نہیں لگایا ہے بلکہ علماء اہلسنت اور فقہائے احناف اور اولیائے امت نے فرقہ جبریہ کو کافر قرار دیا ہے اور فرمایا ہے "ویجب اکفار المجبرۃ" (یعنی اس بد ترین فرقہ جبریہ کی تکفیر شرعاً واجب ہے) اور ہم تو فقہائے کرام اور متکلمین اہلسنت کے اقوال کا اتباع کرتے ہیں اور حکم شرعیہ کو ظاہر کردیتے ہیں پس اس حکم شرعیہ واجبہ کے اظہار کو اصول اسلام کے خلاف سمجھنا بالفاظ دیگر ان تمام مذکورہ فقہائے کرام اور متکلمین اہلسنت کی توہین کرنا ہے اور انہی بزرگان دین کو اصول اسلام کے خلاف قرار دینا ہے اور ان کے اظہار حکم شرعیہ واجبہ کو اصول اسلام کے خلاف سمجھنا ہے یا ایمان محض اور اسلام محض کو کفر محض قرار دینا ہے کیونکہ عقائد کے باب میں اصول اسلام کے خلاف عقیدہ کفر ہی ہوتا ہے۔

پس بد ترین کافر پیر محمد چشتی چترالی نے ایمان محض کو کفر محض قرار دیا اور جبریہ کی برات میں تمام فقہائے کرام اور متکلمین اہل سنت بلکہ پوری امت مسلمہ کی توہین و تکفیر کر کے خود بدرجہا اشد ترین کافر بن گیا۔

الغرض طویل گفت و شنید میں اس فقیر نے پیر محمد چشتی چترالی کو سمجھانے کی بھرپور مشفقانہ کوشش اور بہت سے براہین اس کے سامنے پیش کیے لیکن

ع- آں کس کہ نداند و نداند کہ نداند — در جہل مرکب ابدالدھر بماند

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

من تکلم فی اللہ وفی دینہ من غیر اتقان العلم وقع فی الکفر من حیث لا یدری۔ (احیاء العلوم)

جس کسی نے اللہ کے (ذات وصفات وافعال کے) حق میں اور اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں زبان کھولی اور اس کے ساتھ مکمل علم کلام و علم شرائع نہیں تھا تو وہ شخص کفر میں واقعہ ہو چکا جس کا اسے پتہ نہیں۔

پیر محمد چشتی چترالی کے جاہلانہ اعترافات:

پیر محمد نے اپنے پہلے اعتراض میں یہ عبارت لکھی ہے کہ "کسی مسلمان کو مجمل لفظ یا غلط کلمہ کی وجہ سے کافر کہنا میرے نزدیک اصول اسلام کے خلاف ہے"۔ نیز دسویں اعتراض میں بھی یہ لکھا ہے کہ "کسی شخص کو بھی کافر نہیں کہا جائیگا"۔ اس کا جواب مدلل طور پر تحریر کیا جاتا ہے۔ درج بالا عبارت میں پیر محمد تین مرتبہ اپنے جہل کا اعتراف کر کے دو مرتبہ کافرانہ اقدام کیا ہے۔

پہلا جاہلانہ اعتراف:

لفظ مجمل کا معنی اصول فقہ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

وهو ما اذدحمت فيه المعانی فاشتبه المراد به اشتباها لايدرك الا ببيان من جهة المجمل (كذافی الحسامی)	اور مجمل وہ لفظ ہے جس کے معانی زیادہ ہوں اور اس کا مراد مشتبہ ہو جائے یہاں تک کہ مجمل کے بیان کے بغیر اس لفظ مجمل کا مراد بالکل معلوم نہیں ہو سکتا۔

پس پیر محمد اور رائیونڈی جبری تبلیغی جماعت والوں کا یہ کہنا کہ کلمہ طیبہ کا مقصد "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین" ہے اور یہی عقیدہ ایمان ہے اور اس عقیدہ پر یقین اور ایمان پختہ کرنے کے لیے ہم یہ محنت کرتے ہیں اور ہم اس ایمان کے اجرا اور اشاعت کے لیے مشقت اٹھا کر تبلیغ کرتے ہیں۔

ہم پیر محمد سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہ عبارت مجمل ہے تو پھر اس کا حکم توقف ہے یا اجرا؟ اور اگر مجمل ہے تو پھر اس عقیدہ کی اشاعت پر کونسا ثمرہ مرتب ہو گا؟ اور اگر یہ الفاظ مجمل ہیں تو اس کی تفسیر کیا ہے؟ اور وہ تفسیر کون سے شرعی قواعد پر مبنی ہے؟ جو تفسیر رائیونڈی جبریہ بیان کرتے ہیں وہ تفسیر بالمباین ہے۔ (كما هو ظاهر لمن له اتقان فی العلم) تو کیا یہ عظیم جہل نہیں؟ ان کی یہ

عبارت اپنے معنی پر ظاہر المراد ہے جیسا کہ کئی بار ہم نے واضح کیا ہے۔ تفصیل و تحقیق کے لیے ہمارا رسالہ "جواب الاستفتاء" کا مطالعہ کیجیے اس سے معلوم ہوا کہ ہم نے کسی مسلمان کو مجمل لفظ پر کافر نہیں کہا بلکہ رائیونڈی جبری فرقہ والوں کے ظاہری کفر کو بمطابق شریعت غرا کفر کہہ دیا ہے یعنی شریعت نے اس عقیدے کو کفر قرار دیا ہے اور ہم نے یہ حکم شرعی ظاہر کیا ہے پیر محمد جبری فرقے کا اجرتی آلہ کار بن کر وکیل صفائی کا کام انجام دے رہا ہے لیکن یہ وکیل جاہل مرکب اور بہت بڑا احمق نکلا اس وکالت سے تو مقدمہ اور بگڑے گا کیونکہ ظاہر المراد لفظ کو مجمل کہنا حماقت اور جہالت ہے۔

دوسرا جاہلانہ اعتراف اور پہلا کافرانہ قدم:

مذکورہ اعتراض کی بنا پر پیر محمد کا عقیدہ ہے کہ "غلط کلمہ کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہوتا"۔

ارے میاں! اگر کوئی شخص غلط کلمہ کہنے سے کافر نہیں ہوتا تو تمہارے نزدیک کیا صحیح کلمہ کہنے سے کافر ہوگا؟ بعض کلمات کفر کے ہیں اور بعض اسلام کے۔ کلمات اسلام کو صحیح کلمات کہتے ہیں اور کلمات کفریہ کو غلط کلمات کہتے ہیں۔ عجب معاملہ ہے کہ اس طرح پیر محمد نے تو نیا دین بنایا اور جاہلانہ اعتراف کرکے اس مصرع کا مصداق بن گیا۔

الٹی ہی چال چلتے ہیں آزادگان نفس

پس ایک طرف تو غلط کلمہ (جو فی الحقیقت کلمہ کفر ہی ہوتا ہے۔۔ فی مسائل الاصول والعقائد) کو اپنی جہالت سے کفر نہیں جانتا اور دوسری طرف کفر کو کفر نہ کہنا خود کافر ہونا ہے کیونکہ اسلام کے تمام علماء کرام نے یک زبان ہو کر فرمایا ہے کہ اسلام کو اسلام جان کر اسلام کہنا اور کفر کو کفر جان کر کفر کہنا ضروریات دین میں سے ہے اگر کوئی مدعی اسلام کسی کافرانہ عقیدہ سے کافر ہو جائے اور پھر بھی کوئی اس کے کفر میں شک کرتا ہے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس شخص نے اسلام کے قطعی امر ہونے میں تردد کیا اور کفر محض پر کفر محض کا اعتقاد نہیں کیا جیسا کہ آگے ضروریات

دین کے مسئلہ میں واضح ہو گا۔ اسلام کا دائرہ اگرچہ وسیع ہے لیکن محدود بھی ہے یعنی اپنی ضد اور نقیض تک ہرگز وسیع نہیں جیساکہ سورج کی روشنی وسیع ہے لیکن رات کا اندھیرا اس روشنی میں ہرگز داخل نہیں رات اور دن دونوں میں حد مقرر ہے اسی طرح کفر اور اسلام کے درمیان شریعت نے حدود مقرر فرمائی ہیں۔

متکلمین اہلسنت کا اجماعی قاعدہ ہے جو کہ خیالی صفحہ نمبر۱۶۷ پر مذکور ہے۔

لایکفر اهل القبلة فی الامور الاجتهادیة اذ لانزاع فی کفر من انکر ضروریات الدین۔	اہل قبلہ اجتہادیہ امور میں کسی کو کافر قرار نہیں دیتے جبکہ ضروریات دین کے منکر کو کافر قرار دینے میں کوئی اختلاف نہیں۔

تو کفر کو کفر نہ جاننا جہل قبیح ہے جو کہ شرعاً عذر نہیں بن سکتا اور کفر کو کفر نہ کہنا واضح طور پر کافر ہونا ہے متکلمین اہلسنت نے فرمایا ہے۔

اخرج المومن عن الملة وادخال الکافر فیه امر عظیم فی الدین ای کفر۔ (بحوالہ اکفار الملحدین)	مومن کو بغیر شرعی موجب کے ملت اسلامیہ سے خارج ٹھہرانا اور کافر کو ملت اسلامیہ میں داخل جاننا دونوں چیزیں دین میں امر عظیم یعنی کفر کا ارتکاب ہے۔

پس پیر محمد نے کتنا جاہلانہ اور کافرانہ اقدام کیا؟

تیسرا جاہلانہ اعتراف اور دوسرا کافرانہ قدم:

پیر محمد نے لکھا ہے کہ "غلط کلمے سے کسی شخص کو کافر کہنا میں اصول اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں---الخ"

اگر کوئی چیز اسلامی اصول کے مطابق اور موافق ہو تو کوئی یہ عقیدہ رکھ کر کے کہ یہ اسلامی اصول کے موافق و مطابق نہیں ہے تو ایسا شخص جاہل یا متجاہل ہو دونوں صورتوں میں شرعاً کافر ہو جاتا ہے (لانکاره من الضروریات ۔ کمامر) یا کوئی شخص اسلامی اصول کو غیر اسلامی قرار دے یا غیر اسلامی عقائد

اور اختراعی دین کو اسلامی اصول کہہ دے یا حلال شرعی کو حرام شرعی کہے تو ان تمام صورتوں میں اس شخص کا کافر ہو جانا اجماعی ہے کہ حق کو باطل اور باطل کو حق قرار دینا اور واقع شرعی کو ناواقعہ شرعی کہہ دینا تکذیب شارع اور تردید شرع کو مستلزم ہے جو کہ واضح طور پر کفر اور جہل مرکب ہے۔

پس اب قارئین کرام پر یہ مخفی نہیں رہا کہ پیر محمد نے لکھا ہے کہ غلط کلمے سے کسی شخص کو کافر کہنا اصول اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں --- حالانکہ کافر اور بے دین اور ضروریات دین سے منکر شخص کو کافر کہنا نہ صرف اصول اسلام کے موافق ہے بلکہ واجب اور ضروری ہے پس اس امر واجبہ شرعیہ کو اصول اسلام کے خلاف سمجھنا جہل اور کفر بواح ہے کیونکہ حلال چیز کو حرام قرار دینا اور اصول اسلام کے موافق چیز کو اسلام کے مخالف ٹھہرانا ضروریات دین سے انکار ہے جو کہ کفر ہے۔ اس طرح پیر محمد نے تین مرتبہ جاہلانہ اعتراف عملی اور دو مرتبہ کافرانہ اقدام کیا جیسا کہ اوپر واضح ہوا۔

دسویں اعتراض کا جواب:

پیر محمد نے دسویں اعتراض میں یہ بات کہی ہے کہ "آپ لوگوں نے مولانا مودودی، اہل تشیع اور تبلیغی جماعت کو کافر کہہ کر پورے اہل اسلام کی تکفیر کی ہے۔" اس اعتراض کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ مولانا مودودی اور تبلیغی جماعت والوں کو تو خود پیر محمد نے ہزار ہا بار کافر اور غیر مسلم قرار دیا ہے بلکہ اس کے نزدیک تو ہر دیو بندی اور ہر غیر بریلوی بھی کافر ہے تفصیل آگے آتی ہے۔

جب پیر محمد کو ایک مرتبہ خاصی مار پیٹ ہوئی تو ہسپتال میں داخل ہو گیا اس کی عیادت کے لیے میرے فرزند ارجمند مولانا محمد حمید جان صاحب بھی ہسپتال میں گئے اس وقت پیر محمد نے مولانا صاحب سے کہا کہ میرے مار کھانے پر آس پاس کے غیر مسلم بہت خوش ہیں تو مولانا محمد حمید صاحب نے پوچھا کہ غیر مسلم کون ہیں؟ تو پیر محمد کہنے لگا کہ یہ مودودی کی جماعت اسلامی والے اور دیو بندی اور تبلیغی جماعت

والے وغیرہ سب کے سب غیر مسلم اور کافر ہیں اور یہ سب میرے مار کھانے پر بہت خوش ہیں۔

پیر محمد نے تمام دیوبندی حضرات کو علی الاطلاق کافر قرار دیا ہے

ایک اور موقعہ پر پیر محمد چشتی کی مولوی محمد اکرم بابا کی دکان پر فرزند ارجمند مولانا محمد حمید صاحب سے اچانک ملاقات ہو گئی تو اس موقع پر پیر محمد نے اپنی گذشتہ بات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ ہاں تبلیغی جماعت والے اور مودودی کی جماعت والے کافر ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور موقعہ پر جب تبلیغی جماعت والوں نے پیر محمد کی مسجد پر قبضہ کیا تو مسجد کی بازیافت کے بعد پیر محمد اس فقیر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری مسجد پر کافروں نے قبضہ کر لیا تھا تو اس فقیر نے پوچھا کہ کافر کون ہیں؟ تو پیر محمد نے کہا کہ تبلیغی جماعت والے اور دیوبندی کافر ہیں۔ انہوں نے میری مسجد پر قبضہ کیا تھا۔ نیز پیر محمد نے مولوی محمد عارف صاحب پیر محمد انور شاہ' مولوی محب اللہ' صاحبزادہ عبدالولی سید مستان شاہ' قاری گل حبیب' قاری شوکت علی' محمد بشیر خان اور خلیفہ سید محمد اختیار شاہ اور دیگر افراد جن کی تعداد تقریباً دو سو تھی کے روبرو تمام دیوبندی حضرات کو علی الاطلاق کافر قرار دیا اور ان کے کفر میں شک کرنے والے کو بھی کافر قرار دیا۔

؎ وہ طعنہ ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اب قارئین کرام خود فیصلہ کر لیں کہ ہم جن فرقوں کو ان کے عقائد کفریہ کی بنا پر کافر کہتے ہیں اور ضروریات دین سے ان کے انکار کی وجہ سے ان کے کفر ظاہر کر دیتے ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کیونکہ اہلسنّت شکر اللہ سعیہم کی کتب کلامیہ اور فقہائے احناف کے فتاوی اس بات سے مشحون ہیں کہ جو کوئی شخص ضروریات دین سے انکار کرے اور امور قطعیتہ الثبوت کے برخلاف عقیدہ اور قول ظاہر کرے تو وہ شخص اہل قبلہ سے خارج ہے اور کافر ہے کما سیاتی تفصیلا نیز ہم تو کتب اسلامیہ کے حوالہ جات سے عقائد صحیحہ اور عقائد باطلہ کی نشاندہی

کرتے ہیں اور کتابوں کے حوالہ جات سے حکم شرعیہ ظاہر کر کے بیان کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی تلقین کرتے ہیں تو جس آدمی کا عقیدہ باطل اور کفری ہو (خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو) وہ اچانک بھڑک اٹھتا ہے اور چیخنے لگتا ہے کہ فلاں صاحب نے مجھے کافر کہا تو ضرب المثل ہے "چور کی داڑھی میں تنکا"۔ اس لیے وہ ایسا کہنے لگتا ہے ورنہ ہم تو فرد دون فرد کے تعین کرنے کے بغیر حکم عامہ شرعیہ بیان کرتے ہیں۔

شاتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر تابیدی سے کافر ہے:

یہاں ایک واقعہ کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے مولوی سلامت اللہ پشاوری جماعت اسلامی کا رکن تھا ایک دفعہ اس فقیر کے پاس آیا تو کہنے لگا کہ ہم جماعت اسلامی والے بہت اچھے لوگ ہیں مگر آپ نے نوشہرہ میں ہمیں زندیق قرار دیا حالانکہ ہم نے آپ کے مدرسہ کے لیے چندہ بھی دیا تو اس فقیر نے کہا کہ میں نے تو آپ کا نام نہیں لیا اور نہ میں نے کسی پر زندیق ہونے کا فتوی دیا ہے بلکہ میں نے تو علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے فتاوی جلیلہ (خلاصتہ الفتاوی جلد چہارم) سے عبارت نقل کر کے سنائی ہے کہ علامہ موصوف نے "محیط" سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر تابیدی سے کافر ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو اور جہاں کہیں بھی ہو (عیاذ باللہ) چنانچہ یہ فتوی مجتہد علامہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے لگایا ہے اور صاحب محیط نے لگایا ہے اور مجتہد مذکور نے فرمایا ہے کہ یہ فتوی متقدمین اور متاخرین مجتہدین عظام رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک اجماعی ہے اور میں نے تو اس فتوی کا اظہار کیا ہے اور بیان کیا ہے اور پھر بھی فرد دون فرد کا تعین نہیں ہے بلکہ حکم عامہ شرعیہ ہے جو کہ اپنے مصداق صحیحہ پر صادق ہو گا "خلاصتہ الفتاوی" کی عبارت ملاحظہ کیجئے۔

من شتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
واھانہ اوعابہ فی امور
دینہ اوفی شخصہ اوفی

وصف من اوصاف ذاته سواء کان الشاتم مثلا من امته اوغیرها وسواء کان من اھل الکتاب اوغیره ذمیا کان اوحربیا سواء کان الشتم صادرا عنه عمدا او سهوا اوغفلة اوجدا اوهزلا فقد کفر خلودا بحیث ان تاب لم یقبل توبته ابدا لاعندالله ولا عند الناس- وحکمه فی الشریعة المطهرة عند متاخیری المجتهدین اجماعا وعندالمتقدمین القتل قطعا ولا یداهن السلطان ونائبه فی حکم قتله- "خلاصۃ الفتاوی صفحہ ۳۸۶ ج ۴"-	جس کسی نے نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دیں یا ان کی اہانت کی یا ان پر ان کے دینی امور میں عیب نکالا یا ذاتی امور میں ان پر عیب لگایا یا ان کے اوصاف ذاتیہ میں سے کسی وصف کو مجروح کر کے عیب لگایا یہ گالیاں دینے والا اور عیب لگانے والا نبی اکرم ﷺ کا امتی ہو یا غیر امتی ہو اہل کتاب سے ہو یا غیر اہل کتاب سے خواہ ذمی ہو یا حربی ہو- خواہ گالیاں' اہانت اور عیب اس سے عمدا ہو یا سہوا غفلت سے ہو یا سچ مچ یا خطا سے صادر ہو تمام صورتوں میں کفر تابیدی سے کافر ہے- اس حیثیت سے اگر توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ نہ اللہ کے ہاں اور نہ لوگوں کے ہاں مقبول ہے اور شریعت مطہرہ میں اس کا حکم قطعی طور پر قتل کرنا ہے یہ حکم متاخرین اور متقدمین مجتہدین کے نزدیک اجماعی ہے اور بادشاہ (حاکم) اور اس کا نائب قتل کرنے کے حکم میں سستی نہیں کرے گا-

اس فقیر کی مذکور تحقیق سے آگاہ ہونے کے بعد مولوی سلامت اللہ پشاوری شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا- اس سے ثابت ہوا کہ ہم کسی بھی مسلمان پر اپنی جانب سے کفر کا حکم نہیں کرتے بلکہ جب کوئی شخص خود بخود کلمہ کفریہ سے کافر ہو جائے

اور شریعت کی کتابیں اسے کافر قرار دیں اور وہ ان قواعد میں داخل ہو جائے تو پھر ہم حکم شرعی ظاہر کر دیتے ہیں ورنہ نہ تو ہم مشارع ہیں نہ مجتہد بلکہ شارع اور مجتہدین حنفیہ کے تابع ہیں اور ان کے اقوال ... کرتے ہیں اور حق حقیق کا اظہار کرتے ہیں جیساکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذاظهر البدع وسکت العالم فعلیه لعنت الله والملائکة والناس اجمعین۔	جب بدعات ظاہر ہو جائیں اور عالم حق خاموش رہے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اذاظهرت الفتن او البدع وسبت اصحابی فلیظهر العالم علمه ومن لم یفعل ذلک فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لایقبل الله له فرضا ولا عدلا۔ (بحوالہ تائید اہلسنت صفحہ ۳ از امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ)	جب فتنے اور بدعات ظاہر ہو جائیں اور میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں دی جائیں تو عالم حق اپنا دلائل شرعیہ قطعیہ سے حاصل شدہ علم ظاہر کرے اور اگر ایسا نہ کیا تو (اس عالم پر) اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اللہ تعالیٰ اس کی فرضی عبادت قبول نہیں کرتا اور اس سے عدل نہیں کرتا۔

چونکہ حق کو چھپانا' وعید مذکور اور لعنت خداوندی کا سبب ہے اس لیے ہم اظہار حق کرتے ہیں اور ولا یخاف لومته لائم (کسی ملامت کرنے والے کے طعنوں سے حق سے نہ ہٹے) کے مصداق کسی معترض اور منکر کی بہتان پردازیوں سے ہم بالکل نہیں ڈرتے بلکہ ہم علما اور عملاً' اعتقاداً اور اخلاقاً' ظاہراً اور باطناً' تحریراً اور تقریراً' تقلیداً اور استدلالاً' یداً اور قلباً' مالاً اور نفساً اظہار حق

کرتے رہیں گے اور شریعت محمدی ﷺ اور مذہب حنفی کی اشاعت صحیحہ کرتے رہیں گے۔

معترض پیر محمد چترالی اتنا جاہل اور احمق ہے کہ اظہار حق اور تکفیر مسلم میں امتیاز نہیں کر سکتا۔ ہم اس کی طرح بلا دلیل شرعی کسی کو کافر نہیں کہتے جبکہ وہ بلا دلیل شرعی کافر کہہ دیتا ہے پیر محمد نے ایک دن اپنے بہت سارے تلامذہ جن میں ایک مولوی شاہ منیر بھی شامل تھا کے سامنے کہا کہ مولوی حسن جان کو تو میں نے کافر کر دیا۔

پیر محمد نے حضرت شیخ گل محمد صاحب کو کافر ٹھہرایا۔

مولوی محمد منیر مردانی نے ہمیں بتایا کہ ایک دن ہم پیر محمد چشتی کے ختم قرآن میں شریک تھے اور ہمارے ساتھ اور بہت سے علماء کرام اور طلباء بھی موجود تھے تو پیر محمد نے درس دینے کے دوران میں کہا کہ باب خیبر سے آگے کوئی مسلمان نہیں ہے حالانکہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں مسلمان باب خیبر سے آگے موجود ہیں تو گویا اس طرح حضرت شیخ گل صاحب ان کے متعلقین اور مریدین جو کہ لنڈی کوتل کے رہنے والے ہیں ان تمام سمیت لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کی تکفیر پیر محمد نے کی (العیاذ باللہ)۔ علاوہ ازیں پیر محمد نے ہر غیر بریلوی اور دیوبندی حضرات کو علی الاطلاق کافر قرار دیا ہے اور ہمیں بھی بلا دلیل شرعی غیر مسلم کہا ہے تو اس طرح ایک حدیث لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک (اگر کوئی آدمی دوسرے آدمی کو کافر اور فاسق ٹھہرائے اور وہ فی الحقیقت کافر نہ ہو تو کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے) کے مصداق پیر محمد خود کافر ہو گیا کیونکہ دیوبندی بھی علی الاطلاق کافر نہیں کیونکہ دیوبند ایک شہر کا نام ہے جہاں مسلم اور غیر مسلم دونوں ہوں گے اور نہ ہر بریلوی کافر ہے کیونکہ بریلی بھی ایک شہر کا نام ہے جہاں مسلم بھی ہوں گے اور غیر مسلم بھی۔ نیز شہر یا قریہ کے اعتبار کے بغیر جماعت اور اعتقادی بنیاد

پر بھی دونوں فریق علی الاطلاق کافر نہیں ہیں کیونکہ دونوں فریق میں سادہ لوح مسلمان سنی حنفی مذہب والے بھی موجود ہیں اور ہر غیر بریلوی بھی کافر نہیں کیونکہ بہت سارے علماء کرام احناف موجود ہیں جو کہ بریلوی نہیں ہیں اور پکے سچے مسلمان ہیں۔ نیز مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے تمام دنیا میں جتنے لوگ مسلمان حنفیہ اور علما احناف اور اولیا احناف گزر چکے ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہیں مگر پیر محمد کے نزدیک وہ تمام کے تمام کافر ہو گئے کیونکہ وہ نہ بریلوی ہیں اور نہ بریلویت اس زمانہ میں موجود تھی بلکہ موجودہ زمانہ میں بھی بریلویت اور دیوبندیت پاکستان اور ہندوستان میں موجود ہے دنیا کے دیگر مسلمان احناف جو کہ مختلف ممالک افغانستان عراق' ترکی بخارا' عرب اور مصر وغیرہ میں موجود ہیں وہ نہ دیوبندی ہیں اور نہ بریلوی مگر پیر محمد کے نزدیک وہ تمام بزرگان احناف خوارج اور کافر بن گئے۔

فقیر سنی حنفی ہے:

پیر محمد نے مجھے کہا کہ آپ اپنے آپ کو بریلوی سے مسمی کریں کیونکہ وہابیہ وغیرہ آپ کو بریلوی کہتے ہیں تو میں نے کہا کہ وہابیہ تو مجھے مشرک اور مبتدع بھی کہتے ہیں تو کیا میں شرک اور بدعت میں مبتلا ہو جاؤں؟ (العیاذ باللہ) حنفی مذہب بمنزلہ کل ہے اور دیوبندیت اور بریلویت بمنزلہ اجزاء ہیں تو کل کو چھوڑ کر جزو کی کی تقلید کرنا عقلاً اور شرعاً حماقت ہے بلکہ بریلوی اور دیوبندی حضرات تو بہت سارے مسائل میں افراط و تفریط کا شکار ہیں تو میں کس طرح صراط مستقیم اور حنفی مذہب کو چھوڑ کر خود کو افراط و تفریط میں داخل کروں؟ چنانچہ میں سنی حنفی ہوں اور بریلوی یا دیوبندی نہیں ہوں۔

نیز اگر میں اپنے آپ کو بریلوی سے مسمی کروں تو چار جھوٹ بولنے کا مرتکب ہو جاؤں گا کیونکہ اصول ہے کہ وہی شخص بریلوی کہلا سکتا ہے جو (۱) بریلی کا رہنے والا ہو یا (۲) بریلویوں کا مرید ہو یا (۳) بریلویوں کا شاگرد ہو یا (۴) بریلویوں کا مقلد ہو

تو میں ان میں سے کچھ بھی نہیں یعنی نہ بریلی کا رہنے والا ہوں نہ ان کا مرید ہوں نہ شاگرد اور نہ ان کا مقلد ہوں تو کس طرح چار دفعہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو بریلوی سے مسمی کروں؟ اسی طرح میں دیوبندی بھی نہیں ہوں کیونکہ نہ وہاں کا رہائشی ہوں نہ ان کا مرید ہوں نہ شاگرد ہوں اور ان کا مقلد ہوں تو کیسے خود کو دیوبندی سے مسمی کروں؟

فقیر کا مسکن اصلی افغانستان دشت ارچی ہے:

اس فقیر کا اصلی مسکن افغانستان دشت ارچی ہے اور اس فقیر کی جائے پیدائش باباکلے ضلع کوٹ صوبہ ننگر ہار ہے اور وطن ہجرت پاکستان صوبہ سرحد میں باڑہ کھجوری ہے۔

فقیر عقائد میں ماتریدیؒ اور تصوف میں پانچ مشہور بزرگان دین کا تابع ہے:

یہ فقیر عقائد میں ماتریدیؒ سے اور تصوف میں پانچ مشہور بزرگوں کے اقوال و اعمال اور اخلاق کا تابع ہے جو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ' خواجہ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ' شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ' شیخ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ کہ یہی بزرگان تصوف کے چاروں معروف سلاسل یعنی نقشبندیہ' قادریہ' چشتیہ اور سہروردیہ کے عظیم پیشوا اور مقتدا ہیں اور فقیر الحمد للہ ان بزرگوں کے سلاسل معروفہ مذکورہ کا مروج اور جامع ہے۔

اور فقیر مذاہب اربعہ میں سواد اعظم مذہب حنفی کا مقلد ہے اور افغانستان و پاکستان کے مشہور اور بڑے بڑے علما کرام احناف کا شاگرد ہے تو یہ فقیر حنفیت کو بریلویت سے تبدیل نہیں کر سکتا کیونکہ فقیر حنفی ہی ہے۔ پیر محمد نے مجھے کئی بار کہا کہ حنفیت بدون بریلویت ممکن نہیں۔

پیر محمد کے اس عقیدہ کی بنا پر کہ "حنفیت بدون بریلویت ممکن نہیں" وہ تمام علماء اور اولیاء احناف جو کہ مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے گزر چکے ہیں یا اس زمانہ میں پاک و ہند کے علاوہ دوسرے ممالک میں رہتے ہیں۔ (کیونکہ وہ نہ تو بریلوی ہیں نہ دیوبندی بلکہ وہ حنفی' شافعی' حنبلی یا مالکی ہیں) کافر ہوئے اور ان کی ولایت سے انکار لازم آیا۔

ایک ولی اللہ سے انکار کرنا اجماعاً کفر ہے:

علامہ عبدالغنی نابلیسی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "حدیقة الندیہ" میں فرماتے ہیں کہ ایک ولی سے انکار کرنا اور دیگر تمام اولیا کرام پر اعتقاد رکھنا کفر ہے جیسا کہ تمام انبیا پر ایمان لانا اور ایک نبی سے انکار کرنا کفر ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

والحاصل ان الانکار
با لقلب او با للسان
علی احد من اولیاء اللہ
الذین هم العلماء
العاملون وسواء کانوا
احیاء او کانوا موتی۔
و کلهم احیاء عند من
یعرفهم بحیا ة اللہ
لابانفسهم و کلهم موتی
عن حیاتهم بانفسهم
سواء عرفهم من ینکر
علیهم اولم یعرفهم
وانکر مالم یعرف من

احوالهم الصحیحة وافعالهم المستقیمة عنداللہ فھو کفر صریح والمنکر کافر باجماع المسلمین علی مقتضی جمیع مذاھب اھل الاسلام لانہ انکر دین الاسلام والشریعة المحمدیہ ﷺ (حدیقہ الندیہ صفحہ ۲۴۱ ج-۱)

خلاصہ یہ ہے کہ کسی ایک ولی اللہ سے دل سے یا زبان سے انکار کرنا کہ وہ ولی اللہ علما عاملین میں سے ہو اور خواہ وہ ولی اللہ زندہ ہو یا وفات پاچکا ہو اور تمام اولیاء اللہ تعالیٰ کی حیات سے زندہ ہیں ان کے نزدیک جو ان کے احوال سے واقف ہیں اور نفس کے اعتبار سے زندہ نہیں ہیں خواہ منکرین اس ولی اللہ کے احوال صحیحہ اور افعال مستقیمہ عنداللہ سے واقف ہوں یا نہ ہوں- پس یہی انکار اولیاء کفر صریح ہے اور منکر اولیاء مسلمانوں کے اجماع سے اور تمام مذاہب اہل اسلام کی رو سے کافر ہے-

کیونکہ اس منکر نے دین اسلام اور شریعت محمدی ﷺ سے انکار کیا (کیونکہ ولی اللہ تو شریعت محمدی ﷺ کی اتباع کی وجہ سے ہی ولایت سے بہرہ ور ہوتا ہے)

پس پیر محمد کفر صریح میں مبتلا ہوا کیونکہ اس بدترین آدمی نے تمام مسلمانان احناف اور اولیاء احناف کی تکفیر کی اور انہیں خوارج ٹھہرایا-

اب قارئین کرام خود انصاف کریں کہ امت مسلمہ کی تکفیر کس نے کی؟ اور ہم جن گمراہ فرقوں کو ان کے عقائد کفریہ کی بناپر کافر کہتے ہیں کیونکہ ان فرقوں کے انہی عقائد باطلہ کو ان مذکورہ بزرگان دین نے رد کرکے کفر قرار دیا ہے اور ہم تو

فقط ان بزرگان دین کے اقوال نقل کر کے حکم عامہ شرعیہ بیان کرتے ہیں تو اس طرح ہم نے کیسے امت مسلمہ کی تکفیر کی؟ یہ تو پیر محمد کی طرف سے عظیم افتراء ہے اور پیر محمد کی حماقت پر دلیل ہے بلکہ امت مسلمہ کی تکفیر تو پیر محمد کا خاصہ ہے۔

پیر محمد نے لکھا ہے کہ پیر صاحب (یہ فقیر) نے اہل تشیع کی تکفیر پر فتوی صادر کیا ہے تو یہ افتراء محض ہے کیونکہ اس فقیر نے ابھی تک اہل تشیع پر مستقل فتوی صادر نہیں کیا اور نہ یہ فقیر بلا دلیل شرعی فتوی صادر کیا کرتا ہے یہ فقیر حنفی مذہب کے تابع ہے لہٰذا اہل تشیع کے بارے میں حنفی مذہب کی کتابوں میں جو فتوی ہے وہی فتوی اس فقیر کا ہے جیسا کہ مقلد کی شان بھی یہی ہے کہ بلا چون وچرا اپنے مذہب کا اتباع کرتا رہے۔

میں پیر محمد سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم مودودی کی جماعت اسلامی سے ہو یا شیعہ ہو یا جبری ہو یا سنی ہو؟ کیا ہو؟ خط کے ذریعے لکھ کر واضح تو کرو کہ تمہارا مسلک کیا ہے؟ اگر تم سنی ہونے کے دعویدار ہو تو جان لو کہ فرقہ ناجیہ اہلسنت کے علاوہ جتنے فرقے ہیں ان کے متعلق فتوی تو قرآن نے صادر فرمایا ہے۔

ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ۔ (سورہ انعام آیت ۱۵۳) اور تم دوسری راہوں (غلط فرقوں کی راہوں) پر نہ چلو کیونکہ وہ تمہیں (اللہ کی) راہ سے الگ کردیں گی۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ۔

ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا الناجیۃ عنقریب میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائیگی اور تمام کے تمام آگ (ملا) دوزخ میں جائیں گے سوائے ناجیہ (فرقہ) کے۔

نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمتہ اللہ علیہ، مجتہدین رحمتہ اللہ علیہ، اہلسنت ماتوریدیہ رحمتہ اللہ علیہ اور اشاعرہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرقہ ناجیہ کے علاوہ دوسرے تمام فرقوں کا حکم شرعی اپنی تصانیف میں تحریر فرمادیا ہے کہ وہ غیر ناجیہ ہیں

خواہ وہ جبری ہوں خواہ منکرین عصمت ہوں خواہ گستاخان رسول ﷺ و صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوں۔ ہم تو ان بزرگان دین کے تابع ہیں اور اپنی جانب سے ان کے برخلاف کوئی فتوی صادر نہیں کر سکتے اور نہ ہمیں صدور افتاء کی ضرورت ہے۔

شیعہ مذہب کے متعلق امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مستقل رسالہ موسوم بر "تائید اہلسنت" لکھا ہے اور شیعت کے متعلق اس میں تفصیلی بحث کی گئی ہے اس رسالہ سے چند عبارات کا آگے ذکر کیا جائیگا۔

پیر محمد چشتی چترالی خود کو فخراً بریلوی کہتا ہے اور بریلویت سے خارج افراد کو حنفیت سے بھی خارج قرار دیتا ہے حالانکہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی ؒ اور پیر طریقت مہر علی شاہ گولڑوی ؒ نے اہل تشیع کے متعلق جو فتوی صادر کیا ہے اور شیعہ سے مراسم اور ان کے جلسوں میں شامل ہونے والے افراد کے متعلق جو حکم صادر کیا ہے وہ کتاب "مودودی اور خمینی۔ دو بھائی" کے صفحہ نمبر ۱۰ کا مطالعہ کریں وہ کہتے ہیں کہ شیعہ کے ساتھ مراسم رکھنے والے افراد بھی کافر ہیں۔ پیر محمد کا اہل تشیع کے ساتھ گہرا رابطہ ہے تو اس طرح اس کی بریلویت اور عدم بریلویت کا بھی پتہ چل جائیگا۔

پیر محمد نے کفر اور تہمت رسول ﷺ کی بنا پر تکفیر مسلم کے فتوی کو اعلیٰ حضرت ؒ سے بھی منسوب کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے (ایسی گستاخی کرنے والے) ان فرقوں کی تکفیر کی ہے اور پیر محمد لکھتا ہے کہ ان فرقوں کی تکفیر کرنا درحقیقت امت مسلمہ کی تکفیر کرنا ہے اور اپنے پیٹ سے مسائل گھڑتا ہے اور نبی اکرم ﷺ پر تہمت لگاتا ہے۔ (العیاذ باللہ) تو کیا عجیب معاملہ ہے کہ ایک طرف تو پیر محمد خود کو اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا پیروکار ہو کر بریلوی کہلانے پر فخر کرتا ہے اور دوسری طرف ان کی تعلیم اور فتاوی سے انکار بھی کرتا ہے کیا عقیدت اسی کا نام ہے؟ نیز یہ تو وہ معاملہ ہوا کہ شوربہ حلال اور بوٹیاں حرام۔ اسی طرح عمامہ کے بارے میں بھی پیر محمد کا یہی رویہ

ہے۔ حالانکہ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے "فتاوی رضویہ" صفحہ نمبر۷۶ تا ۸۰ جلد سوم میں تحریر فرمایا ہے کہ عمامہ سنت لازمہ (موکدہ) دائمہ (مستمرہ) اور متواترہ (قطعیہ) ہے جبکہ پیر محمد کا عقیدہ ہے کہ عمامہ کو سنت موکدہ (لازمہ) قرار دینا رسول اکرم ﷺ پر بہتان اور جھوٹ باندھنا ہے جو کہ کفر ہے (العیاذ باللہ) اس سے ثابت ہوا کہ پیر محمد بریلویت کا مدعی بھی ہے اور اپنے آقاو مرشد مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو کافر بھی قرار دیتا ہے۔

مولانا شائستہ گل متوی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے بیٹے مولانا فضل سبحان قادری صاحب مدظلہ عالی نے بھی عمامہ کو سنت موکدہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ عمامہ کے بغیر نماز مکروہ تحریمی ہے ان دونوں کا فتوی ہمارے پاس موجود ہے۔ تو پیر محمد نے مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ مولانا فضل سبحان قادری اور ان کے والد محترم مولانا شائستہ گل صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بھی کافر قرار دیتا ہے۔

رسالہ "وحدت اسلامی" شمارہ ۴۱ شعبان المعظم ۱۴۰۸ ہجری میں شیعہ امام خمینی کے ساتھ پیر محمد کی تصویر چھاپی گئی ہے اس گروپ تصویر میں تمام اہل تشیع کی تصویریں ہیں ان میں کوئی بھی سنی عالم شامل نہیں ہے یہ تصویر اہل تشیع کے ساتھ پیر محمد کے عیقیدوی لگاؤ کی بین اور ٹھوس دلیل ہے موقع پر اصل رسالہ اور تصویر ہم پیش کرسکتے ہیں۔ فوٹو کاپی ملاحظہ کیجئے۔



پیر محمد چشتی سنی بریلوی نہیں بلکہ شیعہ ہے:

سُنی بریلوی حضرات کو چاہیے کہ پیر محمد کو اپنے مسلک سے نکال کر شیعہ یا مودودی یا جبری سے مسمی کریں کیونکہ اس بدترین آدمی نے امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ ' قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ ' مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ' شیخ ابراہیم بیجوری رحمتہ اللہ علیہ ' پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ ' مولانا شائستہ گل رحمتہ اللہ علیہ ' مولوی فضل سبحان صاحب اور دیگر علماء اہلسنت کو کافر قرار دیا ہے کہ جنہوں نے عمامہ کو سنت لازمہ قرار دیا اور فرقہ جبریہ اور روافض کی تکفیر کی ہے۔ عمامہ ' تکفیر روافض اور اہل قبلہ کے مسائل کے بارے میں وضاحت اگلے صفحات پر کی جائیگی۔ بہر حال مذکورہ بالا بیانات اور حقائق کی روشنی میں یہ واضح ہوگیا کہ پیر محمد نہ تو سنی ہے اور نہ بریلوی بلکہ وہ شیعہ ہے کیونکہ وہ شیعہ کی برات میں عفیف مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے۔

اس طرح پیر محمد آیت و من یتولھم منکم انہ منھم (سورہ مائدہ آیت ۵۱) (ترجمہ: اور جو تم میں سے کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ ان میں سے ہے۔) کا مصداق ہو گیا کیونکہ یہ آیت غیر مسلم سے دوستی کی وعید میں نازل ہوئی ہے۔

دو اہم واقعات:

پہلا واقعہ: صوفی محمد اقبال مکتبہ اسلامیہ پشاور والے اقرار کرتے ہیں کہ ایک دفعہ پیر محمد چشتی چترالی نے مجھے کہا کہ تم چند آدمیوں پر مشتمل ایک وفد کے ساتھ ایران میں اہل تشیع کے پاس چلے جاؤ تمھیں بہت رقم ملے گی اور یہ کہ پیر محمد چشتی اور مولوی یعقوب القاسمی کے نام ایرانی فرہنگ کے رجسٹر میں درج ہیں تو صوفی محمد اقبال نے انکار کر دیا کہ میں اپنا ایمان' دنیا کے عوض نہیں بیچتا اس واقعہ کے کئی گواہ ہیں۔ نیز اہل تشیع نے پیر محمد کو ایک بنگلہ بھی عطا کیا ہوا ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔

دوسرا واقعہ: مولانا فضل سبحان قادری مردان کے ایک شاگرد نے موصوف سے کہا کہ پیر محمد کے مدرسہ میں فارسی زبان کی تدریس کے لیے ایران کے دو شیعوں کا تقرر کیا ہوا ہے آپ بھی ایسا کریں اور اپنے مدرسہ میں فارسی زبان پڑھانے سکھانے کے لیے اہل تشیع سے مدرسین لے لیں۔ یہ سن کر مولانا موصوف فوراً غصہ میں آ کر کہنے لگے کہ میں پیر محمد کی طرح بے عقل نہیں ہوں۔ اس کی طرح مجھے بھی شیعہ سمجھا جائے گا اس میں میری بدنامی ہے اس موقع پر بہت سے

طلباء مثلاً مولوی محمد ہاشم لوگری وغیرہ بھی حاضر تھے۔

ان واقعات سے بھی ثابت ہوا کہ پیر محمد خود شیعہ ہے اور اہلسنت اور بریلویت کو بدنام کرنے کے لیے اس نے بریلویت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے لہذا بریلوی حضرات کو اس مسئلہ پر غور کرنا چاہیے اور خود کو اس عظیم بدنامی سے بچانا چاہیے پیر محمد چشتی جو اپنے آپ کو صدر پاسبان اہلسنت سے موسوم کرتا ہے تو قارئین سے یہ بات اب پوشیدہ نہیں رہی کہ پیر محمد اگر پاسبان ہے تو اہلسنت کا بالکل نہیں کیونکہ اہلسنت کبھی بھی شیعہ مودودی اور جبریہ فرقہ کی برات کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ ان سے دوستی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یودون من حاد اللہ ورسولہ (سورہ المجادلہ آیت ۲۲)

تم نہیں پاسکو گے ایسی کسی قوم کو جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے محبت رکھے۔ (یعنی کفار سے محبت کرنا مومن کا نہیں بلکہ اہل کفر کا شیوہ ہے)۔

مذکورہ بالا بیانات سے واضح ہوا کہ پیر محمد ان گمراہ فرقوں کی نہ صرف تائید کرتا ہے بلکہ ان سے دوستی بھی رکھتا ہے اور اخوان المسلمین کی طرح اپنے آپ کو اہلسنت کا بھائی اور پاسبان قرار دیتا ہے حالانکہ عین اہلسنت نہیں ہے چونکہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان مغایرت ہوتی ہے لہذا پاسبان اور چیز ہے اور اہلسنت اور چیز۔ کما لایخفی اعلی من لہ درایۃ فی علم النحو۔

ایک اہم مسئلہ ۔۔۔ اہل قبلہ سے کیا مراد ہے؟

اس مسئلہ کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اہل قبلہ سے کیا مراد ہے؟ اہل تاویل کون ہیں؟ اور اہل بدع کو ضروریات دین اور متواتر شرعیہ سے انکار کرنے

کی بنا پر کافر کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟اور تاویل کن امور میں مساغ ہے؟ان سوالات کا جواب ضروری ہے تاکہ آئندہ کے لیے پیر محمد کی طرح کوئی اور جاہل اور احمق ہم پر یہ اعتراض نہ کرے کہ آپ اہل اسلام کی تکفیر کرتے ہیں اور اہل قبلہ کو کافر قرار دیتے ہیں۔ فاقول وباللہ التوفیق۔

علماء اہلسنت کی تحقیق کے مطابق اہل قبلہ سے مراد اہل دین' اہل ایمان او وہ لوگ ہیں جو ما ثبت فی الدین من النبی ﷺ قطعا پر پکا عقیدہ رکھتے ہیں اور ضروریات دین' قطعیات اسلامیہ اور اجماعی امور میں سے کسی چیز کے منکر یا متردد نہ ہوں اور اگر ان میں سے کسی ایک چیز کا منکر یا متردد ہو تب کافر کہلائے گا اور اہل قبلہ میں سے نہیں رہے گا اور اگر اسلامی حقائق اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر نہ ہو مگر خواہ کبائر یا صغائر معاصی اور برے اعمال کا مرتکب ہو جائے کافر نہیں کہلائے گا بلکہ فاسق کہلائے گا جب تک کہ ان امور محرمہ میں سے کسی چیز کو حلال یا مباح نہ ٹھہرائے لیکن اگر ان امور محرمہ میں سے کسی چیز کو مباح قرار دیا تو اگرچہ جوارح کے اعتبار سے ان امور محرمہ میں سے کسی چیز کا مرتکب نہ ہو تب بھی کافر کہلائے گا کیونکہ ترک عمل سے تو کفر لازم نہیں آتا لیکن انکار اعتقادی سے کفر لازم آتا ہے۔

موجبات کفر:

موجبات کفر میں درج ذیل باتیں شامل ہیں۔ (۱) محرمات کو حلال قرار دینا یا (۲) حلال کو حرام قرار دینا یا (۳) استخفاف سنت کرنا یا (۴) ضروریات دین سے انکار کرنا یا (۵) شعائر اللہ کی توہین عملی یا اعتقادی طور پر کرنا مثلاً قرآن پاک کو عمداً نجاست میں ڈالنا یا (۶) تشبہ با لکفار فی الشعائر کرنا۔ جمہور اہلسنت اور فقہائے امت کے نزدیک کفر بواح ہے۔ کما لا یخفی علی من لہ بصیرۃ فی علم العقائد۔

پس اگر ایک صغیرہ گناہ کو بھی مباح قرار دیا جائے تب بھی کافر ہو جاتا ہے جیسا

کہ علامہ مجتہد افہم طاہر بن عبد الرشید بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رجل یرتکب صغیرۃ فقال لہ الرجل تب قال من چہ کردہ ام تاتوبہ می باید کردن یکفر۔ (خلاصتہ الفتاوی صفحہ ۳۸۷ ج۔ چہارم)	ایک آدمی گناہ صغیرہ کا مرتکب ہو جائے تو دوسرا اسے کہے کہ توبہ کرو۔ اور (جواباً) وہ کہے کہ میں نے کیا غلطی کی ہے کہ توبہ کروں؟ تو وہ آدمی اس بات سے کافر ہو جاتا ہے۔

پس جس چیز کا ثبوت (تحریماً یا تحلیلاً) (۱) کتاب اللہ یا (۲) سنت متواترہ اگرچہ تواتر معنوی ہو یا (۳) اجماع امت سے ہوا ہو اور تواتر قولی یا تواتر عملی اور توارث سے ثابت ہو تو اگرچہ اس چیز پر عمل بالجوارح مباح یا مستحب ہو تو اس چیز کی حرمت یا حلت (علی سبیل اللف والنشر المرتب) پر اعتقاد رکھنا فرض ہے اور یہ چیز ضروریات دین میں داخل ہے اور اسی چیز سے انکار کرنا جمہور متکلمین اہلسنت کے نزدیک کفر بواح ہے اور ان اشیاء کا منکر اہل قبلہ سے خارج ہے جیسا کہ آگے عبارات اکفار الملحدین سے واضح ہو گا۔

فقہائے کرام کا یہ قول کہ سنت کا منکر کافر نہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ جس چیز پر عقیدہ رکھنا سنت ہے تو اس کا منکر کافر نہیں ہے اور اگر اس پر اعتقاد رکھنا فرض ہو تو پھر اس سے انکار کرنا کفر ہے جیسا کہ مسواک کی سنت پر اعتقاد رکھنا فرض ہے اور مسواک پر عمل بالجوارح سنت ہے۔

علامہ عبدالعزیز الفرہادی اہلسنت کا اجماعی مسئلہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اهل القبلة لغة من
يصلى الى القبلة
ويعتقدها قبلة و فى
اصطلاح المتكلمين
منْ يعتقد بضروريات

الدین ولا ینکرھا۔ (نبراس)

لغت کے اعتبار سے اہل قبلہ وہ ہیں جو قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور اسے قبلہ قرار دیتے ہیں اور متکلمین اہلسنت کے نزدیک اہل قبلہ وہ ہیں جو ضروریات دین پر ایمان رکھیں اور ان سے انکار نہ کریں۔

تعریف کفر:

علماء کرام نے فرمایا ہے۔

الکفر انکار شیئ مما علم کو نہ فی دین محمد ﷺ با لضرور ۃ۔ (تفسیر تبصیر الرحمٰن)

جو چیز دین محمدی ﷺ میں بالبداہت ثابت ہو تو اس سے انکار کرنا کفر کہلاتا ہے۔

پس جس شخص سے ضروریات دین کا انکار صادر ہو جائے خواہ بظاہر وہ مدعی اسلام ہو وہ کافر کہلائے گا۔ اسی طرح کفر محض کو کفر محض جاننا اور اسلام محض کو اسلام محض جاننا بھی ضروریات دین سے ہے لہٰذا اگر کوئی شخص کلمہ کفریہ اور انکار ضروریات دین کی وجہ سے کافر ہو جائے تو اس کے کفر میں شک کرنے والا یا اسے مومن ٹھہرانے والا بھی کافر ہوتا ہے کیونکہ وہ کفر محض کو کفر محض نہیں ٹھہراتا۔ "ہدایۃ الابراز" کے مصنف اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کلمہ کفریہ کی وجہ سے کافر ہو جائے تو اس کے کفر میں تردد کرنے والا بھی کافر ہے کیونکہ اس نے کفر محض کو کفر محض نہیں ٹھہرایا جو کہ ضروریات دین میں سے ہے۔

اسی طرح مومن حقیقی کو کافر کہنا بھی کفر ہے کیونکہ اس نے ایمان محض کو ایمان محض نہیں جانا جو کہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اس مسئلہ کی شق ثانی کو

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی واضح فرمایا ہے کہ "ایک آدمی دوسرے آدمی کو فاسق یا کافر نہ کہے ورنہ فسق اور کفر اس پر عائد ہوتا ہے اگرچہ وہ آدمی فی الحقیقت فاسق اور کافر نہ ہو"۔ (الحدیث)

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان محض کہ ایمان محض کو ایمان محض نہ کہنا بھی کفر ہے۔ دونوں شقوں کی وضاحت میں اہلسنت کے متکلمین اجماعی قاعدے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ اخراج المومن عن الملة (اسلامیہ) وادخال الكافر فيه (ای فی ملة الاسلامیہ) عظيم في الدين (ای کفر صریح) "اکفار الملحدین"

قارئین کرام سے یہ مخفی نہیں کہ پیر محمد نے جبریہ اور دیگر باطل فرقوں کی برات کر کے ہم عفیف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔ حالانکہ جبریہ وغیرہ فرق ضالہ مبتدعین اعتقادی ہیں اور ضروریات دین سے منکر اور کافر ہیں اور علماء امت' متکلمین اہلسنت اور فقہائے عظام نے ان کی تکفیر کی ہے جیسا کہ پیچھے جبریہ کی بحث میں واضح ہوا اور آگے بھی منکرین ضروریات دین کی تکفیر کا مسئلہ واضح کیا جائیگا۔ جبریہ کی تکفیر کے اظہار کی وجہ سے پیر محمد نے ہم عفیف مسلمانوں کو کافر قرار دیا اور کفر محض کو ایمان محض تصور کیا اور ایمان محض کو کفر محض قرار دیا جو کہ بذات خود ضروریات دین سے انکار ہے۔ فكفر كفرا بعد كفر وانكر من ضروريات الدين كما لا يخفى على من له فطانة

ضروریات دین کے مسئلہ میں پوری اور مکمل وضاحت کے لیے علامہ انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ صاحب نے ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جو کہ "اکفار الملحدین فی ضروریات الدین" سے مسمی ہے۔ علامہ موصوف نے پوری کتاب میں مذکورہ مسئلہ کی وضاحت فرمائی ہے اور ہزاروں کی تعداد میں معتبر کتب اہلسنت کے حوالہ جات اور علماء احناف کے اقوال سے واضح کیا ہے کہ ضروریات دین کا منکر خواہ جس بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو اجماعاً کافر مطلق ہے۔ عبارات ملاحظہ کیجئے۔



تعریف ضروریات دین

والمراد

(1)

بالضروريات على ماشتهر في الكتب ماعلم كونه من دين محمد ﷺ بالضرورة بان تواتر عنه واستفاض وعلمته العامة اي حتى وصل الى دائرةالعوام وعلمه كواف منهم لا ان كلا منهم يعلمه وان لم يرفع التعليم الدين راسا فهو امر ضروري وسمي ضروريا لان كل احد يعلم ان هذا الامر من دين النبي ﷺ فكونها من الدين ضروري وتدخل في الايمان ولايريدون ان الاتيان بها بالجوارح لابدمنه كما يتوهم فقد يكون استحباب شيئ

مشہور روایت کے مطابق ضروریات دین سے مراد وہ اشیاء ہیں جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالبداہتہ دین میں ثابت ہوں اس طریقہ سے کہ رسول اکرم ﷺ سے متواتر طریقہ سے ثابت ہوں اور عام لوگوں کو بھی معلوم ہوں یعنی عوام کے دائرہ تک پہنچ گئی ہوں اور عوام میں سے بعض لوگ جانتے ہوں اور ایسا نہیں ہے کہ تمام عوام اس سے باخبر ہوں اگر دین کے علم کے لیے سر نہ اٹھایا ہو یہی چیزیں ضروریات دین کہلاتی ہیں کیونکہ تمام لوگ جانتے ہیں کہ یہ چیز دین محمد ﷺ میں ثابت ہے۔ پس مقصود یہ ہے کہ دین میں یہ چیز ضروری الثبوت ہے اور ایمان میں داخل ہے اگر اعضاء سے ادا کرنا ضروری نہیں ہو گا جیساکہ بعض لوگوں نے اعضاء سے ادا کرنا ضروری سمجھا ہے کیونکہ بعض اوقات ایک امر مستحبہ اور مباح ضروریات دین میں سے ہوتا ہے اور اس کا منکر کافر ہو جاتا ہے اور اس امر مستحبہ یا مباح کو اعضاء سے ادا کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ پس ضروریات کا معنی یہ ہے کہ یہ

او اباحتہ ضروریا یکفر جاھدہ' ولا یجب الاتیان بہ (باالجوارح) فالضرورۃ فی الثبوت عن حضرۃ الرسالۃ ﷺ وفی کونہ من الدین لامن حیث العمل۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۲۔۳)

چیزیں رسالت ماب ﷺ سے بالبداہتہ اور ضروری الثبوت ہیں اور دین محمدی ﷺ میں بھی ضروری الثبوت ہیں عمل کے لحاظ سے ضرورت اور وجوب مراد نہیں ہے۔

اقسام ثلاثہ تواتر:

(۲) ثم ان التواتر قدیکون من حیث الاسناد کحدیث "من کذب علی متعمدا... الخ" وقدیکون من حیث الطبقۃ "کتواتر القران"...وقدیکون تواتر العمل وتواتر التوارث......ثم ان التواتر یزعمہ بعض الناس قلیلا (لعدم العلم با لاقسام الثلاثۃ) وھو فی الواقعۃ یفوت

بعض اوقات تواتر اسناد کی حیثیت سے ہوتا ہے جیسا کہ حدیث " من کذب علی معتمدا..." اسناد کے لحاظ سے متواتر ہے اور کبھی طبقہ کے لحاظ سے تواتر ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم طبقہ کے لحاظ سے متواتر ہے ... اور کبھی تواتر عمل اور توارث کے لحاظ سے ہوتا ہے بعض لوگ تواتر کو قلیل سمجھتے ہیں کیونکہ ان کو تواتر کی اقسام مذکورہ ثلاثہ کا علم نہیں ہوتا اور

الحصر فی شریعتنا لاجل کثرتہ)...واذ علمت ھذا فنقول' الصلوۃ فریضۃ واعتقاد فرضیتھا فرض و تحصیل علمھا فرض وجحدھا کفر وکذا جھلھا والسواک سنۃ واعتقاد سنیتہ فرض و تحصیل علمہ سنۃ وجھودھا کفر وجھلہ حرمان وترکہ عتاب اوعقاب۔ (فعلم ان الانکار من المتواترات الشرعیۃ کفر وانکان العمل بھابا بالجوارح سنۃ اومستحب اومباح۔
(اکفار الملحدین صفحہ ۵-۶)

فی الحقیقت دین محمدی ﷺ میں متواترات حصر اور شمار سے باہر ہیں۔ ..... جب تم نے یہ مقدمہ ذہن نشین کرلیا تو ہم کہتے ہیں کہ نماز فرض ہے اور اس کی فرضیت کا اعتقاد رکھنا بھی فرض ہے اور اس کے علم کا حصول سنت اور اس سے انکار کرنا کفر ہے اس کا جہل بد نصیبی اور اس کا ترک عتاب یا عذاب ہے (پس معلوم ہوا کہ متواترات شرعیہ سے انکار کرنا کفر ہے اگرچہ اس پر عمل بالجوارح سنت یا مستحب یا مباح ہو)۔

ضروریات میں تاویل کرنا کفر ہے:

(۳) ثم اثبتنا فی الفصول الاٰتیۃ اجماع اھل الحل والعقد علی ان تاویل الضروریات واخراجھا عن صورۃ ماتواتر علیہ وکما جاء وکمافھم وجری علیہ اھل التواتر انہ (ای التاویل فی الضروریات) کفر ..... وذھبت الحنفیۃ بعد ھذا الی ان انکار الامر القطعی وان لم یبلغ الی حدالضرورۃ کفر صرح بہ ابن الھمام فی "المسایرۃ" وھو متجہ من حیث الدلیل۔ (اکفار الملحدین صفحہ۷)

ہم نے آئندہ فصلوں میں ثابت کیا ہے کہ اہل حل و عقد کا اجماع اس بات پر قائم ہے کہ ضروریات دین میں تاویل کرنا اور ضروریات کو صورت متواترہ سے نکالنا اور جس طرح آپہنچے ہیں اور سمجھے گئے ہیں اور اہل تواتر کی زبان پر جاری ہیں تو اس سے نکالنا اور ضروریات دین میں تاویل کرنا کفر ہے اور حنفیہ نے فرمایا ہے کہ امر قطعی سے انکار کرنا اگرچہ یہی امر قطعیہ ضروریات کی حد تک نہ پہنچا ہو تب بھی کفر ہے اس بات پر ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المسایرہ" میں تصریح فرمائی ہے اور اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

(۴) لانزاع فی کفر اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات

باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات ونحو ذلک وکذا صدور شیئ من موجبات الکفر عنہ (اکفار الملحدین صفحہ ۱۵)

ان اہل قبلہ کے کفر میں کوئی نزاع نہیں ہے جوکہ تمام طاعات پر ہیشگی کرنے والے ہوں لیکن عالم کو ٹھہراتے ہوں اور حشر کی نفی کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ سے علم بالجزئیات کی نفی کرتے ہوں یا دوسری ضروریات دین سے انکار کرتے ہوں اس طرح اگر موجبات کفر میں سے کوئی چیز ان سے صادر ہوجائے تو ان تمام صورتوں میں بلا نزاع کافر بن جاتے ہیں۔

(۵) اعلم ان المراد باھل القبلۃ الذین اتفقوا علی ماھو من ضروریات الدین...وان المراد بعدم تکفیر احد من اھل القبلۃ عند اھل السنۃ۔ انہ لایکفر مالم یوجد شئی من امارات الکفر وعلاماتہ ولم یصدر عنہ شیء من موجباتہ کذا فی شرح الفقہ الاکبر صفحہ ۱۸۵ (اکفار الملحدین صفحہ ۱۶)

خبردار! اہل قبلہ وہ لوگ ہیں جو کہ ضروریات دین پر اتفاق رکھتے ہوں اور ضروریات سے منکر نہ ہوں .....اور اہلسنت کے نزدیک اہل قبلہ کی عدم تکفیر کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت تک کافر نہیں ہوتا جب تک اس سے کفر کی علامات اور نشانیوں میں سے کوئی چیز صادر نہ ہو اور موجبات کفر سے بھی کوئی چیز صادر نہ ہو جیساکہ شرح فقہ اکبر میں ہے۔

(٦) اهل القبلة فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الامور التی علم ثبوتها فی الشرع واشتهر فمن انکر شیئا من الضروریات لم یکن من اهل القبلة - (اکفار الملحدین صفحہ ۱۷)

اصطلاح متکلمین میں اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو کہ ضروریات دین کی تصدیق کرتے ہیں یعنی وہ امور جو شرع میں ثابت ہوں اور مشہور چیزیں ہوں پس جس نے ضروریات دین سے انکار کیا تو وہ اہل قبلہ نہیں ہو سکتا۔

(٧) لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وانکان من اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی "شرح التحریر" و "ردالمحتار" من الامامة صفحہ ۳۷۷ ج-۱ و "حجود الوتر" صفحہ ۱۳۲ ج-۱ (اکفار الملحدین صفحہ ۱۷-۱۹)

جو کوئی ضروریات اسلام کا مخالف ہو اور منکر ہو اس کے کفر میں کوئی اختلاف علماء کے نزدیک نہیں اگرچہ اہل قبلہ میں سے ہو اور ساری عمر طاعات پر مواظبت کرنے والا ہو جیسا کہ "شرح التحریر" "ردالمختار" اور "حجود الوتر" میں بھی یہ مسئلہ مذکور ہے۔

(٨) ومعنی عدم تکفیر اهل القبلة ان لایکفر بارتکاب المعاصی' ولا بانکار الامور الخفیة

اور اہل قبلہ کی عدم تکفیر کا معنی یہ ہے کہ ارتکاب معاصی سے کافر نہیں بن جاتے اور امور خفیفہ غیر مشہورہ کے انکار کرنے سے کافر نہیں بن جاتے۔ یہ

غیر المشهور ۃ هذا ماحققہ المحققون فاحفظہ کذا فی النبراس صفحہ ۵۷۲ (اکفار الملحدین صفحہ ۱۷)

مسئلہ محققین نے ثابت کر کے بیان کیا ہے پس اسے یاد رکھیں جیسا کہ براس میں صفحہ ۵۷۲ پر ہے۔

(۹) ولهذا متنع کثیر من الائمۃ عن اطلاق القول بانا لانکفر احدا بذنب۔ بل یقال انا لانکفرهم بکل ذنب کما یفعلہ الخوارج ثم قال القونوی رحمۃ اللہ علیہ وفی قولہ "بذنب" اشارۃ الی تکفیرہ بفساد اعتقادہ کفساد اعتقاد المجسمۃ والمشبهۃ ونحوهم لان ذلک لایسمی ذنبا والکلام فی الذنب "شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۹۶" من بحث الایمان ونحوہ کلام الطحطاوی فی المعتصر صفحہ ۳۴۹ من تفسیر الفرقان- ومن اخر "الاقتصاد" للغزالی رحمتہ اللہ علیہ (اکفار الملحدین صفحہ ۲۳-۲۴)

اسی لیے بہت سارے آئمہ دین نے مطلقاً اس قول کے ذکر کرنے سے منع کیا ہے کہ ہم کسی کو بھی گناہ کرنے سے کافر نہیں کہتے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ہم ہر گناہ سے کسی کو کافر نہیں کہہ سکتے جیسا کہ خوارج کرتے ہیں۔ علامہ قونوی" فرماتے ہیں کہ "بذنب" کی قید سے یہ اشارہ ہے کہ فساد اعتقادی کی وجہ سے ہم اسے کافر قرار دیتے ہیں جیسا کہ مجسمہ اور مشبہہ وغیرہ فساد عقیدہ کی وجہ سے کافر ہیں (کیونکہ فساد عقیدہ کو گناہ نہیں بلکہ کفر کہا جاتا ہے) اور ہماری بات ذنب یعنی گناہ سے ہے۔ یہ مسئلہ شرح فقہ اکبر طحاوی کی معتبر تفسیر الفرقان اور امام غزالی کی اقتصاد میں بھی مذکور ہے۔

(۱۰) قال الطبری فی تهذیبہ فی هذا الحدیث رد علی قول من قال لایخرج احد من الاسلام من اهل القبلۃ بعد استحقاقہ حکمہ الا بقصد الخروج منہ عالما فانہ مبطل لقولہ فی الحدیث "یقولون الحق و یقرؤن القرآن و یمرقون من الاسلام ولا یتعلقون منہ بشئی" ومن المعلوم انهم لم یرتکبوا۔ استحلال دماء۔ المسلمین واموالهم الا بخطا منهم فیما تاؤلوه من ای القران علی غیر المراد منہ (اکفار الملحدین صفحہ۲۶)

امام طبری نے اپنی "تہذیب" میں فرمایا ہے کہ آئندہ حدیث شریف میں اسی قول کے قائلین کی تردید ہے جو کہ کہتے ہیں کہ اہل قبلہ میں سے کوئی بھی اسلام سے خارج نہیں ہوتا مگر اس وقت جب وہ اپنے علم و دانش کے باوجود اسلام سے خارج ہوتا ہے تو پھر خارج ہوتا ہے۔ یہ مذکورہ قول اس حدیث کو باطل کرتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں "بہت سارے لوگ ایسے ہوں گے کہ قرآن کی قرات کریں گے اور حق پر قول بھی کریں گے تب بھی (ضروریات دین سے انکار کی وجہ سے) اسلام سے خارج ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے خون اور اموال کو حلال کرنے کا ارتکاب نہیں کیا لیکن ان سے خطا ہوئی ہے جو انہوں نے قرآن مجید کی آیات میں اصل معنی سے ہٹ کر تاویل کی ہے۔

(۱۱) ان انکار القطعی کفر ولا یشترط ان یعلم ذلک کافرا علی مایتوهمہ الحائلون بل یشترط۔ قطعیتہ

والواقع فاذا جحد شخص ذلک القطعی استتیب فان تاب والاقتل علی الکفر ولیس وراء الاستتابہ مذھب کما قال القائل۔

تحقیق قطعی امر سے انکار کرنا کفر ہے اور یہ شرط نہیں ہے کہ یہ منکر شخص اس امر کی قطعیت سے باخبر ہو اور اس کے ساتھ ساتھ انکار کرے تب کافر بن جائیگا (جیسا کہ بعض محروم العلم نے توہم کیا ہے) بلکہ اس امر کی نفس الامر میں قطعیت شرط ہے پس جب کوئی شخص واقعی اور نفس الامری امر سے انکار کرے گا تو اس سے توبہ طلب کی جائیگی۔ اگر توبہ کی تو ٹھیک ورنہ کفر کا مرتکب قتل کردیا جائیگا اور طلب توبہ کے علاوہ کوئی اور مذہب نہیں ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

(ع) ولیس وراء اللہ للمر مذھب وذلک من عبارات الشیخ تقی الدین السبکی فی عبارات الحافظؒ

ع۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں کوئی مذہب نہیں اور یہ مذہب تحقیق شیخ تقی الدین السبکی نے حافظ کی عبارات کی تشریح میں بیان فرمایا ہے۔

(۱۲) وفی "نور العین" من التمھید" اھل الھواء اذا ظھرت بدعتھم بحیث توجب الکفر فانہ یباح۔ قتلھم جمیعا اذا لم یرجعوا ولم یتوبوا'

واذا تابو واسلموا تقبل توبتهم جميعا الا الاباحية والغالية والشیعة من الروافض والقرامطة والزنادقة من الفلاسفة لاتقبل توبتهم بحال من الاحوال ویقتل بعد التوبة وقبلها لانهم لم یعتقدوا بالصانع تعالی لیتوبوا ویرجعوا الیہ۔
"رد المختار صفحہ ۲۹۷ (اکفار الملحدین صفحہ ۴۸-۴۹)

نور العین میں تمہید سے منقول ہے کہ جب اہل ہوا کی بدعت موجب کفر ہو تو ان تمام اہل ہوا کا قتل مباح ہے۔ جب تک رجوع نہ کیا ہو اور توبہ نہ کی ہو۔ اور اگر توبہ کر کے اسلام لے آیا تو تمام اہل ہوا کی توبہ قبول ہوتی ہے مگر روافض میں اباحیہ غالیہ اور شیعہ کی توبہ بھی قبول نہیں اور فلاسفہ میں سے قرامطہ اور زنادقہ کی توبہ کسی بھی حالت میں مقبول نہیں بلکہ توبہ سے پہلے اور بعد دونوں صورتوں میں قتل کر دیے جائیں گے کیونکہ ان ظالم فرقوں کا اللہ تعالیٰ پر بھی اعتقاد نہیں ہے تاکہ رجوع کر کے توبہ کریں۔

(۱۳) وقتل اهل البدع الشاتمین النبی واجب ولایقبل توبتهم ایضا کما صرح به العلامة عبدالرشید البخاری فی کتابه "خلاصته الفتاوی" کمامر انفا۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی توبہ بھی مقبول نہیں (کیونکہ یہ اس مخلوق کا حق ضائع ہو گیا اور اب معافی مانگنے کی گنجائش نہیں)۔ بلکہ ان کا قتل بھی واجب ہے جیسا کہ "خلاصتہ الفتاوی" کی عبارت سے واضح ہوا۔

تردید روافض نیز منکر ختم نبوت کافر ہے:

(۱۴) وفی العقائد العضدیہ لانکفر احدا من اهل القبلة الا بما فیہ نفی الصانع المختار اوبمافیہ شرک اوانکار ماعلم من الدین بالضرورة اوانکار مجمع علیہ قطعا اواستحلال محرم اوالعکس (اللغوی) واما غیر ذلک فالقائل بہ مبتدع ولیس بکافر قالت الروافض ان العالم لایکون خالیا من النبی قط وهذا کفر لان اللہ تعالی قال "وخاتم النبیین" ومن ادعی النبوة فی زماننا فانہ یصیر کافرا ومن طلب منہ المعجزات فانہ یصیر کافرا لانہ شک

عقائد عضدیہ میں مذکور ہے کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے مگر اس امر سے جس میں صانع مختار کی نفی ہو یا اس میں شرک ہو یا ضروریات دین کا انکار ہو یا مجمع علیہ قطعی امر کا انکار موجود ہو یا حلال کو حرام یا حرام کو حلال ٹھہرایا گیا ہو اور مذکورہ اقسام کے علاوہ قائل مبتدع بن جاتا ہے اور کافر نہیں ہے۔ روافض نے کہا ہے کہ عالم نبی سے قطعاً خالی نہیں ہوتا اور یہ کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نبی ﷺ خاتم النبیین ہیں اور جس نے ہمارے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ کافر بن جاتا ہے اور جس نے اس سے معجزات طلب کیے تو وہ بھی کافر بن جاتا ہے

فی النص ویجب
الاعتقاد بانہ ماکان
لاحد شرکتہ فی النبوۃ
لمحمد ﷺ بخلاف
ماقالت الروافض ان
علیا رضی اللہ عنہ کانا شریکا
لمحمد ﷺ فی النبوۃ
وھذا منھم کفر۔
"تمبید ابی الشکور
السالمی" (اکفار الملحدین
صفحہ ۵٦)

کیونکہ اس نے نص
قطعی میں شک کیا اور اس بات پر یقین
رکھنا لازم ہے کہ حضرت محمد ﷺ
کے ساتھ کسی اور کی نبوت میں شرکت
نہیں ہو سکتی بخلاف روافض کے کہ
انہوں نے کہا ہے کہ حضرت علی
رضی اللہ عنہ، حضرت محمد ﷺ کے ساتھ
نبوت میں شریک ہے اور (اس عقیدہ
سے) روافض کافر ہیں یہ مسئلہ تمہید ابی
شکور سالمی میں بھی مذکور ہے۔

(۱۵) والجهل بالضروريات في باب المكفرات لايكون عذرا بخلاف غيرها فانه يكون عذرا على المفتي به كما تقدم "شرح حموي" (اکفار الملحدین صفحہ ۶۲)

تکفیر کے مسئلہ میں ضرویات دین سے جہل شرعاً عذر نہیں ہو سکتا اور ضروریات دین کے علاوہ اور چیزوں میں قول مفتی بہ کے مطابق جہل عذر ہو سکتا ہے جیساکہ شرح حموی میں بیان ہوا ہے۔

(۱۶) التاويل في ضروريات الدين لايقبل ويكفر المتاؤل فيها والتاويل الفاسد لايغني (لاينجي) عن الكفر۔(اکفار الملحدین صفحہ ۱۷)

ضرویات دین میں تاویل مقبول نہیں بلکہ تاویل کرنے والا بھی کافر ہوتا ہے اور تاویل فاسد کفر سے نجات نہیں دلاتی۔

درج بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ منکر ضروریات دین و متواترات شرعیہ جمہور متکلمین اہلسنت" کے نزدیک کافر ہے اور ضروریات دین میں تاویل مساغ نہیں بلکہ تاویل کرنے والا بھی کافر ہوتا ہے تاویل امور غیر قطعیہ اور مسائل اجتہادیہ میں مساغ (جائز) ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ضروریات دین میں جہل شرعا عذر نہیں ہے اور اہل تاویل صرف علما مجتہدین اور متکلمین ہیں۔ ہر کس و ناکس اہل تاویل نہیں ہو سکتا نیز اہل بدع کو انکار ضروریات دین کی بنا پر کافر کہنا شرعا واجب ہے جیساکہ عقائد عضدیہ کی عبارت سے واضح ہوا۔

اسی طرح زعیم الاحناف علامہ محمد زاہد الکوثری رحمتہ اللہ علیہ نے مقالات کوثری میں فرمایا ہے:

(۱۷) ویقول الامام ابو منصور الماتریدی عبدالقاهر بغدادی فی الاسماء والصفات ان الاشعری واکثر المتکلمین قالوا بتکفیر کل مبتدع۔ کانت بدعتہ کفرا او ادت الی کفر ومثلہ فی کتاب اصول الدین لہ
(مقالات کوثری صفحہ ۳۲۱)

امام ابومنصور عبدالقاہر بغدادی ماتریدی اسماء اور صفات کی بحث میں فرماتے ہیں کہ اشعری اور اکثر متکلمین نے فرمایا ہے کہ ہر مبتدع جس کی بدعت کفر ہو وہ کافر ہے اور اگر اس کی بدعت کفر کو مقتضی ہو تو تب بھی کافر ہے اسی طرح انہوں نے کتاب اصول الدین میں بھی فرمایا ہے۔

(۱۸) واما قول القائل لایکفر اهل القبلة بل یحکم بایمان الرجل اذا وجد وجہ واحد یدل علی ایمانہ ضد تسعة وتسعین وجھا فبمعنی عدم التسرع فی سفک دمہ مالم یصر علی انکارہ (مقالات کوثری صفحہ ۳۲۱)

اور قائل کا یہ قول کہ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہا جاسکتا بلکہ اگر اہل قبلہ کے ننانوے اعمال کفر پر دلالت کرتے ہوں اور ایک عمل ایمان پر دلالت کرتا ہو تو ان کے ایمان پر حکم کیا جایگا (یا اہل قبلہ سے ایسا قول صادر ہوجائے جس کی ننانوے وجوہ کفر پر دال ہوں اور ایک وجہ ایمان پر تب بھی مومن کہا جایگا) اس سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کو جلد قتل نہیں کیا جایگا جب تک اس کفری بات پر مداومت اور اصرار نہ کرے۔

اسی طرح علامہ بدر الدین خیالی اہل سنت کا اجماعی قاعدہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(۱۹) لایکفر اھل القبلۃ فی الامور الاجتھادیۃ اذ لانزاع فی کفر من انکر ضروریات الدین

اہل قبلہ کو امور اجتہادیہ میں کافر نہیں کہا جائیگا جبکہ ضروریات دین سے منکر شخص کے کفر میں کوئی نزاع اور اختلاف نہیں ہے۔

(خیالی صفحہ ۱۶۹)

تو معلوم ہوا کہ ضروریات دین سے انکار کرنے والا اجماعا کافر ہے خواہ وہ جبری ہو خواہ رافض ہو یا منکر عصمت ہو یا کسی اور گمراہ کن فرقہ سے تعلق رکھتا ہو جبریہ کی تحقیق و تفصیل تو بیان ہو چکی روافض بھی بہت سی ضروریات دین کے منکر ہیں اب ان کے عقائد ملاحظہ فرمائیے۔

علامہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے رسالہ "تائید اہلسنت" میں "کوائف شیعہ" کی بحث میں روافض کے عقائد مفصل بیان کیے ہیں اور شیعہ کے مختلف فرقے بھی بیان کیے ہیں پیر محمد اور دوسرے قارئین کرام خود انصاف سے کام لیں اور دیکھیں کہ ان عقائد سے ضروریات دین کا انکار لازم آتا ہے یا نہیں؟ توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم لازم آتی ہے یا نہیں؟ واجب الوجود کی تنقیص لازم آتی ہے یا نہیں؟

شیعہ کے فرقے:

حضرت مجدد الف ثانیؒ شیعہ کے مختلف فرقوں اور ان کے عقائد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ طائفہ کاملیہ: از ایشان کہ اصحاب ابو کامل اند۔ تکفیر اصحاب پیغمبر ﷺ می کنند۔ بترک بیعت علی رضی اللہ عنہ و تکفیر علی می کنند۔ بترک طلب حق خود و بتناسخ قائل اند۔ (رسالہ

کوائف شیعہ لامام المجدد صفحہ ۴)

۱۔ طائفہ کاملیہ: یہ لوگ ابو کامل کے ساتھیوں میں سے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کو ترک کر کے ان کی بھی تکفیر کرتے ہیں۔ حق کی طلب کو بھی ترک کرتے ہیں اور تناسخ کے قائل ہیں۔

حالانکہ "لا یرمی رجل رجلا۔۔۔ (الحدیث)" کے مضمون سے مومن کو کافر کہنے سے انسان خود کافر بن جاتا ہے۔

۲۔ طائفہ بیانیہ: طائفہ بیانیہ کہ اصحاب بیان بن سماع اند۔ می گویند کہ خدا بصورت انسان است و او بتمام ہلاک میشود مگر وجہش و روح خدا در علی رضی اللہ عنہ حلول کردہ۔ بعد ازاں در پسر او محمد بن حنفیہ بعد ازاں در پسر او ہاشم بعد ازان در بیان۔۔۔ (رسالہ مذکورہ صفحہ ۴)

۲۔ طائفہ بیانیہ: اس فرقہ کے لوگ بیان بن سماع کے ساتھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ خدا انسان کی شکل میں ہے اس کے چہرے کے سوا سب ختم ہوگیا خدا کی روح علی رضی اللہ عنہ میں داخل ہوگئی اس کے بعد اس کے بیٹے محمد بن حنفیہ میں پھر اس کے بیٹے ہاشم میں اور پھر اس کے بیٹے بیان میں داخل ہوگئی۔

۳۔ طائفہ مغیرہ: کہ اصحاب مغیرہ بن سعید عجلی اند۔ میگویند کہ خدا بصورت مرد نورانی است کہ بر سر او تاج است از نور و دل او منبع حکمت است۔ (ایضا صفحہ ۱۷)

۳۔ طائفہ مغیرہ: یہ لوگ مغیرہ بن سعید عجلی کے ساتھی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ خدا ایک نورانی مرد کی شکل میں ہے کہ اس کے سر پر نور کا تاج ہے اور اس کا دل حکمت کا منبع ہے۔

۴۔ طائفہ جناحیہ: کہ اصحاب عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر

زوالجناحین اند و بتناسخ ارواح قائل گشتہ اند۔ وی گویند کہ روح خدا اول در آدم علیہ السلام حلول کرد بعد ازاں در شیث علیہ السلام و ہمچنیں در انبیاء و آئمہ تا آنکہ بر علی رضی اللہ عنہ و اولاد او منتہی شد۔ بعد ازاں در عبداللہ حلول کرد۔ و این گروہ منکر قیامت است وایشان محرمات راحلال می دانند کالخمر والمیتہ والزنا وغیرہا۔ (ایضا صفحہ ۴)

۴۔ طائفہ جناحیہ: یہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین کے ساتھی ہیں اور ارواح کے تناسخ کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ سب سے پہلے خدا کی روح حضرت آدم علیہ السلام میں داخل ہوئی پھر شیث علیہ السلام میں اسی طرح انبیاء اور آئمہ سے ہوتی ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد تک پہنچ گئی اس کے بعد عبداللہ میں داخل ہوگئی۔ یہ لوگ قیامت کے منکر ہیں اور حرام چیزوں مثلاً شراب' مردار اور زنا وغیرہ کو حلال سمجھتے ہیں۔

۵۔ طائفہ منصوریہ: این اصحاب ابی منصور عجلی اند کہ درخدمت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بودہ۔ فلما تبرا منہ الامام وطردہ ادعی الامامۃ نفسہ می گویند کہ ابو منصور بہ آسمان رفتہ بود و حضرت سبحانہ بید خود برسراو مسح کردہ۔ یا نبی اذھب فبلغ منی بعد ازاں برزمین فرود آمد۔ وھو الکسف المذکور فی قولہ تعالی وان

۵۔ طائفہ منصوریہ: یہ لوگ ابی منصور عجلی کہ جو امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہا کرتا تھا کے ساتھی ہیں پس جب اس سے امام نے بریت کا اظہار کیا اور ٹھکرا دیا تو امام نے خود امامت کا دعوی کیا وہ کہتے ہیں کہ ابو منصور آسمان پر گیا تھا اللہ تعالی نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا اور کہا اے نبی جا اور میری طرف سے تبلیغ کر پھر وہ زمین پر واپس آگیا اور وہ کسف جو کہ اللہ تعالی کے کلام میں موجود ہے۔

یرواکسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم○ (سورہ طور آیت ۴۴)

آیت "اور اگر وہ آسمان کے ٹکڑے کو دیکھ لیں کہ گرتا ہوا آرہا ہے تو یوں کہہ دیں کہ یہ تو تہہ بہ تہہ جما ہوا بادل ہے۔"

وہم ایشان می گویند کہ رسالت منقطع نمی شود وجنت عبارت است از امام کہ مابہ محبت آن ماموریم ونار کنایہ است از آن شخصے کہ مابغض آن محکومیم ہمچو ابی بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ ۔ وہمچنین فرائض عبارت است ازان جماعت کہ مارا بہ محبت آنہا امر فرمودہ اند و محرمات آن طائفہ اند (ای ازان طائفہ عبارت است) کہ مارا ببغض آن حکم کردہ۔

اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ رسالت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا اور جنت کا مفہوم وہ محبت ہے کہ جو ہم امام سے کرتے ہیں اور آگ (جہنم) کا مطلب اس شخص سے دشمنی ہے جس کے ہم تابع ہیں مثلاً ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح فرائض کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس جماعت سے محبت کریں جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور حرام وہ گروہ ہے جس سے دشمنی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

۶۔ طائفہ غرابیہ: از ایشان می گویند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مشابہ تر بود از مشابہت غراب بغراب و مگس بہ مگس و حضرت حق سبحانہ تعالی وحی بجانب حضرت علی رضی اللہ عنہ فرستادہ بود جبرائیل علیہ السلام از کمال مشابہت غلطی کردہ وحی را محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسانیدہ و شاعر ایشان می گوید۔

۶۔ طائفہ غرابیہ: وہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بے حد قریبی مشابہت تھی جس طرح کہ کوے کی کوے سے اور مکھی کی مکھی سے۔ اللہ تعالی نے وحی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

جانب بھیجی تھی مگر جبرائیل علیہ السلام انتہائی مشابہت کی وجہ سے غلطی کھا گئے اور وحی حضرت محمد ﷺ تک پہنچا دی۔ ان کے شاعر کہتے ہیں۔

غلط الامیر فجازہا عن حیدر وایشان حضرت جبرائیل رالعن میکنند۔ (ایضاً صفحہ ۵-۶)

اور وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو لعنت کرتے ہیں۔

۷۔ طائفہ ذمیہ: کہ این ذم محمد ﷺ میکنند و می گویند علی الہ است محمد ﷺ رامبعوث ساختہ است کہ مردم رابسوی او دعوت کند۔ محمد ﷺ بسوی خود دعوت کرد۔ وبعضے از ذمیہ محمد ﷺ را الہ ساختہ۔ جمعی از ایشان محمد ﷺ در احکام الوہیت مقدم می دانند وجمعی دیگر علی رضی اللہ عنہ را۔ (ایضاً صفحہ ۶)

۷۔ طائفہ ذمیہ: یہ (نعوذ باللہ) حضرت محمد ﷺ کو برا کہتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا ہیں اور انہوں نے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا تھا کہ لوگوں کو ان کی طرف دعوت دیں لیکن حضرت محمد ﷺ نے اپنی طرف دعوت دے دی ذمیوں میں سے کچھ نے حضرت محمد ﷺ کو خدا بنایا ہے۔ ان میں سے ایک جماعت خدائی احکام میں حضرت محمد ﷺ کو ترجیح دیتی ہے جبکہ دوسری جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فوقیت دیتی ہے۔

۸۔ طائفہ یونسیہ: این اصحاب یونس بن عبدالرحمن قمی اند ومیگویند خدا برعرش است وہرچند ملائکہ اورا برداشتہ اند اما او از ملائکہ قوی است مثل کلنگ کہ بزور دوپا میگر دو واز ہر

دوپائے خود کلاں وبقوت تر است۔ (ایضا صفحہ ۶)

۸۔ طائفہ یونسیہ: یونس بن عبدالرحمن قمی اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ خدا عرش پر ہے اور اگرچہ فرشتوں نے اس کو اٹھایا ہوا ہے مگر وہ ملائکہ سے زیادہ طاقتور ہے جس طرح کہ کونج دونوں پاؤں کے زور سے گھومتی ہے اور اپنے دونوں پاؤں کی وجہ سے زیادہ مضبوط اور طاقتور ہے۔

۹۔ طائفہ مفوضہ: از ایشان می گویند کہ خدا تعالی دنیارا خلق کرد و محمد ﷺ تفویض نمود ومباح ساخت اور اہر چیز یکہ در دنیا است وبعضے از ایشان می گویند کہ دنیا را بہ علی رضی اللہ عنہ تفویض نمودہ۔ (ایضا صفحہ ۶)

۹۔ طائفہ مفوضہ: یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو تخلیق کیا اور اسے حضرت محمد ﷺ کے سپرد کر دیا اور دنیا کی ہر چیز ان کے لیے جائز کر دی۔ ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ دنیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کی گئی تھی۔

۱۰۔ طائفہ اسماعیلیہ: این نیز می گویند کہ خدا نہ موجود است نہ معدوم نہ عالم نہ جاہل نہ قادر نہ عاجز۔ (ایضا صفحہ ۸)

۱۰۔ طائفہ اسماعیلیہ: یہ کہتے ہیں کہ خدا نہ موجود ہے نہ معدوم ہے نہ وہ عالم ہے نہ جاہل اور نہ وہ قادر ہے نہ عاجز۔

اس کے بعد امام ربانیؒ اپنی مذکورہ بالا کتاب "تائید اہلسنت" کے صفحہ نمبر ۶ پر ان تمام روافض کے فرقوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ "محبت این بد کیشان در رنگ محبت نصاری است بحضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ از فرط ضلالت اورا بہ خدائی می پرستیدند و اوازان محبت بیزار بود۔" (ان بد فطرت لوگوں کی محبت عیسائیوں کی طرح ہے جس طرح وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کرتے تھے کہ گمراہی کے

جوش میں انہیں خدا کی طرح پوجتے تھے اور وہ ان کی محبت سے بیزار تھے۔)

ویئویدہ مانقل عن علی انہ قال قال لی النبی ﷺ فیک مثل من عیسی بغضتہ الیہود حتی بھتوا امہ واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلک فی رجلان محب مفرط یفرطنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنآنی علی ان یبھتنی (رواہ احمد) وقولہ تعالی اذ تبرأ الذین اتبعوا۔ (سورہ البقرہ آیت١٦٦)

میرے قول کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا حال بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہو گا کہ یہود نے عیسیٰ علیہ اسلام سے بغض لیا حتی کہ ان کی والدہ محترمہ پر بہتان لگایا اور نصاری نے بے انتہا محبت کی اور اس منزل پر پہنچادیا جو فی الحقیقت ان کا رتبہ نہ تھا (یعنی ابن اللہ کہہ کر پکارا) اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے حق میں بھی دو فرقے ہلاک ہونگے افراط سے محبت کرنے والا (مفرطہ شیعہ) کہ میرے حق میں غیر ثابت بمنزلہ ثابت کرنے میں افراط کریں گے اور میرے ساتھ بغض کرنے والا (خوارج) جو کہ میری دشمنی کی وجہ سے مجھے متہم کریں گے۔ (رواہ احمد) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "جبکہ وہ لوگ جن کے کہنے پر دوسرے چلتے تھے ان لوگوں سے الگ ہو جائیں گے۔"

نشان حال ایشان است یعنی وقتی کہ متبوعان از تابعان بیزار شوند و متابعہ

قبول ندارد ثم قال و شیعہ مذمت ایشان (خلفاء ثلاثہ) میکنند۔ مخالفت وحی میکنند و مخالفت وحی کفراست۔ (کتاب مذکور بالا صفحہ ۹۔ ۱۰)

(درج بالا آیت ان کے حسب حال ہے یعنی جب متبوعان اپنے تابع فرمانوں سے بیزار ہو جائیں گے تو ان کی تابع فرمانی قبول نہ کریں گے پھر کہا کہ شیعہ ان (تینوں خلفاء) کی مذمت کرتے ہیں۔ وحی کی مخالفت کرتے ہیں جبکہ وحی کی مخالفت کرنا کفر ہے۔

اس طرح معلوم ہوا کہ اہل بدع میں سے جو کوئی بھی متواترات شرعیہ اور امور قطعیۃ الثبوت سے انکار کرے تو وہ اہل قبلہ سے خارج ہو کر کافر کہلائے گا جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی "مکتوبات شریف جلد اول دفتر اول مکتوب نمبر ۲۸۹ صفحہ ۷۹۔ ۸۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جبریہ بھی ضروریات دین اور امور قطعیۃ الثبوت سے منکر کافر اور ملعون ہیں۔ (تفصیلی عبارات جبریہ کی بحث میں گزر چکی ہیں) بہت سارے علماء اہلسنّت و جماعت اور فقہائے کرام کی عبارات بھی مذکور ہو چکی ہیں کہ انہوں نے فرقہ جبریہ کی تکفیر اور خوارج و روافض کی تکفیر بھی کی ہے اور منکرین عصمت اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفر تابیدی سے کافر ٹھہرایا ہے۔ (کما مر تفصیلا)

چند فقہائے کرام کی اور عبارات بھی ملاحظہ کیجئے کہ انہوں نے مختلف قسم کے اہل بدع کی تکفیر کی ہے کیونکہ ان میں ضروریات دین سے انکار موجود ہے۔

فتاوی بزازیہ میں ہے:

ویجب اکفار القدریۃ ویجب اکفار الکیسانیۃ واکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی

الدنیا وبنسخ الارواح وانتقال روح الالہ الی الائمة وان الائمة الھتہ وبقولھم بخروج امام ناطق بالحق وانقطاع الامر والنھی الی ان یخرج۔ وبقولھم ان جبرائیل غلط فی الوحی الی محمد ﷺ دون علی رضی اللہ عنہ واحکام ھؤلاء احکام المرتدین۔ ومن انکر خلافة ابی بکر رضی اللہ عنہ فھو کافر فی الصحیح ومنکر خلافة عمر رضی اللہ عنہ فھو کافر فی الاصح۔ ویجب اکفار الیزیدیة ویجب اکفار الخوارج واکفار النجاریة وکذامن انکر عذاب القبر ومن انکر شفاعة الشافعین یوم القیامة فھو کافر۔ والصواب

اور قدریہ کی تکفیر واجب ہے اور فرقہ کیسانیہ کی تکفیر بھی واجب ہے اور روافض کی تکفیر بھی واجب ہے اس وجہ سے کہ وہ مردوں کے دنیا میں واپس آنے کے قائل ہیں اور ارواح کے تناسخ کے قائل ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی روح آئمہ میں منتقل ہو رہی ہے اور آئمہ الٰہ ہیں اور یہ کہ امام ناطق بالحق خروج کریگا اور اس کے خروج تک امرونہی منقطع رہیں گے اور اس بات کے قائل ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام غلط طور پر وحی حضرت محمد ﷺ کے پاس لے گئے کیونکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف جانی تھی پس ان بے دین عناصر کے متعلق وہی احکام ہیں جو مرتدین کے متعلق ہیں اور جو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر ہو تو صحیح روایت کے مطابق کافر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر بھی قول اصح کے مطابق کافر ہے۔ اسی طرح یزیدیہ' خوارج اور نجاریہ فرقہ کی تکفیر بھی واجب ہے کیونکہ وہ عذاب قبر کے منکر ہیں اور قیامت کے دن شافعین کی

اکفار المجبرۃ فی قولھم للعبد لافعل اصلا (لاخلقا ولا کسبا)۔ (فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری صفحہ ۳۱۸ ج-۶)

شفاعت کا منکر بھی کافر ہے اور فرقہ جبریہ کی تکفیر بھی نیک کام ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ بندہ کے لیے کوئی فعل نہیں اور بندہ کچھ نہیں کر سکتا۔

رضا بالکفر کفر ہے:

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

وفی المحیط اذا سکت القوم عن المذکر وجلسوا عندہ بعد تکلمہ بالکفر کفروا۔

محیط میں مذکور ہے کہ جب کوئی واعظ اپنے وعظ میں کلمہ کفریہ پر تکلم کرے اور لوگ پھر بھی اس کے ساتھ بیٹھ جائیں تو یہ لوگ بھی کافر ہو جاتے ہیں۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۵)

مستخف سنت کی تکفیر میں چند عبارات آگے بیان کی جائیں گی کیونکہ استخفاف سنت بھی کفر اور ضروریات دین سے انکار ہے جمہور علماء کرام ﷺ "مجتہدین" ائمہ دین" اور فقہاء کرام" اہلسنت کے نزدیک منکر ضروریات دین اور امور قطعیہ الثبوت اور متواترات شرعیہ کا منکر حقیقتہ کافر ہے۔ اسی طرح شعار اللہ تعالی کی توہین کرنے والا اور کفار کے شعائر خاصہ اور مراسم دینیہ میں ان کے ساتھ مشابہت اور مشارکت کرنے والا بھی اجماعا کافر ہے۔ جیسا کہ اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب" کا فتوی خمینی مودودی دو بھائی صفحہ نمبر ۱۰ پر) مذکور ہے اور کافر کو کافر نہ کہنے والا، اس کے کفر میں تردد کرنے والا بھی کافر ہے اس طرح مومن حقیقی کو غیر مسلم اور کافر قرار دینا بھی کفر ہے اور شریعت محمدی کو غیر اسلامی قرار دینا بھی کفر بواح ہے۔

انکار شفاعت کفر ہے:

عبدالغنی نابلیسی "حدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ صفحہ ۳۰۵ پر رقمطراز ہیں:

وفی التاتار خانیۃ سئل عمن قال بان اللہ تعالی عالم بذاتہ ذاتہ علمہ ولا نقول لہ صفۃ العلم قادر بذاتہ ای ذاتہ قدرتہ ولا نقول لہ القدرۃ وھم المعتزلۃ والفلاسفۃ نفات الصفات ھل یحکم بکفرھم ام لا قال یحکم بکفرھم لانھم ینفون الصفات ومن نفی الصفات فھو کافر۔

فتاوی تاتار خانیہ میں مذکور ہے کہ علماء کرام سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ عالم بذاتہ ہے (یعنی اللہ کی ذات اس کا علم ہے) اور اس کے لیے صفت العلم نہیں ہے اور قادر بذاتہ ہے اور اس کی ذات اس کی قدرت ہے اور اس کے لیے قدرت صفت نہیں ہے یہ عقیدہ معتزلہ اور فلاسفہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے صفات کی نفی کرتے ہیں آیا ایسے شخص کافر ہیں یا نہیں؟ تو علماء کرام نے فرمایا کہ ہاں ایسے شخص کافر ہیں کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے صفات کی نفی کرتے ہیں اور جس نے اللہ تعالیٰ سے صفات کی نفی کی وہ کافر ہے۔

وفی التاتار خانیۃ ان اعتقد ان للہ سبحانہ رجلا وھی الجارحۃ یکفر----وفی جامع الفصولین روی الطحاوی عن ابی

اور فتاوی تاتار خانیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے عقیدہ رکھا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جارحہ ہے تو یہ شخص کافر ہوگیا۔ (متشابہات کا لغوی معنی لینا' تاویل کرنا یا ان سے استدلال کرنا قطعی کفر ہے)۔ جامع فصولین میں ہے کہ

حنیفۃ رحؒ واصحابنا انہ لایخرج من الاسلام الا جحود ماادخلہ فیہ----ومن انکر شفاعۃ الشافعین یوم القیامۃ فھو کافر----والجمع بین قولھم لانکفر احدا من اھل القبلۃ وقولھم یکفر من قال بخلق القران اواستحال الرؤیۃ اوسب الشیخین ولعنھما وامثال ذلک فمشکل انتھی کلام التفتازانی- و یمکن ان یدفع الاشکال بان قولھم بالکفر بناء علی انکار الثابت با لنص القطعی (والضروریات والمتواترات) وانکارہ (ای کل واحد من المذکور) کفر بالاجماع- وفیھا ای فی

امام طحاوی نے امام ابو حنیفہ اور دیگر علم[اء]
کرام سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی
ایمان سے خارج نہیں ہوتا بلکہ اس چیز
کے انکار سے اسلام سے خارج ہوتا ہے
جس کی تصدیق سے ایمان میں داخل
ہوا تھا (یعنی ضروریات دین' امور قطعیہ
متواترات شرعیہ اور شعائر اللہ پر ایمان
لانا اسلام ہے اور ان سے انکار کفر ہے)
اور جو شخص قیامت کے دن شفاعت
شافعین سے منکر ہوا تو وہ بھی کافر ہے
اور ان دو اقوال کے درمیان مطابقت
کرنا کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہہ
سکتے اور اہل قبلہ میں سے جس شخص
نے استحال رویہ خلق قرآن شیخین کو
گالیاں دینا اور شیخین پر لعنت بھیجنے وغیرہ
پر قول کیا تو وہ کافر ہے مشکل نظر آتا
ہے لیکن ان دو اقوال کے درمیان
مطابقت یہ ہے کہ جو شخص اہل قبلہ میں

التاتار خانية ويجب اكفار الكيسانيه---ويجب اكفار القدرية ---ويجب اكفار الروافض فى قولهم برجع الاموات بعد موتهم الى الدنيا وقولهم بتناسخ الارواح وان الائمة الهة وبقولهم بخروج امام باطن وتعطيلهم الامر والنهى الى ان تخرج الامام الباطن وبقولهم ان جبرائيلؑ غلط فى الوحى الى محمد ﷺ دون علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام احكامهم احكام المرتدين

سے قطعی نص سے ثابت چیز (ضروریات دین اور متواترات شرعیہ) کا انکار کرے تو وہ کافر ہے کیونکہ مذکورہ اشیاء میں سے انکار کرنا اجماعاً کفر ہے اور یہ تاتار خانیہ میں مذکور ہے۔ اسی طرح کیسانیہ اور قدریہ کی تکفیر بھی واجب ہے اور روافض کی تکفیر بھی اسی وجہ سے واجب ہے کہ رجعۃ الاموات الی الدنیا اور تناسخ الارواح کے قائل ہیں اور آئمہ کو اللہ سمجھتے ہیں اور امام باطن کے قائل ہیں کہ اس کے خروج تک امر و نہی معطل رہیں گے اور اس بات کے قائل ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام کو حضرت علی رضی اللہ عنہ بن طالب کی بجائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب وحی لے جانے میں غلطی ہوئی اور یہ قوم روافض اسلام سے خارج ہے اور ان کے متعلق احکام مرتدین کے احکام کی طرح ہیں اور خوارج کی تکفیر بھی لازم ہے کیونکہ خوارج دوسری تمام امت کو کافر ٹھہراتے ہیں

ویجب اکفار الخوارج فی اکفارھم جمیع الامۃ وفی اکفارھم علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب و عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان وطلحۃ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ وعائشہ رضی اللہ عنہا ویجب اکفار الیزیدیۃ والصواب اکفار المجبرۃ۔ (حدیقۃ الندیہ صفحہ ۳۰۰۔۳۰۵ ج۔۱)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طال[ب] اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان ا[ور] حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ز[بیر] رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کافر قرار دیتے ہیں اور فرقہ یزیدیہ او[ر] جبریہ کی تکفیر بھی لازم ہے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر مظہری صفحہ ۲۱۵ جلد سوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ چھ فرقے ایسے ہیں جن پر تمام انبیاء کرام' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالٰی جل جلالہ نے لعنت بھیجی ہے ان میں سے ایک فرقہ روافض ہے۔ روافض کی تردید پر قاضی صاحب نے "سیف المسلول" ایک الگ رسالہ بھی تصنیف کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے یہ رسالہ ملاحظہ کیجئے)۔ یہاں تفسیر مظہری سے عبارات ملاحظہ کیجئے۔

قلت الزائد فی کتاب اللہ الروافض یزیدون فی کتاب اللہ عشرۃ اجزاء فوق ثلثین جز ویزعمون ان عثمان اسقطھا من القران

میں کہتا ہوں کہ زائد فی کتاب اللہ روافض ہیں کہ کتاب اللہ میں تیس اجزاء کے علاوہ اور دس اجزا زیادہ کرتے ہیں اور زعم باطل سے کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دس اجزا کو ساقط کردیا اور زعم باطل سے یہ

ویزعمون ان سورۃ الاحزاب مثل سورۃ البقرۃ (تفسیر مظہری صفحہ ۲۱۵ ج۔ ۳)

کہتے ہیں کہ سورہ احزاب سورہ بقرہ کی طرح ہے۔

اسی طرح کچھ آگے چل کر اسی جلد میں مفسر مذکور صفحہ ۲۱۶ پر فرماتے ہیں:

والتارک للسنۃ سائر المبتدعۃ ومن اهل الهواء من اتبع متشابهات الکتاب بناء علی زیغ فی قلوبهم ولم یقتفوا السلف فی تاویلها والایمان بها وذلک داب المجسمۃ والمشبهۃ وامثالهم واما الروافض ففارقوا دینهم با لکلیۃ فان الدین مستفاد من الکتاب والسنۃ والاجماع۔ فهم ترکوا کتاب اللہ وانکرو الوثوق علیہ حیث قالوا ان عثمان رضی اللہ عنہ حذف من القران قریبا

اور تارکین سنت تمام متبدعین ہیں اور اہل ہواسے ہیں جو متشابہات کتاب اللہ کے درپے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں کج روی موجود ہے اور اس کی تاویل اور اس پر ایمان رکھنے میں سلف صالحین کی متابعت نہیں کرتے اور ایسا کرنا فرقہ مجسمہ اور مشبہہ وغیرہ کا شیوہ ہے اور روافض تو بالکل دین سے خارج ہیں کیونکہ دین کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے مستفاد کا نام ہے مگر انہوں نے کتاب اللہ کو چھوڑ دیا اور اس پر اعتماد کرنے سے انکار کیا کیونکہ روافض کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن سے تقریباً چوتھائی حصہ حذف کردیا اور اس میں جو کچھ چاہا

من الربع وزاد فيه مازاد۔ وتركوا سنة رسول اللہ ﷺ حيث ادعوا كفر جميع الصحابة وارتدادهم ولا سبيل الى معرفة الاحاديث الا بالسمع ولا يتصور السمع الا بتوسط الصحابة وانكرو اجماع الصحابة ونبوا دينهم على مفتريات مذخرفات نسبوه الى الائمة جعفر الصادق ومحمد باقر وابائه الكرام --- فلعل من اعجاز القران الاشارة الى فرق الروافض الذين يسمون انفسهم شيعه بقوله تعالیٰ "وكانوا شيعا" اى فرقا تشيع كل فرقه منهم

زائد کیا اور سنت رسول ﷺ کو بھی چھوڑ دیا کیونکہ تمام صحابہ کرام کی تکفیر کرتے ہیں اور انہیں مرتد قرار دیتے ہیں اور احادیث کی معرفت کے لیے سمع کے بغیر کوئی اور راستہ نہیں اور سمع صحابہ کرام کے بغیر متصور نہیں اور اجماع صحابہ سے بھی انکار کیا۔ اور اپنے لیے من گھڑت دین بنایا اور امام جعفر صادق اور امام محمد باقر اور ان کے آباء کرام کو منسوب کیا پس شاید کہ یہ قرآن پاک کا اعجاز ہے کہ روافض کے مختلف فرقوں کو جو اپنے آپ کو شیعہ سے مسمی کرتے ہیں اس قول سے اشارہ کیا کہ "وکانوا شیعا" یعنی ایسے فرقے جن میں سے ہر ایک

اماما علی زعمهم عن علی رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل من عیسی علیہ السلام ابغضہ الیہود حتی بهتوا امہ واحبتہ النصاری حتی انزلوه با لمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال علی یهلک فی رجلان محب مفرط یفرطنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنانی علی ان یبهتنی (رواہ احمد)	نے اپنے لیے اپنے زعم سے امام مقرر کر کے علیحدہ جماعت بنائی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح معاملہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہود نے بغض کیا حتی کہ ان کی والدہ کو بھی متہم کیا اور اس کے ساتھ نصاریٰ نے محبت کی اور اس درجہ پر لے گئے جو اس کے لیے مناسب نہ تھا (یعنی ابن اللہ پکارا) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بارے میں بھی دو قسم کے شخص ہلاک ہوجائیں گے ایک زیادہ محبت کرنے والا کہ میرے لیے وہ رتبہ ثابت کرے گا جو میرے لیے نہ ہوگا اور دوسرا بغض رکھنے والا کہ میری دشمنی سے مجبور ہو کر مجھ پر بہتان لگائے گا۔
وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ یکون فی امتی قوم یسمون	اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک قوم ہوگی جو

الرافضہ یرفضون الاسلام (رواہ البیھقی) وعنہ عن النبی ﷺ قال سیاتی بعدی قوم لھم نبز یقال لھم الرافضہ فان ادرکتھم فاقتلھم فانھم مشرکون۔ قال قلت یارسول اللہ ﷺ ماالعلامۃ فیھا قال یفرطونک بما لیس فیک ویطعنون علی السلف (رواہ الدارقطنی) واخرج الدارقطنی عن طریق اخر نحوہ وزاد فیہ ینتحلون حبنا اھل البیت ولیسوا کذالک وایۃ ذلک انھم یسبون ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ وفی الباب احادیث اخر ذکرنا ھا فی السیف المسلول (تفسیر مظہری صفحہ ۲۱۶-۲۱۷ج-۳)

روافض سے مسمی ہوگی اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کرے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد عنقریب ایک قوم ظاہر ہوگی اس کو روافض سے مسمی کیا جائیگا پس اگر تم نے اس کو پالیا تو ان کو قتل کرو کیونکہ وہ مشرکین ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان کی علامت کیا ہوگی؟ فرمایا کہ وہ آپ کے حق میں افراط کریں گے اور سلف (یعنی صحابہ) پر طعن کریں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ہمارے اہل بیت کی محبت کے مدعی ہوں گے اور فی الحقیقت محبین نہ ہوں گے اور ان کی علامت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے رہیں گے۔ شیعہ اور روافض کی تردید میں اور بھی احادیث وارد ہیں جن کا میں نے اپنی کتاب سیف المسلول میں ذکر کیا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی فتاوی ردالمختار علی درالمختار صفحہ ۳۱۰ جلد سوم میں تحریر کرتے ہیں۔

ولکن صرح "ابن المنذر" فی کتابہ المسایرہ با لاتفاق علی تکفیر المخالف فیما کان من اصول الدین وضروریاتہ کا لقول بقدم العالم ونفی حشر الاجساد ونفی العلم بالجزئیات وان الخلاف فی غیرہ (ای غیر الاصول والضروریات)---قلت وکذا یکفر قاذف عائشۃ ؓ ومنکر صحبۃ ابیھا لان ذلک تکذیب صریح القران کمامر فی الباب السابق۔

لیکن ابن منذر نے اپنی کتاب "مسائیرہ" میں تصریح کی ہے کہ اصول دین اور ضروریات دین میں مخالفت کرنے والا بالاتفاق کافر ہے مثلاً عالم کو قدیم ٹھہرانا حشر اجساد کی نفی کرنا اور علم بالجزئیات کی نفی کرنا وغیرہ ضروریات دین سے انکار ہے (ضروریات دین کے علاوہ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہا جاسکتا) میں کہتا ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے قذف کہنے والا اور ان کے باپ کی صحبت سے منکر شخص بھی کافر ہے کیونکہ اس سے صریحاً قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے جیساکہ پہلے باب میں مذکور ہوا۔

تو معلوم ہوا کہ ضروریات دین سے منکر شخص بالاتفاق کافر ہے خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو اور یہ بھی واضح ہوا کہ اہل تشیع جبریہ گستاخان رسول ﷺ اور دیگر منکرین ضروریات دین تمام فقہائے کرام اور متکلمین اہلسنت کے نزدیک کافر ہیں اور ہم ان بزرگان دین کے اقوال کی متابعت کرتے ہیں۔

الکفر علی الکفر بعد الکفر:

قارئین کرام پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ ہم ان بزرگان دین کے اقوال حقہ اور کتب اسلامیہ کے حوالہ جات اور بیانات حقہ واضح کردیتے ہیں اور ان بزرگان دین نے جس شخص کو کافر قرار دیا ہو تو ہم اس کا اظہار کردیتے ہیں اور ہم بذات خود بھی احکام شرعیہ اور عقائد سنیہ اجماعیہ کے مکمل طور پر تابع ہیں اور ہم مومن حقیقی کو مومن اور کافر حقیقی کو کافر سمجھتے ہیں لیکن بدترین احمق پیر محمد چترالی نے ان کافر فرقوں کی برآت میں ہم عفیف مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے اور منکرین ضروریات دین اور متواترات شرعیہ کو مسلم قرار دیا یعنی ایمان محض کو کفر محض اور کفر محض کو ایمان محض قرار دیا اور دو دفعہ کفر بواح میں مبتلا ہوا کیونکہ ایمان محض کو کفر سمجھنا ایک کفر ہے اور کفر محض کو ایمان محض سمجھنا دوسرا کفر ہے نیز منکرین ضروریات دین اور منکرین متواترات شرعیہ کو جب مذکورہ علماء مجتہدین عظام اور فقہائے کرام نے کافر قرار دیا ہے تو ہم توانہی بزرگان کے اقوال نقل کر کے لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں پیر محمد نے بالفاظ دیگر مذکورہ بزرگان دین کی طرف کفر منسوب کر کے تیسری مرتبہ تکفیر مسلم کی وجہ سے خود کافر ہو گیا ہے چونکہ مومن کو کافر ٹھہرانا خود کافر ہونا ہے تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پیر محمد کے نزدیک تو یہ کافر فرقے مسلم ہیں مگران بزرگان دین نے کس وجہ سے انہیں کافر قرار دیا؟

یہ تو "مشت نمونہ از خروارے" ہم نے ذکر کیا ورنہ اہل حق شکر اللہ سعیہم کی کتب اس مضمون کی تصریحات سے بھری پڑی ہیں کہ ضروریات دین کا منکر شخص اجماعاً کافر ہے اور اہل قبلہ سے خارج ہے اب اہل علم سے اس امر کے بارے میں کوئی بات پوشیدہ نہیں سوائے پیر محمد جیسے جاہل اور بدترین احمق کے کہ وہ مومن حقیقی کو کافر قرار دیتا ہے اور کافر حقیقی کو مومن ٹھہراتا ہے **فالعجب منہ کل العجب**۔ اس کے باوجود وہ اپنی علمیت اور سنیت کا دعوی کرتا ہے۔

اب آخر میں احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیہ پیش کرتا ہوں تاکہ اس مخبر صادق ﷺ کا اپنا زبانی دیا ہوا فتوی بھی قارئین کرام کے سامنے آجائے کہ آپ ﷺ نے بھی ضروریات دین کے منکر فرقوں کی تکفیر کی ہے ارشاد گرامی ہے۔

(۱) قال النبی ﷺ = صنفان من امتی لیس لھما نصیب فی الاسلام القدریة والمرجئة (ای الجبریہ) (مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنہ)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت میں دو فرقے ایسے ہیں کہ ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ایک قدریہ اور دوسرا جبریہ۔

(۲) وقال ﷺ = یقولون الحق ویقرؤن القران ویمرقون من الاسلام ولا یتعلقون منہ بشیئ۔ (کماذکرفی اکفار الملحدین صفحہ ۲۶)

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے فرقے ہوں گے جو حق بات کہیں گے اور قرآن کی تلاوت کریں گے مگر اسلام سے خارج ہوں گے اور اسلام کے کسی حصہ سے متعلق نہ ہوں گے (بلکہ بالکلیہ اسلام سے خارج کافر ہوں گے)

(۳) وقال ﷺ = ستفرق امتی علی ثلث وسبعین فرقة (ملة) کلھم فی النار الا الناجیہ۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی تمام کے تمام دوزخ میں جائیں گے صرف ایک فرقہ ناجیہ (حقیقی ایمان کی وجہ سے) جنت میں جائیگا۔

نقیض کل شیئ رفعہ:

اب قارئین کرام خود انصاف کریں کہ جن فرقوں کو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام سے بالکلیہ خارج اور کافر قرار دیا ہے اور اہلسنت کے نزدیک بھی ان کی تکفیر واجب ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ یہ فرقے ضروریات دین اور متواترات شرعیہ کے منکر ہونے پر خارج از اسلام ہوں گے اور حقیقتہ کافر ہوں گے کیونکہ جس شخص کا اسلام میں حصہ نہ ہو تو وہ لامحالہ کافر ہو گا۔ اس لیے کہ ایمان اور کفر نقیضین (ضد) ہیں پس احدہما کا ارتفاع آخر کے وجود کے لیے مستلزم ہے وکذا العکس۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ نقیض کل شئی رفعہ پس ایمان اور اسلام کا ارتفاع وجود کفر کے لیے مستلزم ہے۔

پیر محمد کا ایک اور کافرانہ اقدام:

اب پیر محمد جاہل کا کیا خیال ہے؟ کہ اگر جبریہ وغیرہ فرقوں کی تکفیر پیر محمد کے نزدیک قرآن وسنت کی تکذیب اور پیٹ سے شریعت گھڑنا ہے اور آئمہ مجتہدین پر افترا کرنا ہے تو کیا پیر محمد نے اپنے اسی نظریہ کے مطابق بالواسطہ یہ فتوی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں لگایا؟ (معاذ اللہ) پیر محمد کے اس بدترین فتوی سے پورے اہل اسلام کے پیشواؤں سمیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور رسالت بھی مجروح ہوگئی ہے حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منکرین ضروریات دین فرقوں کی تکفیر کی ہے جبکہ پیر محمد (خود کو مسلمان بھی کہتا ہے اور) ان فرقوں کی تکفیر کو افتراء علی اللہ اور قرآن وسنت کی تکذیب قرار دیتا ہے۔

پیر محمد چشتی چترالی کفر تابیدی میں مبتلا ہو گیا ہے:

چونکہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت جمہور مجتہدین متقدمین اور متاخرین کے نزدیک کفر تابیدی ہے جیسا کہ علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری "خلاصتہ الفتاوی" صفحہ ۳۸۶ جلد چہارم باب الفاظ الکفر میں تحریر فرماتے ہیں:

"من شتم النبی ﷺ واھانہ او عابہ فی امو

دینہ اوفی شخصہ اوفی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان الشاتم مثلا من امتہ اوغیرہ سواء کان من اهل الکتاب اوغیرہ ذمیا کان او حربیا وسواء کان الشتم اوالاهانة اوالعیب صادرا عنہ عمدا اوسهوا اوغفلة اوجدا اوهزلا فقد کفر خلودا بحیث ان تاب لم یقبل توبتہ ابدا لاعند اللہ ولاعند الناس وحکمہ فی الشریعة المطهرة عند متاخری المجتهدین اجماعا وعند المتقدمین قطعا ولایداهن السلطان ونائبہ فی حکم قتلہ۔

(نوٹ: اس عبارت کا اردو ترجمہ پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے)

پس پیر محمد اپنے اس کافرانہ عقیدہ کی بنا پر کفر تابیدی میں مبتلا ہو چکا ہے اور اب حکومت پر شرعاً واجب ہے کہ پیر محمد کو پھانسی کے تختے پر لٹکادے جیسا کہ مذکورہ عبارت سے واضح ہو گیا۔

اعتراض نمبر ۱۰ کا آخری حصہ:

پیر محمد اپنے دسویں اعتراض کے آخر میں رقمطراز ہے کہ "کسی شخص پر کفر کا حکم کرنا میرے نزدیک اصول اسلام کے خلاف ہے۔"

الجواب:

ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ پیر محمد کی مذکورہ عبارت میں عظیم جاہلانہ اقدام اور تکفیر امت مسلمہ ہے۔ "کسی شخص" کے عموم میں تو کافر بھی داخل ہے تو کیا پیر محمد کے نزدیک کسی کافر کو کافر کہنا بھی اصول اسلام کے خلاف ہے؟ یہ کتنی بڑی جہالت اور حماقت ہے؟

تمام امت مسلمہ کی تکفیر اور شارع کی تکذیب از قول پیر محمد

چترالی:

جب پیر محمد کے نزدیک کسی بھی شخص کو کافر کہنا اصول اسلام کے خلاف ہے تو اس عقیدہ سے کتاب اللہ کی تکذیب لازم آئی کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔
ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون
(سورہ المائدہ آیت ۴۵) ترجمہ = اور جن لوگوں نے اللہ کے نازل کردہ احکام پر فیصلہ نہ کیا (بلکہ اس سے انکار اور اعراض کیا) تو وہ لوگ کافر ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اولئک ھم الکفرون حقا (سورہ النساء آیت ۱۵۱) ترجمہ = یہ لوگ حقیقتاً کافر ہیں اس کے علاوہ کثیر تعداد میں آیات قرآنیہ موجود ہیں جن میں کافر کو کافر کہا گیا ہے۔

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی بھی تکذیب مذکورہ عقیدہ سے لازم آئی کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

(۱) صنفان من امتی لیس لھما نصیب فی الاسلام القدریۃ والمرجئۃ۔ (مشکوۃ) — میری امت میں دو فرقے ایسے ہیں جن کے لیے اسلام میں حصہ نہیں ایک قدریہ اور دوسرا جبریہ۔

(۲) یقرؤن القران ویمرقون من الاسلام ولا یتعلقون منہ بشیئ۔ — (یہ فرقے) قرآن کی قرات کریں گے اور اسلام سے خارج ہوں گے اور اسلام کے کسی حصہ کے ساتھ متعلق نہ ہوں گے۔

(۳) یقرؤن القران ویمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ (مشکوۃ) — قرآن پاک کی تلاوت کریں گے اور دین اسلام سے اس طرح خارج ہوں گے جس طرح کمان سے تیر خارج ہوتا ہے۔

(۴) یقرؤن الکتاب و لا یتجاوز تراقیهم (مشکوۃ) قرآن پاک کی تلاوت کریں گے اور ان کے گلے سے آگے نہیں جائیگا (یعنی کتاب اللہ کے احکام پر ان کا دل سے ایمان نہیں ہو گا)

اس کے علاوہ اور بھی متعدد احادیث سے انکار لازم آیا اور شارع علیہ الصلوۃ والسلام کی تکذیب بھی لازم آئی نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ' تابعین رضی اللہ عنہم ' مجتہدین مذاہب اربعہ" ، متکلمین اہلسنت" ، علماء ربانی" ، اولیائے امت" مجددین ملت" اور اجماع امت نے جن افراد اور فرقوں کو ضروریات دین سے انکار اور الفاظ کفریہ کے صدور کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے ان سب بزرگان دین کے اس عمل کو پیر محمد نے اصول اسلام کے خلاف قرار دیا ہے اور چونکہ ان بزرگان دین نے اسلامی اصولوں کی کبھی بھی مخالفت نہیں کی بلکہ حق حقیق کو واضح کرکے کافر کو کافر قرار دیا ہے تو اس عقیدہ اور اعتراض سے پیر محمد بذات خود اشد ترین کافر ہو گیا ہے اور ملحدین اور زنادقہ کی صف میں داخل ہو گیا ہے نیز پیر محمد کا مذکورہ عقیدہ بالفاظ دیگر علامہ طاہر بن عبدالرشدی" بخاری پر بھی اعتراض شنیع ہے کیونکہ انہوں نے باب الفاظ الکفر میں حکم شرعی کے مطابق بہت سارے اشخاص کی تکفیر کی ہے جو کہ فی الحقیقت عند اللہ بھی کافر ہیں اور چونکہ علامہ مذکور اعلام مجتہدین حنفیہ میں سے ہیں تو اس طرح پیر محمد نے حنفی مذہب کے مجتہد اعظم کے قول کو اصول اسلام کے خلاف قرار دے کر حنفی مذہب اور عقائد اہلسنت کی عظیم توہین کی ہے۔

لہذا تمام احناف اور اہلسنت پر لازمی ہے کہ پیر محمد کے کفر بواح کو ظاہر کرکے گستاخ اسلاف اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مسمی کریں۔ کیونکہ پیر محمد چشتی چترالی " فاینما ثقفتموا هم فاقتلوا هم " (الحدیث) کا صحیح مصداق بن گیا ہے نیز جس طرح اکفار الملحدین صفحہ ۴۸۔۴۹ اور خلاصۃ الفتاوی صفحہ ۳۸۷ جلد چہارم کی عبارات سے واضح ہوا کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافر تابیدی اور واجب القتل ہے۔

دوسرے اعتراض کا خلاصہ:

پیر محمد کے دوسرے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ "تم لوگ ضروریات دین میں تقلید مذہب حنفی ضروری سمجھتے ہو اور ہزار بار یہ فتوی تم صادر کرچکے ہو میرے نزدیک یہ غلط محض سے بڑھ کر آئمہ اربعہ پر تہمت ہے۔۔۔الخ"

الجواب:

اس مسئلہ میں ہمارا عقیدہ وہی ہے جو اہل حق شکراللہ سعیھم نے بیان فرمایا ہے اور قرآن کریم اس پر ناطق ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ملت ایک ہے اور وحدت ملت انبیاء علیہم السلام پر عقیدہ رکھنا اجماعی امر ہے پس جس چیز پر انبیاء علیہم السلام کا اتفاق رہا امتی کیسے اختلاف کرسکتا ہے۔ ہاں ملت واحدہ سے عقیدوی اتحاد مراد ہے نہ کہ عملی وفروعی۔

عقائد کے تین بڑے اصول ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) قیامت' باقی اعتقادات ان کی تفصیل ہیں اور اسی محور کے گرد گھومتے ہیں اور اس میں اصل وجہ یہ ہے کہ اعتقادات شرعیہ اخبارات ہیں جن کا فہم سمع پر موقوف ہے قیاس و نظر کی وہاں مجال نہیں اسی بنا پر قطعی مسائل میں آئمہ دین کا نہ کبھی اختلاف ہوا اور نہ ہے۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ اہلسنّت و جماعت کے عقائد حقہ کو اکٹھا کرنا اور ترتیب و تفصیل سے بیان کرنا اور کفر و اسلام کی حدود واضح کر کے اہل زیغ و ضلال کے خطروں سے امت مرحومہ کو آگاہ کرنا ہر کسی کا کام نہیں۔ یہ کام اور شرف اللہ تعالیٰ نے آئمہ متکلمین اہلسنّت و جماعت کو عطا فرمایا امام ابو الحسن اشعریؒ اور امام ابو منصور ماتریدیؒ اس فن میں ممتاز اور اعلیٰ پائے کی شخصیتیں ہیں پھر ان دونوں آئمہ کے درمیان بعض جگہوں پر بہت معمولی اختلاف پیدا ہو چکا ہے۔ ان اختلافات کے مواضع پر ہم تحقیق کے اہل نہیں اس لیے ہمارے لیے تقلید ضروری ہے۔ شوافع نے تحقیق اشعریؒ کو پسند فرمایا جبکہ احناف نے امام ماتریدیؒ کو اپنا مقتدا مان لیا مثلاً مسئلہ تاثیر قدرت حادثہ کے بارے میں امام ماتریدیؒ نے فرمایا کہ قدرت حادثہ کے لیے تاثیر ہوتی ہے جبکہ اشعریؒ اس کے خلاف ہیں۔ علی ھذا القیاس۔ یہ ہمارا مسلک ہے اور کتاب "سیف المومنین" میں ایسی باتوں کی وضاحت ہو چکی ہے جو کہ پیر محمد کے اعتراضات اور اختلافات سے چند سال قبل تصنیف ہوئی تھی۔ اب پیر محمد کو دعوت مبازرت ہے کہ وہ اپنی اس افترا پردازی کے لیے صرف ایک ہی دلیل یا ثبوت پیش کرے! مگر وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکے گا کیونکہ پیر محمد اور اس کے ہمنواؤں کا شیوہ جھوٹ' بہتان پردازی اور افترا پردازی ہے اور وہ خود ہی "الصدق ینجی و الکذب یھلک" کا مصداق بن جائیگا۔

ایک واقعہ اور یہ کہ تفسیر بالرائے کفر ہے:

ایک دن یہ پیر محمد کذاب اس فقیر کی محفل میں آیا اور کہا کہ میں تقلید صرف فروع میں کرتا ہوں اصول میں نہیں کرتا کیونکہ اصول میں ماسوائے اللہ تعالیٰ تقلید بالکل حرام ہے حتی کہ رسول اکرم ﷺ کی تقلید بھی اصول میں جائز نہیں تو اس فقیر نے کہا کہ قرآن و سنت کے وہ معانی اور اخذ شدہ اصول معتبر ہیں جو کہ مجتہدین عظامؒ اور مفسرین اہلسنّت نے اخذ کیے ہیں ورنہ تفسیر اپنی رائے میں داخل ہو جاتی ہے اور تفسیر بالرائے حرام بلکہ کفر ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من فسر القران برأیہ

فقد بواۂ مقعدہ من النار وفی روایۃ فاصاب فقد اخطا وفی روایۃ فاخطا فقد کفر۔

جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی تو اس نے اپنے لیے دوزخ میں جگہ بنائی۔ ایک روایت ہے کہ اگر حق تک پہنچا پھر خطا کی (کہ اپنی رائے سے تفسیر کی) ایک اور روایت میں ہے کہ اگر خطا کی تو کافر ہو گیا۔

تو ثابت ہوا کہ پھر بھی تقلید سے لابدی ہے تاکہ تفسیر بالرائے سے بچا جاسکے۔ ورنہ ہر مبتدع اور گمراہ اپنے فاسد عقائد کے اثبات کے لیے اپنے زعم فاسد سے قرآن و حدیث سے استدلال کرتا ہے اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات شریفہ میں اس طرح تحریر کیا ہے "قرآن وسنت سے وہ اخذ شدہ معانی اور اصول معتبر ہیں جو اہلسنت کے آئمہ کرام نے منضبط کیے ہیں ورنہ ہر مبتدع قرآن و سنت سے باطل عقیدہ کے اثبات کے لیے زعم باطل سے استدلال کرتا ہے۔"

بحث متشابہات قرآنیہ:

مشبہہ اور مجسمہ مندرجہ ذیل آیات متشابہات سے اپنے فاسد اور کافرانہ عقائد کے اثبات کے لیے فاسد استدلال کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

(۱) الرحمن علی العرش استوی (سورہ طہ آیت ۵)

رحمن ذات نے عرش پر غلبہ کیا

(استوا بمعنی استیلا ہے نہ کہ استقرار تو توریہ مجردہ کے طریقہ پر معنی بعید اخذ ہوا ہے کما قال بہ المفسرون و کما فی فن البدیع من توابع البلاغۃ)۔

(۲) فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (سورہ البقرہ آیت ۱۱۵)

پس جس طرف تم منہ کرو اس طرف ہی اللہ کا رخ ہے۔

(یہاں وجہ متشابہات سے ہے اور بلا کیف اس سے مراد مرتبہ ہے چہرہ کے معنی میں نہیں ہے۔)

(۳) وھو معکم این ماکنتم (الحدید۔ آیت ۴) اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو۔

(پس معیت بھی بلاکیف مراد ہے۔)

(۴) وفی الارض الہ وفی السماء الہ (الزخرف آیت ۸۴) اور زمین کے لیے اللہ ہے اور آسمان کے لیے بھی اللہ ہے۔

(۵) یوم یکشف عن ساق (القلم آیت ۴۲) جس دن کہ ساق کی تجلی فرمائی جائے گی۔

(ساق بھی متشابہات سے ہے اور بلا کیف مرتبہ ہے۔)

تو ان تمام الفاظ میں لغوی معنی مراد لینا یا مفسرین کے خلاف تاویل کرنا حرام بلکہ کفر ہے لیکن مجسمہ اور مشبہہ ظاہری اور لغوی معنی مراد لیتے ہیں اور فاسد استدلال کرتے ہیں۔

اسی طرح "خلق اللہ الادم علی صورتہ" وغیرہ احادیث سے فاسد استدلال کرتے ہیں جن میں متشابہات مذکور ہیں حالانکہ اہلسنّت کا مذہب یہ ہے کہ ان تمام متشابہات کا علم اللہ تعالٰی کے سپرد کیا جائیگا اور تاویل' حسنہ' علماء' مجتہدین اور مفسرین اہلسنّت کے مطابق تاویل کی جائے گی اور ان متشابہات کی تاویل کرنے میں مجتہدین و مفسرین اہلسنّت" کی اتباع اور تقلید واجب ہے ورنہ تفسیر بالرائے کفر و الحاد میں داخل ہو جائے گی بلکہ متقدمین کے نزدیک تو تاویل بھی جائز نہیں اگرچہ متاخرین نے تاویل سے کام لیا ہے مگر صرف اس لیے کہ کافر فرقوں کا سدباب ہو جائے۔

اس تحقیق اور ثبوت کے بعد پیر محمد نے کہا چلو ٹھیک ہے اصول میں صرف امام ماتریدی" کی تقلید جائز ہے مگر امام اعظم" کی تقلید اصول میں جائز نہیں صرف فروع میں جائز ہے کیونکہ اصول قابل اجتہاد نہیں ہے تو اس فقیر نے کہا کہ اصول میں تقلید کرنا اصول کے قابلیتہ الاجتہاد کے لیے مستلزم نہیں اور اگر اس استلزام کو

تسلیم کرلیا جائے تو تمھاری بات کی خود بخود مخالفت ہو جاتی ہے کیونکہ اصول میں امام ماتریدی" کی تقلید کرنا اب تم بھی جائز سمجھتے ہو۔ پس جب اصول میں تقلید کرنا قابلیۃ الاجتہاد کے لیے مستلزم ہے تو پھر امام ماتریدی" کی تقلید کرنے میں بھی استلزام مذکورہ موجود ہے۔ **فما ھو جوابک فھو جوابنا** پس معلوم ہوا کہ امام ماتریدی" کی تقلید جب اصول میں جائز بلکہ محال مذکور (یعنی تفسیر بالرائے) سے احتراز کرنے کی وجہ سے لازم ہے تو امام **الائمہ** ابو حنیفہ" کی تقلید تو تشکیک کے درجہ اولیہ سے جائز بلکہ ضروری ہے کیونکہ امام اعظم" امام ماتریدی" کے متبوع ہیں اور نہ صرف دوسرے مجتہدین اور فقہائے کرام پر ان کی علمیت اور فقاہت اصولی و فروعی عیاں ہے بلکہ امام اعظم" مابعد ازمنہ کی پوری امت کے لیے علمی میدان میں اصولاً اور فروعاً سراج ہیں تو اب کس طرح امام ماتریدی" کی تقلید اور اتباع فی الاصول جائز اور امام ابو حنیفہ" کی تقلید اور اتباع فی الاصول حرام ہوگیا؟ نیز تخصیص بالشئی ماعدا کی نفی کے لیے مستلزم نہیں تاکہ قابلیۃ الاجتہاد کا استحالہ لازم آجائے۔ فافہم فانہ دقیق۔ نیز آئمہ دین ہی اصول کا استخراج کتاب و سنت سے کرسکتے ہیں اور یہ آئمہ آپس میں تمام اصول پر متفق ہیں اور مابعد امت کے لیے ان اصول متفقہ میں ان کا اتباع ضروری ہے تاکہ تفسیر بالرائے کی غلطی میں مبتلا ہونے سے بچا جاسکے پس امام ابو حنیفہ" کی تقلید اصول میں بھی جائز ہے حرام نہیں کیونکہ حرمت کے لیے قطعی دلیل شرعی پیش کرنا ضروری ہے۔

اب قارئین کرام خود غور کرلیں کہ حلال اور جائز بلکہ واجب چیز کو حرام اور ناجائز قرار دینا حتی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید اور اتباع فی الاصول کو بھی حرام قرار دینا کفر ہے یا اسلام؟ اور کیا حلال قطعی کی تحریم ضروریات دین سے انکار نہیں ہوگا؟ کیونکہ اشیاء کی اباحت اصل ہے جبکہ حرمت عارض کی وجہ سے ہے اور بارہا بار شریعت محمدی ﷺ اور حاملین شریعت کی توہین کرنے والے شخص سے یہ بات بھی بعید نہیں کہ وہ جائز امر کو حرام قطعی ٹھہرادے۔

؎ وہ طعنہ ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

پانچویں، چھٹے اور ساتویں اعتراض کا خلاصہ:

پانچویں، چھٹے اور ساتویں اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر محمد نے عمامہ کو غیر مسنون جان کر اسے سنت جاننا نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر بہتان اور کذب گردانا ہے اور اپنے پیٹ سے شریعت گھڑنا سمجھا ہے اور اہلسنت کے خلاف گردانا ہے اور وہابیوں کی تقلید کرتے ہوئے کہا ہے کہ عمامہ باندھنا صرف اور صرف سنت عادی اور لباسی ہے سنت ہدیٰ اور لازم نہیں ہے پیر محمد کے نزدیک عمامہ کو سنت مؤکدہ اور لازمہ قرار دینا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھنا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اپنے ان دعووں کے حق میں پیر محمد نے کوئی شرعی دلیل پیش نہیں کی ہے۔

الجواب: واضح رہے کہ پیر محمد نے اپنے ان دعووں پر کوئی شرعی دلیل پیش نہیں کی ہے اور ماخذ استدلال صرف "میرے نزدیک" بتایا ہے یہی نہیں بلکہ اپنے دیگر تمام اعتراضات میں بھی پیر محمد چترالی کا یہی طرز عمل رہا ہے۔ یہ تو پیر محمد کی تحریری بات ہے اس سے پہلے ایک مرتبہ پیر محمد اس فقیر کی خانقاہ میں آیا تھا اور عمامہ کے متعلق جب گفتگو ہوئی تو پیر محمد نے شریعت میں عمامہ کے ہونے سے مطلقاً انکار کر دیا اور نماز میں عمامہ باندھنا برا سمجھا بلکہ خلاف قرآن گردانا اور اپنے کافرانہ زعم میں باطل استدلال کر کے اس آیت کریمہ کو پیش کیا "خذوا زینتکم عند کل مسجد" (الاعراف آیت ۳۱) اور کہا کہ امر زینت پر ہوا ہے اور عمامہ میں زینت نہیں اس لیے عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا شریعت اور قرآن کے خلاف ہے تو اس فقیر نے کہا کہ اس آیت کریمہ میں تم نے صریحاً تحریف کی ہے اور تمہارا یہ استدلال عقلاً، نقلاً اور عرفاً باطل بلکہ کفر ہے عجب بات تو یہی ہے کہ جس آیت میں عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے کی طرف اشارہ ہے اسی آیت سے تم نے نفی کا پہلو نکالا۔

عمامہ کے متعلق بحث:

علامہ محمد انور شاہ کشمیری نے فیض الباری شرح صحیح البخاری صفحہ ۷۔۸ جلد

دوم میں اسی آیت سے عمامہ کے لیے استدلال کیا ہے کہ عمامہ میں زینت ہے۔
حدیث پاک میں ہے کہ

العمائم تیجان العرب فاذ اوضعوا العمائم وضعوا اعزھم۔ — عمامہ عرب کا تاج ہے پس جو کوئی عمامہ کو ترک کرے گا وہ اپنی عزت کھو بیٹھے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ۔

علیکم باالعمائم فانھا سیماالملئکۃ — تم پر عمامہ لازم ہے کیونکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے۔

پس جو چیز خیر الامم میں خیر الاقوام کا تاج ہو اور ملائکہ کی زینت اور علامت ہو اسے خلاف زینت قرار دینا اقبح ترین جہل' حقیقت سے روگردانی اور خدا اور رسول ﷺ خدا پر بہتان ہے بلکہ تکذیب قرآن ہے۔

عمامہ سے پیر محمد کے انکار اور استخفاف سنت کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ مولوی محمد جرائیل نے بتایا کہ ایک دن پیر محمد نے مجھے کہا کہ آپ نے تو بڑا عمامہ سر پر رکھا ہوا ہے کیا اس پر بھی ثواب مرتب ہے؟ تو میں نے کہا ہاں سنت نبوی ﷺ ہے ضرور ثواب مرتب ہے تو پیر محمد نے کہا کہ عمامہ پر ثواب مرتب ہونے کا قول شیطانی ہے اور اس بات کی تبلیغ کیا کرو۔ علاوہ ازیں پیر محمد نے جو خط ہمیں لکھا ہے اس میں بھی یہی لکھا ہے کہ عمامہ کو سنت لازمہ اور موکدہ قرار دینا شریعت پر بہتان ہے مردود ہے اور نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ اور اختراء باندھنا (العیاذ باللہ)۔ حالانکہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ اپنے فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "عمامہ سنت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً حد ضروریات دین تک پہنچتا ہے عمامہ سنت دائمہ (مستمرہ) لازمہ (موکدہ) ہے۔۔۔۔۔اور سنت کا استخفاف کفر ہے۔

عمامہ کی فضیلت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔

رق مابیننا وبین
المشرکین العمائم

علی القلانس۔ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں۔

فاالمسلمون یلبسون
القلنسوۃ وفوقها
العمامة امالبس
القلنسو ۃ وحدها فزی
المشر کین
-----والعمامة سنت
---- العمامة علی
القلنسو ۃ فصل مابیننا
و بین المشر کین یعطی
بکل کور ۃ یدو رها علی
راسہ نورا -----
اعتموا تزداد واحلما۔
لتزال امتی علی الفطر ۃ
مالبسوا العمائم علی
القلانس -----ان اللہ
امدنی یوم بدر وحنین
بملائکة یعتمون هذه
العمامة ----- ان
العمامة حاجز ۃ بین
کفرو ایمان -----
فاعتموا فان العمامة

سیما الاسلام وھی حاجزة بین المشرکین والمسلمین ----- ان اللہ وملائکة یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعة ----- الصلوة فی العمامة تعدو بعشر الاف حسنة رکعتان بعمامة خیر من سبعین رکعات بلاعمامة۔

پس مسلمان ٹوپی پہنتے ہیں اور اس کے اوپر عمامہ رکھتے ہیں اور صرف ٹوپی سر پر رکھنا اور عمامہ نہ رکھنا مشرکین کا شعار اور علامت ہے۔ اور عمامہ سنت ہے۔ ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہمارے اور مشرکین کے درمیان مابہ الامتیاز ہے۔ سر پر عمامہ کے ہر بند باندھنے پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے نور دیا جاتا ہے--- عمامہ باندھ لو اور حلم زیادہ کرو۔ میری امت ہمیشہ فطرت اسلامی پر رہے گی جب تک ٹوپی پر عمامہ باندھے گی--- اللہ تعالیٰ نے یوم بدر اور حنین میں ملائکہ کے ساتھ میری امداد فرمائی جنہوں نے عمامے باندھے ہوئے تھے----- تحقیق عمامہ کفر اور ایمان کے درمیان تفریق کرتا ہے----- عمامہ باندھ لو یقیناً عمامہ اسلام کی علامت اور شعار ہے اور یہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان مابہ الامتیاز ہے----- تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں----- عمامہ کے ساتھ دو رکعت نماز بغیر عمامہ کے ستر رکعات نماز سے

زیادہ بہتر ہے۔

"مسلمانوں کے عمامے قصداً اتروادینا اور اسے ثواب نہ جاننا قریب ہے کہ ضروریات دین کے انکار اور سنت قطعیہ متواتر کے استخفاف کی حد تک پہنچ جائے۔ ایسے شخص پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرے اور از سرنو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ تجدید نکاح کرے۔" (فتاوی رضویہ صفحہ ۷۶ تا ۸۰) ج۔ ۳)

اب قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ امام احمد رضا خان بریلوی کے قول کے مطابق پیر محمد کافر ہے یا نہیں؟ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت لگانے والا کون ہے؟ نیز پیر محمد نے لکھا ہے کہ عمامہ کو سنت لازمہ اور مؤکدہ قرار دینا ہے، مردود ہے اور نبی اکرم ﷺ پر بہتان ہے جو کہ کفر تابیدی ہے (العیاذ باللہ اور جیسا کہ واضح ہوا کہ خود اعلی حضرت احمد رضا بریلوی نے عمامہ کو سنت لازمہ (مؤکدہ) دائمہ (مستمرہ) اور متواترہ قرار دیا ہے تو اس طرح پیر محمد نے بالالفاظ دیگر دوسرے علماء اسلام کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا خان بریلوی کی بھی تکفیر کی ہے۔

؎ وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

ایک تعجب انگیز واقعہ۔ جس میں پیر محمد کا عمامہ اور دیگر فرائض سے انکار:

محترم مولوی محمد عارف صاحب بڈھیری والے نے یہ واقعہ بیان کیا۔ کہ "ایک مرتبہ ہم پیر محمد کے ساتھ تنظیم پاسبان میں شریک تھے۔ یہ سالانہ اجلاس تھا اور اس میں بنوں کے علاقہ کے ایک معمر اور باوقار شخص جو کہ عالم دین اور پیر طریقت بھی تھے کھڑے ہوگئے اور ناصحانہ انداز میں فرمانے لگے کہ ہمیں چاہیے کہ ہم فرقہ واریت کے لحاظ سے تنگ نظری کا شکار نہ ہوں اور محض سیاسی تعصب اور عناد کی وجہ سے کسی مسلمان پر کفر کا فتوی نہ لگائیں اور صرف دیوبندیت کی بنا پر ہر فرد کو کافر کہنا اسلام سے بعید ہے۔ البتہ ہم کسی شخص کے عقیدہ اور عمل کا صراط

مستقیم اور عقائد اہل سنت وجماعت کیطابق جانچ لیں گے پس جو پورا اترا وہ مقبول ہوگا اور جو
ناقص نکلا تو وہ اپنے اعمال کے مطابق مجرم سمجھا جائیگا دیوبندی حضرات میں بہت
سارے علمائے کرام ایسے ہیں جو نہ وہابی ہیں اور نہ وہابیت کے موید ہیں بلکہ پکے
سچے حنفی ہیں تو ان کو محض دیوبند میں تحصیل علم کی وجہ سے وہابی یا کافر کہنا عقل
دانش اور شریعت غرا سے بہت دور ہے۔ یہ بات سنتے ہی پیر محمد چترالی بھڑک اٹھا اور
اس عالم اور معمر شخص کو بہت ڈانٹا اور ایسی گالیاں دیں کہ زبان پر نہیں آسکتیں
اور پھر ایسا شروع ہوا کہ ایک ایک دیوبندی کا نام لے لے کر اس کی تکفیر اور ذلت
کی اور ایسی احمقانہ اور بدتہذیبانہ انداز میں بلا دلیل وہ زبان درازی کی کہ الامان
الحفیظ۔ اس صورت حال کو دیکھ کر میں (مولوی محمد عارف) اٹھا اور پیر محمد کو بہت
سمجھایا اور ساتھ ہی اس بھرے مجمع میں اس عالم و بزرگ کو بھی اطمینان دلایا میری
گفتگو کے بعد جب پروگرام اختتام پذیر ہوا تو ظہر کی نماز باجماعت تیار تھی پیر محمد کے
سر پر اونی ٹوپی تھی۔ عمامہ کا تو وہ ویسے ہی دشمن ہے آگے بڑھ کر جماعت کروادی
حالانکہ اس اجلاس میں بہت بڑے بڑے بزرگ علماء جو کہ سنن کے پابند تھے موجود
تھے لیکن اس فاسق نے خود جرات کرکے نماز پڑھا دی۔ کھانے کے دوران پیر محمد
نے مجھے کہا کہ مولانا تم نے مجھے لوگوں کے سامنے شرمندہ کردیا تو میں نے کہا کہ
تمہاری شوخی اور گستاخی علماء اور شعائر اللہ کی بے ادبی اور عبادات سب ایک جیسی
ہیں تم نے ابھی بغیر عمامہ کے نماز پڑھی اور سنت کو چھوڑ کر بدعت اختیار کی نیز بہت
سے دیگر باشرع علماء کرام کی موجودگی میں تم نے جماعت کرا کر ہم سب کی نماز مکروہ
کردی اور ہمیں ستر گنا ثواب سے محروم کردیا۔ تو اس پر پیر محمد نے کہا کہ ہمارے
منشور میں عمامہ نہیں ہے۔ میں نے پھر پوچھا کیا آپ کے منشور میں زنا کو حرام کہنا
بھی نہیں ہے؟ تو پیر محمد نے کہا کہ ہاں ہمارے منشور میں زنا کو حرام کہنا بھی نہیں ہے
میں نے پھر پوچھا کہ کیا قتل ناحق کو بھی آپ کے منشور میں حرام کہنا نہیں ہے؟ تو پیر
محمد نے کہا کہ ہاں ہمارے منشور میں قتل ناحق کو حرام کہنا بھی نہیں ہے پھر میں نے
پوچھا کہ کیا آپ کے منشور میں نماز، روزہ اور زکوۃ کو فرض کہنا بھی نہیں ہے تو پیر

محمد نے کہا کہ ہاں ہمارے منشور میں نماز' روزہ اور زکوۃ کو فرض کہنا بھی نہیں ہے یہ سب باتیں سن کر میں (مولوی محمد عارف) نے کہا اچھا تو پھر تم سے بڑا کافر اور کوئی نہیں ہے اور پھر ہم دونوں جھگڑنے لگے۔ اس موقع پر پیر محمد انور شاہ' مولوی محب اللہ' صاحبزادہ عبدالولی' سید مستان شاہ' قاری گل حبیب' قاری شوکت علی' محمد بشیر خان' خلیفہ سید محمد مختار وغیرہ تقریباً دو سو سے زائد حضرات موجود تھے جن کے سامنے پیر محمد نے یہ ساری باتیں کیں اب کسی صورت بھی وہ انکار نہیں کر سکتا کیونکہ زانی اور چور اپنے زنا اور چوری کا اقرار کرے یا نہ کرے لیکن گواہوں کی موجودگی میں وہ انکار کی جرات نہیں کر سکتا۔"

اب قارئین کرام خود انصاف سے غور و فکر کرلیں کہ پیر محمد کا مشن اور منشور اسلامی ہے یا کافرانہ عقائد پر مشتمل ہے؟ اور اس طرح کے بے باکانہ انداز سے شریعت محمدی ﷺ اور احکام شرعیہ کا مذاق اڑانا کفر ہے یا اسلام؟ دراصل پیر محمد اپنے سیاسی اغراض کے لیے عفیف مسلمانوں کو کافر ٹھہرا کر فاسد استفادہ کر رہا ہے۔ ایک طرف یہ کام اس کے لیے جائز ہے جبکہ دوسری جانب شریعت کی اہانت اور عمامہ جو کہ شعائر اسلام میں سے ہے کا استخفاف کرنا بلکہ اس کی بھی تضحیک کرنا اس کی نظر میں کوئی جرم نہیں۔

اب ہم عمامہ شریف کے بارے میں پیر محمد کے کافرانہ عقیدہ کی وضاحت کے لیے مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کے فتوی اور دیگر شریعت محمدی کی معتبر کتابوں اور فقہائے امت کے قواعد و اقوال کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ اس قسم کے شخص کے بارے میں شریعت اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟

(ا) من ترک السنۃ استخفافا بہ اولقلۃ مبالاۃ یکفر بالاجماع۔ — جس کسی نے سنت کو طنز و تنقید یا اندیشے کی کمی کے باعث ترک کیا تو وہ اجماعاً کافر ہو جاتا ہے۔

(مرقات شرح مشکوۃ' خلاصۃ الفتاوی)

پس جب قلت مبالات یا استخفاف کی وجہ سے ترک سنت موجب کفر ہے تو

پھر صراحتہ اور عبارتہ سنت کی اہانت کرنے والے اور اسے شیطانی عمل قرار دینے والے کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ صاف ظاہر ہے کہ شدید کافر ہوگا۔ (اللھم احفظنا بحرمۃ نبیک ﷺ)

(۲) وفی مجموع النوازل۔ رجل قال چہ بکار آید سلت پست۔ یکفر لانہ استخف بالسنۃ (خلاصۃ الفتاوی صفحہ ۳۸۶ ج۔۴)

فتاوی مجموع النوازل میں ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ مونچھیں کتروانے کی کیا ضرورت ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے استخفاف سنت کیا۔

(۳) لوقال لاخر اقلم الاظفار فانہ سنۃ النبی ﷺ فقال الرجل لاافعل ذلک وان کان سنۃ یکفر۔ (ایضا)

اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ ناخن کاٹ دو کیونکہ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے۔ پس اگر وہ شخص کہے کہ میں ناخن نہیں کاٹتا خواہ سنت نبوی ﷺ ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے (بوجہ استخفاف سنت)

(۴) من قال لفقیہ اخذ شاربہ۔ مااعجب قبحا اواشد قبحا قص الشارب ولف طرف العمامۃ تحت الذقن یکفر لانہ استخفاف بالعلما یعنی مستلزم لاستخفاف الانبیاء علیھم السلام لان العلماء ورثۃ الانبیاء

علیهم السلام وقص الشارب من سنن الانبیاء علیہم السلام فتقبیحہ کفر بلا اختلاف بین العلماء (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۱۷۳)

ایک شخص نے ایک قصہ صالح عالم سے کہا کہ جس نے اپنی مونچھیں کتروائی ہوں کہ مونچھیں کتروانا تعجب خیز قبیح یا زیادہ قبیح ہے اور عمامہ کے کونے کو ٹھوڑی کے نیچے کردیا تو (ایسا کہنے والا) شخص کافر ہوتا ہے کیونکہ یہ علماء حق کا استخفاف ہے جو کہ انبیاء علیہم السلام کے استخفاف کو مستلزم ہے علماء راسخین انبیاء کے وارث ہیں اور مونچھوں کو منڈوانا یا کتروانا انبیاء کی سنت ہے تو اس کی اہانت کرنا بلا اختلاف کفر ہے یعنی اجماعاً کفر ہے۔

وعلی هذا القیاس۔ اہل حق شکر اللہ سعیم کی کتب اس فتوی سے بھری پڑی ہیں کہ مطلق سنت کا استخفاف کرنے والا کفر صریح کی وجہ سے کافر ہے اور سنت کی اہانت کرنے والا اجماعاً کافر ہے۔ نیز ایسے شخص کی تکفیر میں علماء حق کے درمیان کوئی اختلاف نہیں بلکہ سب متفق ہیں۔ عمامہ مطلق سنت میں سے ایک فرد ہے کیونکہ سمع مخصوصہ علت مشترکہ نہیں ہے بلکہ علت مشترکہ سنت مطلقہ کی سمع ہے جس کے اطلاق میں عمامہ باندھنا' ناخن کاٹنا اور دیگر تمام سنن داخل ہیں۔ ایک سنت یا تمام سنتوں کی توہین اجماعاً کفر ہے اور علمائے حق کے درمیان گستاخ سنت کی تکفیر میں کوئی اختلاف اور نزاع نہیں ہے۔

تو واضح ہوا کہ پیر محمد چشتی چترالی استخفاف سنت کی وجہ سے اغلظ ترین کافر ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ مدعی اسلام اور مدعی علم نظر آتا ہے اور دوسری طرف اسلامی عقائد کے خلاف عملی اور تحریری طور پر کاروائی کر رہا ہے اس طرح یقیناً وہ بدترین کفر میں مبتلا ہے۔ (خذلہ اللہ سبحانہ)

اب رہی اس مسئلہ کی وضاحت کہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا اور بغیر عمامہ کے نماز پڑھنے میں ہمارا مسلک کیا ہے؟ اور شریعت میں اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟

چند احادیث بابت عمامہ :

پہلے اب میں چند احادیث مبارکہ پیش کرتا ہوں بعد میں علماء امت کے اقوال اور فقہائے عظام کے قواعد و جزئیات بیان ہوں گے۔

(۱) عن عبادۃ قال قال رسول اللہ ﷺ علیکم بالعمائم فانھا سیماء الملائکۃ وارخوھا وراء ظھورکم۔ (رواہ البیہقی مشکوۃ کتاب اللباس)

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم پر عمامہ لازم ہے کیونکہ یہ فرشتوں کی نشانی ہے اور عمامہ کے عذبہ (شملہ) کو پیچھے کی طرف ڈالو۔

(۲) رکعتان بعمامۃ خیر من سبعین رکعات بلا عمامہ (جامع صغیر صفحہ ۴۴۶۸ عن جابر رضی اللہ عنہ و شرح سفر سعادت صفحہ ۴۳ و کنز العمال صفحہ ۵۰۶ ج۔ ۱۵ شمارہ نمبر ۴۱۱۳۸ و فیض القدیر صفحہ ۳۷ ج۔ ۴)

عمامہ کے ساتھ دو رکعت نماز بغیر عمامہ ستر رکعات سے بہتر ہے۔

(۳) عن رکانہ عن النبی ﷺ قال فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس۔ (رواہ الترمذی۔ مشکوۃ)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔

(۴) صلٰوۃ تطوع

اوفریضة بعمامة تعدل خمسا وعشرین درجة بلا عمامة وجمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة بلا عمامة ۔ (رواہ کنز العمال صفحہ ۳۰۶ جلد ۱۵ شمارہ ۴۱۴۳۹ و جامع صغیر شمارہ ۵۱۰۱ و مرقات صفحہ ۴۲۷ جلد ۴ و مقاصد حسنہ صفحہ ۲۷۱)	ایک فرضی یا نفلی نماز عمامہ کے ساتھ بغیر عمامہ کی نماز سے پچیس درجے زیادہ ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بغیر عمامہ ستر جمعہ سے بہتر ہے۔

حدیث نمبر ۱ اور نمبر ۳ کی عبارت سے واضح ہوا کہ عمامہ مبارک کے بارے میں امر نبوی ﷺ 'کافر اور مومن کے درمیان فرق اور مابہ الامتیاز قرار دینا' عمامہ کے مہتم بالشان ہونے کی صریح دلیل ہے۔

اب ان احادیث مبارکہ کی شرح میں علماء امت نے جو کچھ فرمایا ہے اسے نقل کرتا ہوں۔

(۱) عمامہ سنت است و احادیث بسیار در فضل آن وارد شدہ و آمدہ است کہ دو رکعت بعمامہ بہتر است از ہفتاد رکعت بے عمامہ ۔۔۔ اشعۃ اللمعات صفحہ ۵۸۳ جلد ۳ تاریخ ابن عساکر دیلمی، مرقات کتاب اللباس)	عمامہ سنت نبوی ﷺ ہے اور اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں اور یہ کہ عمامہ کے ساتھ دو رکعت نماز بغیر عمامہ ستر رکعت سے بہتر ہے۔

(۲) العمامة سنة لاسيما للصلوة وبقصد التجمل لاخبار كثيرة فيها وتحصل السنة

بکونها علی الراس اوعلی القلنسو ة ففی الخبر فرق بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس واما لبس القلنسو ة وحدها فزی المشرکین۔ (مواهب لدنیه للشیخ ابراهیم البیجوری)

عام اوقات میں عمامہ سنت ہے اور بالخصوص نماز کے لیے عمامہ سنت ہے اور تجمل یعنی وقار کی نیت سے عمامہ سنت ہے کیونکہ عمامہ کے بارے میں زیادہ احادیث وارد ہیں اور صرف سر یا ٹوپی پر باندھنے سے سنت ادا ہوتی ہے لیکن صرف سر پر عمامہ باندھنا اعتجار ہے جو کہ مکروہ ہے اور صرف ٹوپی سر پر رکھنا اور عمامہ نہ باندھنا مشرکین کا شعار ہے۔

(۳) العمامة سنة مؤكد ة محفوظة لم يتركها الصلحاء (شرح الشمائل البیجوری)

عمامہ سنت مؤکدہ ہے اور محفوظ سنت ہے جیسا کہ صالحین نے ترک نہیں کیا۔

(۴) العمامة سنة المسلمین (ابن عربی)

عمامہ مسلمانوں کی سنت ہے۔

العمامة سنة الاسلام (ابن عربی)

عمامہ اسلام کی سنت اور شعار ہے۔

(۵) قال المناوی " فی التیسیر شرح جامع الصغیر اما لبس القلنسوةبدون العمامة فزی المشرکین۔

امام مناوی " تفسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں کہ عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننا مشرکین کی علامت ہے۔

(٦) بحوالہ فتاوی رضویہ: عمامہ سنت دائمہ (مستمرہ) لازمہ (مؤکدہ) اور متواترہ

(قطعیہ) ہے۔

(۷) السنة ان یلبس القلنسوة والعمامة — سنت یہ ہے کہ عمامہ اور ٹوپی دونوں باندھے جائیں۔

(ابن الجرزی" و شرح الشمائل للمناوی" و مرقات و جامع الصغیر للسیوطی")

(۸) جاء رجل الی ابن عمر رضی اللہ عنہ فقال یا ابا عبدالرحمن العمامة سنة فقال نعم۔ (عینی علی البخاری کتاب اللباس) — ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ یا ابو عبدالرحمن کیا عمامہ سنت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں (سنت) ہے۔

(۹) علامہ طیبی نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ و بن حریث کی حدیث سے عمامہ کا سنت ہونا ثابت ہے (مظاہر حق صفحہ ۴۷۰ جلد ۱)

(۱۰) العمامة سنة مستمرہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم (شرح الشمائل) — عمامہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مستمرہ (دائمی) ہے۔

عمامہ کے بارے میں تین باتیں:

مذکورہ بالا دلائل سے قارئین کرام پر تین باتیں واضح ہوئی ہیں۔

۱۔ عمامہ کی فضیلت بہت سی احادیث سے ثابت ہے اگرچہ بعض احادیث ضعیف ہیں لیکن فضائل کے باب میں ضعیف احادیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے دوسرا یہ کہ عمامہ کے متعلق احادیث کثرت سے وارد ہیں تو ایک ضعیف دوسرے ضعیف سے مل کر قوی بن جاتا ہے۔ عمامہ پر ثواب مرتب ہے اور عبادت کی نیت سے استعمال ہو چکا ہے تاکہ دو رکعت نماز کا ثواب عمامہ کی وجہ سے ستر رکعات نماز بلا عمامہ سے بہتر ہو جائے۔ اس سے عمامہ کا عبادت ہونا صریح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ عمامہ سنت مئوکدہ اور محفوظ ہے اور صالحین نے اسے ترک نہیں کیا۔ عمامہ

سنت دائمہ (مستمرہ) لازمہ اور متواترہ (قطعیہ) ہے جیسا کہ علامہ ابراہیم بیجوری" اور علامہ احمد رضا خان بریلوی" کے اقوال سے ثابت ہوا اور بعض محدثین عظام" نے جو عمامہ کو سنت مطلقہ کہا ہے تو وہ بھی سنت مؤکدہ پر محمول ہے کیونکہ جب کسی چیز کا مطلقاً ذکر ہوتا ہے تو اس سے مراد فرد کامل (کار آمد چیز) ہوتا ہے اور سنت مطلقہ میں فرد کامل سنت مؤکدہ اور سنت ھدی ہے اور دوسرا یہ کہ سنت مطلقہ کو سنت مؤکدہ پر محمول کرنے سے دوسرے محدثین" اور علامہ بیجوری" کے اقوال کے مابین آسانی سے مطابقت پیدا ہو جاتی ہے تیسرا یہ کہ فقہائے کرام کے بقول جس سنت پر عبادت کی نیت سے مواظبت کی جائے تو وہ سنت مؤکدہ ہوتی ہے اور اگر عبادت و ثواب کی بجائے عادت کے طور پر مواظبت کی جائے تو پھر یہ سنت عادی اور سنت زوائد میں داخل ہے اور سابقہ بیانات سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ عمامہ پر ثواب اور عبادت کی نیت سے مواظبت (دوام) کی گئی ہے اس لیے یہ سنت ھدی اور سنت مؤکدہ میں سے ہے۔

۲۔ خذوا زینتکم عند کل مسجد --- (آیت) اور علیکم با لعمائم ---- (حدیث) سے معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ لازم اور واجب ہے کیونکہ خذوا امر ہے اور امر اطلاق کی صورت میں وجوب پر محمول ہوتا ہے۔ اس طرح اشارتہ عمامہ کے وجوب (لازمی) کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے دوسرا یہ کہ علیکم میں علی لازمی کے لیے ہے اس سے بھی صراحۃ عمامہ کا وجوب معلوم ہوتا ہے۔ تیسرا یہ کہ فرق بیننا و بین المشر کین العمائم علی القلانس اما لبس القلنسو ۃ بدون العمامۃ فزی المشر کین سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ کا استعمال شعائر مومنین میں سے ہے جبکہ اس کا ترک کرنا شعائر مشرکین ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر کوئی چیز صریحاً مباح یا مستحب ہو لیکن شعائر مومنین بن جائے اور اس کی ضد شعائر کافرین بن جائے

تو شعائر کی حیثیت سے وجوب کا درجہ اختیار کرلیتی ہے اور اس چیز کی ضد شعائر کافرین ہونے کی وجہ سے حرمت کا درجہ اختیار کرلیتی ہے اگرچہ مذکور حیثیت کے بغیر وہ چیز فعلاً اور ترکاً مباح ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن مذکور حیثیت کی موجودگی میں "من تشبہ بقوم فھو منھم" کے مفہوم پر کفار کے شعائر سے احتراز کرنا لازم ہوتا ہے اور اس شعائر کفری کو اختیار کرنا حرام بلکہ کفار کی صف میں داخل ہونے کے مترادف ہوتا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف جلد دوم مکتوب نمبر ۱۵ میں ہندوستان کے ایک گاؤں کے علمبرداروں کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے گاؤں کی مسجد کے خطیب نے جمعہ کے خطبہ میں خلفاء راشدین کی مدح ترک کردی ہے تو اگرچہ خلفاء راشدین کی مدح شرائط خطبہ میں سے نہیں ہے لیکن شعار اہلسنت ضرور ہے اور ترک مدح موصوف شعار شیعہ ہے تو یہ خطیب اگرچہ شیعہ نہ ہو تو پھر بھی "من تشبہ بقوم فھو منھم" کے مصداق اس خطیب کے مرض قلبی پر دلالت ضرور ہے کچھ آگے فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بدترین بدعت عہد صحابہ سے آج تک شاید اس سے پہلے ہندوستان میں ظہور پذیر نہیں ہوئی ہوگی اس لیے یہ خبر سن کر میرا فاروقی خون کھول اٹھا ہے۔

معلوم ہوا کہ امام مجددؒ نے شعار مومنین کے ترک کو بدعت حرامہ قرار دیا ہے اور من تشبہ بقوم فھو منھم کے مضمون میں داخل قرار دیا ہے تو علت مشترکہ کی بنا پر عمامہ کا مسئلہ بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے عمامہ باندھنا شعائر مومنین کی حیثیت سے واجب اور لازم ہے اور صرف ٹوپی رکھنا یا ننگے سر پھرنا کافروں کا شعار ہے شعار مومنین کی حیثیت کے بغیر بھی عمامہ سنت مؤکدہ' متواترہ' دائمہ اور محفوظہ ہے۔

عمامہ کے شعائر اسلام میں ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ کفار کو عمامہ باندھنے سے منع کیا جائیگا۔

(ا) ویمنع الذمی من لبس

العمامة ولو زرقا اوصفراء على الصواب۔ (بحر الرائق۔ اشباہ نظائر، درالمختار)	ذمی کو عمامہ باندھنے سے منع کیا جائیگا خواہ زرد ہو یا چمکدار ہو۔ یہ قول صحیح ہے۔
(۲) ویمیز المسلمین وجوبافی زیہ ای العمامة وسائراللباس (مجمع الانہر)	اور ذمی کو مسلمانوں سے اس کی علامت میں وجوباً ممتاز کردیا جائیگا۔ یعنی عمامہ اور سارے لباس میں۔
(۳) قال النبی ﷺ العمائم سیما المسلمین ای فارق بین المسلمین والمشرکین (الکافرین) (کنوز الحقائق)	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمامہ مسلمانوں کی نشانی ہے یعنی مشرکین (کافرین) اور مسلمانوں کے درمیان سبب امتیاز ہے۔

نماز میں سنت موکدہ کا عمداً ترک مکروہ تحریمی ہے:

اب تک یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ عمامہ سنت موکدہ اور سنت ھدی ہے یہ کفر اور ایمان کے درمیان مابہ الامتیاز ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے تمام اوقات میں عموماً اور نماز کے لیے بالخصوص عمامہ باندھنا سنت ہے۔ پس جو چیز نماز میں سنت موکدہ (مستمرہ) ہو تو اس کا عمداً ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے چند عبارات فقہائے کرام کی ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) ترک واجب او سنة مؤكدة عمدا وهو مكروه تحريما۔ (الفقہ علی مذاہب الاربعہ صفحہ ۲۸۰ جلد ۱)

واجب اور سنت موکدہ کا عمدا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۲) ولا يخفى ان الاثم منوط بترك الواجب۔ والسنة ماواظب النبی علیما مع احیانا واما بدون الترك فالمواظبة دلیل الوجوب۔ (بحر۔شامی و جمیع کتب الفقہ)

اور یہ امر مخفی نہیں کہ گناہ کا تعلق ترک واجب سے ہے اور سنت موکدہ بھی واجب کی قوت میں ہے اور سنت موکدہ وہ ہے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت (ہمیشگی) کی ہو اور چند دفعہ ترک کیا ہو اور اگر چند دفعہ ترک نہیں کیا تو مواظبت وجوب کی دلیل ہے۔

قارئین کرام سے بھی بات اب مخفی نہیں کہ عمامہ باندھنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دائمہ (مستمرہ) متواترہ لازمہ ہے اور اسے مواظبت سے باندھا گیا ہے کبھی ترک نہیں ہوا تو مذکورہ قاعدہ کے مطابق یہ واجب ہی ہو گیا اور اس کا ترک "وجوب الشيئ يقتضي حرمة ضده و كذا العكس" اور "من تشبه بقوم۔۔۔الخ" کی بنیاد پر حرام میں داخل ہو گیا۔

(۳) یاثم بترک السنۃ کاالواجب۔ (ردالمحتار صفحہ ۶۱۱ جلد اول) سنت موکدہ کے ترک کرنے سے مکلف واجب کے ترک کرنے کی طرح گنہگار ہوتا ہے۔

(۴) کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا وان لم یکن یعدھا یکون فاسقا اثما ہر وہ نماز جو مکروہ تحریمی کے ارتکاب کے ساتھ ادا ہو تو اس کا اعادہ کرنا واجب ہے اگر دوبارہ ادا نہ کی جائے تو نمازی فاسق اور گنہگار ہے۔

(ردالمحتار للشانی صفحہ ۳۳۲ جلد اول)

ان عبارات سے یہ واضح ہوا کہ نماز میں سنت موکدہ کا ترک مکروہ تحریمی ہے اور جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے تو اس کا اعادہ واجب ہے صغری کو کبری سے ملا کر حد اوسط ساقط کر کے نتیجہ یہ نکلا کہ جس نماز میں سنت موکدہ ترک ہو جائے تو اس کا اعادہ واجب ہے۔

مسئلہ زیر بحث (یعنی یہ کہ عمامہ سنت موکدہ ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے اور بغیر عمامہ نماز مکروہ تحریمی ہے) کی مفصل تحقیق پر حضرت مولانا شائستہ گل صاحب مرحوم نے ایک مستقل رسالہ بنام "الحجۃ التامۃ لاثبات العمامۃ" لکھا ہے تفصیل کے لیے اس کا مطالعہ کیجیے۔

مؤلف موصوف پیر محمد کے رہنما مولوی فضل سبحان مردانی والد بزرگوار ہیں تو کیا وہ بھی پیر محمد کے فتوی کے مطابق رسول اکرم ﷺ اور شریعت اور اہلسنت پر بہتان اور افترا باندھ رہے ہیں؟ اب ہم مولوی فضل سبحان سے پوچھتے ہیں کہ تیرا کیا فتوی ہے؟ تیرا والد جھوٹا ہے؟ اگر نہیں تو پیر محمد خود کو مرتد کر چکا ہے۔ اس کا فیصلہ اب مولوی فضل سبحان کے ہاتھ میں ہے۔

قاضی حبیب اللہ صاحب موضع پر مولی ضلع صوابی نے ایک فتوی لکھا ہے اور اس میں یہ تحریر کیا ہے کہ نماز بلا عمامہ مکروہ ہے اور بلا عمامہ باجماعت پڑھنا اشد مکروہ ہے اور عمامہ سنت موکدہ ہے۔ اس فتوی پر صوبہ سرحد کے (۶۴) چونسٹھ

علماء کرام کے دستخط موجود ہیں۔ جس میں مولوی فضل سبحان مہتمم دارالعلوم قادریہ بغدادہ' مردان کے دستخط بھی ہیں اور مولوی حمد اللہ ڈاگوی کے دستخط بھی ہیں۔ اب سوچئے کہ مولوی فضل سبحان صاحب اور مولوی حمد اللہ صاحب' شریعت اور شارع اسلام علیہ الصلوۃ والسلام پر جھوٹ اور افترا باندھنے والے ہیں یا پیر محمد نے مسلمانوں کی تکفیر کر کے خود کو کافر کیا ہے۔ فیصلہ خود کیجئے۔ فما جوابهم فهو جوابنا۔

نوٹ:۔ قاضی حبیب اللہ صاحب کے فتوی کی نقل اور مولانا شائستہ گل صاحب کا تحریر کردہ رسالہ ہمارے پاس موجود ہے جو وقت ضرورت پیش کیا جا سکتا ہے۔

اگرچہ ہمارے پاس ایسے ٹھوس دلائل موجود ہیں جن کے باعث ہمیں اس زمانہ میں کسی عالم کے فتوے کی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی ہم قارئین کرام پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ پیر محمد کی زبان جارحہ سے مولانا احمد رضا خان بریلویؒ' مولانا فضل سبحان صاحب اور مولوی حمد اللہ ڈاگوی صاحب سمیت چونسٹھ علماء سرحد مجروح ہوئے ہیں بلکہ اس بدترین آدمی کے برے عقائد اور تحریروں سے علامہ شیخ ابراہیم بیجوریؒ اور دیگر فقہائے کرام سمیت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بھی مجروح ہوئی ہے کیونکہ عمامہ کو رسول اکرم ﷺ نے علیکم بالعمائم سے سنت لازمہ قرار دیا ہے اور عبادت کی نیت سے مواظبت کے سبب عمامہ کو سنت موکدہ بنایا ہے اور مابہ الامتیاز بین الکفار والمؤمنین کی حیثیت سے اس کو وجوب کا درجہ دے دیا ہے مگر یہی سنت لازمہ' دائمہ اور متواترہ پیر محمد کی نظر میں حقیر معلوم ہوتی ہے بلکہ اس کو خلاف زینت اور شیطانی مسئلہ قرار دیتا ہے اور اسے سنت موکدہ قرار دینے والوں کو قرآن و سنت پر تہمت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگانے والے قرار دیتا ہے حالانکہ افترا علی اللہ اور افترا علی الرسول ﷺ کفر صریح ہے۔ یوں پیر محمد نے مولوی حمد اللہ صاحب' مولانا احمد رضا خان صاحبؒ' مولوی فضل سبحان صاحب' مولوی شائستہ گل صاحب' علامہ شیخ ابراہیم بیجوریؒ سمیت چونسٹھ علماء سرحد کی تکفیر کی ہے۔ مذکورہ علماء کرام کو

چاہیے کہ وہ پیر محمد کی قباحت اور متعدی کفر کو مسلمانوں کے سامنے ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کریں کیونکہ اس بدترین شخص کے نزدیک تکفیر مسلم، اہانت سنت اور توہین علماء انتہائی معمولی بات ہے۔ خذله الله سبحانه واحفظنا من عقائده الباطلة امين بحرمت النبی الکریم صلی الله علیه وسلم

آٹھویں اعتراض کا خلاصہ:

آٹھویں اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر محمد چترالی نے پیر کے حق سے انکار کر کے علم ظاہر کے استاد کا حق بڑا سمجھا ہے اور ہمارے فتوی کی تردید کی ہے اور پیر کے حقوق ثابت کرنے کے لیے فارق بین الاساتذہ والتلاوذہ قرار دیا ہے اور اپنے آپ کو مذہبی استاد اور شیخ کہہ کر مذہبی علوم کا معلم اور علم و عمل کے صراط مستقیم پر لوگوں کو لگانے والا بتایا ہے جبکہ دوسری جانب ہمیں موجودہ زمانے کا رسمی پیر ٹھہرایا ہے۔

الجواب: گذشتہ صفحات کی تحریروں سے یہ ثابت اور واضح ہو چکا ہے کہ پیر محمد کافرانہ عقائد کا حامل اور جہل مرکب ہے نیز جو شخص (یعنی پیر محمد) صراط مستقیم سے لوگوں کو بھٹکاتا ہے سنتوں کو بری نگاہ سے دیکھ کر دین اسلام کو مجروح کر رہا ہے اور جبریہ فرقہ اور گستاخان رسول ﷺ اور شیعوں کا مؤید اور وکیل صفائی ہے تو وہ حق کا معلم اور علم و عمل کے صراط مستقیم کا رہبر کس طرح ہو سکتا ہے؟ رہی بات ناقص اور رسمی پیروں کی تو اس کے تو ہم خود سخت مخالف ہیں بلکہ ہم ہمیشہ لوگوں کو یہی دعوت دیتے ہیں کہ ناقص پیروں کی صحبت سے گریز کریں۔

دست ناقص دست شیطان است و دیو — آن کہ او در دام تکلیف است و ریو
اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نشاید داد دست

(مثنوی مولانا رومؒ)

(ترجمہ: ناقص (پیر) کا ہاتھ شیطان اور دیو کا ہاتھ ہے کیونکہ وہ ہر لحہ دھوکا و فریب کے جال بچھائے رہتا ہے۔ آدمی کے روپ میں بے شمار شیطان بھی ہوتے ہیں اس

لیے ہر کسی کے ہاتھ میں (بیعت کا) ہاتھ نہیں دینا چاہئے)۔

ناقص پیروں کی علامات:

(۶) امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا ہے کہ بہتر (72) گمراہ فرقوں کا اختراع ناقص پیروں سے ہوگا۔ ناقص پیر وہ ہوتے ہیں جنھوں نے سلوک شروع نہ کیا ہو' ولایت کے مقامات طے نہ کیے ہوں اور رسوخ کے مقام تک نہ پہنچے ہوں' سیرالی اللہ' سیرفی اللہ' سیر عن اللہ باللہ اور سیرفی الاشیاء کو بطریق تمام طے نہ کیا ہو' فنا و بقا کی دولت سے مشرف نہ ہوئے ہوں' حیات لطائف' اطمینان نفس' اعتدال عناصر اور اخلاق محمودہ سے متصف نہ ہوئے ہوں تو یقیناً اس قسم کے پیر' ناقص پیر ہی ہیں اور شریعت کی رو سے ان کے لیے حقوق بھی ثابت نہیں ہیں بلکہ ان کی صحبت سے فرار واجب ہے۔ جس طرح پیر محمد چشتی جاہل اور رسمی پیرہ کا مرید ہے اور برائے نام اپنے آپ کو "چشتی" سے مسمی کرتا ہے اور تصوف کے کمالات سے محروم بلکہ ان کا منکر ہے تو اس جیسے قبیح ترین آدمی کا شریعت میں ہرگز کوئی حق نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے شخص سے گریز کرنا لازمی ہے۔

تصوف کے حوالے سے پیر محمد سے چند سوالات:

پیر محمد سے چند سوالات پوچھے جاتے ہیں اگر وہ پیر کامل ہے تو لازماً جوابات دے گا مگر مجھے یقین ہے کہ وہ جوابات نہیں دے سکتا کیونکہ جاہل آدمی کا ایسی باتوں سے کیا واسطہ۔ (۱) ولایت ثلاثہ اور کمالات ثلاثہ کے درمیان فرق کیا ہے؟ (۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبدا تعین عالم امر کے اعتبار سے کیا ہے؟ (۳) اور عالم خلق کے اعتبار سے کیا ہے؟ (۴) حقائق سبعہ کیا ہیں؟ (۵) تصفیہ لطائف کس مقام میں حاصل ہوتا ہے؟ (۶) اطمینان نفس کا تعلق کس مقام سے ہے؟ (۷) اعتدال عناصر کب حاصل ہوتا ہے؟ (۸) قابلیت اولی کس چیز سے عبارت ہے اور تعین اول کس چیز سے نیز دونوں کے درمیان فرق کیا ہے؟ (۹) حقیقت محمدیؐ اور حقیقت احمدیؐ کس چیز سے عبارت ہے؟ (۱۰) سیر اربعہ کس طرح متحقق ہوتی ہے؟ (۱۱) جذبہ اور

سلوک کے درمیان تفصیلی فرق کیا ہے؟ اور (۱۲) مقامات عشرہ مع مقامات جذبہ کی تحقیق کیا ہے؟ وغیرہ۔

یقیناً خاموشی کے علاوہ اس بدترین اور جاہل ترین آدمی کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہوگا حالانکہ اپنے آپ کو مدعی تصوف ہونے کے ناطے "پیر" اور "چشتی" کے نام سے مسمی کرتا ہے۔ اس نے اس فقیر کے شیشہ ولایت میں اپنے آپ کو دیکھ کر ہم پر زبان درازی کی ہے اور ہمیں رسمی پیر ٹھہرایا ہے۔ عند البرہان تعرف السوابق کے مضمون کی بنا پر معلوم ہو سکتا ہے کہ ناقص پیر کون ہے؟ اور درجات سبعہ متابعت سے متصف اور مقامات مذکورہ فی المتن سے مشرف کون سا شخص ہے؟ ناقص پیروں کی صحبت سے تو پیر محمد جیسے ملحدین ہی تربیت پاتے ہیں جو کہ شریعت اور طریقت کا مذاق اڑاتے ہیں۔

کامل مکمل پیر کی علامات:

ناقص پیر کی علامات امام مجددؒ کے قول سے واضح ہو گئیں لہٰذا ایسے پیروں کی صحبت سے فرار لازمی ہے اور جو کامل مکمل اولیاء ہیں ان کے حقوق عند الشرع کا ذکر آگے کیا جائیگا۔ اولاً ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ کامل و مکمل پیر کون ہے؟ کامل و مکمل پیر وہ ہے جو کہ سیر اربعہ' فنا و بقا' مقام رسوخ' اطمینان نفس' اخلاق محمودہ' اعتدال عناصر اور اسرار دقائق سے بہرہ ور ہو۔ شریعت محمدیؐ کا مکمل طور پر پابند ہو' عقائد اجماعیہ سنیہ کا متبع ہو اور مذاہب اربعہ میں سے معین مذہب کا مقلد ہو اور درجات سبعہ متابعت سے متصف ہو کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے سات درجے ہیں اگر کوئی شخص ان تمام درجات متابعت سے متصف ہو تو وہ حقیقی وارث اور کامل تابع ہوگا اور اگر ان تمام درجات متابعت سے متصف نہ ہو بلکہ بعض سے متصف ہو تو تب تابع فی الجملہ ہوگا تابع کامل نہیں ہوگا اور اگر مسلوب الاتباع ہے تو گمراہ اور بے دین ہے اور اگر صرف درجہ اولی متابعت سے متصف ہو تو زاہد' عابد اور عالم ظاہری ہے اور اگر ساتوں درجات سے متصف ہو تو تابع کامل ہے۔

تابع کامل کے حقوق سے پہلے چند مسائل کا ذکر ضروری ہے تاکہ طالب حق کے لیے مشعل راہ بنیں۔

۱۔ اگر کوئی شخص ناقص پیر کا مرید ہو تو وہ فوراً کامل مکمل شیخ کی طرف رجوع کرے۔ اور اگر کسی شخص کا شیخ کامل مکمل بھی ہو لیکن وفات پا جائے تو اس کے دفن کرنے سے پہلے پہلے دوسرے شیخ کامل مکمل سے بیعت کرنا لازم ہے اگر وہ مرید درجہ کمال تک واصل نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص کسی شیخ کامل مکمل کا مرید ہے لیکن اس سے اس کو فیض نہیں ملتا اور آداب طریقت و اتباع شریعت پر کاربند ہے مگر پھر بھی اس کو شیخ کامل سے فیض نہیں پہنچتا تو اس صورت میں بھی دوسرے شیخ کامل مکمل کی طرف رجوع کرنا شرعاً واجب ہے مگر شیخ اول کی بے ادبی سے احتراز کرے گا اور اگر آداب ظاہری و باطنی بجالانے اور صداقت کامل کے ساتھ ساتھ کامل مکمل شیخ کا مرید ہے اور اس شیخ کا فیض اور نورانیت اس کو پہنچتی ہے اور اطمینان نفس' اعتدال عناصر اور حیات لطائف مع حرارت اس کو وقتاً فوقتاً علی حسب الاستعداد حاصل ہوتے ہیں تو پھر ایسے شیخ کی صحبت اور ملازمت ضروری ہے اور اس سے اعراض کرنا موجب ہلاکت ابدی ہے کما لایکون للمراۃ زوجین ولا للعالم الٰھین ولا فی بطن واحد قلبین کذالک لایکون للمرید شیخین (شعرانیؒ) (ترجمہ: جس طرح کسی عورت کے دو شوہر نہیں ہوتے ایک دنیا کے دو خدا نہیں ہوتے اور ایک سینے میں دو دل نہیں ہوتے اسی طرح ایک مرید کے دو پیر نہیں ہوتے) کا صحیح مصداق یہ آخری قسم ہے۔

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات سبعہ متابعت کی تفصیلی وضاحت بھی ضروری ہے تاکہ شیخ کامل و مکمل اور ناقص پیر کے درمیان واضح امتیاز کیا جاسکے اور وارث حقیقی اور عزماء جو کہ تابع فی الجملہ ہے کی وضاحت بھی ہوسکے۔

۳۔ تحدیث بالنعمت کے طور پر اس بات کی مختصرا تحقیق بھی ضروری ہے کہ یہ فقیر شیخ کامل مکمل ہے یا ناقص پیر ہے۔

۴۔ شیخ کامل و مکمل جو عالم باطن کے لیے استاد ہوتا ہے اس کے حقوق علم ظاہر کے استاد کے حقوق سے شرعاً زیادہ ہیں۔ (فاقول وباللہ التوفیق)

مسئلہ اولیٰ کی تحقیق یعنی مسئلہ تعدد پیر:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی "مکتوبات شریف صفحہ ۸ جلد اول حصہ چہارم دفتر اول مکتوب نمبر ۲۲۱ میں فرماتے ہیں۔

دریں طریق پیری و مریدی بتعلیم و تعلم طریقہ است نہ بکلاہ و شجرہ کہ در اکثر طرق مشائخ رسم شدہ است حتی کہ متاخرین ایشان پیری و مریدی را منحصر بکلاہ و شجرہ ساختہ اند۔ از ینجا است کہ تعدد پیر ایشان تجویز نمی فرمایند و معلم طریقت را مرشدے نامند و پیر نمی دانند و رعایت آداب پیری را در حق او بجانمی آرند این از کمال جہالت و نارسائی ایشان است نمی دانند کہ مشائخ ایشان پیر تعلیم و پیر صحبت را نیز پیر گفتہ اند و تعدد پیر تجویز فرمودہ اند بلکہ در حین حیات پیر اول اگر طالبے رشد خود را در جائے دیگر بیند بے انکار پیر اول جائز است کہ پیر ثانی اختیار کند۔ حضرت خواجہ نقشبندی قدس سرہ

درباب تجویز این معنی از علماء بخارا فتوی درست فرمودہ بودند۔ آرے اگر از پیرے خرقہ ارادت گرفتہ باشد از دیگرے خرقہ ارادت نگیرد واگر گیرد خرقہ تبرک گیرد واز ینجا لازم نمی آید کہ پیر دیگر اصلاً نگیرد بلکہ رواست کہ خرقہ ارادت از یکے گیرد و تعلیم طریقت از دیگرے وصحبت باثالث دارد واگر این ہرسہ دولت از یکے میسر گردد چہ نعمت است و جائز است کہ تعلیم و صحبت از مشائخ متعددہ استفادہ نماید و باید دانست کہ پیر آنست کہ مرید را بحق سبحانہ رہنمائی فرماید این معنی در تعلیم طریقت بیشتر ملحوظ است وواضح تراست پیر تعلیم ہم استاد شریعت است و ہم رہنمائے طریقت بخلاف پیر خرقہ پس رعایت آداب پیر تعلیم بیشتر باید آورد۔

اس سلسلے میں پیری مریدی سیکھنے اور سکھانے کے انداز میں ہے نہ کہ ٹوپی اور شجرہ میں۔ جیساکہ اکثر سلسلوں میں مشائخ نے رسم بنالی ہے حتی کہ ان کے متاخرین نے پیری مریدی کا انحصار صرف ٹوپی اور شجرہ پر کیا ہوا ہے۔ اس مقام پر وہ زیادہ پیروں کو تجویز نہیں کرتے اور طریقت کے استاد کو مرشد کہتے ہیں پیر نہیں جانتے اور اس کے حق میں پیری کے آداب کی رعایت نہیں کرتے یہ ان کی کمال جہالت اور کمزوری کا ثبوت ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کے مشائخ نے پیر تعلیم اور پیر صحبت کو بھی پیر ہی کہا ہے اور زیادہ پیروں کی تجویز دی ہے اگر پہلے پیر کی عین زندگی میں مرید اپنی ہدایت کسی دوسری جگہ دیکھے تو پہلے پیر کے انکار کے بغیر دوسرا پیر اختیار کرنا جائز ہے حضرت خواجہ نقشبندی قدس سرہ نے اس تجویز کے بارے میں بخارا کے علماء کے فتوی کو درست قرار دیا تھا۔ ہاں اگر ایک پیر سے خرقہ ارادت حاصل کیا ہے تو دوسرے پیر سے حاصل نہ کرے اور اگر لینا ہو تو خرقہ تبرک لے لے اور

یہاں یہ بات لازم نہیں ہے کہ دوسرا
پیر بالکل نہ پکڑے بلکہ زیادہ مناسب یہ
ہے کہ خرقہ ارادت ایک پیر سے لے
اور تعلیم طریقت دوسرے پیر سے اور
صحبت تیسرے پیر سے رکھے۔ اور اگر
یہ تینوں طرح کی دولت ایک جگہ سے
مل جائے تو بہت بڑی نعمت ہے اور اگر
تعلیم اور صحبت کئی مشائخ سے حاصل ہو
تو یہ بھی جائز ہے جاننا چاہیے کہ پیر وہ
ہوتا ہے جو مرید کو حق سبحانہ کی طرف
رہنمائی کرتا ہے طریقت کی تعلیم کے
لیے اس مفہوم کو واضح طور پر ملحوظ رکھا
جاتا ہے پیر تعلیم شریعت کا استاد بھی ہے
اور طریقت کا رہنما بھی۔ بخلاف پیر
خرقہ کے۔ پیر تعلیم کے آداب کا بھی
خاص خیال رکھنا چاہیے۔

مندرجہ بالا عبارت سے جو مسائل ثابت ہوئے وہ یہ ہیں۔ تعدد پیر (پیروں کی زیادہ تعداد) دوسرا پیر اختیار کرنا' پیر حقیقی کی تعریف اور پیروں کی اقسام (پیر تعلیم' پیر طریقت اور پیر صحبت)۔

مذکورہ مسئلہ کے بارے میں امام مجدد "مکتوبات شریف صفحہ ۶۳۰ جلد دوم دفتر ثانی میں مزید فرماتے ہیں۔

مکتوبے کہ ارسال داشتہ بودند رسید۔
پرسیدہ بودند کہ باوجود حیات پیر اگر
طالبے پیش شیخ دیگر برود و طلب حق جل

وعلانماید مجوزاست یانہ بدانند کہ مقصود حق است سبحانہ وپیر وسیلہ ایست بجناب قدس حق تعالی اگر طالبے رشد خود را پیش شیخ دیگر بیند و دل خود در صحبت او باحق سبحانہ جمع یا بد روا است کہ درحیات پیر بے اذن پیر طالب پیش آن شیخ برود و طلب رشد ازو نماید اما باید کہ کہ از پیر اول انکار نہ کند وجز بہ نیکی یاد نہ نماید۔ علی الخصوص پیری و مریدی این وقت کہ بیش از رسم و عادت نہ ماندہ است۔ اکثر پیران این وقت از خود خبر ندارند و ایمان را از کفر جدا نمی توانند کرد۔ از خدا جل شانہ چہ خبر خواہند داشت و مرید را کدام راہ خواہند نمودے۔

جو خط بھیجا گیا تھا وہ مل گیا ہے اس میں پوچھا گیا تھا کہ اگر کوئی مرید پہلے پیر کی زندگی میں کسی دوسرے پیر کے پاس جائے اور اللہ جل جلالہ کی طلب کا اظہار کرے تو کیا یہ جائز ہے؟ جان لو کہ اصل مقصود خدا کی ذات ہے اس تک رسائی کے لیے پیر فقط وسیلہ ہوتا ہے اگر کوئی مرید اپنی ہدایت کسی دوسرے شیخ کے ہاں دیکھتا ہے اور اس کی صحبت میں اس کا دل حق تعالی سے لگ جاتا ہے تو بات جائز ہے کہ پہلے پیر کی زندگی میں اس کی اجازت کے بغیر دوسرے پیر کے پاس چلا جائے اور اس سے رہنمائی طلب کرے مگر یہ لازمی ہے کہ پہلے پیر سے روگردانی نہ کرے اور ہمیشہ اچھے لفظوں سے یاد کرے۔ خصوصاً اس وقت کہ جب پیری مریدی ایک رسم و عادت نہ ہو۔ آجکل کے اکثر پیروں کو اپنی خبر نہیں ہوتی وہ ایمان اور کفر میں تفریق نہیں کرسکتے۔ ایسے پیروں کو خدا کے بارے میں کیا خبر ہوگی اور وہ مریدوں کی کس طرح رہنمائی کرسکتے ہیں۔

۔ آگاہ از خویشتن چوں نیست چنیں

جو شخص اپنی ذات سے آگاہ نہیں وہ

کے خبردار از چناں و چنیں
وائے بر مریدے کہ بریں طور پیر اعتماد کردہ بنشیند وبہ دیگرے رجوع نہ کند وراہ خدا جل شانہ' معلوم نسازد۔ خطرات شیطانی است کہ از راہ حیات پیر ناقص آمدہ طالب را از حق سبحانہ' باز میدارد۔ ہر جا رشد و جمیعت دل یافتہ شود بے توقف رجوع باید کرد و از وسواس شیطانی پناہ باید جست۔ فقط

ادھر ادھر کے حالات و واقعات کو کیسے جان سکتا ہے۔ افسوس ایسے مرید پر کہ جو ایسے (ناقص) پیر پر اعتماد کرتا ہے اور کسی دوسرے پیر کی طرف رجوع نہ کر کے خداوند تعالیٰ کی راہ سے بے خبر رہتا ہے۔ ناقص پیر کے راستے پر چل کر شیطانی خطرات میں گھر جاتا ہے اور حق تعالیٰ کے راستے سے دور رہ جاتا ہے جہاں بھی دل کو اطمینان اور ہدایت ملے بلا توقف وہاں رجوع کر لینا چاہیے اور شیطانی وسوسوں سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔ فقط

اگر پہلا شیخ متبدع (بدعتی) نہیں تھا تو نیکی سے یاد کریں ورنہ متبدع کو نیکی سے یاد کرنے کی بجائے اس کی مذمت کرنا واجب ہے جیسا کہ مکاتیب غلام علی شاہؒ صفحہ ۸۴ م۔۸۵ پر مذکور ہے کہ:

بیان معائب اساتذہ کہ در وثوق اند قصور است و معائب مشائخ مبتدع لازم است تا مسلمانان پرہیز نمایند۔

جن اساتذہ پر اعتماد ہو ان کی برائیاں بیان کرنا غلط ہے لیکن متبدع مشائخ کی برائیاں بیان کرنا لازمی ہے تاکہ دوسرے مسلمان پرہیز کریں۔

اس کے علاوہ امام ربانیؒ کا اپنا عمل بھی تعدد پیر کے جواز کی دلیل ہے کیونکہ انہوں نے متعدد مشائخ سے کئی سلاسل سیکھ کر آخر میں نقشبندیہ سلسلہ میں حضرت خواجہ محمد باقیؒ سے بیعت کی اور علوم و معارف و کمالات اور حقائق میں رتبہ حاصل کیا۔ ان کے متعلق حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ اپنے مکاتیب صفحہ ۸۷ م۔۸۶ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضرت مجدد" بعد تلقین اذ کار چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ از والد خود واز طریقہ کبرویہ از حضرت یعقوب صرفی" و حضرت خواجہ محمد باقی" طریقہ نقشبندیہ گرفتہ ہمیں صحبت مبارک ایشان بکمالات و مقامات و حالات و جذبات و واردات و کیفیات و علوم معارف کثیرہ و اسرار و انوار بسیار رسیدند۔ باز ببرکت تربیت آن جناب بطریق جدیدہ از موہبت حق سبحانہ امتیاز یافتند و حضرت خواجہ اثبات آن فرودند۔ درین طریقہ جدیدہ حضرت مجدد اصطلاحات و مقامات بسیار اند و درہر اصطلاح کیفیات و حالات علیحدہ واسرار وانوار جدا است این طریقہ ایشان .شہادت علماء و عقلاء قوتے یافت وعالمے باین طریقہ از واصلان حق سبحانہ شد۔ الخ

حضرت مجدد" نے چشتیہ' قادریہ اور سہروردیہ کے اذکار اپنے والد سے سیکھنے کے بعد کبرویہ طریقہ حضرت یعقوب صرفی" سے اور نقشبندیہ کا طریقہ حضرت محمد باقی" سے حاصل کیا ان بزرگوں کی مبارک صحبت میں آپ نے کمالات و مقامات و حالات و جذبات و واردات و کیفیات اور کثیر علوم ومعارف حاصل کیے اور بہت زیادہ اسرار و انوار کے درجے پر پہنچے۔ پھر آنجناب کی تربیت کی برکت سے جدید طریقہ میں حق سبحانہ کی بخشش سے امتیاز حاصل کیا اور حضرت خواجہ" نے اس میں مزید اضافہ کیا۔ اس جدید طریقہ میں بہت زیادہ اصطلاحات اور مقامات ہیں اور ہر اصطلاح کی کیفیات و حالات علیحدہ ہیں اور اسرار و انوار جدا ہیں ان کے اس طریقہ کو علماء و عقلاء کی گواہی سے تقویت ملی اور ایک جہان اس طریقہ کی برکت سے حق سبحانہ کے واصلوں میں سے ہو گیا۔

اسی طرح غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی" کے بھی متعدد پیر تھے جیسا کہ نفحات الانس صفحہ ۵۰۸۔۵۰۹ پر مولانا عبدالرحمن جامی" رقمطراز ہیں۔

یکبار چہل روز ہیچ چیز نخوردم بعد از

چہل روز یک شخص آمد و قدرے طعام آورد و بنہاد و برفت۔ نزدیک بود کہ نفس من بربالائی طعام از بس گرسنگی آید گفتم کہ واللہ کہ از عہدی کہ باخدا تعالی بستہ ام برنگرم شنیدم کہ از باطن من یک شخص فریادی کند باواز بلندمی گوید الجوع الجوع الجوع۔ ناگاہ شیخ ابو سعید مخزمی "بمن گزشت وان آواز بشنید وگفت عبدالقادر این چیست؟ گفتم این قلق واضطراب نفس است واما روح برقرار خود است و درمشاہدہ خداوند خود۔۔۔۔الی ان قال۔۔۔۔وبعد ازاں مراخرقہ پوشانید وصحبت ویرا لازم گرفتم۔۔۔۔وقال بعد عدۃ اسطر۔۔۔۔شیخ حماد دباس" از جملہ مشائخ شیخ محیی الدین عبدالقادر است۔

کان امیا وفتح علیہ باب المعارف والاسرار وصار قدوۃ المشائخ الکبار۔

ایک دفعہ میں نے چالیس روز تک کچھ نہ کھایا۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور تھوڑا سا کھانا لایا۔ رکھا اور چلا گیا۔ قریب تھا کہ میرا نفس سخت بھوک کی وجہ سے کھانا کھانا شروع کرتا کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں نے جو خدا سے وعدہ کیا ہے اس پر قائم ہوں۔ میں نے سنا کہ میرے اندر سے ایک شخص فریاد کرتے ہوئے بلند آواز سے کہہ رہا ہے بھوک بھوک اچانک شیخ ابو سعید مخزمی میرے پاس آئے۔ انہوں نے بھی وہ آواز سنی اور پوچھا کہ عبدالقادر یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ نفس کی بے تابی اور اضطراب ہے لیکن روح اپنے وعدہ پر قائم ہے اور اللہ تعالی کے مشاہدہ میں ۔۔۔۔۔ الی ان قال ۔۔۔۔ اس کے بعد مجھے خرقہ پہنایا اور اس کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا ۔۔۔۔۔ اور چند سطریں پڑھنے کے بعد کہا۔۔۔۔ شیخ حماد دباس" حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی کے پیروؤں میں سے ہیں۔ وہ اگرچہ امی تھے لیکن علوم واسرار و معارف کا دروازہ ان پر کھل چکا تھا۔ یوں وہ مشائخ کبار کے رہنما قرار پائے۔

"غوث الثقلین" کی عملی زندگی سے بھی ہمیں تعدد شیخ کے جواز کا ثبوت مل گیا ہے اور مولانا جامی" نے تعدد شیخ کا واقعہ نقل کرکے اپنی جانب سے کوئی تردید یا انکار نہیں کیا چونکہ "کسی بیان کے بارے خاموشی اختیار کرنا بھی اس بیان کی دلیل ہوتا ہے" اس طرح مولانا جامی" کے اس واقعہ کے نقل کرنے اور اس پر سکوت اختیار کرنے سے بھی ہمیں مذکورہ مسئلہ کی ایک اور دلیل مل گئی۔

اسی طرح تعدد شیخ کے جواز بلکہ بعض صورتوں میں وجوب کے متعلق حضرت قاضی ثنا اللہ پانی پتی" اپنے رسالہ "ارشاد الطالبین" صفحہ ۲۴-۲۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔

اگر شخصی بخدمت شیخ مدتے بحسن اعتقاد ماند و رور صحبت او تاثیر نیافت۔ واجب است بروے کہ ترک آن کند و تلاش شیخ دیگر نماید وگرنہ معبود و مقصودش شیخ باشد نہ خدا تعالی و این شرک است۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی" پیر طریقہ نقشبندیہ فرماید۔

اگر کوئی شخص عرصہ تک کسی شیخ کا مرید رہے لیکن اس کی صحبت سے فیض یاب نہ ہو پائے تو لازم ہے کہ اس کو چھوڑ دے اور کسی دوسرے شیخ کی تلاش کرے۔ ورنہ اس کا مقصود اور معبود خدا تعالی کے سوا صرف شیخ ہوگا اور یہ شرک ہے حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی" جو نقشبندیہ سلسلہ کے پیر ہیں فرماتے ہیں۔

باہر کہ نشستی و نشد جمع دلت
وز تو نرمید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں میباش
ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

اگر تونے کسی ایسے (پیر) کے ساتھ اعتقاد رکھا کہ تیرے دل سے دنیا کی حرص وہوا ختم نہ ہوئی تو اس سے اپنا تعلق فوراً ختم کرلے۔ ورنہ عزیزان کی روح تجھے کبھی معاف نہ کرے گی۔

لیکن ازان شیخ حسن ظن دارد چہ یحتمل کہ آن شیخ کامل مکمل باشد و نزداو

نصیب آن کس نبود و ہمچنین اگر شیخ کامل و مکمل باشد وازین جہان رحلت نمود و مرید بدرجہ کمال نہ رسید واجب است کہ آن مرید صحبت شیخ دیگر تلاش کند کہ مقصود خدا است۔ حضرت مجدد" فرمودہ اند کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعد از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیعت ابابکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ کردند۔ مقصود ازین بیعت فقط امور دنیا نبود بلکہ کسب کمالات باطنی ہم بود۔ اگر کسی گوید کہ فیض اولیا بعد موت آنہا انقدر نیست کہ ناقص را بدرجہ کمال رساند الا نادرا۔ اگر فیض بعد موت ہمان قسم باشد کہ درحیات. باشد پس تمام اہل مدینہ از عصر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خدا تا این وقت برابر اصحاب باشند و نیز ہیچ کس محتاج اولیا نباشد چگونہ فیض مردہ مثل زندہ باشد کہ در مفیض و مستفیض مناسبت شروط است و آن بعد وفات مفقود۔ آرے بعد فنا و بقا کہ مناسبت باطنی حاصل شود فیض از قبور تواں برداشت لیکن نہ آن قدر کہ درحیات باشد۔ واللہ اعلم۔ (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۴-۲۵)

لیکن اس شیخ سے قابل برداشت نیک گمان رکھے کہ وہ شیخ کامل و مکمل تو ہے مگر اس سے تیرے نصیب میں کچھ نہ تھا۔ اسی طرح اگر شیخ کامل و مکمل ہو اور اس دنیا سے رحلت کر جائے اور اس کا مرید درجہ کمال تک نہ پہنچے تو لازم ہے کہ وہ مرید کسی دوسرے شیخ کا مرید ہو جائے کیونکہ مقصود خدا کی ذات ہے حضرت مجدد" فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حصرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس بیعت کا مقصد دنیاوی کاموں کے علاوہ باطنی کمالات کا حصول بھی تھا اگر کوئی کہتا ہے کہ اولیاء کا فیض ان کی وفات کے بعد اس قدر باقی نہیں رہتا کہ کسی ناقص کو درجہ کمال تک پہنچا دے مگر کبھی کبھار (تو یہ درست ہے) اگر موت کے بعد ویسا ہی فیض باقی رہے جیسا کہ زندگی میں تھا تو پھر تمام اہل مدینہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے زمانے سے لیکر اب تک برابر صحابہ ہیں اور کسی کو اولیاء کی ضرورت نہ رہے مردہ کا فیض زندہ کے فیض جیسا نہیں

ہو سکتا۔ کیونکہ مفیض اور مستفیض میں تعلق کی شرط ہے جو وفات کے بعد ختم ہو جاتا ہے ہاں مگر فنا و بقا کے بعد باطنی تعلق حاصل ہو جائے تو قبروں سے بھی فیض حاصل کیا جاسکتا ہے مگر اس قدر نہیں جتنا زندگی میں تھا۔ (اور اللہ بہتر جانتا ہے)

اس کے علاوہ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی سوانح شریفہ میں اپنی کتاب دلیل العارفین صفحہ ۶۵-۶۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ آپ متعدد مشائخ سے فیض یاب ہیں عبارت یہ ہے۔

بطلب خدا مسافر گشت اول بسمر قند رسید و آنجا بحفظ قرآن و تعلیم علوم ظاہری پرداخت و بعد از تحصیل وحصول تفصیل علم عنان توجہ بسوئی عراق منعطف گردانید و در قصبہ ہرون کہ در نواحئی نیشاپور است رسید و بخدمت خواجہ عثمان ہارونیؒ کہ از کبار مشائخ وقت بود مرید شد و سال ہا سال بخدمت آنحضرت ماندہ خدمات شائستہ بجا آوردہ۔ کار باطن بتکمیل رسانید و خرقہ خلافت یافت بعد ازاں روانہ بغداد شد و در اثنائے راہ بقصبہ سجان بخدمت خواجہ نجم الدین کبریؒ فائز شد وازان جا بر کوہ جودی کہ بعد طوفان کشتی نوح

خدا کی طلب میں مسافر ہوئے پہلے سمرقند گئے اور وہاں حفظ قرآن اور علوم ظاہری کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے عراق کی جانب رخ کیا اور نیشاپور کے نواحی قصبے ہرون میں پہنچے وہاں خواجہ عثمان ہارونیؒ جو اپنے وقت کے کبار مشائخ میں سے تھے ان کے مرید ہوئے اور کئی سال تک ان کی خدمت میں مصروف رہے۔ باطنی علوم مکمل کرنے کے بعد وہاں سے خرقہ حاصل کیا پھر اس کے بعد بغداد روانہ ہوئے راستے میں سجان نامی قصبے میں پہنچے اور خواجہ نجم الدین کبریؒ کی خدمت میں حاضر

علیہ السلام بر آن کوہ قائم شدہ بود رفت
و در آنجا مشرف بشرف خدمت حضرت
غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی
" شد۔ وہم رکاب آں جناب بجیلان
واز جیلان بہ بغداد رسید چندے بفیض
صحبت آنحضرت مستفیض ماند۔ ونیز در
بغداد بشرف صحبت شیخ ضیا الدین پیر
روشن ضمیر شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین"
سہروردی مشرف گشت ونی بین خواجہ و
شیخ الشیوخ ہم صحبتہا وروابط ہابو قوع آمد
من بعد بخدمت باعظمت محبوب سبحانی
خواجہ واحد الدین کرمانی" حاضر شد خرقہ
خلافت یافت۔ پس ازاں بہمدان آمدہ
استفادہ باطن از مقبول یزدانی خواجہ
یوسف ہمدانی" نمودہ ازینجا متوجہ تبریز
شد و مشرف بشرف زیارت حضرت ابو
سعید تبریزی" کہ پیر طریقت شیخ جلال
الدین تبریزی" بود شد وفائدہ صحبتہائے
برداشت وازانجا رونق افزائی اصفہان
شد چندے مستفیض صحبت محبوب
رحمانی شیخ محمود اصفہانی" کہ قطب وقت
بود ماند۔ من بعد بہ مہنہ تشریف برد۔
وخواجہ ابو سعید مہندی" را دریافت
ونیز دراستر آباد رسیدہ مشرف بشرف

ہوئے۔ وہاں سے کوہ جودی پر جہاں
طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام
کی کشتی ٹھہر گئی تھی گئے اور وہاں
حضرت غوث الاعظم محی الدین
عبدالقادر جیلانی" کی خدمت کرنے کا
شرف حاصل کیا۔ آپ سرکار کے
ساتھ جیلان سے ہو کر بغداد پہنچے۔ آپ
نے آنحضرت کی صحبت سے کچھ فیض
حاصل کیا اور بغداد میں شیخ ضیاالدین پیر
روشن ضمیر شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین
سہروردی" کی صحبت سے مشرف ہوئے
اس دوران خواجہ صاحب اور شیخ
الشیوخ سے صحبتیں اور کئی رابطے قائم
ہوئے۔ اس کے بعد محبوب سبحانی
خواجہ اوحد الدین کرمانی" کی باعظمت
خدمت میں حاضر ہوئے اور خرقہ
خلافت پایا۔ اس کے بعد ہمدان میں
آگئے اور مقبول یزدانی خواجہ یوسف
ہمدانی" سے باطنی طور پر استفادہ کیا۔
یہاں سے تبریز کی جانب گئے اور وہاں
حضرت ابو سعید تبریزی" جو کہ شیخ جلال
الدین تبریزی" کے پیر طریقت تھے کی
زیارت سے مشرف ہوئے اور ان کی
صحبت سے بہت فائدہ اٹھایا۔ وہاں سے

خواجہ ناصر الدین استر آبادی" کہ شیخ
عظیم القدر و کامل الولایت از اولاد شیخ
بایزید بسطامی" بود گردید۔ و در آن وقت
وی یک صد و بست و ہفت سال عمر
داشت و فخر صحبت او شیخ ابوالخیر و شیخ
ابوالحسن خرقانی" میگر دند من بعد
درغزنی آمد و چند ایام شمس العارفین
شیخ عبدالواحد غزنوی" کہ پیر شیخ نظام
الدین ابو المئوید" بود صحبت ہا داشت و
سوائے این حضرات عالی درجات از
دیگر صدہا اولیا اللہ و مشائخ عالیجاہ فیض
باطنی یافت واز جناب ربانی" مابر سمیت
ہندوستان روانہ گشت و درلاہور تادو
ماہ برمزار پر انوار مخدوم سید علی ہجویری
لاہوری" معتکف ماندہ و بتاریخ دہم ماہ
محرم سال پانصد و شعت بیک رونق
افزائی دارالخیر اجمیر گشت و در آنجا اول
شخصیکہ بشرف ارادت آنخضرت مشرف
شد میر سید حسن خنگ سوار بود اول
ازاں مذہب شیعہ داشت وبعد ازان
تائب شدہ مرید گشت وبمراتب اعلی
رسید۔۔۔۔۔ الخ (دلیل العارفین
صفحہ ۶۵-۶۷ للشیخ قطب الدین بختیار
کاکی)

اصفہان میں رونق افروز ہوئے اور
وہاں محبوب رحمانی شیخ محمود اصفہانی" جو
کہ اپنے وقت کے قطب تھے کچھ فیض
حاصل کیا۔ اس کے بعد مہمند تشریف
لے گئے اور خواجہ ابو سعید مہمندی" کے
پاس گئے۔ پھر استر آباد میں پہنچ کر خواجہ
ناصر الدین استر آبادی" جو کہ عظیم
القدر اور کامل الولایت شیخ تھے اور شیخ
بایزید بسطامی" کی اولاد میں سے تھے کی
زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت
آپ کی عمر مبارک ۱۲۷ سال تھی اور
شیخ ابو الخیر" اور شیخ ابو الحسن خرقانی" کی
صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ اس کے
بعد غزنی میں آئے ! کچھ دن شمس
العارفین شیخ عبدالواحد غزنوی" جو کہ
شیخ نظام الدین ابو المؤید" کے پیر تھے کی
صحبت میں رہے۔ ان عالی مرتبت
حضرات کے علاوہ دیگر سینکڑوں اولیاء
اللہ اور مشائخ سے باطنی فیض حاصل کیا
اور جناب ربانی" سے ہندوستان کی
جانب روانہ ہوئے اور لاہور میں
مخدوم سید علی ہجویری" لاہوری کے
مزار پر انوار پر دو مہینے اعتکاف کیا اور
دس محرم ۵۶۰ ہجری کو دارالخیر اجمیر

شریف میں رونق افروز ہوئے۔ وہاں
پر جس شخص نے سب سے پہلے آپ
کے حلقہ ارادت میں داخلہ لیا وہ پیر سید
حسن خنگ سوار تھے۔ پہلے ان کا شیعہ
مذہب تھا پھر توبہ کرکے مرید ہوئے اور
اعلی درجات تک پہنچے۔

اس کے علاوہ حضرت علامہ رؤف احمدؒ جو کہ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلفاء کرام میں سے ایک ممتاز خلیفہ ہیں اپنی کتاب "درالمعارف" جو کہ حضرت غلام علی شاہؒ کے ملفوظات پر مشتمل ہے میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت ایشان ارشاد فرمودند کہ طالب رابیعت از شیوخ متعدد نمودن جائز است۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم بعد از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیعت نمودند بعد از وفات ایشان از عمر بن الخطاب مصافحہ بیعت کردند۔ وظاہر است کہ بیعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم از خلفا راشدین برائے انتظام اخرویہ بود نہ دنیویہ۔ پس از نیجا معلوم شد کہ تکرار بیعت جائز است در طریقت۔ (درالمعارف صفحہ ۱۱۱)

آپ نے ارشاد فرمایا کہ طالب حق کو کئی مشائخ سے بیعت کرلینا جائز ہے چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی ان کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خلفا راشدین سے یہ بیعت آخرت کے لحاظ سے تھی نہ کہ دنیاوی لحاظ سے پس اس طرح معلوم ہوا کہ بار بار بیعت کرنا طریقت میں جائز ہے۔

اسی طرح حضرت عمدۃ الاولیاء والعلماء وزبدۃ المشائخ صاحبزادہ علامہ غوث محمد جان صاحب" اپنی تصنیف "حجتہ السالکین فی ردالمنکرین" کے صفحہ ۹۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔

این بیان کہ درا ینجا نمودیم کہ مرید را نیست کہ در نزد دیگر مشائخ رود و کسب طریقت نماید بشرط آنکہ شیخ او کامل و مکمل باشد ہرگاہ بہمراہ شیخ ناقص و مقلد بیعت نمودہ باشد لازم است کہ خود را درنزد شیخ کامل و مکمل رساند در ہر ولایت کہ باشد و کسب طریقت رانزد آں بنماید تاکہ معرفت حق جل سلطانہ ویرا حاصل گردد و عمر خود را در نزد آن ناقص و مقلد ضائع نسازد ویا کسی کہ در طریقہ قادریہ و چشتیہ وغیرہما باشد اور الازم است کہ بلا توقف داخل طریقہ نقشبندیہ گردد واز شیخ اول کہ کامل باشد انکار بناید کرد۔ (حجتہ السالکین صفحہ ۹۵)

جو بات ابھی ہم نے بیان کی وہ یہ ہے کہ مرید کسی دوسرے شیخ کے پاس نہ جائے اور اس سے طریقت سیکھے بشرطیکہ اس کا شیخ کامل و مکمل ہو مگر جو شخص کسی ناقص پیر سے بیعت کرتا ہے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ کسی کامل و مکمل شیخ کے پاس جائے وہ جس بھی ولایت میں ہے اور اس سے طریقت سیکھے تاکہ اس کو اللہ جل سلطانہ کی معرفت حاصل ہو جائے اور اپنی عمر کو ناقص و مقلد پیر کے پاس ضائع نہ کرے اور اگر کوئی شخص قادریہ و چشتیہ وغیرہ سلسلے میں ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ بلا توقف نقشبندیہ سلسلہ میں داخل ہو جائے اور اپنے پہلے شیخ سے اگر وہ کامل ہے انکار نہیں کرنا چاہیے۔

یہ بات واضح ہے کہ سہروردیہ شریفہ' قادریہ شریفہ اور چشتیہ شریفہ کی سات شرائط پر اس زمانہ میں عمل کرنا امکان عادی سے خارج ہے تو شرط موجود نہ ہونے کی صورت میں مشروط (جوکہ درجات ولایت اور معرفت حق ہیں) مفقود ہی رہے گا اس لیے نقشبندیہ کے مشائخ کبار کی طرف رجوع کرنا لازم ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ تعدد شیخ کی تردید اس بات پر محمول ہے کہ مرید کا شیخ کامل اور مکمل ہو اور زندہ ہو اور عصر موجودہ کے لحاظ سے نقشبندی ہی ہو تو اس صورت میں دوسرے شیخ کیطرف رجوع کرنا تلاعب بالطریقت ہے اور اعراض شیخ ہے۔ اور تعدد شیخ کا اثبات اس صورت میں ہے جب مرید کا شیخ ناقص یا مقلد یعنی بے کمال سجادہ نشین ہو یا خلاف شریعت ہو یا کامل و مکمل ہو مگر مرید کے مکمل ہونے سے پہلے وفات پاجائے یا کامل مکمل قادری' چشتی' سہروردی ہو (چونکہ ان سلاسل کے مشائخ کے مریدین کے لیے سات شرائط ہیں کہ ان کے بجالانے کے بغیر مرتبہ کمال تک نہیں پہنچا جاسکتا اور وہ شرائط اس پر فتن دور میں امکان عادی سے خارج ہیں) تو ان تمام صورتوں میں کامل مکمل مشائخ نقشبندیہ کی طرف رجوع کرنا لازم ہے اور ان مذکورہ صورتوں میں تعدد شیخ جائز بلکہ واجب شرعی ہے کیونکہ مقصود معرفت حق ہے اور پیر صرف وسیلہ الی المقصود ہے تو وسیلہ کی حیثیت کے بغیر پیر کی بیعت میں رہنا اور معرفت حق سے اپنے آپ کو محروم رکھنا پیر پرستی اور شرک میں داخل ہے۔

نجانا اللہ سبحانہ و تعالی من هذه البلاء العظیم آمین بحرمة سید الانبیاء والمرسلین۔

اس کے علاوہ حضرت علامہ بدر الدین سرہندی" اپنی کتاب "حضرات القدس" کے صفحہ نمبر ۲۸۔۳۰ پر رقمطراز ہیں کہ امام ربانی" نے متعدد مشائخ سے متعدد سلاسل کا فیض حاصل کیا ہے۔ عبارت یہ ہے۔

وانتساب آن درسلسلہ چشتیہ بوالد خود
شیخ عبد الاحد است و والد ایشان را
انتساب بہ شیخ رکن الدین است---

الخ ۔۔۔ونیز حضرت ایشان را انتساب در سلسلہ قادریہ بدین طریق است کہ آنحضرت را انتساب بوالد خود بود ووے را بشیخ رکن الدین مذکور" ۔۔۔۔ ونیز حضرت ایشان را در سلسلہ قادریہ باوجود نظر قبولیت از حضرت شاہ کمال کیتھلی" انتساب بشاہ سکندر نبیرہ شاہ مشار الیہ است کہ باوجود پسر خود شاہ عماد خلافت بہ نبیرہ مذکور عنایت فرمودہ ۔۔۔۔ وانتساب آنحضرت قدس سرہ بسلسلہ عالیہ نقشبندیہ بتفصیل و تعدد طرق در صدر دفتر اول این کتاب ذکریا فتہ است۔

سلسلہ چشتیہ میں ان کی نسبت اپنے والد شیخ عبد الاحد سے ہے اور ان کے والد کی نسبت شیخ رکن الدین سے ہے۔۔۔۔۔اور سلسلہ قادریہ میں ان کی نسبت بھی اسی طرح ان کے والد سے ہے اور ان کی نسبت مذکورہ شیخ رکن الدین سے تھی۔۔۔۔نیز سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی" کی نظر قبولیت کے باوجود ان کی نسبت ان کے نواسے شاہ سکندر سے تھی حالانکہ انہوں نے خلافت اپنے بیٹے شاہ عماد" کے باوجود اپنے نواسے مذکورہ کو عنایت کی تھی۔۔۔۔اور آنحضرت قدس سرہ کی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں نسبت کی تفصیل اور تعداد اس کتاب کے درمیان میں دفتر اول میں بیان کردی گئی ہے۔

الغرض تعدد پیر ایک اجماعی اور متواتر امر ہے جو بعض صورتوں میں ناجائز ہے جبکہ مرید کا شیخ اکمل العصر ہو اور بعض صورتوں میں جائز ہے جب مرید کے شیخ کے علاوہ کوئی اور شیخ اکمل اور سلاسل متعددہ کا جامع مل جائے اور بعض صورتوں میں واجب ہے اور تعدد پر عمل نہ کرنا حرام بلکہ شرک اور پیر پرستی میں داخل ہوتا ہے۔ جبکہ مرید کا پیر مقلد یا ناقص ہو یا مرید کا شیخ کامل وفات پاجائے اور مرید مرتبہ کمال تک واصل نہ ہو۔

پس جن علماء کرام اور مشائخ عظام نے تعدد پیر کی تردید کی ہے ان کا تعلق قسم

اول سے ہے اور جن علماء مشائخ کرام نے تعدد شیخ ثابت کیا ہے ان کا تعلق موخر الذکر سے ہے گویا مطلقاً انکار یا مطلقاً اثبات جواز نہیں رکھتا بلکہ بعض صورتوں میں جائز بلکہ واجب ہے اور بعض صورتوں میں ناجائز اور تلاعب بالطریقت ہے۔

مسئلہ ثانیہ کی تحقیق یعنی متابعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سات درجے:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات شریف مکتوب نمبر ۵۴ دفتر ثانی میں رقمطراز ہیں۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے متابعت آن سرور ﷺ کہ سرمایہ سعادت دینیہ و دنیویہ است درجات و مراتب دارد۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دینی اور دنیاوی زندگی کا سرمایہ ہے اس کے درجے اور مرتبے ہیں۔

درجہ اولی: مر عوام اہل اسلام راست از اتیان احکام شرعیہ و متابعت سنت سنیہ بعد از تصدیق قلب و پیش از اطمنان نفس کہ بدرجہ ولایت مربوط است و علماء ظواہر و عباد و زہاد کہ معاملہ شان باطمینان نفس پیوستہ است ہمہ دریں درجہ متابعت شریک اند و در حصول صورت اتباع برابر اند۔ وچوں نفس دریں مقام از کفر و انکار خود نرستہ است لاجرم این درجہ مخصوص بصورت متابعت باشد این صورت

متابعت در رنگ حقیقت متابعت موجب فلاح و رستگاری آخرت است و منجی از عذاب نار است و مبشر بدخول جنت از کمال کرم انکار نفس را اعتبار ناموده بتصدیق قلب کفایت فرموده است و نجات رامربوط آن تصدیق ساختہ

پہلا درجہ : یہ اہل اسلام کے عام لوگوں کے لیے ہے شریعت کے احکام اور سنت کی پیروی پر عمل کرنا ہے نفس کی تسلی سے پہلے اور قلب کی تصدیق کے بعد ولایت کے درجہ سے مربوط ہے اور وہ تمام علمائے ظاہر اور عابد و زاہد لوگ جن کا معاملہ اطمینان نفس سے ملا ہوا ہے اطاعت کے اس درجہ میں شامل ہیں اور اتباع کی صورت کے حصول میں برابر ہیں جب تک اس مقام پر نفس اپنے کفر و انکار سے چھٹکارا نہ پالے لازماً متابعت کی صورت کا یہ مخصوص درجہ ہوگا۔ متابعت کی یہ صورت حقیقت میں آخرت میں فلاح و نجات دلانے والی متابعت ہے اور جہنم کے عذاب سے چھٹکارا دلاتی ہے اور جنت میں داخلے کی بشارت ہے کمال مہربانی سے نفس کے انکار پر اعتماد نہ کرکے قلب کی تصدیق کو کافی جان لیتی ہے اور نجات کو تصدیق سے مربوط کرلیتی ہے۔

میتوانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول
اے کہ درساختہ قطرہ بارانی را

اے بارش کے قطرے کو موتی میں تبدیل کرنے والے تو چاہے تو میرے آنسو کو قبولت سے مشرف کردے۔

درجہ دوئم: از متابعت متابعت اقوال و اعمال اوست کہ بباطن تعلق دارد۔ از تہذیب اخلاق ودفع رذائل صفات و ازالہ امراض باطنہ و علل معنویہ کہ بمقام طریقت متعلق اند این درجہ اتباع مخصوص بارباب سلوک است کہ طریقہ صوفیہ راازشیخ مقتدا اخذ نمودہ بوادی و مفاوز سیر الی اللہ راقطع می نماید۔

دوسرا درجہ: یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور اعمال کی پیروی ہے اس کا تعلق باطن سے ہے۔ اس سے اخلاق کی تہذیب ہوتی ہے بری عادتیں دور ہوجاتی ہیں اور باطنی بیماریاں زائل ہوجاتی ہیں معنوی اسباب کا پتہ چلتا ہے کہ جن کا تعلق طریقت کے مقام سے ہے۔ اتباع کا یہ درجہ ارباب سلوک کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ صوفیاء کے اس راہ کو جو پیر رہنما کے ذریعہ حاصل کیا ہوتا ہے وہ سیر الی اللہ کی وادی اور نجات سے الگ کردیتا ہے۔

درجہ سوئم: از متابعت اتباع احوال و ازواق و مواجید آن سرور ﷺ است کہ بمقام ولدیت خاصہ تعلق دارند۔ این درجہ مخصوص بارباب ولایت است کہ مجذوب سالک باشند یا سالک مجذوب وچون مرتبہ ولایت بانجام رسید نفس مطمعنہ گشت واز طغیان وسرکشی باز ماند واز انکار باقرار واز کفر بہ اسلام آمد بعد ازین ہرچہ در متابعت کوشد حقیقت متابعت خواہد بود اگر نماز او مینماید حقیقت متابعت بجای

آرد و اگر صوم است ہمین حکم است واگر زکوۃ است ہمین نمط است وعلی ھذا القیاس واتیان جمیع احکام شرعیہ حقیقت اتباع کائن است۔

تیسرا درجہ: اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و اذواق و مواجید کے اتباع کی پیروی ہے۔ جن کا تعلق ولایت خاصہ کے مقام سے ہے۔ یہ درجہ ارباب ولایت سے مخصوص ہے جس میں مجذوب سالک ہوتے ہیں یا سالک مجذوب۔ اور جب ولایت کا مرتبہ پورا ہوجائے تو نفس مطمئن ہوجاتا ہے سرکشی سے رک جاتا ہے انکار سے اقرار میں اور کفر سے اسلام میں آجاتا ہے۔ اس کے بعد اطاعت میں جو بھی کوشش کرتا ہے وہ حقیقی اطاعت ہوتی ہے اگر نماز پڑھے تو حقیقی اطاعت ہے اگر روزہ رکھے تو یہی بات ہے اور اگر زکوۃ دے تو بھی یہی طریقہ ہے وعلی ھذا القیاس اور تمام شرعی احکام پر عمل کامل اطاعت کی حقیقت ہے۔

سوال: حقیقت نماز و روزہ بچہ معنی است نماز و روزہ افعال مخصوصہ است۔ اگر آن افعال چنانچہ فرمودہ است ادا یا بد حقیقت ادا یافتہ باشد صورت چہ بود و حقیقت ورآئے آن چہ باشد؟

سوال: نماز اور روزہ کی حقیقت کیا ہے کیا نماز اور روزہ مخصوص افعال ہیں؟ اگر وہ افعال جیسا کہ فرمائے گئے ہیں ادا ہوں گے یا ادا یافتہ ہوں گے کیا صورت ہوگی اور اس کے پس پشت کیا حقیقت ہوگی؟

الجواب : مبتدی جو نفس امارہ دارد کہ بالذات منکر احکام سماویست اتیان احکام شرعیہ از وے باعتبار صورتست۔ و منتہی راچون نفس مطمئنہ گشتہ و برضا و رغبت قبول احکام شرعیہ نمودہ اتیان احکام از وے باعتبار حقیقت است مثلاً منافق و مسلم ہر دو نماز ادامی نمایند۔ منافق چوں انکار باطن دارد صورت نماز بجامی آرد۔ و مسلم بواسطہ انقیاد باطن بہ حقیقت نماز متجلی است۔ پس صورت و حقیقت باعتبار انکار و اقرار باطن است۔ این درجہ یعنی درجہ اطمینان نفس و اتیان حقیقت اعمال صالحہ کہ بعد از حصول کمالات ولایت خاصہ کہ بدرجہ سوم متعلق است حاصل بگردد۔

جواب: مبتدی جو نفس امارہ رکھتا ہے بالذات آسمانی احکام کا منکر ہے احکام شرعیہ پر اس کا عمل باعتبار صورت ہوتا ہے اور منتہی جس کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے احکام شرعیہ کو برضا و رغبت قبول کرتا ہے لہٰذا اس کا احکام پر عمل باعتبار حقیقت ہوتا ہے مثلاً منافق اور مسلمان دونوں نماز ادا کرتے ہیں۔ منافق چونکہ باطن سے انکار کرتا ہے تو وہ نماز ظاہری صورت میں ادا کرتا ہے اور مسلمان باطنی قید کے واسطہ سے نماز کی حقیقت کے ساتھ تجلی یافتہ ہوتا ہے پس صورت اور حقیقت باطن کے انکار یا اقرار کے اعتبار سے ہے یہ درجہ یعنی نفس مطمئنہ کا درجہ اور اعمال صالحہ پر حقیقی عمل کا درجہ ولایت خاصہ کے کمالات کے حصول جن کا تعلق درجہ سوم سے ہے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

درجہ چہارم: از متابعت در درجہ اولی صورت این متابعت بودہ و اینجا حقیقت اتباع است این درجہ چہارم از اتباع مخصوص بعلماء راسخین است شکر اللہ تعالی سعیہم کہ بعد از اطمینان نفس بدولت حقیقت متابعت متحد اند اولیاء

چوتھا درجہ : پہلے درجہ میں اطاعت سے اس درجہ میں اطاعت کی صورت بنتی ہے اور یہاں اتباع کی صداقت ہے یہ چوتھے درجہ کی اطاعت علمائے راسخین کے ساتھ مخصوص ہے۔ (شکر اللہ تعالیٰ سعیہم) کہ نفس کے مطمئن ہو جانے کے

الله را ہرچند نحوے از اطمینان نفس بعد از تمکین قلب حاصل است اما کمال اطمینان مرنفس را در تحصیل کمالات نبوت حاصل است کہ علما راسخین را ازان کمالات بطریق وراثت نصیب است۔ پس علماء راسخین بواسطہ کمال اطمینان نفس بحقیقت شریعت متحقق باشند۔ ودیگراں چون این کمال ندارند گاہے بصورت شریعت متلبس اند وگاہے بحقیقت شریعت متحقق علامتے از برائے علماء راسخین بیان می کنم تاہر ظاہر دانے دعوی سروخ ننماید و امارہ خود رامطمئنہ نہ انگارد۔ عالم راسخ کسے است کہ اورا از تاویل متشابہات کتاب و سنت نصیب است واز اسرار حروف مقطعات اوائل سور قرآنی بہرہ دار و تاویل متشابہات از جملہ اسرار غامضہ است۔ خیال نکنی کہ دررنگ تاویل ید بقدرت است و تاویل وجہ بذات کہ آن ناشی از علم ظاہراست باسرار کار ندارد۔ اصحاب این اسرار پیغمبر اند۔ واین رموزات اشارات معاملات ایشان است۔ وبہ تبعیت ووراثت این بزرگواران ہرکرا باین دولت عظمی مشتد

بعد اطاعت کی حقیقت کی نعمت پر متحد ہیں۔ اولیاء اللہ کو اگرچہ اطمینان نفس کے ذریعے سے دل کی طاقت حاصل ہو جاتی ہے لیکن نفس کے انتہائی اطمینان کے لیے نبوت کے کمالات کا حصول ضروری ہے کیونکہ علماء راسخین کو ان کمالات سے وراثت کے طور پر حصہ ملتا ہے پس علمائے راسخین اطمینان نفس کے کمال کے ذریعے سے شریعت کی حقیقت پر پختہ یقین رکھتے ہیں اور چونکہ دوسروں کو یہ کمال حاصل نہیں ہوتا لہذا کبھی وہ شریعت کی صورت پر مشتبہ ہوتے ہیں اور کبھی شریعت کی حقیقت پر یقین رکھتے ہیں۔ علمائے راسخین کی علامت بیان کرتا ہوں تاکہ ہر ظاہردار رسائی کا دعوی نہ کرے اور اپنے امارہ کو مطمئنہ نہ سمجھے عالم راسخ کون ہے؟ وہ ہے جو کتاب و سنت کے متشابہات کی تاویل کرسکتا ہے اور قرآنی سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات کے راز سے آگاہ ہے اور متشابہات کی تاویل تمام پیچیدہ رازوں میں سے ہے یہ خیال نہ کر کہ ہاتھ کی تاویل کا انداز قدرت سے ہے اور چہرہ کی تاویل ذات سے ہے۔

سازند۔ حصول این درجہ متابعت کہ منوط باطمینان نفس است و وصول بحقیقت متابعت صاحب ﷺ شریعت است گاہ ہست کہ بے توسط فنا وبقاو بے توسل سلوک وجذبہ میسر گردد و تواند بود کہ از احوال و مواجید واز تجلیات و ظہورات ہیچ درمیان نباشد و این دولت نقد وقت بود لیکن از راہ ولایت باین دولت رسیدن اقربست ازانکہ براہ دیگر برسد و آن راہ دیگر بزعم این فقیر التزام متابعت سنت سنیہ است علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ۔ واجتناب از اسم ورسم بدعت تاز بدعت حسنہ در رنگ بدعت سیئہ احتراز ننماید بوے ازیں دولت بمشام جان او نرسد۔ واین معنی امروز متعسر است کہ عالم دردریائے بدعت غرق گشتہ است وبظلمات بدعت آرام گرفتہ کرا مجال است کہ دم از رفع بدعت زندہ و باحیائے سنت لب کشاید۔ اکثر علماء این وقت رواج دہندہائے بدعت اند و محو کنندہائے سنت۔ بدعتہائے پہن شدہ راتعامل خلق دانستہ بجواز بلکہ استحسان آن فتوی

کہ اس کی بنیاد علم ظاہر سے ہے اور رازوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ان رازوں کے جاننے والے پیغمبر ہوتے ہیں اور ان رموز و اشارات کا تعلق ان کے معاملات سے ہے اور ان بزرگوں کی اطاعت اور وراثت سے ہر کسی کو اس عظیم دولت سے ہدایت ملتی ہے۔ اطاعت کا یہ درجہ کہ جس کا انحصار نفس کے اطمینان پر ہے اور پیغمبر اسلام ﷺ کی اطاعت کی حقیقت کے ساتھ وصول پر ہے کبھی یہ ہوسکتا ہے کہ فنا و بقا کے واسطہ کے بغیر اور سلوک و جذبہ کے وسیلہ کے بغیر (یہ رتبہ) مل جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ احوال و مواجید اور تجلیات و ظہورات کے درمیان کچھ بھی نہ رہے اور یہ دولت وقت کا سرمایہ بن جائے لیکن ولایت کے راستے سے اس دولت (یا نعمت) تک پہنچنا قریب ہے بجائے اس کے کہ دوسرے راہ سے پہنچے۔ اور یہ دوسرے راستہ اس فقیر کے خیال میں سنت رسول ﷺ کی پیروی کو لازم کرنا ہے۔ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ۔ اور جو بدعت کے نام

می دہند و مردم را بدعت دلالت می نمایند۔ چہ می گویند اگر ضلالت شیوع پیدا کند و باطل متعارف شود و تعامل گردد مگر نمی دانند کہ تعامل دلیل استحسان نیست تعاملے کہ معتبرات ہمانست کہ از صدر اول آمدہ است یا باجماع جمیع مردم گشتہ۔ کما ذکر فی الفتاوی الغیاثیہ قال الشیخ الامام الشہید رحمہ اللہ سبحانہ لاناخذ باستحسان مشائخ بلخ وانما ناخذ بقول اصحابنا المتقدمین رحمھم اللہ سبحانہ لان التعامل فی بلدۃ لایدل علی الجواز وانما یدل علی الجواز مایکون علی الاستمرار من الصدر الاول لیکون ذلک دلیلا علی تقریر النبی ﷺ ایاھم علی ذلک فیکون شرعا عنہ واما اذا لم یکن کذلک

اور رسم سے اجتناب نہیں کرتا اور جو اچھی اور بری بدعت سے احتراز نہیں کرتا تو اس (نعت کی) خوشبو اس کے مشام جان تک نہیں پہنچتی اور آج یہ مطلب سمجھانا بڑا مشکل ہے کیونکہ ساری دنیا بدعت کے دریا میں غرق ہو چکی ہے اور بدعت کے اندھیرے میں آرام کر رہی ہے کس کی مجال ہے کہ بدعت کو چھوڑ کر سانس بھی لے اور سنت کے احیاء کے لیے بات کرے۔ آجکل کے اکثر علماء بدعت کو رواج دینے والے ہیں اور سنت کو مٹانے والے ہیں۔ اس پھیلی ہوئی بدعت پر مخلوق کے عمل کے جواز بلکہ خوبی پر فتوی دیتے ہیں اور لوگوں کو بدعت کی دلیلیں دیتے ہیں آپ کیا کہیں گے؟ اگر گمراہی رواج پا جائے اور جھوٹ عام ہو جائے اور اس پر عمل کیا جائے؟ مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ عمل خوبی یا اچھائی کی دلیل نہیں ہے معتبر عمل وہ ہوتا ہے جو پہلے بزرگ (نبی) سے ملا ہو یا تمام لوگوں نے باالاجماع قرار دیا ہو۔ جیسا کہ فتاوی الغیاثیہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ شیخ امام شہید رحمتہ اللہ

لایکون فعلهم حجة الا
اذا کان ذلک من
الناس کافة فی
البلدان کلها لیکون
اجماعا والاجماع
حجة الا تری انهم لو
تعاملوا علی بیع الخمر
وعلی الربوا لایفتی
بالحل۔ وشک نیست کہ علم تبعامل
کافہ انام وبعمل جمیع بلدان از حیطہ بشر
خارج است باقی ماند تعامل صدر اول کہ
فی الحقیقت تقریر است ازان سرور
ﷺ وراجع است بسنت او بدعت
کجا است وحسن بدعت کدام اصحاب
کرام را در حصول جمیع کمالات صحبت
خیر البشر ﷺ کافی بودہ واز علماء سلف
ہر کہ بدولت رسوخ مشرف گشتہ است
بی آنکہ اختیار طریق صوفیہ نماید و
سلوک وجذبہ قطع مسافت کند بواسطہ
التزام متابعت سنت سنیہ است واجتناب
از بدعت نامرضیہ۔ اللهم ثبتنا
علی متابعة السنة
وجنبنا عن ارتکاب
البدعة بحرمة

نے فرمایا کہ ہم بلخ کے مشائخ کی
اچھائیوں (پسندیدہ عمل) کو اختیار نہیں
کرتے اور بے شک ہم متقدمین
اصحاب رحمتہ اللہ کے قول کو اختیار
کرتے ہیں کیونکہ کسی شہر میں لوگوں کا
کسی بات پر عمل پیرا ہونا اس کے جواز
کی دلیل نہیں ہے بلکہ اس کے جواز کی
دلیل یہ ہے کہ اس پر صدر اول سے
ہیشگی کے ساتھ عمل رہا ہو۔ اس پر
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف سے برقرار رکھنا دلیل ہوگی تو
اس طرح یہ کام نبی علیہ السلام سے
مشروع ہوگا اگر ایسی بات (طریقہ رسول
ﷺ) نہ ہوگی تو ان کا عمل دلیل نہ
ہوگا۔ سوائے اس بات کے کہ جب
تمام لوگ تمام شہروں میں عمل کریں تو
یہ اجماع (امت) ہوگا اور اجماع
(امت) دلیل ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا اگر
وہ شراب اور سود کے کاروبار پر
عملدرآمد کریں تو (اس طرح) اس کے
حلال ہونے کا فتوی نہیں دیا جاسکتا اور
اس میں شک نہیں کہ تمام لوگوں کے
عمل کا علم اور تمام شہروں کے لوگوں کا

صاحب السنة علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام والتحیۃ

عمل انسان کے احاطہ (شعور) سے باہر ہے باقی رہا صدر اول (نبی اکرم ﷺ) کا عمل جو فی الحقیقت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور ان کی سنت سے متعلق ہے بدعت کہاں ہے اور احسن بدعت کونسی ہے؟ صحابہ کرامؓ کو تمام کمالات حاصل کرنے کے لیے خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہی کافی تھی اور اسلاف کے علماء میں ہر ایک رسوخ کی دولت سے مشرف ہو گیا تھا اس لیے کہ صوفیاء کا طریقہ اختیار کیا تھا اور سنت سنیہ کی اتباع کو لازمی قرار دینے کے وسیلہ سے سلوک و جذبہ کی منزل طے کر لی تھی۔ اور ناپسندیدہ بدعت سے اجتناب کیا تھا۔ اے اللہ ہم کو سنت (رسول ﷺ) کی اتباع پر ثابت قدم رکھ اور بدعت کا مرتکب ہونے سے بچا لے۔ صاحب سنت صلی اللہ علیہ وآلہ والصلوۃ والسلام والتحیۃ

درجہ پنجم: از متابعت در اتباع کمالات آن سرور ﷺ است کہ علم و عمل را در حصول آن کمالات مدخلے نیست بلکہ حصول آن ہا مربوط محض فضل و احسان خداوندیست جل سلطانہ واین درجہ بس عالیست درجات سابق را بان ساے نیست این کمالات بالاصالہ مخصوص بانبیاء علیہم السلام اولوالعزم است و بہ تبعیت و وراثت تا کرا باین دولت مشرف سازند۔

پانچواں درجہ: یہ درجہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کی اتباع میں ہے۔ اس درجہ کے حصول میں علم و عمل کا کوئی دخل نہیں ہے بلکہ اس کا حصول صرف اور صرف خداوند تعالیٰ کے فضل و احسان کا مرہون منت ہے یہ درجہ بہت بلند ہے اور پچھلے درجات اس کی بنیاد نہیں ہیں۔ یہ کمالات اصل میں بلند رتبہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہیں۔ متابعت اور وراثت سے کسی کسی کو یہ دولت نصیب ہوتی ہے۔

درجہ ششم: از متابعت اتباع آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم است در کمالاتیکہ مخصوص بمقام محبوبیت آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ در درجہ پنجم افاضہ کمالات بمجرد فضل واحسان بودہ درین درجہ ششم افاضہ کمالات آں بمجرد محبت است کہ فوق تفضل و احسانست ازین درجہ متابعت نیز اقل قلیل را نصیب است۔ این پنج درجہ متابعت غیر از درجہ اولی ہمہ بمقامات عروج تعلق دارند و حصول اںنہا بصعود مربوط است۔

چھٹا درجہ: یہ درجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوتا ہے کمالات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محبوبیت سے مخصوص ہے چنانچہ پانچویں درجہ کے کمالات کا فیض تنہا فضل و احسان سے ہوتا ہے جبکہ چھٹے درجہ کے کمالات کا فیض صرف محبت سے ہے جو کہ فضل و احسان سے بالا ہے۔ متابعت کا یہ درجہ چند ایک کو نصیب ہوتا ہے۔ پہلے درجہ کے علاوہ باقی پانچوں متابعت کے درجوں کا تعلق عروج کے مقامات سے ہے اور ان کا

درجه هفتم: از متابعت آنست که تعلق بنزول وهبوط دارند واین درجه سابع از متابعت جامع جمع درجات سابق است زیراکه درین موطن نزول هم تصدیق قلب است وهم تمکین قلب وهم اطمینان نفس است۔ وهم اعتدال اجزا قالب که از طغیان وسرکشی باز مانده اند درجات سابق گویا اجزاء این متابعت بوده اند.واین درجه همچون کل است مرآن اجزارادرین مقام تابع به متبوع به نحے شباهت پیدا می کند که گویا اسم تبعیت از میان میخزد وامتیاز تابع و متبوع زائل می گردد چنانچه متوهم می شوده.تابع در رنگ متبوع هرچه میگردد از اصل میگرد گویا هر دواز یک چشمه آب میخورند وهردو آغوش یک کنار اند وهردو در یک بستراند وهردو در رنگ شیر و شکر اند۔ تابع کجا و متبوع کدام و تبعیت کرا۔ در اتحاد نسبت نسبت تغائر گنجائش ندارد۔ عجب معامله است درین مقام هرچند بامعان نظر مطالعه مینماید نسبت تبعیت هیچ ملحوظ و منظور نمی گردد وامتیاز تابعیت و متبوعیت اصلاً

حصول بلندی سے تعلق رکھتا ہے۔

ساتواں درجہ: یہ اطاعت کا وہ درجہ ہے کہ جس کا تعلق نزول و پستی سے ہے اور یہ ساتواں درجہ پچھلے تمام درجوں کا مجموعہ یا نچوڑ ہے کیونکہ اس مقام میں نزول بھی دل کی تصدیق اور عزت ہے اور نفس کا اطمینان ہے اور وجود کے اجزا سرکشی و طوفان سے ہٹ کر اعتدال پر آجاتے ہیں پچھلے درجات اس اطاعت کے گویا اجزا ہیں اور یہ درجہ پھول کی مانند ہے اس مقام میں اجزا کی تابع اور متبوع کے طریقے میں مشابہت پیدا ہو جاتی ہے گویا متابعت کا نام درمیان سے نکل جاتا ہے اور تابع اور متبوع کا فرق مٹ جاتا ہے چنانچہ یہ گمان ہوتا ہے کہ تابع، متبوع کے رنگ میں ڈھل جاتا ہے اور دونوں ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے ہیں اور دونوں ہم آغوش ہو جاتے ہیں اور دونوں ایک بستر پر ہوتے ہیں اور دنوں باہم مل جاتے ہیں کونسا تابع کہاں کا متبوع اور کیسی متابعت! دونوں میں اس قدر ملاپ ہوتا ہے کہ غیریت کی ذرہ بھر گنجائش نہیں ہوتی عجیب معاملہ ہے کہ اس مقام پر ظاہراً کچھ دکھائی دیتا ہے مگر

مشهود نمی شود۔ این قدر هست که خود را طفیلی می داند و وارث نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود می یابد مانا کہ تابع دیگر است و طفیلی و وارث دیگر ہرچند ہمہ در قطار تبعیت اند ظاہرا در تابع حیلولت متبوع درکار است و در طفیلی و وارث حیلولتے درکار نیست۔ تابع اولش خوراست و طفیلی جلیس ضمنی۔ بالجملہ ہر دولتے کہ آمدہ است از برائے انبیاء آمدہ است سعادت امتانست کہ بطفیل انبیاء علیہم السلام ازان دولت بہرہ یابند و اولش ایشان تناول نمایند۔

اطاعت کا قطعاً نہ کوئی لحاظ رکھا جاتا ہے نہ منظور کیا جاتا ہے تابع اور متبوع کا امتیاز بالکل دکھائی نہیں دیتا۔ اس قدر ضرور ہے کہ خود کو طفیلی جانتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث پاتا ہے تابع الگ ہوتا ہے اور طفیلی اور وارث الگ ہوتا ہے اگرچہ تمام اطاعت کی قطار میں ہوتے ہیں ظاہری طور پر تابع کو متبوع کی حیلولت درکار ہے جبکہ طفیلی و وارث کو درکار نہیں تابع اس کا پہلا سورج ہے اور طفیلی اس کا ذیلی ساتھی بہرحال جو بھی دولت (نعمت) آئی ہے انبیاء کے لیے آئی ہے۔ ان کی امتوں کی یہ خوش نصیبی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ سے اس نعمت سے بہرہ یاب ہوئے ہیں اور اس کو جذب کر لیتے ہیں۔

در قافلہ کہ اوست دانم نرسم
این بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم

وہ جس قافلے میں ہے میں جانتا ہوں مگر پہنچ نہیں سکتا صرف دور سے اس کی گھنٹی کی آوازیں آتی ہیں۔

تابع کامل کسے است کہ باین ہفت درجہ متابعت متحلی شود و آنکہ بعضے از درجات متابعت دارد و بعضے ندارد تابع فی الجملہ است علی تفاوت الدرجات

علماء ظواہر بدرجہ اولی خوش اند۔ کاش آن درجہ راہم سرانجام بدہند متابعت رامقصود برصورت شریعت داشتہ اند۔ واورائے آن امرے دیگر نہ انگاشتہ طریقہ صوفیہ راکہ وسیلہ حصول درجات متابعت است بیکار تصور نمودہ اند واکثر شان پیرو مقتدائے خودراغیراز ہدایہ وبزدومی ندانستہ اند۔

مکمل تابع کون ہوتا ہے؟ وہ ہوتا ہے جو ان ساتوں اطاعت کے درجوں سے سنور جاتا ہے اور وہ ان درجات میں کچھ کی اتباع کرتا ہے اور کچھ کی نہیں تو درجات کے فرق کے لحاظ سے وہ تھوڑا تابع ہوتا ہے علماء ظواہر پہلے درجہ پر ہی خوش رہتے ہیں کاش وہ باقی درجات بھی حاصل کریں۔ انہوں نے متابعت (اطاعت) کو شریعت تک محدود کردیا ہے اور اس کے علاوہ کوئی امر نہیں جانتے۔ صوفیا کے طریقہ جو متابعت کے درجات کے حصول کا وسیلہ ہے کو بیکار جانتے ہیں اور ان میں سے اکثر اپنے پیر اور پیشوا کو غیرہدایت یافتہ اور نامقرب سمجھتے ہیں۔

چون آن کرمے کہ درسنگے نہاں است
زمین و آسمان او ہماں است

وہ کیڑا جو کسی پتھر کے اندر رہتا ہے تو اس کی ساری کائنات اسی تک محدود ہوتی ہے۔

مسئلہ ثالثہ کی تحقیق کہ یہ فقیر اپنے شیخ مبارک کی گواہی سے کامل مکمل پیر ہے:

یہ تحدیث بالنعمۃ کا معاملہ ہے ورنہ اس فقیر کو ذوق کے لحاظ سے تمام دنیا میں اپنے آپ سے زیادہ ذلیل کوئی اور شخص نظر نہیں آتا۔ عبدیت کے مقام سے سرفراز اولیاء کرام کو ذوق کے لحاظ سے کافر فرنگ بھی اپنے آپ سے بہتر نظر آتا

ہے یہ صرف علم ذوق کے لحاظ سے ہے عقیدہ کے لحاظ سے نہیں۔ انبیاء کرام اگر اپنی نبوت لوگوں پر نہ ظاہر کرتے تو وہ کس طرح مستفید ہوتے؟ اسی طرح اگر اولیاء کرام جو کہ وارثین نبوت ہیں اگر اپنی ولایت ظاہر نہ کریں تو مسترشدین (طالبین) ان کے فیوض عالیہ سے محروم رہیں گے۔ واما بنعمتہ ربک فحدث (سورہ الضحیٰ آیت ۱۱) "اور اپنے رب کی نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہا کیجیے۔" کا حکم اس معاملہ پر گواہ ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اپنے رسالہ "ارشاد الطالبین" میں تحریر فرماتے ہیں۔

فصل - کاملان راہم طلب مزید لازم است قناعت در طلب قرب خدا تعالی ہیچگاہ نشاید از جانب الٰہی سوال کند چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میگفت "رب زدنی علما" یعنی اے پروردگار زیادہ کن مرا علم۔ ودر مجاہدہ قصور وفتور نکند کہ تاجان باقی است مجاہدہ باقی است حق تعالی میفرماید۔

کاملوں کو مزید طلب کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کی طلب پر قناعت ہرگز نہ کریں بلکہ اس کے لیے خدا سے سوال کرتے رہنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے۔ "رب زدنی علما" یعنی اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔ ریاضت میں کوئی کمی یا نقص نہیں آنا چاہیے کیونکہ جب تک جان باقی ہے ریاضت بھی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین (سورہ الحجر آیت ۹۹) یعنی عبادت کن (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پروردگار خود را تا آید ترا موت۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم قیام لیل می کرد تاکہ ہردو پائے
مبارک او ورم می کرد و مردم میگفتند
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد
غفر اللہ لک ماتقدم من
ذنبک وما تاخر یعنی بدرستیکہ
بخشید ترا خدا گناہان ترا اولین و آخرین
مراد از گناہ ترک اولی است۔ فرمود
اولا اکون عبدا شکورا
آیا نباشم من بندہ کمال شکر کنندہ۔

واعبد ربک حتی
یاتیک الیقین۔ ترجمہ
(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب
کی عبادت کرتے رہیے یہاں تک کہ
آپ ﷺ کو موت آجائے۔ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر
قیام کرتے تھے کہ آپ کے پاؤں
مبارک سوج جاتے لوگوں نے آپ
سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قد غفر اللہ لک
ماتقدم من ذنبک وما
تاخر (ترجمہ: جب اللہ تعالی نے
آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ بخش
دیے ہیں پھر بھی آپ گناہوں سے اس
قدر بچتے ہیں۔ (گناہ سے مراد ترک
اولی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ اولا اکون عبدا
شکورا (ترجمہ: کیا میں خدا کا سب
سے زیادہ شکر ادا کرنے والا بندہ نہ
بنوں؟)

مسئلہ: کامل اگر کسی کامل تر از خود بیند
باید کہ از وے اخذ فیض کند بلکہ کمتر از
خصوصیتی از فضیلتی بیند باید کہ آن ہم
طلب کند۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام از

خضر علیہ السلام سوال کرد و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را درود آموخت

اللھم صلی علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم یعنی الہی رحمت بفرست بر محمد ﷺ و بر ال محمد ﷺ او چنانچہ رحمت فرستادے بر ابراہیم علیہ السلام و آل ابراہیم علیہ السلام۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ میفرماید کہ مبدا تعین محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوبیت صرفہ است و مبدا تعین ابراہیم خلت کہ پایہ تعین محمد ﷺ نیست صاحب ولایت محمدی ﷺ را ولایت ابراہیمی ضرورست کہ زینہ پایہ وی مست لیکن چون محبوبیت صرفہ می خواہد کہ محبوب بر زینہ پایہ توقف ننماید و در مقام خلت

مسئلہ: کوئی کامل اگر اپنے سے زیادہ کامل کو دیکھے تو چاہیے کہ اس سے فیض حاصل کرے بلکہ اپنی خاص بات کو کمتر جانے دوسرے میں فضیلت دیکھے تو اس کی بھی طلب کرے چنانچہ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے سوال کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سیکھا۔ **اللھم صلی علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم** یعنی اے اللہ حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی اولاد پر رحمت بھیج جس طرح کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر رحمت بھیجی۔

هم فضیلتے عظیم است۔ گو کہ زینہ پایہ از
محبوبیت صرفہ است۔ رب العالمین
خواست کہ تفصیل مقام خلت ہم بعضے
پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم واتباع
اوکنند۔ تا آن منصب عالی زیر نگین
آن سرور محبوبان باشد۔ فان
العبد وما فی یدہ ملک
لمولاہ۔ یعنی غلام یا آنچہ دردست
اوست ملک خداوند اوست حق تعالی
بعد از ہزار سال این دعا مستجاب
گرداند حضرت مجدد را کہ یکے از
اتباع آن سرورست بدولت متابعت
آن سرور علیہ الصلوۃ والسلام باین
سرفراز کردہ نافہمان باین سخن آنحضرت
اعتراض میکنند۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ مبدا تعین حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی نفع بخش محبوبیت
ہے اور مبدا تعین حضرت ابراہیم علیہ
السلام کی دوستی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کی پایہ تعین ہے۔ حضرت محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کی ولایت والے کو
ابراہیم علیہ السلام کی ولایت کی
ضرورت ہے کہ اس کے قدم کا زینہ
ہے لیکن نافع محبوبیت چاہتی ہے کہ
محبوب زینہ پر قدم ٹھہرائے نہ رکھے
اور دوستی کے مقام کی فضیلت بہت
عظیم ہے حالانکہ قدم کا زینہ نافع
محبوبیت کی وجہ سے ہے۔ رب العالمین
نے چاہا کہ دوستی کے مقام کی کیفیت
بعض پیروکاران محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر واضح ہو اور وہ اس کی اتباع کریں
تاکہ یہ بلند رتبہ حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیاروں کے ماتحت
ہو جائے۔ فان العبد وما فی
یدہ ملک لمولاہ یعنی بندہ
اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالی
کی ملکیت ہے ایک ہزار سال کے بعد یہ
دعا قبول ہوئی اور حضرت مجدد الف

ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اس متابعت کے طفیل اس رتبے پر سرفراز کر دیا گیا لیکن ناسمجھ لوگ آپ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

دن کے وقت اگر الو کو دکھائی نہیں دیتا تو اس میں سورج کی روشنی کا کیا قصور ہے۔

ترمذی وابن ماجہ از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت می کند فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمة الحکمة ضالة المؤمن فحیث وجدھا فھو احق بھا یعنی سخن دین گم کردہ مومن است ہرجا کہ یابد پس وے لائق تراست برفتن آن۔

ترمذی اور ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلمة الحکمة ضالة المؤمن فحیث وجدھا فھو احق بھا۔ یعنی دانائی کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے اسے جہاں سے ملے اس کے حاصل کرنے کا وہ زیادہ حقدار ہے۔

مسئلہ: اولیائے کامل کہ قدرت ارشاد و تکمیل داشتہ باشد آنہا را باید کہ بامردم فائدہ عرض کنند تا مردم از انہا طلب فیض کنند و از طعن و انکار مردم پاک ندارند۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمود لایزال فی امتی امة قائمة بامر اللہ

لا یضرھم من خذلھم و لا من خالفھم یعنی ہمیشہ باشد از امتے من جماعت ایستادہ بکار خدا یعنی برائے ہدایت خلق و ترویج دین و ضرر نکند اگر کسی مدد گاری شان نکند یا مخالفت شان کند دعوت خلق سوئی حق سنت انبیاء ست و اولیاء بہ نیابت انبیاء این کاری کنند۔ این منصب عظمی را برائے انکار سفیہان ترک ندہند۔ حق تعالی میفرماید۔ فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاء وابالبینٰت والزبر والکتب المنیر (سورہ آل عمران آیت ۱۸۴) یعنی اگر تکذیب کنند ترا مردم پس غم مخور بدرستیکہ تکذیب کردہ شدہ اند رسولان پیش از تو حالانکہ آوردہ بودند شواہد النبوت معجزات کتابہائے روشنی بخش۔

مسئلہ: وہ اولیائے کامل جو ارشاد اور تکمیل کی طاقت رکھتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ لوگوں سے فائدہ کی باتیں کریں تاکہ لوگ ان سے فیض طلب کریں اور وہ لوگوں کے طعنوں اور انکار سے نہ ڈریں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لایزال فی امتی امہ قائمہ بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم و لا من خالفھم یعنی میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ خدا کے کام کے لیے تیار رہے گی جو لوگوں کو ہدایت اور دین کی ترویج کا کام کرتی رہے گی اگر کوئی ان کا ساتھ نہ دے یا ان کی مخالفت کرے تو وہ اس کو ضرر نہیں پہنچاتے لوگوں کو حق کی دعوت دینا انبیاء کی سنت ہے اور اولیاء انبیاء کے نائب بن کر یہ خدمت انجام دیتے ہیں وہ لوگ اس عظیم خدمت کو نادانوں کے انکار کی بناء پر چھوڑ نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاء وابالبینٰت والزبر والکتب المنیر

یعنی اگر یہ لوگ آپ کا انکار کرتے ہیں تو غم نہ کیجیے کیونکہ ان لوگوں نے آپ سے پہلے آنے والے رسولوں کی بھی تکذیب کی تھی حالانکہ وہ نبوت کی دلیلیں معجزات اور ہدایت دینے والی کتابیں بھی لائے تھے۔

حدیث : فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم ان اللہ وملئکتہ واھل السموت والارض حتی النملۃ فی حجرھا وحتی الحوت فی الماء یصلون علی معلم الناس الخیر (رواہ ترمذی عن ابی امامتہ الباہلی) یعنی فضیلت عالم برعابد مثل فضیلت من است بر ادنائی شما خدا تعالی و فرشتگان و اہل آسمان و زمین حتی کہ مورچہ در حجر و ماہی در آب بر معلم مردمان بالخیر درودی فرستند۔

حدیث : فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم ان اللہ وملئکتہ واھل السموت والارض حتی النملۃ فی حجرھا وحتی الحوت فی الماء یصلون علی معلم الناس الخیر (رواہ ترمذی عن ابی امامتہ الباہلی) یعنی عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جس طرح مجھے تمہارے چھوٹوں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور اہل آسمان و زمین حتی کہ سوراخ میں چیونٹی اور پانی میں مچھلی بھی لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والے پر درود بھیجتے ہیں۔

مسئلہ : ہرکہ دعوی ولایت و ارشاد بدروغ کند برائے طلب جاہ و ریاست و مال پس او خلیفہ شیطان است مثل

میلمہ کذاب ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا اوقال اوحی الی ولم یوح الیہ ومن قال سانزل مثل ماانزل اللہ

مسئلہ: اگر کوئی شخص ولایت وہدایت کا جھوٹا دعویٰ کرے اور دنیاوی مال و متاع اور شان کا طلبگار ہو تو مسیلمہ کذاب کی طرح وہ شیطان کا خلیفہ ہے۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا اوقال اوحی الی ولم یوح الیہ ومن قال مانزل مثل ماانزل اللہ

ونیست ظالم تراز کسیکہ برائے خدا تعالیٰ دروغ گوید یاگوید کہ وحی میشود سوئے من حالانکہ شدہ باشد یاگوید کہ نازل فواہم کرد مانند آنچہ خدا تعالیٰ نازل ساختہ کہ او مثل شیطان از راہ خدا بازمی دارد (نعوذ باللہ منہا)۔

اس شخص سے بڑا ظالم کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بولے یا کہے میری طرف وحی آتی ہے حالانکہ آتی نہیں یا کہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ وحی بھیجتا ہے میں بھی بھیجتا ہوں تو ایسا شخص شیطان ہے جو راہ خدا تعالیٰ سے بھٹکاتا ہے۔ (نعوذ باللہ منہا)

مسئلہ: اولیاء راجائز است کہ اظہار نمایند انعام حق تعالیٰ کہ درحق آنہا شدہ و مرتبہ و درجہ قرب الٰہی کہ بفضل خود حق تعالیٰ بانہا عطا فرمودہ چنانچہ قصائد غوث الثقلین و مکاتیب حضرت مجدد الف ثانیؒ و تصانیف شیخ اکبر ازان مملو است چراکہ حق تعالیٰ میفرماید واما بنعمۃ ربک فحدث

مسئلہ: اولیاء کے لیے یہ مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جس انعام سے نوازا ہے اور اپنے فضل سے انہیں جو قرب عطا کیا ہے اس کا اظہار کریں اس کی تصدیق کے لیے قصائد غوث الثقلین، مکاتیب مجدد الف ثانی اور شیخ اکبر کی تصانیف بھری پڑی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے واما

(سورہ والضحیٰ) یعنی نعمت پروردگار خود سخن بگو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ ان الحدیث بالنعمۃ شکر یعنی سخن گفتن بہ نعمت شکر نعمت است۔ وبیہقی زیاد کردہ وترکہ کفر یعنی سخن گفتن از نعمت خدا شکرست وترک آن کفران نعمت است وابن جریر در تفسیر از ابی بسرہ غفاری روایت کرد کہ مسلمانان یعنی صحابہ میدانستند کہ شکر نعمت ان ست کہ ان را اظہار نماید۔ چراکہ حق تعالی می فرماید لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید (سورہ ابراہیم آیت ۷) یعنی اگر شکر خواہید کرد نعمت زیادہ خواہیم کرد واگر کفران نعمت خواہید کرد ہر آئینہ عذاب من شدید است۔ حق تعالی بر کفران نعمت عذاب شدید گفتہ ودیلمی در فردوس وابو نعیم در حلیہ روایت کردہ کہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب بر منبر بر آمد وگفت الحمدللہ الذی صیرنی لیس فوقی احد یعنی حمد خدائی جل جلالہ است

بنعمۃ ربک فحدث یعنی اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر کرو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان الحدیث بالنعمۃ شکر یعنی نعمت کاذکر کرنا اس نعمت کا شکر ہے اور بیہقی نے اس میں اضافہ کیا ہے وترکہ کفر یعنی خداوند تعالی کی نعمت کا ذکر کرنا اس کا شکر ہے اور نہ کرنا اس نعمت کا کفران ہے اور ابن جریر نے تفسیر میں ابی بسرہ غفاری سے روایت کی ہے کہ مسلمان یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے کہ نعمت کا شکر یہ ہے کہ اس کا اظہار کیا جائے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ۔ یعنی اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہماری نعمتوں میں اضافہ ہو جائے گا اور اگر تم کفران نعمت کرو گے تو واضح طور پر میرا عذاب شدید ہو گا۔ اللہ تعالی نے کفران نعمت پر شدید عذاب کہا ہے اور دیلمی نے فردوس میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب جب منبر پر چڑھے تو

که مرا چنان کرد که کسی بالاتر از من
نیست پستر از منبر فرود آمد مردم از وجہ
این سخن گفتند گفت نگفته ام مگر
برائے شکر نعمت۔ ابن ابی حاتم از مقیم
روایت کرد که با حسن رضی اللہ عنہ بن علی
رضی اللہ عنہ ملاقات کردم پس مصافحہ نمودم
وازو تفسیر اما بنعمۃ فحدث پرسیدم فرمود
که اگر مرد مسلمان عمل صالح کند خبر دہد
ازان مردم خانہ خود را درین باب
احادیث واقوال صحابہ وسلف صالح بسیار
است۔ اگر گفتہ شود که حق تعالی از
تزکیہ نفس خود تفاخر منع فرمودہ و
گفت فلا تزکوا
انفسکم (سورہ النجم آیت ۳۲)
یعنی نفس خود را بپاکی یاد مکنید۔ جواب
دادہ شود که تزکیہ نفس واظہار نعمت در
صورت باہم اشتباس دارند۔ لیکن
درحقیقت مغائر اند اگر کمالات را بہ
نفس خود نسبت کند و نسبت آن بخالق
فراموش نماید آن تزکیہ نفس است و
تکبرست مذموم واگر آن را نسبت بہ
خدا تعالی کند وخود را فی نفسہ منشاء
شرداند واتصاف خود بوجہ عاریت بحول
وقوت الہی بان کمالات دانستہ شکر الہی

کما الحمد للہ الذی
صیرنی لیس فوقی
احد یعنی تعریف اس خداوند تعالی کی
جس نے مجھے یہاں تک پہنچایا اور کوئی
مجھ سے بڑا نہیں ہے پھر منبر سے اتر
آئے۔ لوگوں نے اس بات کی وجہ
پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے
تو صرف نعمت کا شکر ادا کیا ہے ابن ابی
حاتم نے مقیم سے روایت کی کہ ایک
مرتبہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن
علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی مصافحہ کیا
اور اما بنعمۃ ربک فحدث کی
تفسیر پوچھی آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی
مسلمان شخص نیک عمل کرے تو اپنے
اہل خانہ کو بتائے۔ اس بارے میں
احادیث اور صحابہ اور نیک بزرگوں
کے اقوال بے شمار ہیں اور اگر یہ کہا
جائے کہ اللہ تعالی نے اپنے تزکیہ نفس
پر فخر کرنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے
لاتزکوا انفسکم یعنی اپنے
نفس کی پاکی (صفائی) کا ذکر نہ کرو۔ تو
اس کا جواب یہ ہے کہ تزکیہ نفس اور
اظہار نعمت ظاہرا آپس میں مشابہت
رکھتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ جدا

بجا آورد۔ آن را اظہار نعمت گویند۔
این معنی ہرچند در نظر عوام التباس دارد
لیکن نزد خدا تعالیٰ التباس ندارد
واللہ یعلم المفسد من المصلح (سورہ البقرہ آیت ۲۲۰)
یعنی حق تعالیٰ میداند مفسد را جدا از
مصلح۔ از اولیائے اللہ کہ از رزائل
نفس پاک اند متصور نیست مگر اظہار
نعمت۔ پس این امر اگر از اتقیا بظہور
آید اعتراض برو نشاید کہ حسن ظن
مامور بہ است لیکن مرید را باید کہ از مکر
نفس ایمن نباشد و کمالات خود را
در خیال ندارد و نفس خود را ہمیشہ متہم
دارد۔ و چون بمرتبہ تکمیل رسید
و شہادت اکابر و الہامات متواتر ملہم شود
آن زمان اظہار کند تا مردم منزلت
او دریافتہ ازو استفادہ نمایند و مشتاق آن
کمالات شوند۔ (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۰
۔ ۲۳)

الگ ہیں اگر کمالات کو اپنی ذات سے
نسبت دے اور اس نسبت یا تعلق کو
خالق باری تعالیٰ کے ساتھ نہ ملائے تو یہ
تزکیہ نفس اور تکبر ہے اور بری بات
ہے لیکن اگر اس کی نسبت خدا تعالیٰ
سے رکھے اور اپنی ذات کو شر کا باعث
جانے اور اپنی صفائی و پاکی کو ان کمالات
کے لیے اللہ تعالیٰ کی قوت و قدرت کا
سبب جانتے ہوئے اس کا شکر ادا کرے
تو اس اظہار کو نعمت کہتے ہیں یہ مفہوم
اگر لوگوں کی نظر میں اشتباہ رکھتا ہے
لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اشتباہ نہیں
ہے **واللہ یعلم المفسد من المصلح** یعنی باری تعالیٰ مفسد
(فساد کرنے والا) اور مصلح (اصلاح
کرنے والا) کو الگ الگ جانتا ہے

اولیائے کرام خود کو اپنے نفس کی
برائیوں سے پاک خیال نہیں کرتے مگر
صرف نعمت کا اظہار کرتے ہیں پس اگر
یہ فعل تقویٰ کے سبب ظاہر ہو تو اس پر
اعتراض نہیں کرنا چاہیے کیونکہ حسن
ظن کی اجازت ہے لیکن مرید کو چاہیے
کہ وہ نفس کے دھوکہ سے بے خوف
نہ ہوجائے اور اپنے کمالات پر نہ

اترائے اور ہمیشہ اپنے نفس پر بہتان
لگاتار ہے اور جب تکمیل کے درجے پر
پہنچ جائے اور بزرگوں کی گواہی اور
لگاتار الہامات سے ملہم ہو جائے تو اس
وقت اس کا اظہار کرے تاکہ لوگ اس
کے مرتبہ کو پالیں اس سے مستفید ہوں
اور اسکے کمالات کا اشتیاق رکھیں۔

تو معلوم ہوا کہ ارشاد و تکمیل سے مشرف اولیاء کرام" کا اظہار نعمت جائز بلکہ ضروری ہے اگرچہ ذوق کے لحاظ سے خود کو منشاء شر اور فساد تصور کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں مین اپنے مرشد پاک جناب شیخ المشائخ قطب الارشاد قیوم زمان علامہ مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات نقل کرتا ہوں تاکہ طالبان حق کے لیے مشعل راہ بنے اور منکرین حق کے لیے حجت بن جائے۔

ارشادات مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہ:

ایک دن مجھے حضرت شیخ سمنگانی قدس سرہ نے فرمایا کہ آخندزادہ صاحب آپ ارچی خراسان میں جاکر لوگوں کو ارشاد حق کریں اور طالبان حق کو نفع پہنچائیں تو میں نے عرض کی کہ وہاں میرے بڑے بھائی ہیں جو آپ مبارک سر بھی ہیں وہ مجھے ارشاد حق کے لیے موقع نہیں دینگے تو حضرت" نے میرے بڑے بھائی کو بلایا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا آپ جانتے ہیں کہ اخندزادہ صاحب کون ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا آپ صرف اتنا جانتے ہیں کہ یہ اخندزادہ سیف الرحمٰن ہے! خبردار تم اسے میری آنکھوں اور نظر سے پہچانو۔ یہ اخندزادہ سیف الرحمٰن قیوم زمان ہیں اور اب دیکھ لو کہ میں اسے قیومیت کی توجہ کر رہا ہوں۔ یہ آخندزادہ سیف الرحمٰن یوسفی الصفتہ ولی ہے۔ جس طرح یوسف

علیہ اسلام کے ساتھ ان کے بھائیوں نے حسد کیا اور انہیں کنعان کے کنوئیں میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت بھی عطا کی اور بادشاہت بھی اور پھر ان کے بھائی ان کے تابع ہو گئے۔ اسی طرح اخند زادہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے عظیم ولایت دی ہے یہ سلطنت باطنی سے سرفراز ہو گا۔ اور میرے زمانے کے بعد تمام اولیاء کرام کی قطب الارشاد ہستی بنے گا پھر فرمایا کہ اخندزادہ صاحب سورج ہے سورج کے سامنے تاریکیاں قیام نہیں کرسکتیں۔ یہ کفر و ظلمت کے تمام اندھیروں کو دنیا سے مٹادے گا۔ ارشاد آخر۔ ایک اور موقعہ پر بہت سارے علماء کرام کے سامنے فرمایا کہ اخندزادہ صاحب اخص الخواص اولیاء کرام میں سے ہیں اور میں خواص اولیاء میں سے ہوں۔

نقل مکتوب شریف:

اپنے ایک مکتوب شریف میں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی اس فقیر کی طرف لکھتے ہیں۔

تاریخ ۲۱ برج حمل ۴۹ھ

اخوی عزیزم ردیف کمالا تم ہمکار وصدیقم اخندزادہ صاحب وجناب غمخوار وعاشقم پاچا لالا وباقی ہمہ دوستان تحفہ سلام برسد۔ الحمد للہ لباس خیریت در برداشت۔ فراق اخندزادہ بہ فقیر بسیار دشوار است۔ نہ میدانم سبب آن چیست؟ خطم چہ گوری ورتجاژہ ماچہ لیکہ ورتہ می ذیرہ ژ ژلیدنہ خلق چہ یارم سلام وائی ژماد سل زلہ چاسو سلامونہ دینہ۔ محمد ہاشم (دستخط)

¹ خطم چہ گوری ورتہ جاڑہ

برادر عزیز میرے کمالات کے نقش ثانی میرے شریک کار دوست آخندزادہ صاحب اور میرے غمخوار اور عاشق صادق پاچا لالا صاحب اور باقی تمام دوستوں کو تحفہ سلام پہنچے۔ الحمد للہ کہ خیریت سے ہوں۔ آخندزادہ کی جدائی فقیر کے لیے بہت بھاری ہے میں نہیں جانتا کہ اس کا سبب کیا ہے۔ جب میرا خط پڑھو تو گریہ زاری کرو کیونکہ خط لکھتے وقت میں بھی بہت رویا ہوں۔ لوگو میرے دوست کو سلام پہنچاؤ میری طرف سے تمہیں سینکڑوں سلام ہوں۔

اسی طرح میری سند خلافت میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے۔

نقل سند خلافت:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نور قلوب العارفین بانوار التجلیات والواردات وعطر مشام المشتاقین بنفحات الانس والمشاهدات والصلوٰة والسلام الزاکیات النامیات علی اشرف الموجودات وعلی آلہ و واصحابہ الذین استفادوا بصحبتہ اعلی المقامات والکرامات۔

وبعد: فیقول الفقیر الی اللہ العلی القدیر محمد ہاشم بن محمد وزیر (قدس اللہ سرہ) ان الاخ البار الصالح اخوندزادہ سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز لما اخذ عنی الطریقۃ النقشبندیۃ واتم جمیع اسباقها ووصل الی مرتبۃ الحضور والولایۃ ورأیتہ اهلاً لارشاد المسترشدین ثم لما وجدتہ ذا استعداد قوی لا یشارکہ غیرہ بین الخلان فاجزتہ حینئذ بعد عدۃ سنوات اجازۃ مطلقۃ وهو الآن کالشمس فی منتصف النهار ولا یخالفہ الا من انطمس بصیرتہ فمقبولہ مقبولی ومردودہ مردودی، واللہ ولی التوفیق والسداد ومنہ الهدایۃ والارشاد۔

"۲۴ جوزا ۱۳۴۴ سنہ ھ ش"

(۱) محمد اجمل ...

(۲) عبد الباسط برادر کلان اخوندزادہ مبارک ...

(۳) مرزا محمد ... حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ

(۴) سید ... اخوندزادہ ... حضرت مولانا شاہ ... اخوندزادہ سیف الرحمٰن

(۵) ملا محمد صادق برادر حضرت اخوندزادہ صاحب مبارک رحمۃ اللہ

(۶) مولوی سید محمد کاکا ... حضرت مولانا صاحب

(۷) ملا ... خان

(۸) ملا نجوم از لغمان

اس کے علاوہ اور بھی زیادہ شواہد موجود ہیں جن کا ذکر موجب طوالت ہے۔
چاروں سلاسل معروفہ میں اس فقیر کو خلافت مطلقہ سے سرفراز فرمایا ہے اور ان کے سینہ مقدسہ سے حاصل شدہ فیوضات ہیں جو کہ اس وقت پاکستان کے چاروں صوبوں اور افغانستان کے کونے کونے تک اس فقیر سے طالبان حق تک پہنچ رہے ہیں۔ دیگر اٹھارہ غیر ممالک سے بہت سارے کافر مسلمان ہو کر اس فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام' طلبا کرام' مفتیان عظام' سادات کرام' قراء کرام اس فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں عام مسلمان اس فقیر کے ظاہری و باطنی علوم سے فیض یاب ہیں اور ہر ایک کو اس کی اپنی استعداد اور اخلاص باطنی کے موافق فیض پہنچا ہے۔ بداہت وجدانی کے طور پر انوار الہیہ اس فقیر کے سینہ سے حاصل کر کے دوسروں کو بھی پہنچاتے ہیں اس فقیر کے واسطہ سے ہزاروں سالکین طریقت الہامات صحیحہ' کشوف حقہ اور علوم غریبہ کے مالک بن چکے ہیں۔

حضرت روحانی صاحب جو کہ میرے خلیفہ اعظم ہیں اور ردیف الکمالات بھی ہیں ایک سانس میں تمام رات "نفی اثبات" کر سکتے ہیں اور ایک سانس میں کلام اللہ ختم کرنے کے علاوہ دس ہزار سے زائد "نفی اثبات" کر چکے ہیں۔

عن المرء لا تسئل وابصر قرینہ
فان القرین بالمقارن یقتدی

(ترجمہ: کسی آدمی سے نہ پوچھ بلکہ اس کے ساتھی کو دیکھ بے شک دوست اپنے دوست کی پیروی کرتا ہے۔

کے مفہوم کے مصداق اس فقیر کے مریدین اور خلفاء کرام ہی اس فقیر کے کمالات اور علوم کا واضح نمونہ ہیں تمام دنیا میں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور سنت سنیہ کے التزام کے لیے اس فقیر کی خانقاہ سیفیہ کو بطور واحد مرکز یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اس فقیر کے مریدین اور خلفاء کرام ظاہری اور باطنی شریعت کے التزام میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں اور تقوی فی العقیدہ' فی العمل اور فی الاخلاق کا مظہر اس زمانہ میں بدیہی طور پر سالکین سیفیہ ہی نظر آتے ہیں۔ ان اولیاہ الا المتقون (بے شک متقین ہی اس کے اولیا ہیں) کا صحیح مصداق اس زمانہ میں اس

فقیر کے ہاں مل سکتا ہے اور درجات سبعۂ متابعت کے روشن دلائل اس فقیر خانہ میں نظر آسکتے ہیں۔

مرادما نصیحت بود، گفتیم — حوالت باخدا کردیم ورفتیم

(ترجمہ: ہمارا مقصد فقط نصیحت کرنا تھا سو کردی اب تمہیں خدا کے سپرد کرکے جارہا ہوں۔)

مشائخ نقشبندیہ" کے کمالات زبان پر نہیں آسکتے اور نہ کوئی ان اکابر" کے کمالات اور حقیقی مقام سے آگاہ ہوسکتا ہے۔ الا من اشرف بمقامھم او کان اعلی مقاما منھم۔

(ترجمہ: مگر جو ان کے مقام سے اشرف ہو یا مقام کے لحاظ سے ان سے اعلیٰ ہو۔)

ع تو نقش نقشبندان راچہ دانی (تو نقشبندیوں کی تاثیر سے واقف نہیں ہے)

ہرکسی از ظن خود شد یار من — از درون من نجست اسرار من

(ترجمہ: ہر کوئی اپنے خیال کے مطابق میرا دوست بنا لیکن میرے اندرونی رازوں سے آگاہ ہونے کی کوشش نہیں کی)

نقشبندیہ عجب قافلہ سالاران اند — کہ برند از رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

(ترجمہ: نقشبندیہ سلسلہ کے لوگ عجیب طرح کے رہنما ہیں کہ (مریدوں کے) قافلے کو خفیہ راستے سے حرم تک پہنچا دیتے ہیں)

ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چساں بگسلد این سلسلہ را

طاعنے گر کند این طائفہ را طعن قصور — حاشاللہ کہ برآرم بزبان این گلہ را

(ترجمہ: اس جہان کے تمام شیر (بڑے لوگ) اس سلسلہ سے وابستہ ہیں جبکہ لومڑی جیسے (بزدل) لوگ حیلے بہانے اس سے دور رہتے ہیں اگر کوئی طعنہ دینے والا اس گروہ کو طعنہ دیتا ہے تو اس گلہ و طعنہ کو میں ہرگز زبان پر نہیں لاتا)۔

ایک ہی توجہ سے مردہ دل کو ذکر خداوندی سے زندہ کرنا ان بزرگان نقشبندیہ کا خاصہ ہے جس میں استدراج کے ساتھ صوری مشابہت بھی نہیں بلکہ اولیاء کاملین اور محبوبان خدا کا خاصہ ہے جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی" مکتوبات شریف جلد اول دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۲ میں تحریر کرتے ہیں۔

پیرے باید کہ بدولت جذبہ و سلوک
مشرف شدہ باشد و سعادت فنا وبقا

مستعد گشتہ۔ وسیر الی اللہ، وسیر فی اللہ وسیر عن اللہ باللہ وسیر فی الاشیاء باللہ را بانصرام رسانیدہ واگر جذبہ او بر سلوک اومقدم است و تربیت مرادان مربی شدہ کبریت احمر (گوگرد سرخ کنایہ از اکسیر) است کلام او دواست و نظر او شفا احیائے دلہائے مردہ بتوجہ شریف او منوط است و تازگی جانہائے فسردہ بالتفات لطیف او مربوط۔
(مکتوبات قدسی آیات)

پیر ایسا ہونا چاہیے کہ وہ خود جذبہ و سلوک کی دولت سے مشرف ہو اور فنا وبقا کی سعادت سے مستعد ہو اور سیر الی اللہ وسیر فی اللہ وسیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیاء باللہ کے انتظام تک پہنچا ہو اور اگر اس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہو اور پیروں کی تربیت سے مربی بن گیا ہو تو وہ سرخ گندھک (اکسیر) ہے پھر اس کا کلام دوا ہوتا ہے نظر شفا ہوتی ہے مردہ دلوں میں زندگی کا دارومدار اس کی توجہ پر ہوتا ہے اور پژمردہ جانوں میں تازگی اس کی لطیف توجہ سے مربوط ہوتی ہے۔

لیکن یہ بات بھی ہے کہ بزرگان دین منکرین کی نظروں میں برے لگتے ہیں جبکہ طالبان حق کی نظروں میں آب شیریں اور اکسیر اعظم ہیں۔

؎ باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست　　در باغ لالہ روید و در شور بوم وخس

(ترجمہ: بارش کی فطرت میں نرمی و تازگی کے سوا کچھ نہیں ہوتا پھر بھی اسی بارش کے پانی سے باغ میں تو پھول اگتے ہیں جبکہ بنجر زمین میں گھاس پھونس اگتی ہے)۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس فقیر کو ایسے مشائخ عظام ؒ کی صحبت نصیب ہوئی جو کہ اکسیر اعظم اور کبریت احمر ہونے کے ساتھ عنقاء قاف کی مانند تھے۔ سرزمین افغانستان کے علماء ربانی اور مشائخ وقت ان کے کمالات علمی و عملی کے معترف تھے اور ان کے دلدادہ اور مستفیدین میں سے تھے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابوں میں مشائخ حقہ کی جو شرائط اور علامات مذکور ہیں وہ سب کی سب الحمد للہ ہمارے شیخ محترم میں موجود تھیں۔ اسی طرح مشائخ عظام کی یہی شرائط الحمدللہ اس فقیر کے اندر بھی منصف اشخاص مشاہدہ کر سکتے ہیں اور اس

"فقیر کے خلفاء کرام کے اندر بھی مشاہدہ کرسکتے ہیں ان شرائط میں صحت عقیدہ و عمل کے ساتھ ساتھ بڑی شرط یہ ہے کہ اگر کوئی وجدان صحیح کا مالک' اعتقاد صحیح' انقیاد اور خلوص نیت کے ساتھ اس فقیر کی صحبت میں بیٹھ جائے تو الحمدللہ وہ جمعیت قلبی' حیات قلبی' عشق خداوندی' عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم' اتباع سنت' اجتناب بدعت اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہوجاتا ہے۔ علیٰ حسب اختلاف والاستعدادات۔ اماتت بدعات اور احیائے سنن کا عینی اور عملی نمونہ اور مشاہدہ اس فقیر کے آٹھ ہزار خلفائے کرام ہیں براہین وشواہد کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آفتاب آمد دلیل آفتاب (ظاہربات کے ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے سورج اپنا ثبوت خود آپ ہے)۔ ہم بدیہی امر کو نظری نہیں بناسکتے جو چاہے مانے جو چاہے نہ مانے اس کا پتہ تو اخیر میں چلے گا۔

؎ **فسوف تری اذا انکشف الغبار   افرس تحت رجلک ام حمار**

(ترجمہ: پس تو عنقریب دیکھے گا جب غبار چھٹ جائیگا کہ تیرے پیروں کے نیچے گھوڑا ہے یا گدھا ہے؟)

مسئلہ رابعہ کی تحقیق:

رہ گئی یہ بات کہ استاد علم ظاہر کا حق زیادہ ہے یا استاد علم باطن کا؟ تو اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے ہم حضرت مجدد الف ثانیؒ کی عبارات نقل کرتے ہیں کیونکہ وہ علوم شرعیہ ظاہرا اور باطنیہ کے معلم اعظم ہیں اور صلہ بین البحرین ہیں کسی تعریف وتعارف کے محتاج نہیں اور ان کی مجددیت' علمیت اور ثقاہت الف ثانی کے علماء اور اولیاء کا اتفاق ہے **فکفی بہ حجتہ** یہی مبارک ہستی اپنے رسالہ "مبدا معاد" صفحہ ۵۸-۶۰ منہا صفحہ ۳۸ میں تحریر فرماتے ہیں۔

شرافت علم باندازہ شرف ورتبہ معلوم
است معلوم ہرچند شریف تر علم آن
عالی تر۔ پس علم باطن کہ صوفیہ بان
ممتاز اند اشرف باشد از علم ظاہر کہ

نصیب علما ظواہر است بر قیاس شرافت علم ظاہر بر علم حجامت و حیاکت پس رعایت آداب پیر کہ علم باطن را ازو اخذ کنند باضعاف زیادہ باشد از رعایت آداب استاد کہ علم ظاہر ازو استفادہ نمایند --- باید دانست کہ حقوق پیر فوق حقوق سائر ارباب حقوق است بلکہ نسبت ندارد حقوق پیر حقوق دیگراں بعد از انعامات حضرت سبحانہ و احسانات رسول صلی اللہ علیہ وسلم او ----نجاسات معنویہ مریدرا پیر است کہ .بقلب وروح خود کناسی می نماید و تطہیر اکثنبہ اومی فرماید--------پیر است کہ بتوسل او بخدای رسند عزوجل کہ فوق جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ است پیراست کہ بوسیلہ او نفس امارہ کہ بالذات خبیث است مزکی و مطہری گردد از امارگی باطمینان می رسد و از کفر جبلی باسلام حقیقی می آید۔

علم کی برتری اسکے رتبہ اور فوقیت سے معلوم ہوتی ہے جتنا علم زیادہ رتبے والا ہوگا اتنا زیادہ عالی ہوگا پس علم باطن جس سے صوفیا کرام کی عزت ہے علم ظاہر سے جو کہ ظاہری علماء کے پاس ہے زیادہ مرتبے والا ہے علم ظاہر کے رتبے کو علم حجامت (بال کاٹنا) اور علم حیاکت (کپڑا بننا) پر قیاس کرو۔ پس اس پیر کے آداب کا لحاظ جس سے علم باطن سیکھا ہے اس استاد کے آداب سے جس سے علم ظاہر حاصل کیا ہے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے --- جاننا چاہئے کہ پیر کے حقوق دوسرے تمام لوگوں کے حقوق پر فوقیت رکھتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے سبب پیر کے حقوق کا دوسروں کے حقوق سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ ----مرید کی باطنی آلائشوں کو پیر اپنے قلب و روح سے صاف کرتا ہے اور اس کو گناہوں سے پاک کرتا ہے--------یہ پیر ہی ہے کہ اس کے ذریعے سے خدائے عزوجل جو کہ تمام دنیوی اور اخروی نیکیوں سے بالا ہے پہنچتے ہیں یہ پیر ہی

ہے کہ اس کے وسیلہ سے انسان نفس امارہ جو کہ سراپا خباثت ہے سے پاک وصاف ہو جاتا ہے انسان امارگی سے اطمینان حاصل کرتا ہے اور فطری کفر سے حقیقی اسلام میں آجاتا ہے۔

ع۔ گر بگویم شرح این بے حد شود

ع ۔ اگر اس کی تفصیل بیان کروں تو بہت طویل ہو گی

پس سعادت خود را در قبول پیر باید دانست و شقاوت خود را در رد او۔ نعوذ باللہ سبحانہ من ذالک رضائے حق سبحانہ در پس پردہ رضائے پیر نہادہ اند تا مرید در مراضئ پیر گم نسازد بمرضات حق سبحانہ نرسد۔ آفت مرید در آزار پیر است۔۔۔۔۔ازار پیر بیخ شقاوت است مرمرید را۔۔۔۔۔خللے کہ در معتقدات اسلامیہ و فتور در اتیان احکام شرعیہ از نتائج و ثمرات آنست۔ از احوال و مواجید کہ باباطن تعلق دارد خود چہ گوید (یعنی بطریق اولیٰ از درمیان ختم میشود) و اثرے از احوال اگر باوجود آزار پیر باقی ماند از استدراج باید شمرد کہ آخر بخرابی خواہد کشید و از غیر ضرر نتیجہ نخواہد داد۔

پیر کی خوشی میں اپنی نیکی سمجھنی چاہئے اور اس کی ناراضی میں بدبختی۔ اللہ پاک اس سے پناہ دے اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیر کی رضا کے پس پردہ رکھا گیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ پیر کی مرضی میں گم ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا سے دور رہ جائے پیر کی تکلیف میں مرید کے لیے مصیبت ہے۔۔۔۔۔پیر کی تکلیف مرید کے لیے بدبختی کی بنیاد ہے۔۔۔۔۔اگر اسلامی اعتقادات میں خلل آجائے اور شرعی احکام پر عمل کرنے میں خرابی ہو تو اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے احوال اور مواجید کہ جن کا تعلق باطن سے ہے آپ کہتے ہیں (یعنی پہلے طریقہ سے درمیان سے ختم ہو جاتا ہے) اور اگر احوال کے اثرات پیر کی تکلیف کے باوجود باقی رہیں تو انہیں استدراج سمجھا

جائے۔ کیونکہ جب تک خرابی نہیں
نکلے گی بے ضرر نتیجہ بھی نہیں ملے گا۔

ہم نے ظاہری اور باطنی کمالات کے جامع امام افخمؒ اور مجدد اعظمؒ کی تحقیق قارئین کے سامنے پیش کردی ہے اور یہ مسئلہ ایک ایسا امر ہے جس میں کسی باعلم اور باشعور مسلمان کا کوئی اختلاف اور تردد ہے ہی نہیں۔

ہم نے اب تک اپنے جوابات کے ثبوت میں بے شمار آیات قرآنی' احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے اقوال پیش کیے ہیں۔ پس پیر محمد چشتی چترالی بھی کسی من تعتد بہ فی الشریعتہ عالم کا کوئی قول پیش کرے تاکہ ہم بھی دیکھ لیں کہ اس کے دعوے کس حد تک صحیح ہیں مگر ہمیں معلوم ہے کہ وہ ہرگز کوئی قول (معتبر) پیش نہیں کرسکتا کیونکہ اس کا ماخذ استدلال تو صرف "میرے نزدیک" کے الفاظ ہیں اور ایسے معاملے "میرے نزدیک" یا "تیرے نزدیک" سے حل نہیں ہوتے۔ علاوہ ازیں پیر محمد یہ تو بتائے کہ وہ ہے کیا؟ نہ وہ عالم ہے نہ پیر ہے نہ ولی ہے نہ محدث ہے نہ مفسر ہے نہ فقیہہ ہے نہ مجدد ہے وغیرہ تو پھر "میرے نزدیک" کا دعوی وہ کس بنیاد پر کرتا ہے؟ پیر محمد نے اس مسئلہ میں بالفاظ دیگر امام ربانیؒ سے انکار کیا ہے جبکہ مشائخ عظامؒ اور علماء محققین نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ سے صرف اور صرف زندیق آدمی ہی انکار اور اختلاف کریگا۔ چونکہ امام ربانیؒ کی علمیت' مجددیت' ثقاہت اور امامت پر الف ثانی کے اولیاء اور علماء محققین کا اتفاق اور اجماع ہے لہٰذا پیر کے حقوق (جن کی فوقیت بقول امام ربانی واضح ہوچکی) سے انکار کرنے کی وجہ سے پیر محمد چشتی چترالی یقینی طور پر زندیق بن چکا ہے کیونکہ محبوبان خدا کا منکر کافر ہے۔

نویں اعتراض کا خلاصہ :

اس اعتراض میں پیر محمد نے ہماری بابت لکھا ہے کہ آپ سینہ کے غدود کو ہلاتے ہیں اور اس کو کلمہ طیبہ سے جریان قلب یا اجرائے قلب (یعنی حیات قلبی) کا نام دیتے ہیں اور اس عمل کو اپنی کرامت سمجھتے ہیں اور لوگوں کو اس عمل سے

دھوکہ دیتے ہیں اور یہ عمل میرے نزدیک محض دھوکہ اور مشق ہے روحانیت اور تصوف کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ عمل ناجائز اور گناہ ہے۔

الجواب: پیر محمد چترالی کے اس اعتراض سے تین باتیں نکلتی ہیں۔

ا۔ پیر محمد لطائف سے انکار کرتا ہے اور لطائف کے اسماء اور کمالات سے بھی انکار کرتا ہے بلکہ استہزا لطائف کو غدود کی حرکت سے مسمی کرتا ہے۔

۲۔ پیر محمد لطائف کی حیات 'اجراء اور حرکت پر استہزا کرتا ہے۔

۳۔ حرکت لطائف کو دھوکہ بازی اور مشق سمجھ کر گناہ اور حرام قرار دیتا ہے۔

اب ہم اولاً یہ واضح کرتے ہیں کہ لطائف کے اسماء اور ان کے کمالات نصوص قطعیہ اور احادیث صریحہ اور آئمہ وبزرگان دین کے اقوال اور احوال سے ثابت ہین جن کا پیر محمد نے انکار کیا ہے لطائف کے اسماء کے بارے میں ارشادات خداوندی اور احادیث بنویہ نقل کیے جاتے ہیں جن سے مفسرین کرامؒ اور محدثین عظامؒ نے لطائف کے اسماء ثابت کیے ہیں۔

ارشادات قرآنیہ ونبویہ دربارہ اسماء لطائف:

(۱) ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلاO (سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۵)

اور یہ لوگ آپ ﷺ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ ﷺ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کا امر ہے (یعنی عالم امر کا دوسرا طبقہ ہے) اور آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بہت کم علم دیا جاتا ہے۔

اس آیت میں لطیفہ روح کا ثبوت اور اسم مقدسہ واضح ہے۔

(۲) لمن کان لہ قلب اوالقی السمع وھو شھید۔ (سورق آیت ۳۷)

یہ اس آدمی کے لیے نصیحت ہے جس کے لیے (لطیفہ) قلب ہو (ورنہ نفس قلب جو لوتھڑا ہے تمام انسانوں میں موجود ہے) جو کہ حقیقت جامعہ ہے۔

(۳) فویل للقاسیة قلوبھم من ذکر اللہ (سورہ الزمر آیت ۲۲)

پس ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جن کے قلوب ذکر خداوندی سے سخت ہیں (یعنی ذکر خداوندی سے جاری نہیں ہوتے)

(۴) ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا (سورہ الکھف آیت ۲۸)

اور اس شخص کی اطاعت نہ کرو جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا۔ وہ اپنی خواہش نفسانی کا تابع ہے اس کا کام زیادتی کرنا اور حد سے تجاوز کرنا ہے۔

ان تینوں آیات میں لطیفہ قلب جو کہ حقیقت جامعہ ہے اور تجلی صفات فعلیہ کے ورود کا محل مراد ہے اور ظاہری گوشت کا لوتھڑا یعنی مضغہ مراد نہیں ہے۔

(۵) فانہ یعلم السر واخفی (سورہ طہ آیت ۷)

پس اللہ تعالیٰ سر (جو کہ عالم امر کا تیسرا طبقہ ہے) اور اخفی (جو کہ عالم امر کا پانچواں طبقہ ہے) کا علم رکھتا ہے (تو خفی جو کہ اخفی کے مقام سے نیچے ہے کا علم بطریق اولی رکھتا ہے)۔

اس آیت سے سر اور اخفی ثابت ہیں۔

(۶) الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذھب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا

اعناقهم ويضربوا اعناقكم قالوا بلی قال ذکرالله قال ابن الملک المراد منه الذکرالقلبی۔(رواہ مشکوۃ)

کیا میں آپ کو آپ کے تمام اعمال میں بہترین عمل نہ بتاؤں جو آپ کے پروردگار کے نزدیک پاک عمل ہو اور آپ کے درجات کو بلند کرنے والا ہو اور تمہارے لیے چاندی اور سونے کے ڈھیر سے بھی بہتر ہو اور غازی ہونے یا شہید ہونے سے بھی بہتر ہو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ضرور یہ عمل بتایئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ذکر قلبی ہے جیسا کہ ابن الملک" نے بھی اس سے ذکر قلبی مراد لیا ہے۔

(۷) عن عائشة قالت افضل الذکر الخفی الذی لایسمعه الحفظة سبعون ضعفا (الحدیث۔ کذا فی الحاوی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بہتر ذکر خفی کا ہے۔ (یعنی حفظہ فرشتوں سے بھی پوشیدہ ہے) اور حفظہ فرشتے بھی اسے نہیں سن سکتے یہ ذکر ماتحت کی نسبت ستر گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

پس اس حدیث سے لطیفہ خفی کا اسم اور ذکر ثابت ہے۔

قلب، روح، سر، خفی اور اخفی جو کہ فوق العرش عالم امر کے طبقات ہیں اور ان پانچوں طبقات کی جزئیات اور باریک لطائف صدر انسانی میں موجود ہیں جیسا کہ آگے رسالہ "مبدا معاد" کی عبارت سے عالم صغیر اور عالم کبیر کی تحقیق میں واضح ہو جائیگا۔

(۸) ان النفس لامارة

بالسوء الا مارحم ربی (سورہ یوسف آیت ۵۳)	تحقیق نفس بہت زیادہ برائیوں پر ا[...] کرنے والا ہے مگر وہ نفس جس [...] میرے پروردگار نے رحم فرمایا ہو۔ ([...] وہ مطمئنہ نفس ہے)۔
(۹) یایتھا النفس المطمئنۃ ○ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ○ (سورہ الفجر آیت ۲۷-۲۸)	اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار [...] جانب رجوع کرو اس حالت میں کہ [...] اپنے رب سے راضی اور تمہا[...] پروردگار تم سے راضی ہو۔
(۱۰) واذکر ربک فی نفسک (سورہ الاعراف آیت ۲۰۵)	اور اپنے (لطیفہ) نفس میں اپنے پروردگا[...] کا ذکر کرو۔
(۱۱) عاد نفسک التی بین جنبیک (الحدیث)	اے نفس سے عداوت کرو جو آپ [...] دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے (بلک[...] تمام بدن میں ساری ہے اور اس کا مر[...] منبت شعر ہے)
(۱۲) عاد نفسک فانہ انتصب بمعاداتی۔ (الحدیث)	اپنے نفس کے ساتھ عداوت کرو کیونک[...] میری عداوت پر مقرر ہے جو کہ کف[...] ہے۔
(۱۳) من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی۔ (الحدیث)	جس نے مجھے لطیفہ نفس میں یاد کیا می[...] اسے نفس بلاکیف میں یاد کرتا ہوں۔

تو مذکورہ آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے لطیفہ نفس اور اس کے سات[...] جہاد کرنا ثابت ہے اور ان سے لطیفہ نفس میں ذکر کرنا بھی ثابت ہے اور نفس ایک[...]

جسم لطیف ہے جو کہ جسم کثیف میں ساری ہے مگر اس کا مرکز منبت شعر ہے اور نفس سات قسم کا ہوتا ہے (۱) نفس امارہ (۲) نفس لوامہ (۳) نفس ملہمہ (۴) نفس مطمئنہ (۵) نفس راضیہ (۶) نفس مرضیہ اور (۷) نفس کاملہ۔ تو جہاد اکبر نفس امارہ کے ساتھ جاری رہتا ہے حتیٰ کہ مطمئنہ ہو جائے۔ پس اطمینان نفس کے بعد یہی جہاد اکبر پھر عناصر اربعہ کے ساتھ جاری رہتا ہے جسے لطیفہ قالب سے تعبیر کیا جاتا ہے (کما حققہ المجدد رحمتہ اللہ فی المبدا والمعاد ومکتوبات القدسیہ)۔ اور ان عناصر اربعہ (لطیفہ قالب) کا ثبوت حدیث ترمذی سے ہوتا ہے جس کا صدقات کے باب میں ذکر ہے۔

پس قارئین کرام پر واضح ہو گیا کہ مندرجہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے لطائف خمسہ عالم امر (قلب، روح، سر، خفی اور اخفی) اور لطائف خمسہ عالم خلق (نفس اور عناصر اربعہ) صریحی طور پر ثابت ہیں۔ علمائے امت نے ان آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے مذکورہ لطائف اخذ کیے ہیں تو اب اس بات سے استہزا کرنا بالفاظ دیگر ان احادیث مبارکہ اور قرآنی آیات سے استہزا کرنا ہے اور لطائف کے اسماء اور ثبوت سے انکار کرنا مندرجہ بالا نصوص سے انکار کرنا ہے جو کہ صریحی کفر ہے۔

لطائف کے ثبوت میں اولیاء امت اور علماء راسخین کے اقوال

(۱) مولانا جلال الدین رومیؒ اپنی مثنوی شریف میں لطائف خمسہ عالم امر کے ثبوت اور کمالات کے بارے میں رقمطراز ہیں:

پنج حسی است جز این پنج حس	ان پانچ حسوں کے علاوہ اور بھی پانچ حسیں ہیں
آن چو زر سرخ واں حسہا چو مس	وہ سونے کی مانند ہیں جبکہ یہ تانبے کی طرح
اندراں بازار کاہل محشراند	اس بازار میں اہل محشر کا میلہ لگا ہے

سونے

حس مس راچوں حس زر کے خرند — سونے جیسی عمدہ چیز کو چھوڑ کر تانبے جیسی نکمی چیز کون خرید تا ہے۔

سخرہ حس اند اہل اعتزال — اہل اعتزال اس حس کی بیگار میں ہیں اور

خویش راسنی نماید از ضلال — گمراہی کے سبب خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں

ہر کہ در حس ماند او معتزلیست — جو کوئی حس کا قیدی ہو گیا وہ معتزل ہے

گرچہ گوید سنیم از جاہلیست — اگر وہ خود کو سنی کہتا ہے تو یہ اس کی جہالت ہے

مولانا روم ؒ نے لطائف پنجگانہ عالم امر سے ناواقف اور محروم مدعی سنیت کو معتزلہ سے تشبیہ دی ہے کیونکہ دونوں کے باطن علل معنویہ سے ملوث اور مکدر ہیں اور پیر محمد چشتی چترالی لطائف سے باخبر اولیاء کرام کے ساتھ استہزا کرتا ہے۔ عجب معاملہ ہے۔ ع الٹی ہی چال چلتے ہیں آزادگان کفر

(۲) علامہ علاؤالدین عطار ؒ لطیفہ سر کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ذکر خاص الخاص ذکر سر بود — ہر کہ ذاکر نیست او خاسر بود

(ترجمہ: خاص الخاص لوگوں کا ذکر سر کا ذکر ہوتا ہے جو آدمی ذکر نہیں کرتا وہ خسارے میں رہتا ہے)

علامہ موصوف ؒ لطائف میں لطیفہ سر کے ذکر کو خاص الخاص اولیاء کا حصہ قرار دیتے ہیں جبکہ پیر محمد چترالی اس کو غدود کی حرکت سے تعبیر کر کے استہزاء کرتا ہے۔

(۳) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ لطائف خمسہ عالم امر کے بارے میں مکتوبات شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

بیان جواہر خمسہ عالم امر بطریق بسط و
تفصیل مہما امکن نقد سعادت دارین
وابستہ باتباع سید کونین علیہ و علےٰ آلہ

الصلوٰۃ اتمہا و عن التحیات اکملہا۔ فلسفی که دیدہ بصیرت او بکحل متابعت صاحب شریعت علیہ السلام مکحل شدہ است از حقیقت عالم امر نابینا است فضلا عن ان یکون لہ شعور عن مرتبۃ الوجوب تعالی و تقدس۔ نظر کوتاہ او مقصور برعالم خلق است و در آنجا نیز ناتمام است جواہر خمس (یعنی حال /۱' محل /۲ (صورت جسمیہ یا نوعیہ و ہیولیٰ) ' صورت /۳' نفس /۴' و عقل /۵) کہ اثبات نمودہ اند ہمہ در عالم خلق اند۔ نفس ناطقہ خود ہمیں نفس امارہ است کہ بتزکیہ محتاج است۔

دونوں جہانوں کی نیکی سید کونین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے۔ وہ فلسفی جو اپنی بصیرت کی آنکھ میں صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا سرمہ نہیں ڈالتا وہ عالم امر کی حقیقت کو دیکھنے سے قاصر ہے (یعنی اندھا ہے) اس کی تنگ نظر عالم خلق کو دیکھنے کے قابل نہیں ہے اور وہاں دیکھنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتی۔ پانچوں جواہر یعنی حال' محل' صورت' نفس اور عقل کہ جن کی تصدیق ہو چکی ہے۔ سب عالم خلق کے اندر ہیں۔ نفس ناطقہ خود نفس امارہ بھی ہے جو پاکی و صفائی کی محتاج ہے۔

وبالذات ہمت او بدنائت و پستی است۔ بعالم امر او راچہ نسبت و تجرد راباوچہ مناسبت و عقل خود اوراک نمی کند از معقولات مگر امورے راکہ محسوسات مناسبت دارند بلکہ حکم محسوسات پیدا کردہ اند اما امریکہ محسوسات مناسبت ندارد و شبہ و مثال اور در مشاہدات پیدا نیست در عقل نمی آید و بند او بکلید عقل نمی کشاید لہذا نظر او از احکام بے

اور اپنی ذات میں کمینہ اور ذلیل ہے۔ اس کو عالم امر سے کیا نسبت ہو سکتی ہے اور اکیلے کا اس سے کیا تعلق؟ اور عقل بھی معقولات کا اوراک نہیں کر سکتی سوائے ان کاموں کے جن کا احساس سے تعلق ہے بلکہ حکم محسوسات پیدا کیے جاتے ہیں لیکن وہ امر جس کا احساس سے تعلق نہیں اور مشاہدات میں ان کی کوئی مثال نہیں وہ بھی عقل

چونی کوتاہ است و در غیب محض گمراہ واین علامتہ عالم خلق است۔ عالم امر را رو بہ بیچونی است و توجہ بہ بیچونگی ابتدا عالم امر از مرتبہ قلب است و فوق قلب روح است و فوق روح سر است وفوق سر خفی است و فوق خفی اخفی است پنجگانہ عالم امر را اگر جواہر خمسہ گویند گنجائش دارد۔ وفلسفی از کوتاہ نظری حذف ریزہ چند را فراہم آوردہ جواہر انگاشتہ است۔ ادراک این جواہر خمسہ عالم امر واطلاع بر حقائق اینہا نصیب کمل تابعان محمد صلی اللہ وسلم است وچون در عالم صغیر کہ انسان است نمونہ است از آنچہ در عالم کبیر است در عالم کبیر نیز اصول این جواہر خمسہ ثابت باشند عرش مجید مبدا این جواہر عالم کبیر است در رنگ قلب انسان وباین مناسبت قلب را نیز عرش اللہ تعالیٰ گویند وباقی مراتب جواہر پنجگانہ فوق العرش اند۔ عرش برزخ است درمیان عالم خلق وعالم امر در عالم کبیر در رنگ انسان کہ برزخ است درمیان عالم خلق و عالم امر در عالم صغیر۔ قلب وعرش اگرچہ در عالم خلق

میں نہیں آسکتا اور ان تالوں کو عقل کی چابی نہیں کھول سکتی لہٰذا اس کی نظر بے مثال احکام سے قاصر ہے اور پوشیدہ امور سے ناواقف اور یہی عالم خلق کی نشانی ہے عالم امر کا رخ بے چونی کی طرف ہے اور بے چونگی کی طرف توجہ سے عالم امر کی ابتدا ہوتی ہے اور پہلا مرتبہ قلب ہے قلب سے بلند روح ہے اور روح سے بلند سر ہے اور سر سے بلند خفی ہے اور خفی سے بلند اخفی ہے۔ عالم امر کے انہی پانچوں مراتب کو اگر جواہر خمسہ کہا جائے تو مناسب ہے اور فلسفی نے اپنی کوتاہ نظری کے سبب چند گرے ہوئے ٹکڑوں کو ہی جواہر سمجھ لیا ہے عالم امر کے ان جواہر خمسہ کا ادراک اور ان کے حقائق کا علم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کمل اتباع کرنے والوں کے نصیب میں ہے عالم کبیر میں جو کچھ ہے عالم صغیر میں انسان اس کا صرف نموٹہ ہے عالم کبیر میں بھی ان جواہر خمسہ کا اصول ثابت ہے عرش مجید عالم کبیر کے ان جواہر کا مبدا ہے اور انسان کے قلب کے رنگ میں ہے اسی مناسبت سے قلب انسان کو اللہ

ظاہر اند اما از عالم امر اند۔ نصیبے از بے چونی و بے چونگی دارند اطلاع بر حقیقت اینجواہر خمسہ کمل افراد اولیاء اللہ را مسلم است کہ مراتب سلوک را بہ تفصیل گز رانیدہ بہ نہایت النہایت رسیدہ اند۔

تعالیٰ کا عرش کہا جاتا ہے اور باقی جواہر پنجگانہ کے مراتب عرش سے اوپر ہیں۔ عرش عالم خلق اور عالم امر کے درمیان برزخ ہے عالم کبیر میں اور عالم خلق اور عالم امر کے درمیان انسان کے برنگ برزخ ہے عالم صغیر میں قلب اور عرش اگرچہ عالم خلق میں ظاہر ہیں لیکن اصل میں ان کا تعلق عالم امر سے ہے۔ وہ بے چونی اور بیچونگی کا حصہ رکھتے ہیں ان جواہر خمسہ کی حقیقت کا علم مکمل افراد یعنی اولیاء اللہ کے لیے تسلیم شدہ ہے کہ انہوں نے سلوک کے مراتب تفصیلا طے کیے ہیں اور انتہائی آخر تک پہنچے ہوئے ہیں۔

ے ہر گدائے مرد میدان کے شود
پشہ آخر سلیمان کے شود

ہر بھکاری بہادر اور دلیر نہیں ہو سکتا
اور کوئی مچھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے مقابلہ پہ نہیں آسکتا۔

و اگر بہ محض فضل ایزدی تعالیٰ شانہ بصیرت صاحب دولتے را بہ تفصیل مرتبۂ وجوب علیٰ حسب الامکان واکشایند مطالعہ اصول یان جواہر اداران موطن نیز نماید واین جواہر صغیرہ وکبیرہ دا در رنگ ظلال آنجواہر حقیقیہ معلوم فرماید۔

اور اگر فقط اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صاحب نعمت کی بصیرت کو اس کے حسب الامکان مرتبۂ وجوب کو تفصیلا کھول دیا جائے تو اس مقام کے جواہر داروں کے اصول کا مطالعہ بھی ظاہر ہوگا اور ان صغیرہ وکبیرہ جواہر کا علم ان جواہر حقیقیہ کے ظلال کے رنگ میں دیا جائیگا۔

ع ۔ این کار دولتست کنون تاکرا رسد

ع یہ نعمت کا معاملہ ہے جو ہر کسی کو میسر نہیں

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم (سورہ الحدید آیت ۲۱)

یہ اللہ پاک کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عنایت کرتا ہے اور اللہ پاک بڑے فضل والا ہے۔

باید دانست کہ ابتدا آنجواہر از صفات اضافیہ است کہ کالبرزخ اند بین الوجوب والامکان۔ وفوق ا صفات حقیقیہ کہ روح را از تجلیات اینہا نصیب است وقلب را بصفات اضافیہ تعلق است۔ وبتجلیات اینہا مشرف است وبقیۂ این جواہر علیا (سر، خفی۔ اخفی) کہ فوق صفات حقیقیہ اند داخل

جاننا چاہیئے کہ ان جواہر کی ابتدا صفات اضافیہ سے ہوتی ہے جو بین الوجوب اور امکان کے درمیان برزخ ہے اور ان سے اوپر صفات حقیقیہ ہیں کہ جن کی تجلیات روح کو نصیب ہوتی ہیں اور قلب کا تعلق صفات اضافیہ سے ہے اور ان کی تجلیات سے مشرف ہوتا ہے اور باقی اعلیٰ جواہر یعنی سر، خفی اور اخفی جو

دائرہ حضرت ذات اقدس اند لهذا تجلیات این مراتب سگانہ را تجلیات ذاتیہ می گویند۔ سخن از انجا راندن مصلحت نیست۔

صفات حقیقیہ سے بلند ہیں خداوند قدوس کی ذات کے دائرہ میں داخل ہیں۔ اس لیے ان تینوں مراتب کی تجلیات کو ذاتی تجلیات کہتے ہیں۔ اس سے آگے خاموش رہنے میں ہی مصلحت ہے۔ ع

ع - قلم اینجا رسید و سر بشکست

ع۔ قلم اس جگہ پر پہنچا تھا کہ اس کا سرا نوٹ گیا۔ یعنی کچھ لکھنے کے قابل ہی نہ رہا۔

(مکتوبات شریف دفتر اول جلد اول صفحہ ۹۶ تا ۹۸)

لطائف کے بارے میں ایک علمی تحقیق:

(۴) اس کے علاوہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری صفحہ ۵۰ پر لطائف عشرہ انسانی (قلب، روح، سر، خفی، اخفی، نفس، قالبی یعنی عناصر اربعہ جو کہ پانی، ہوا، آگ اور مٹی کے جواہر ہیں کے ثبوت اور کمالات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

واعلم انہ قد تقرر عند الاکابر من الصوفیۃ ان ضوء الشمس کما یتحملها الارض لکثافتها دون غیرها من

اور جان لو کہ اکابر صوفیا کرام کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ جس طرح سورج کی روشنی صرف زمین ہی اپنی کثافت کی وجہ سے حمل کرتی ہے اور دوسرے عناصر خلق اس روشنی کو حمل

عناصر الخلق كذلك التجلی الذاتی لایتحملها الا عنصر التراب واما غیرها من العناصر فلنوع من الكثافة التی فیها یتحملها التجلیات الصفاتیة دون الذاتیة واما لطائف عالم الامر فلانصیب لها الا من تجلیات الظلیة۔ والانسان لما كان مركبا من اللطائف العشرة التی هی اجزا العالم الكبیر ولم یجتمع بشیئ من افرادها الا بعضها كان هو اهلا للخلافة وحاملا للامانة التی عرضها اللہ تعالی علی السموت والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفق منها

نہیں کر سکتے اسی طرح تجلی الذاتی کو صرف عنصر خاک ہی حمل کرتا ہے اور عنصر خاک کے علاوہ دوسرے عناصر میں چونکہ کچھ کثافت موجود ہوتی ہے اس لیے صفات کی تجلیات کو حمل کرتے ہیں لیکن تجلیات ذاتیہ کو حمل نہیں کر سکتے اور عالم امر کے لطائف خمسہ کے لیے تجلیات ظلیہ کے علاوہ دیگر تجلیات فوقانیہ سے حصہ نہیں ہے اور انسان چونکہ لطائف عشرہ کا مرکب ہے وہ لطائف جو کہ عالم کبیر کے اجزا ہیں اور دیگر اشیاء میں ان لطائف سے صرف بعض ہی موجود ہیں چونکہ صرف انسان میں لطائف عشرہ موجود ہیں اس بنا پر انسان ہی خلافت کا اہل ہے اور اس امانت کا بوجھ اٹھانے والا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں‘ زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تھا لیکن انہوں نے انکار کر دیا تھا اور اس سے ڈرنے لگے تھے اور صرف انسان ہی نے یہ بوجھ اٹھایا۔ پس انسان نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا (کیونکہ وہ بوجھ اٹھایا جس کا دوسروں نے انکار کیا) اور یہ انسان

وحملها الانسان انہ کان ظلوما (علی نفسہ بتحمل مالم یتحملہ غیرہ) جھولا (لعظمۃ المحمول) ومسمی بعالم الصغیر صورۃ واکبر من الکبیر معنی حیث قال اللہ تعالی لایسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن۔ (الحدیث قدسی) "تفسیر مظہری صفحہ ۵۰ جلد اول آیہ ۳۱"

بہت جاہل ہے (یعنی محمول کی عظمت سے جاہل ہے) یہ انسان صورۃ عالم صغیر سے مسمی ہے اور معناً عالم کبیر سے بھی بڑا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے زمین اور آسمان حمل نہیں کرسکتے لیکن میرے بندے مومن کا دل مجھے حمل کرسکتا ہے۔

اس حدیث میں اس امانت مذکورہ فی ال آیہ کی طرف اشارہ ہے امام مجدد نے فرمایا ہے کہ یہ امانت مقام قیومیت ہے۔

(۵) اسی طرح امام علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی دوسری کتاب ارشاد الطالبین میں لطائف کے کمالات اور فرضیت تصوف کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

صوفیان گفتہ اند کہ راہی کہ مابہ صدد آنیم ہمگی ہفت گام است یعنی فنائے لطائف خمسہ عالم امر قلب/۱ و روح/۲ و سر/۳ و خفی/۴ و اخفی/۵ و فنائے نفس/۶ و تصفیہ لطیفہ قالبیہ/۷ کہ عبارت از صلاح جسد است تقوی بکثرت نوافل تعلق ندارد و تقوی عبارت است از اتیان واجبات و پرہیز کردن از منہیات آدائے فرائض و واجبات بدون اخلاص ہیچ اعتبار ندارد۔ (قال اللہ تعالی فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین) سورہ الزمر آیت ۲) و پرہیز از منہیات بدون فنائے نفس صورت نمی بندد۔ پس تحصیل کمالات ولایت از فرائض آمدہ۔ "ارشاد الطالبین" صفحہ ۱۴

صوفیاء کرام کہتے ہیں کہ جو راہ ہمارے نزدیک آنا چاہتا ہے صرف سات قدم کا فاصلہ ہے یعنی عالم امر کے پانچ لطائف قلب، روح، سر، خفی، اخفی اور نفس کا فنا کرنا اور لطیفہ قالبیہ کی صفائی اور یہ کہ جسم کی بھلائی بھی اس سے عبارت ہے۔ تقوی کا کثرت نوافل ادا کرنے سے تعلق نہیں ہے بلکہ تقوی کا مطلب یہ ہے واجبات کا ادا کرنا اور نواہی سے بچے رہنا فرائض اور واجبات اگر خلوص سے ادا نہ کیے جائیں تو بیکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس آپ خالص اعتقاد کرکے اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے اور فنائے نفس کے بغیر نواہی سے پرہیز ممکن نہیں۔ پس ولایت کے کمالات کا حصول فرائض کی ادائیگی سے ہے۔

(۶) امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے رسالہ "مبدا و المعاد صفحہ ۲۰ سطر ۱۲ لطائف خمسہ عالم امر کے اسماء ثبوت کمالات اور ظہور کے بارے میں فرماتے ہیں۔

و مما ینبغی ان یعلم ھھنا
من بعض المعارف
العالیہ لیتوسل بہ الی

نهايته النهايته وغاية الغايته فاقول بتوفيق الله سبحانه ان ماظهر فی العالم الكبير تفصيلا فهو ظاهر فی العالم الصغير اجمالا ونعنی باالعالم الصغير الانسان فاذا اصقل العالم الصغير ونور ظهر فيه بطريق المراتية جميع مافی العالم الكبير تفصيلا لانه بالصقالة والتنوير قد اتسع وعائه فزال حكم صغره- وكذا الحال فی القلب الذی نسبته مع العالم الصغير كنسبة العالم الصغير مع عالم الكبير من الاجمال والتفصيل فاذا صقل عالم الاصغر الذی هو عالم القلب ودست الظلمة الطارية عليه

اس موقع پر بعض معارف العایہ کا معلوم کرنا ضروری ہے تاکہ ان کے ذریعے نہایت النہایت اور غایت الغایت کا مفہوم واضح ہو جائے پس میں ان معارف کو بتوفیق الٰہی بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ جو کچھ عالم کبیر میں مفصلا ظاہر کیا گیا ہے وہ عالم صغیر میں اجمالا ظاہر ہوتا ہے عالم صغیر سے مراد انسان ہے پس عالم صغیر کو صیقل کرکے منور کیا جاتا ہے تو اس میں آئینے کی طرح عالم کبیر کی تمام چیزیں مفصل دکھائی دینے لگتی ہیں کیونکہ صیقل اور منور کرنے سے اس کا احاطہ وسیع ہو جاتا ہے اس وقت صغیر کا لفظ اس پر عائد نہیں ہوتا اور یہی حالت اس دل کی ہے جس کو عالم صغیر سے وہی نسبت ہے جو عالم صغیر کو عالم کبیر سے ہے جب اس کو صیقل کیا جاتا ہے اور اس سے تاریکی دور ہو جاتی ہے تو اس میں آئینے کی طرح عالم کبیر کی تمام اشیاء مفصل طور پر دکھائی دینے لگتی ہیں- اور یہی نسبت قلب القلب اور قلب میں ہوتی ہے جو قلب اور عالم صغیر میں ہوتی ہے جب قلب القلب کا تصفیہ کر دیا جاتا ہے تو اس میں تمام

ظهر فيه بطريق المرآتية ايضا مافى العالم الصغير تفصيلا وهكذا الحال فى قلب القلب بالنسبة الى القلب من الاجمال والتفصيل وظهور التفصيل فيه بعد ان كان مجملا بسبب التصفية والنورانية وعلى هذا القياس القلب الذى فى المرتبة الثالثة والقلب الذى فى المرتبة الرابعة فى الاجمال والتفصيل وظهور۔التفصيل الذى فى المراتب السابقة فيهما بسبب الصقالة والنورانية وكذا القلب الذى فى المرتبة الخامسة فانه مع بساطته وعدم اعتبار شيئ فيه يظهر

چیزیں مفصل دکھائی دینے لگتی ہیں علی ھذا القیاس۔ دل تیسرے اور چوتھے مرتبے میں بہ سبب صقالت و نورانیت سابقہ مراتب کی تمام چیزیں تفصیل سے دکھانے لگتا ہے اسی طرح جو دل پانچویں مرتبے میں بسیط محض اور ناقابل اعتبار ہوتا ہے جب اسے پورے طور پر صیقل کیا جاتا ہے تو اس میں عالم کبیر، صغیر، اصغر اور بعد کے تمام عوالم کی چیزیں تفصیلاً دکھائی دینے لگتی ہیں۔

فیہ بعد التصفیة الکاملة ماظھر فی جمیع العوالم من العالم الکبیر والصغیر والاصغر وما بعدھا من العوالم کمامر۔

فھوالضیق الاوسع والبسیط الابسط والاقل الاکثر۔ وما خلق شیئ من الاشیاء بھذہ الصفة۔ وما وجد احد بشیئ مناسبة بصانعہ تعالی وتقدس من ھذہ الطیفة البدیعة فلا جرم یظھر فیہ من عجائبات ایات صانعہ سبحانہ مالا یظھر فی احد من خلقہ وکذا قال فی الحدیث لایسعنی ارضی

پس وہ تنگ اور سب سے وسیع اور بسیط کے ساتھ ابسط نہایت چھوٹا لیکن سب سے بڑا۔ اس وصف کی کوئی اور شے اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کی۔ اس لطیفہ بدیعہ سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مناسبت نہیں رکھتی۔ بے شک اس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کارگری کے نشانیوں کے عجائبات کا اظہار ہوتا ہے جو کہ اس کی تخلیق کے علاوہ کسی میں ظاہر نہیں ہوتیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے میرے آسمانوں اور میری زمین میں

و لاسمائی ولکن یسعنی
قلب عبدی المؤمن
والعالم الکبیر وان
کان اوسع المرایا
للظهور الا انہ لکثرتہ
وتفصیلہ لامناسبۃ لہ
مع من لاکثرۃ فیہ اصلا
وتفصیل فیہ راسا
والحری للمناسبۃ
ھو الضیق الاوسع
والبسیط الابسط
والاقل الاکثر کما
لایخفی فاذا بلغ
العارف الاتم معرفۃ
والاکمل شھودا ھذا
المقام عزیز وجودہ
والشریف رتبۃ یصیر
ذالک العارف قلبا
العوالم کلھا
والظھورات جمیعھا
والمحقق بالولایۃ
المحمدیۃ والمشرف
بالدعوات
المصطفویۃ

میرے سمانے کی گنجائش نہیں لیکن میں اپنے مومن بندے کے دل میں سما سکتا ہوں۔ عالم کبیر اگرچہ بلحاظ ظہور نہایت وسیع ہے اور اس کی کثرت اور تفصیل کی وجہ سے اسے اس چیز کے ساتھ جس میں کثرت و تفصیل بالکل نہ ہو کوئی مناسبت نہیں۔ وہ تنگ لیکن بہت وسیع ہے اور بسیط الا بسط ہے بہت ہی تھوڑا ہے لیکن ساتھ ہی بہت کثیر بھی ہے جب وہ عارف جو بلحاظ معرفت مکمل اور از روئے شہود اکمل ہو اس مقام پر پہنچتا ہے جو عزیز الوجود اور شریف رتبہ ہے تو وہ عارف تمام جہانوں اور ان کے ظہورات کے لیے بمنزلہ دل ہو جاتا ہے تب اسے ولایت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) حاصل ہوتی ہے اور دعوت مصطفویہ ﷺ سے مشرف ہوتا ہے

ف لاقطاب والاوتاد
ولابدال داخلون تحت
دائرة ولايته والافراد
والاحاد وسائر فرق
الاولياء مندرجون
تحت انوار هدايته لما
هو نائب مناب رسول
الله صلى الله عليه
وسلم والمهدي يهدي
حبيب الله وهذه
النسبة الشريفة
العزيز وجودها
مخصوصة باحد المرا
دين وليس للمريدين
من هذا الكمال نصيب۔
هذا هوالنهاية
العظمى والغاية
القصوى۔ ليس فوقه
كمال والاكرام منه
نوال۔ لووجد بعد
الوف سنة مثل هذا
العارف لاغتنم
وليسري بركته الى مدد
مديدة واجال متباعدة

پھر تمام قطب اوتاد اور ابدال اس کی
ولایت کے دائرہ میں داخل ہو جاتے
ہیں اور ہر قسم کے اولیاء اللہ مثلاً افراد
اور احاد بھی اس کے انوار ہدایت کے
تحت مندرج ہیں کیونکہ وہ رسول
مقبول ﷺ کا نائب مناب ہے اور
حبیب خدا ﷺ کی ہدایت سے
ہدایت یافتہ ہوتا ہے یہ عزیز الوجود اور
شریف نسبت مرادین میں سے کسی
ایک سے مخصوص ہوتا ہے مریدین کو یہ
کمال نصیب نہیں ہوتا یہ عظیم نہایت
اور سب سے بڑی غایت کا رتبہ ہے
اس سے اوپر کوئی کمال نہیں اور اس
سے عمدہ کوئی بخشش نہیں اگر اس قسم کا
عارف ہزار سال بعد بھی پایا جائے تو بھی
غنیمت ہے اور اس کی برکت مدت مدید
اور عرصہ بعید تک جاری رہتی ہے ایسے

وهوالذی کلامہ دواء ونظرہ شفاء وحضرة المهدی سیوجد علی هذه النسبة الشریفة من هذه الامة الخیرة ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم۔ وحصول هذه الدولة القصوی منوط باتمام طریقی السلوک والجذبہ تفصیلا مرتبة بعد مرتبة واکمال مقام الفناء الاتم البقاء الاکمل درجة بعد درجة وهذا لایتیسر الا بکمال متابعة سید المرسلین صلی الله علیه وسلم (وکمال متابعة النبی هی الدرجات السبعة کمامر تفصیلا)۔

عارف کا کلام بمنزلہ دوا اور اس کی نظر بمنزلہ شفا ہوتی ہے حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام (انشاء اللہ) اس نسبت شریفہ پر اس آخری امت میں سے پائے جائیں گے۔ (امام مہدی علیہ السلام سے قبل نہ تخصیص ہے اور نہ انتفا کیونکہ تخصیص بالشئی ماعدا کی نفی کے لیے مستلزم نہیں)۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے۔ اس نعمت عظمیٰ کا دارومدار سلوک اور جذبہ کے بالترتیب اور بالتفصیل طے کرنے پر ہے نیز فنا اتم اور بقا اکمل کو درجہ بعد درجہ حاصل کرنے پر ہے اور یہ باتیں رسول اکرم ﷺ کی کمال متابعت کے بغیر ممکن نہیں (اور کمال متابعت کے سات درجے ہیں جن کا گذشتہ صفحات پر ذکر کیا جاچکا ہے)۔

اب قارئین کرام امام ربانیؒ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے اقوال اور عبارات کا مطالعہ کریں اور خود انصاف کریں کہ جس چیز کو یہ بزرگان دین ثابت کرکے اس کے کمالات اور معارف دقیقہ بیان کرتے ہیں اسی چیز کو پیر محمد چترالی غدود سے تعبیر کرکے استہزا کرتا ہے۔ خذلہ' اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ دیگر ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ لطائف کی حرکت بلکہ تمام بدن اور چمڑے کی حرکت اجزاء اور اضطراب بھی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور علماء محققین اور اولیائے راسخین کے اقوال سے بھی ثابت ہے۔

ثبوت وجد من القرآن واقوال مفسرین:

(۱) اللہ نزل احسن الحدیث کتٰبا متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم (سورہ الزمر آیت ۲۳)	اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی ہے اس سے ان لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

تو اس آیت کریمہ قطعیہ سے بدن کی حرکت خواہ تمام بدن کی ہو یا خاص بدن کی یا بعض بدن ہو تمام چمڑا ہو یا بعض چمڑے کی حرکت ہو اس کی حرکت اجزاء اور اضطراب ثابت ہے۔

ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ (سورہ الزمر آیت ۲۳)	پھر ان کے بدن اور دل نرم اور فرمانبردار ہوکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

اس آیت سے جلد یعنی بدن چمڑے اور قلوب یعنی لطائف کا نرم ہونا اور حرکت کرنا ثابت ہے جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۲۹۰ جلد اول میں تحریر کرتے ہیں۔

لانت اجسادھم فصارت ظواھرھم بواطنھم وبواطنھم ظواھرھم	اولیاء کرام کے اجساد نرم ہو چکے ہیں ان کا ظاہر باطن اور باطن ظاہر بن چکا ہے (یعنی جس طرح باطن اللہ کے ذکر سے متحرک اور نرم ہے اسی طرح ظاہر بھی بذکر اللہ متحرک اور نرم ہے)۔

پس معلوم ہوا کہ جس طرح اولیاء کرام کے باطن اور لطائف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے جاری اور حرکت کرنے والے ہیں اسی طرح ان کا ظاہری بدن (بعض ہو یا کل) ذکر خداوندی میں مشغول اور متحرک ہے حضرت مجددؒ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کے بدن کا ہر ذرہ اور بال ذکر خداوندی میں مصروف رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے متحرک رہتا ہے نیز اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ

بدن کا کانپنا اور متحرک رہنا خاشعین اور اولیاء کرام کی صفت ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے لوگ علماء راسخین ہی ہیں جو کہ علم احکام اور اسرار کے جامع ہوتے ہیں پس یہی حضرات خاشعین علماء ہیں ارشاد ربانی ہے۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلمئو (سورہ فاطر آیت ۲۸) اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے لوگ علماء ہی ہیں۔

اور جس عالم میں خشیت نہیں وہ حقیقی عالم نہیں ہے علامہ عبدالغنی نابلیسی فرماتے ہیں۔

من لم یخش اللہ فلیس بعالم (حدیقتہ الندیہ جلد اول) جو کوئی اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ عالم حقیقی نہیں ہے (اگرچہ اسے ظاہری الفاظ و عبارات یاد ہوں)

اور خاشع کی صفت یہ ہے کہ تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم (سورہ الزمر آیت ۲۳) ان کے بدن پر حرکات اور اضطرابات آتے ہیں یعنی تحرک، تضطرب و ترتعد (جیسا کہ مدارک اور جلالین نے تحقیق کی ہے)۔

پس معلوم ہوا کہ بدن کی حرکت کلا یا بعضا علی حسب الاختلاف واستعدادات اولیاء کرام کی صفت مادحہ ہے اور چیر محمد بدترین کافر اس حالت محمودہ کو ڈھونگ، ڈھولک بازی اور مشق سے تعبیر کرتا ہے اور اسے حرام اور ناجائز قرار دیتا ہے قرآن کریم تو اس حالت کو خاشعین کی صفت قرار دیتا ہے اور چیر محمد اس حالت کو ڈھولک بازوں کی حالت قرار دیتا ہے اور حرام و ناجائز کہتا ہے چونکہ اس نے تین کفریہ اعتقادات حمل لیے ہیں پس تین دفعہ کافر ہو گیا۔

(۱) قرآن کریم کا مقابلہ کرنا اور قرآن سے انکار کرنا۔

(۲) اپنے آپ کو شارع بنانا اور حلال کو ناجائز بلکہ محمود چیز کو بلا دلیل شرعی حرام قرار دینا۔

(۳) اولیاء کرام کو دھوکہ باز' حرام کا مرتکب' فاسق قرار دینا اور ان کی ولایت سے انکار کرنا پس یقیناً پیر محمد چشتی چہ ابن الفرع الکفر بعد الکفر میں مبتلا ہے۔
(فاانظر ماذا ترٰی؟)

آپ خود بھی غور کریں اور فیصلہ کریں کہ یہ کفر بواح ہے یا نہیں؟ یہ قاعدہ شرعیہ اصولیہ ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے حرمت عارض کی وجہ سے ہے پس کسی چیز کی حرمت کا ثبوت دلیل قطعی یعنی کتاب اللہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے ہو سکتا ہے اور یہ بات بھی مخفی نہیں کہ لطائف کی حرکات اور اجراء جو کہ نصوص سے ثابت ہے اور امر جائز مستحسن ہے اور اولیاء کرام کی حالت ہے تو اس امر جائز پر حرمت اور گناہ کا اطلاق بڑی جرات ہے اور امر حلال کو حرام ٹھہرانا ہے جو کہ جمہور علماء کے نزدیک کفر صریح ہے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۲) واختار موسی قومہ سبعین رجلا لمیقاتنا فلما اخذتھم الرجفۃ
(سورہ الاعراف آیت ۱۵۵)

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر افراد ہمارے میقات کے لیے منتخب کیے۔ پس جب ان کو رجفہ نے پکڑ لیا۔

قال العلامۃ المحمود الالوسی البغدادی فی تفسیرہ روح المعانی تحت ھذہ الایۃ ان موسی علیہ السلام اختار سبعین رجلا من اشراف قومہ ونجباء ھم اھل الاستعداد والارادۃ والطلب والسلوک

علامہ محمود آلوسی البغدادیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں روح المعانی جلد سوم میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر ایسے آدمی منتخب کیے جو کہ شریف' بزرگ' باستعداد مریدین حق' اصحاب طلب اور اہل سلوک تھے۔ "پس جب ان کو رجفہ نے پکڑ لیا۔" یعنی بدن کی حرکت نے ان کو پکڑ لیا جو کہ فنا کی معقد (بے

فلما اخذتهم الرجفة اي رجفة البدن التي هي مبادي صعقة الفناء عند طريان بوارق الانوار وطوالع تجليات الصفات من اقشعرار الجسد وارتعاده وكثيرا ماتعرض هذه الحركة للسالكين عند الذكر اوسماع القران اوماتياء ثرون به حتى تكاد تتفرق اعضاء هم وقدشاهدنا ذلك في الخالديين من اهل الطريقة النقشبندية وربما يعتريهم في صلاتهم صياح معه فمنهم من يستانف صلوته لذالك ومنهم من لايستانف وقد كثرالانكار عليهم وسمعت بعض المنكرين يقولون

ہوشی) کی ابتدا میں پیش آتی ہے انوار رحمانیہ کے نزول اور صفات کی تجلیات کے ورود کے وقت یہ حالت پیش آتی ہے کہ جس کے اثر سے بدن میں لرزہ' حرکت اور اضطراب آتا ہے اور اکثر اوقات یہ حالت سالکین طریقت کو ذکر اور تلاوت قرآن کے وقت پیش آتی ہے اور جس چیز سے وہ تاثیر لیتے ہیں (یعنی توجہ' نعت خوانی) یہاں تک کہ اعضا بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور ہم نے یہ حالت حضرت مولانا خالد قدس سرہ کے مریدین میں مشاہدہ کی ہیں کہ بعض اوقات ان کی نماز میں حرکات کے ساتھ چیخیں بھی نکل جاتی ہیں پس بعض نماز کا اعادہ کرتے ہیں اور بعض اعادہ نہیں کرتے اور ان پر انکار زیادہ ہو رہا ہے اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل و شعور کے باوجود ہے تو یہ بے ادبی ہے اور نماز کو قطعی طور پر باطل کرنے والی ہے اور اگر عقل و شعور زائل ہونے کی وجہ سے ہے تو پھر سکر کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہ سالکین وضو کا اعادہ بھی نہیں کرتے لیکن میں اس کے جواب

انكانت هذه الحالة مع وجود العقل والشعور فهي سوء ادب ومبطلة الصلوة قطعا وانكانت مع عدم شعور وزوال عقل فهي ناقضته للوضو ونراهم لايتوضون اجيب بانها غير اختيارية مع وجود العقل والشعور وهي كالعطاس والسعال ومن هنالا ينتقض الوضؤ بل ولا تبطل الصلوة - ونص بعض الشافعية ان المصلي لو غلبه الضحك في الصلوة لاتبطل صلوة ويعذر بذلك فلا يبعد ان يلحلق مايحصل من اثار التجليات الغير الاختيارية بما ذكر (للعلة المشتركة بينهما) ولا يلزم من

میں کہتا ہوں کہ نماز میں یہ حالت مذکور غیر اختیاری ہے اور عقل و شعور کے باوجود پیش آتی ہے اور اس کی مثال کھانسی اور چھینک کی طرح ہے اس لیے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ نماز باطل ہوتی ہے اور شوافع نے کہا ہے اگر نمازی پر ہنسنا غالب آجائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہے اور نمازی اس صورت میں معذور سمجھا جایگا پس بعید نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ کے آثار کو بھی اس کے ساتھ ملحق کیا جائے اور عدم فساد صلوۃ پر حکم کیا جائے اور کسی چیز کے غیر اختیاری ہونے سے اس چیز کا غیر شعوری ہونا لازم نہیں کیونکہ مرتعش کی حرکت غیر اختیاری ہے اور غیر شعوری نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ شعور اور عقل موجود ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر باہر معاملہ ہے پس اس سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

كونه غير اختيارية كونه صادرا من غير شعور فان حركة

المرتعش غیر اختیاریتہ مع الشعور بہا وھو ظاھر فلا معنی للانکار انتہی (تفسیر روح المعانی
آیت ۱۵۵ جلد سوئم (الاعراف)۔

اس طرح علامہ محمود آلوسی بغدادیؒ نے بدن کی حرکت اور لرزے کو خداوند قدوس کے انوارات کا اثر قرار دیا نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ حالت سالکین اور مریدین خصوصاً طریقہ نقشبندیہ کے بزرگان کو حالت ذکر اور تلاوت کلام اللہ کے وقت یا توجہ مرشد کامل کے وقت یا خشیتہ خداوندی کے غلبہ کے وقت پیش آتی ہے کبھی یہ حالت اقشعرار (لرزہ) کم ہوتی ہے اور کبھی سارے بدن پر ہوتی ہے جیسا کہ لطائف کی حرکت بعض اوقات غلبہ پاتی ہے تو سارا بدن حرکت کرنے لگ جاتا ہے اور اعضاء کے ٹوٹ جانے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے نیز کبھی نماز کے اندر بھی اقشعرار جسد اور صیاح طاری ہوتے ہیں۔ جیسا کہ "روح المعانی" کی عبارت سے واضح ہوا لیکن عقل و شعور کے موجود ہونے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔ صرف اختیار سلب ہوتا ہے تفسیر روح المعانی کے علاوہ آئندہ صفحات میں بھی ہم چند فقہائے احناف کی عبارات نقل کریں گے تاکہ ان کے اقوال سے بھی مسئلہ مذکورہ کی وضاحت ہو جائے لیکن پہلے چند احادیث مبارکہ متعلق اقشعرار الجسد نقل کرنا ضروری ہے تاکہ قارئین کرام احادیث سے بھی آگاہ ہو جائیں۔

احادیث مبارکہ درباره اقشعرار الجسد و حرکت اللطائف :

(۱) من اقشعر جلده من خشية الله تحاتت عنه الذنوب كما تحاتت ورقة الشجرة اليابسة۔	جو بدن اللہ تعالیٰ کی خشیت اور خوف کی وجہ سے حرکت کرنے لگا تو اس سے اس طرح گناہ زائل ہو جاتے ہیں جس طرح شجر سے خشک پتے نیچے گر جاتے ہیں۔

فکر کا مقام ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لطائف کی حرکت (جو بعض بدن کی حرکت ہے) یا کل بدن کی حرکت (جو کہ وجد اور جذب ہے) کو گناہوں کے زائل ہونے کا سبب بتاتے ہیں جبکہ پیر محمد چشتی اسے فعل حرام قرار دیتا ہے جو فی نفسہ گناہ ہے تو دوسرے گناہوں کے ازالہ کا سبب کس طرح ہو سکتا ہے۔

ع۔ ببین تفاوت راہ از کجا است تابہ کجا

یہ تو صریحی طور پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرنا ہے (العیاذ باللہ) جو کہ کفر تابیدی ہے اگر کوئی کہے کہ ان روایات میں جسد کا لفظ آیا ہے قلب یا دوسرے لطائف کا نام نہیں تو جواباً عرض ہے کہ جسد عام ہے کل جسد ہو یا بعض اور بعض مطلق میں لطائف کی حرکت داخل ہے دوسرا یہ کہ صراحۃ بھی قلب کا اقشعرار اور حرکت ایک دوسری حدیث سے ثابت ہے جس کا مضمون یہ ہے۔

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور تین دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اقراء تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ما انا بقاری اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قال فاخذنی فغطنی الثالثۃ ثم ارسلنی فقال اقراء باسم ربک الذی خلق○ خلق الانسان من علق○ اقرء وربک الاکرم ○ فرجع بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرجف فؤادہ فدخل علی خدیجۃ بنت خویلد فقال زملونی ------ الخ (صحیح بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جبرائیلؑ نے) تیسری مرتبہ مجھے زور سے پکڑ لیا اور پھر چھوڑ کر فرمایا کہ اپنے رب کے نام سے پڑھ وہ ذات جس نے عالم کو پیدا کیا جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ آپ ﷺ قرآن پڑھا کریں آپ ﷺ کا رب بڑا کریم ہے ------ الخ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے اور آپ ﷺ کا دل مبارک حرکت کر رہا تھا پھر آپ ﷺ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف

لے گئے اور فرمایا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو

شارحین بخاری نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ۔

یرجف فواده ای یضطرب ویخفق ویرعد ویتحرک فواده والفواد مرادف القلب وقیل عین القلب وقیل باطن القلب ای الحقیقة الجامعة الحاملة للانوار الهیة وتجلیات الصفات الفعلیة وهذا هو الاصح کما حققه المجدد لالف الثانی رحمه الله تعالی۔	دل مضطرب تھا اور دھڑک رہا تھا اور حرکت کر رہا تھا اور فواد دل کا مترادف ہے یا عین دل ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ فواد دل کے باطن کو کہتے ہیں جو کہ حقیقت جامعہ سے مسمی ہے اور انوار الہیہ کا جامع ہوتا ہے اور صفات فعلیہ کی تجلیات کا حامل ہوتا ہے اور امام مجددؒ کی تحقیق کے مطابق یہ آخری قول راجح اور اصح ہے (اور مجہول کا صیغہ اس لیے مستعمل ہے کہ اس کا قائل عظیم ترین ہے)۔

اس حدیث میں صرف قلب کا ذکر ہے لیکن چونکہ روح، سر، خفی اور اخفی بھی قلب کے بعد متولد ہوتے ہیں یعنی اس کے تولد کے بعد ظہور پذیر ہوتے ہیں لہذا صرف قلب کے لفظ کا ذکر فرمایا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ وما انزل علی الملکین میں ملکین سے اشارۃ اور رمزاً قلب اور روح مراد ہیں اور دوسرے لطائف یعنی سر، خفی اور اخفی بھی ساتھ ہی ساتھ مراد ہیں چونکہ دوسرے لطائف ان دو لطائف کے بعد ظہور پذیر ہوتے ہیں اس لیے صرف انہی دونوں لطائف کا ذکر ہوا۔

مندرجہ بالا روایات سے بھی ظہور لطائف، حرکت لطائف اور اقتصار ... جسد

(بدن کا لرزنا) اور وجد و جذب صریحی طور پر ثابت ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطائف مقدسہ بھی ذکر خداوندی سے جاری اور حرکت کرنے والے تھے اب اگر پیر محمد چترالی استہزا باللطائف کرتا ہے تو درحقیقت نبی رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزا کرتا ہے جو کہ کفر تابیدی ہے ورنہ حدیث مذکور کے معنی تو شارحین نے اسی طرح بیان فرمائے ہیں جیسا کہ مذکور ہوئے۔

اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف جلد اول دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۲ میں فرماتے ہیں "احیائے دلہائے مردہ بتوجہ شریف او منوط است۔" یعنی کامل و مکمل اولیاء کرام کی توجہ شریف سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں اور حرکت کرنے لگتے ہیں جبکہ پیر محمد چشتی توجہ شیخ اور احیائے لطائف کو ایک خاص عمل کا کرشمہ' دھوکہ بازی اور مشق سے تعبیر کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

مکتوبات شریف مجددیہ میں متعدد مکاتیب لطائف کے جریان' حرکات' اضطرابات' کمالات اور مقامات لطائف کے بیان میں صادر ہو چکے ہیں جن کا نقل کرنا موجب ملال اور تطویل ہے مکتوب نمبر ۲۶۰ لطائف عشرہ' ولایات ثلاثہ اور کمالات مع الحقائق کے بیان میں صادر ہوا ہے اس کا مطالعہ کیجیے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ پیر محمد چترالی' شیخ کی توجہ کو کرتب اور خاص عمل کا کرشمہ قرار دیتا ہے اور حرکت طائف کو مشق اور دھوکہ بازی قرار دیتا ہے تو اس طرح پیر محمد حرکت لطائف کو فی الحقیقت امام مجددؒ کی دھوکہ بازی اور مشق سے منسوب کرتا ہے (العیاذ باللہ) اور امام ربانیؒ کا مقابلہ کرتا ہے تو لایخالفہ الا الزندیق کے مصداق بدترین کافر پیر محمد زندیق ہی ہے۔ خذلہ اللہ سبحانہ

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب "قول الجمیل فی شفاء العلیل" میں سلسلہ مجددیہ کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ عالیہ میں متعدد لطائف ہیں جو اسم ذات کے ذکر سے متحرک ہوتے ہیں کچھ آگے فرماتے ہیں۔ "ولکل من هذه الاعضاء (اللطائف) حركة نبضية " (یعنی

سلسلہ مجددیہ میں تمام لطائف نبض کی طرح حرکت کرنے لگتے ہیں)۔ المختصر یہ کہ لطائف عشرہ انسانی (جن میں پانچ عالم امر کے ہیں اور پانچ عالم خلق کے) امت مسلمہ کے اولیائے کرامؒ اور علمائے راسخینؒ مفسرین کرامؒ اور محدثینؒ کے نزدیک قطعی الثبوت اور متواتر امر ہے اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں اور ان لطائف کی حرکت اور جریان بذکر اللہ بھی قطعیہ الثبوت ہے اور اولیائے کرام کے اخص الخواص طبقہ کا حال ہے خصوصاً مشائخ نقشبندیہ مجددیہ قدس اسرارہم کی عظیم کرامت اور قوت ہے کہ اس طرح خرق العادۃ میں استدراج کا شائبہ تک نہیں کیونکہ امام ربانیؒ فرماتے ہیں کہ کامل مکمل مشائخ کبارؒ کا خاصہ یہ ہے کہ مردہ دل ان کی توجہ شریف سے زندہ ہو جاتے ہیں "مکتوبات جلد اول مکتوب ۲۹۲"۔

حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

(وہ شخص کبھی فنا نہیں ہوتا جس کے دل کو عشق کے سبب زندگی مل جائے (چونکہ ہمارا دل بھی عشق سے لبریز ہے اس لیے دنیا کے اخبار پر ہمارا نام ہمیشہ کے لیے تحریر کر دیا گیا ہے۔

مردہ دل کو زندہ کرنا نفلی عبادت سے بہتر ہے:

اگر کوئی مردے کو زندہ کر دے تو یہ اتنی بڑی کرامت اور خرق العادت بات نہیں جتنی بڑی یہ بات ہے کہ کوئی شخص مردہ دل اور لطائف کو اللہ کے ذکر سے زندہ کرکے کدورات معنویہ سے صاف کرے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

"تصفية قلب المؤمن خير من عبادة الثقلين"

مرقات شرح مشکوۃ (یعنی مومن کے دل کا صاف کرنا جن وانس کی عبادات نافلہ سے بہتر ہے)۔

کوئی مستدرج آدمی کسی کو حیات قلبی نہیں دے سکتا کیونکہ حیات قلبی اور لطائف کی حرکات اور اضطرابات' صفات فعلیہ خداوندی' صفات ذاتیہ حقیقیہ'

شیونات ذاتیہ‘ صفات سلبیہ اور شان جامع کی تجلیات کے ورود کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ جس کے حاملین کمل اولیائے امت ہوتے ہیں۔ فاسق‘ فاجر اور کافر لوگوں کے لیے اس میں سے کوئی حصہ نہیں ہوتا اور اگر ان تجلیات کا ایک ذرہ بھی کافر کو پہنچ جائے تو وہ کافر نہیں رہے گا بلکہ اسلام حقیقی سے مشرف ہو جائیگا جیسا کہ امام مجددؒ نے واضح کیا ہے تو ایسی عظیم المرتبت چیز کے ساتھ استہزا کرنا اور اس کو حرام اور ناجائز قرار دینا اور کرتب سے تعبیر کرنا بالفاظ دیگر عظیم المرتبت اولیاء کرام کی ولایت سے انکار کرنا ہے اور نصوص قطعیہ کے ساتھ استہزا کرنا ہے جو کہ اجماعی طور پر کفر بواح ہے قارئین پر پہلے بھی واضح ہو چکا ہے کہ امور شرعیہ قطعیہ کے ساتھ استہزا کرنا پیر محمد چشتی چترالی کا شیوہ ہے اس سلسلے میں ایک واقعہ جملہ معترضہ کے طور پر درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ قارئین کرام پر پیر محمد چشتی کی زندیقیت اور بھی واضح ہو جائے۔

ایک واقعہ:

پیر محمد چشتی نے بہت سے شاگردوں کے سامنے مولوی نظام الدین سے کہا کہ پیر سیف الرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ مجھ سے حیض خلیفہ امان گل کو پہنچ گیا ہے اور خلیفہ امان گل سے مولوی نظام الدین کو پہنچا ہے (العیاذ باللہ) پیر محمد کی گندی ذہنیت کا ماتم نہ کیا جائے تو کیا کیا جائے کہ وہ فیض خداوندی کو استہزاءً حیض سے مسمی کرتا ہے حالانکہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ نقشبندیہ کے چھتیس مراقبات ہیں ان سب میں فیض اللہ تعالیٰ سے طلب کیا جاتا ہے ان سب مراقبات کی نیت اس طرح کی جاتی ہے۔

نیت ہائے مراقبات طریقہ نقشبندیہ مجددیہ

۱۔ نیت مراقبہ وقوف قلب

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفہ قلبی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

۲۔ نیت مراقبہ وقوف روح

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفہ روحی من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۳۔ نیت مراقبہ وقوف سر

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفہ سری من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۴۔ نیت مراقبہ وقوف خفی

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفہ خفی من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۵۔ نیت مراقبہ وقوف اخفی

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفہ اخفی من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۶۔ نیت مراقبہ وقوف نفسی

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۷۔ نیت مراقبہ وقوف قالبی

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفہ قالبی من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۸۔ نیت مراقبہ وقوف خمسہ عالم امر

فیض می آید از ذات بیچون بلطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۹۔ نیت مراقبہ وقوف خمسہ عالم خلق

فیض می آید از ذات بیچون بلطائف خمسہ عالم خلق من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۱۰۔ نیت مراقبہ وقوف مجموعہ لطائف عالم امر و عالم خلق

فیض می آید از ذات بیچون بمجموعہ لطائف عالم امر و عالم خلق من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۱۱۔ نیت مراقبہ احدیت

فیض می آید از ذات بیچون کہ جامع جمیع صفات و کمالات است و منزہ از جمیع عیوب و نقصانات است و بے مثل است خاص بلطیفہ قلبی من بواسطہ پیران کبار ۔

۱۲۔ نیت مراقبہ اصل قلب

الٰہی قلب من بمقابل قلب نبی علیہ السلام۔ آن فیض تجلائے صفات فعلیہ خود کہ از قلب نبی علیہ السلام بقلب آدم علیہ السلام اسانیدہ بقلب من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار ۔

۱۳۔ نیت مراقبہ اصل روح

الٰہی روح من بمقابل روح نبی علیہ السلام آن فیض تجلائے صفات ثمانیہ ثبوتیہ ذاتیہ حقیقیہ خود کہ از روح نبی علیہ السلام بروح ابراہیم و نوح علیہما السلام رسانیدہ بروح من نیز برساں بواسطہ پیران کبار ۔

۱۴۔ نیت مراقبہ اصل سِر

الٰہی سر من بمقابل سر نبی علیہ السلام آن فیض تجلائے شیونات ذاتیہ خود کہ از سر نبی علیہ السلام بسر موسیٰ علیہ السلام رسانیدہ بہ سر من نیز برسان بواسطہ پیران کبار ۔

۱۵۔ نیت مراقبہ اصل خفی

الٰہی خفی من بمقابل خفی نبی علیہ السلام آن فیض تجلائے صفات سلبیہ خود کہ از خفی نبی علیہ [illegible] عیسیٰ علیہ السلام رسانیدہ بہ خفی من نیز برسان بواسطہ پیران کبار ۔

۱۶۔ نیت مراقبہ اصل اخفی

الٰہی اخفی من بمقابل اخفی نبی علیہ السلام آن فیض تجلاے شان جامع خود کہ بہ اخفی نبی علیہ السلام رسانیدہ بہ اخفی من نیز برسان بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۱۷۔ نیت مراقبہ معیت

فیض می آید از ذات بیچون کہ ہمراہ است ہمراہ من و ہمراہ جمیع ممکنات بلکہ ہمراہ ہر ذرہ از ذرات ممکنات بہ اہی بیچون بمفہوم این آیت کریمہ وھو معکم اینما کنتم بلطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۱۸۔ نیت مراقبہ اقربیت

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اسما وصفات است کہ نزدیک تر است از من بمن واز رگ گردن من بمن بہ نزدیکی بلاکیف بمفہوم این آیت کریمہ و نحن اقرب الیہ من حبل الورید بلطیفہ نفس من باشرکت لطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۱۹۔ نیت مراقبہ محبت اول

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اصل اسماء وصفات است کہ دوست می دارد مرا و من دوست می دارم اورا بمفہوم این آیت کریمہ یحبھم و یحبونہ خاص بلطیفہ نفس من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۲۰۔ نیت مراقبہ محبت دوم

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اصل اصل اسماء وصفات است کہ دوست می دارد مرا و من دوست می دارم اورا بمفہوم این آیت کریمہ یحبھم و یحبونہ خاص بلطیفہ نفس من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۲۱۔ نیت مراقبہ دائرہ قوسی

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اصل اصل اصل اسماء وصفات است ودائرہ قوسیت کہ دوست می دارد مرا و من دوست می دارم اورا بمفہوم این آیت

کریمہ یحبھم و یحبو نہ خاص بلطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

۲۲۔ نیت مراقبہ اسم ظاہر

فیض می آید از ذات بیچون کہ مسمی باسم ظاہر است بمفہوم این آیت کریمہ هو الاول و الاخر و الظاهر و الباطن و هو بكل شيئ عليم خاص بلطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

۲۳۔ نیت مراقبہ اسم باطن

فیض می آید از ذات بیچون کہ مسمی باسم باطن است کہ منشاء ولایت علیا است کہ ولایت ملا الاعلی است بمفہوم این آیت کریمہ هو الاول و الاخر و الظاهر و الباطن و هو بكل شيئ عليم بعناصر ثلاثہ من کہ آب باد نار است بواسطہ پیران کبارؒ۔

۲۴۔ نیت مراقبہ کمالات نبوت

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات نبوت است بہ عنصر خاک من بواسطہ پیران کبارؒ۔

۲۵۔ نیت مراقبہ کمالات رسالت

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات رسالت است بہ ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

۲۶۔ نیت مراقبہ کمالات انبیاء اولوالعزم

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات انبیاء اولوالعزم است بہ ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

۲۷۔ نیت مراقبہ حقیقت کعبہ ربانی

فیض می آید از ذات بیچون کہ مسجود جمیع ممکنات است و منشاء حقیقت کعبہ

ربانی است بہ ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۲۸۔ نیت مراقبہ حقیقت قرآن

فیض می آید از وسعت بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت قرآن مجید است بہ ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۲۹۔ نیت مراقبہ حقیقت صلوۃ

فیض می آید از کمال وسعت بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت صلوۃ است بہ ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۳۰۔ نیت مراقبہ معبودیت صرفہ

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ منشاء معبودیت صرفہ است بہ ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۳۱۔ نیت مراقبہ حقیقت ابراہیمی علیہ السلام

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محب صفات خود است ومنشاء حقیقت ابراہیمی است بہ ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۳۲۔ نیت مراقبہ حقیقت موسوی علیہ السلام

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محب ذات خود است ومنشاء حقیقت موسویست بہ ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۳۳۔ نیت مراقبہ حقیقت محمدی ﷺ

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محب ذات خود است ومحبوب ذات خود است ومنشاء حقیقت محمدؐ یست بہ ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ ۔

۳۴۔ نیت مراقبہ حقیقت احمدی ﷺ

فیض می آید از ذات بیچون کہ محبوب ذات خود است ومنشاء حقیقت احمدؐ یست

بہ ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

۳۵۔ نیت مراقبہ حب صرفہ

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء حب صرفہ است بہ ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

۳۶۔ نیت مراقبہ لاتعین

فیض می آید از ذات مطلق بیچون کہ موجود است بوجود خارجی و منزہ است از جمیع تعینات بہ ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

تو اب غور کیجئے کہ حیض (جو کہ صفت حادثہ اور نجس چیز ہے) کو اللہ تعالیٰ کی صفت قرار دینا کتنا قبیح ہے؟ اللہ تعالیٰ کے فیوضات جب سالکین کو پہنچتے ہیں تو یہی فیوضات پھر دوسرے لوگوں کو بذریعہ صحبت اور توجہ منعکس ہوتے ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

انما انا قاسم واللہ یعطی۔ (بخاری شریف) میں تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

ایک اور جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

ماصب اللہ شیا فی صدری الا صببتہ فی صدر ابی بکر (الحدیث) اللہ تعالیٰ نے جو فیوضات میرے سینے میں القاء فرمائے ہیں وہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ میں (توجہ سے) ڈال دیے ہیں۔ (الحاوی للفتاوی)

ان روایات میں ظاہری اور باطنی علوم' انوار الہیہ اور فیوضات رحمانیہ کی تقسیم مراد ہے جس کے لیے اصالۃ اور اولاً حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور پیر محمد زندیق اس کو حیض سے تعبیر کر کے استہزا کر رہا ہے (العیاذ باللہ) فاعتبروا یا اولی الابصار

آمدم برسر مطلب کہ لطائف کی حرکت اور جریان جو کہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے فی الحقیقت وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے یہاں یہ وجد نے سمکے ؟

ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ وجد (خواہ حرکات غیر اختیاریہ کی شکل میں ہو خواہ آہ اوہ اور اف کے انداز میں ہو خواہ نماز کے اندر ہو یا خارج نماز ہو خواہ بعض بدن اور لطائف کی حرکت کی صورت میں ہو یا کل بدن کے اضطرابات اور کپڑے پھاڑنے کی صورت میں ہو) نصوص قطعیہ کے ساتھ ساتھ فقہائے کرام اور علماء راسخین کی عبارات سے ثابت ہے اور منکرین وجد فی الحقیقت ملحدین کی صف میں داخل ہیں۔

دلائل وجد فی الصلوۃ

بعض اوقات خاشعین اور بزرگ لوگوں پر نماز کے اندر خشیت خداوندی کی وجہ سے اقشعرار جلد (بدن کا لرزہ) اور صیاح (چیخ) طاری ہو جاتے ہیں جس طرح "روح المعانی" کی عبارت سے ثابت ہوا اور فقہائے کرام نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ یہ حالت جائز اور محمود ہے ہم یہاں فقہائے کرام کی عبارات نقل کرتے ہیں تاکہ مسئلہ کی پوری طرح وضاحت ہو جائے۔

(۱) فان ان فیها او تأوه اوبکی فارتفع بکائه (ای حصل منه الحروف) فان کان (ای کل ذلک) من ذکر الجنة او النار لم یقطعها لانه یدل علی زیادة الخشوع وانکان من وجع اومصیبة قطعها لان فیها اظهار الجزع والتاسف فکان من کلام الناس (ہدایہ۔ جلد اول۔ صفحہ ۱۲۰)

اگر نمازی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کیا اور اتنا رویا کہ اس کا رونا حروف پر مشتمل ہو جائے پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہوئی تو نماز فاسد نہیں کرتے کیونکہ یہ زیادہ خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے یہ حالت ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں بے چینی اور افسوس کا اظہار ہے (اسے لوگوں کی عام باتوں میں شمار کیا جاتا ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے)۔

(۲) بحر العلامہ واقف مذاہب اربعہ حضرت عبدالرحمن جزیری" اپنی کتاب "فقہ علی مذاہب الاربعہ" جلد اول صفحہ ۳۰۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

الانین والتأوہ والتافیف والبکاء اذا اشملت علی حروف مسموعۃ فانہا تبطل الصلوۃ الا اذا کانت ناشئۃ من خشیۃ اللہ او من مرض بحیث لا یستطیع منعہا وھذا الحکم متفق علیہ بین الحنفیۃ والحنابلۃ وبین المالکیۃ فی مسئلۃ الخشیۃ ۔

نماز میں آہ، اوہ، اف کرنا اور اس طرح رونا کہ حروف مسموعہ پر مشتمل ہو تو یہ چیزیں نماز فاسد کرتی ہیں مگر جب یہ حالت اللہ کے خوف کی وجہ سے صادر ہو یا ایسی مرض کی وجہ سے ہو جس میں حالات مذکورہ کے منع کرنے کی طاقت نہ ہو تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہ حکم مذکورہ بابت خشیت حنفیہ، حنبلیہ اور مالکیہ کے مابین متفقہ ہے (کہ نماز فاسد نہیں ہوتی)۔

(۳) شیخ العلامہ زین الدین ابن نجیم قدس سرہ "بحر الرائق" جلد دوم صفحہ ۳۔۴ پر رقمطراز ہیں۔

والانین والتاوہ وارتفاع بکائہ من وجع اومصیبۃ لامن ذکر جنۃ اونار ای یفسدھا اما الانین فھو ان یقول آہ کما فی الکافی والتأوہ ھو ان یقول اوہ ----واما

ارتفاع البكاء فهو ان يحصل به حروف وقوله لامن ذكر جنة اونار عائد الى الكل فاالحاصل انها انكانت من ذكر الجنة او النار فهو دال علی زیادة الخشوع ولو صرح بهما فقال اللهم انی اسئلک الجنة واعوذبک من النار لم تفسد صلوته وانکان من وجع او مصیبة فهو دال علی اظهار هما فکانه قال انی مصاب (فتفسد صلوته)

نماز میں آہ' اوہ اور حروف پر مشتمل رونا نماز کو فاسد کرتا ہے۔ جب دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے صادر ہو اور اگر جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے یہ حالات پیش آئیں تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی آنین یہ ہے کہ آہ کریں اور تاوہ کا مطلب ہے اوہ کریں ----- اور بکاء مرتفع یہ ہے کہ اس کے ساتھ حروف بھی صادر ہو جائیں اور لا من ذکر جنتہ او نار کا قول آہ' اوہ اور بکاء مرتفع تینوں کی طرف راجع ہے پس حاصل یہ ہے کہ اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو جائے تو زیادت خشوع کی دلیل ہے (اور نماز فاسد نہیں ہوتی) اور اگر جنت دوزخ پر تصریح کی پس اس طرح کہا کہ "اے اللہ میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں"۔ تو تب بھی زیادت خشوع کی دلیل ہے اور اگر یہ حالت دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے ہو تو پھر یہ اس درد اور مصیبت کی دلیل ہے۔ پس گویا اس نے کہا کہ میں مصیبت زدہ ہوں (تو اس صورت میں نماز فاسد ہے)۔

(۴) فتاوی تاتار خانیہ جلد اول صفحہ ۵۷۹ پر علامہ علا الانصاری فرماتے ہیں۔

ولو ان فی صلوتہ اوتاؤہ اوبکی فارتفع بکائہ وفی الخانیہ فحصل لہ حروف فانکان من ذکر الجنۃ اوالنار فصلاتہ تامۃ وانکان من وجع او مصیبۃ فسدت صلوتہ عند ابی حنیفۃ ؒ ومحمد ؒ

اگر کسی نے نماز میں آہ، اوہ کی یا رویا لیکن اس کا رونا مرتفع ہوگیا۔ فتاوی خانیہ میں ہے کہ مرتفع رونا یہ ہے کہ اس کی وجہ سے حروف حاصل ہوجائیں پس اگر یہ حالت جنت اور دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہوجائے تو نماز تام اور کامل ہے اور اگر دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے طاری ہو تو اس کی نماز فاسد ہے یہ امام ابو حنیفہ ؒ اور امام محمد ؒ دونوں کا قول ہے۔

(۵) علامہ شیخ احمد طحطاوی ؒ حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۷۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

الوجد مراتب وبعضہ یسلب الاختیار فلاوجہ لمطلق الانکار وفی التتار خانیہ مایدل علی جوازہ للمغلوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش اہ۔

وجد کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک وجد ایسا ہوتا ہے جو اختیار کو سلب کرلیتا ہے پس مطلقاً انکار کے لیے کوئی گنجائش نہیں فتاوی تاتار خانیہ میں ہے کہ مغلوب الحال سالک جس کی حرکات مرتعش کی حرکات کی طرح غیر اختیاری ہوتی ہیں (اس کے لیے نماز کے اندر بھی یہ حالت جائز ہے)۔

(۶) حضرت علامہ علی بن حسین الواعظ الکاشفی ؒ اپنی کتاب شحات صفحہ ۱۷ رشحہ نمبر ۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

وہم وی میگفت کہ یکی از علماء رسوم نزد

شیخ ما آمده بود میگفت حال اہل رقص وسماع از دو حال بیرون نیست یاد ران وقت شعور دارند یا ندارند۔ اگر شعور دارند باوجود شعور حرکت و رقص واظہار بے خودی بغایت قبیح است واگر شعور ندارند بعد از شعور طہارت نکردہ نماز می گزارند قبیح تر است۔ شیخ درجواب آن دانشمند گفتند کہ اسباب نقض یکے آن است کہ عقل مسلوب می شود۔ چنانچہ مجانین را واقع است و دیگرے آنکہ عقل مستور میگردد چنانچہ درحال اغماء می باشد۔ اما بے شعوری این طائفہ درحال رقص وسماع نہ مسلوب شدن عقل است ونہ مستور شدن عقل است بلکہ این بے شعوری را جہت آنست کہ در آن محل عقل کلی از عالم الٰہی برین عقل جزوی قابض گردد۔ ودر مملکت وجود سالک حاکم و غالب میشود۔ واین عقل کلی را قوت وقدرت آن ہست کہ تدبیر وضبط عالمی کند چہ جائے تدبیر و ضبط بدن در آن حال در ظل حمایت و تدبیر اوست وآن عقل کلی مدبر در مقام حفظ و نگہداشت او بلکہ نواقض وضو در آن

اور اس نے کہا کہ ظاہری علماء میں سے ایک عالم ہمارے شیخ کے پاس آیا تھا اس نے کہا کہ رقص و سماع کرنے والوں کا حال دو حالتوں میں ہوتا ہے یا تو وہ شعور رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے اگر وہ شعور رکھتے ہیں تو باوجود شعور کے حرکت و رقص کرنا اور بیخودی کا اظہار کرنا نہایت برا عمل ہے اور اگر وہ شعور نہیں رکھتے تو شعور میں آنے کے بعد بغیر طہارت (وضو وغیرہ) نماز پڑھتے ہیں تو یہ بہت ہی برا عمل ہے اس دانا شخص کے جواب میں ہمارے شیخ نے فرمایا کہ اس کی خرابی کے اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ عقل مسلوب ہو جاتی ہے پاگلوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے دوسرا یہ کہ عقل مستور ہو جاتی ہے ایسا بے ہوش لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اس گروہ کی رقص و سماع کے وقت بے شعوری سے عقل نہ مسلوب ہوتی ہے اور نہ مستور ہوتی ہے بلکہ اس بے شعوری کا سبب یہ ہے کہ اس موقع پر عقل کلی عالم الٰہی سے اس عقل پر جزوی طور پر قابض ہو جاتی ہے اور سالک کے وجود کی مملکت پر قابض

محل نمی ماند۔ چہ طالب صادق در آن
محل از طبیعت واحکام او بتمام بیرون می
آید واز لوازم بشریت خلاص میشود پس
در آن وقت بتجدید وضو اصلاً احتیاج
نیفتد۔

کر کے حاکم ہو جاتی ہے۔ اس عقل کلی
کی طاقت و قدرت یہ ہے کہ وہ بدن کی
تدبیر و ضبط کی بجائے عالی کی تدبیر و ضبط
کرتی ہے اس حالت میں ظل میں اس
کی حمایت اور تدبیر ہوتی ہے اور وہ
عقل کلی تدبیر کر کے اس مقام پر حفاظت
و نگرانی کرتی ہے اس موقع پر وضو میں
کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔ اس مقام
پر مرید صادق اس کی طبیعت اور احکام
سے مکمل باہر آجاتا ہے اور وہ بشری
ضرورتوں سے آزاد ہو جاتا ہے پس اس
وقت نیا وضو کرنے کی قطعی طور پر
ضرورت نہیں ہوتی۔

(۷) فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۰۰ پر مرقوم ہے کہ

ولو ان فی صلوتہ
او تأوہ اوبکی فارتفع
بکائہ فحصل لہ
حروف فان کان من
ذکر الجنۃ اوالنار
فصلوتہ تامۃ وانکان
من وجع اومصیبۃ
فسدت صلوتہ ولو
تأوہ لکثرۃ ذنوب
لایقطع الصلوۃ

----وتفسير الانين ان يقول اٰه اٰه وتفسير التأوه ان يقول اوه كذا فی التاتارخانیہ	اگر کسی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کہا یا بکاء مرتفع سے رویا جس کی وجہ سے حروف حاصل ہوں پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو تو نماز صحیح اور کامل ہے اور اگر یہ حالت دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے ہے تو پھر نماز فاسد ہے اگر گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اوہ کیا تو بھی نماز فاسد نہیں ہے----انین کی تفسیر یہ ہے کہ آہ آہ کریں اور تاوہ کی تفسیر یہ ہے کہ اوہ کریں فتاوی تاتار خانیہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

(۸) فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۳۶ پر عبارت اس طرح ہے۔

وان ارتفع صوتہ فحصل بہ حروف انکان من ذکر الجنۃ اوالنار لم تفسد صلوتہ وانکان من وجع اومصیبۃ تفسد صلوتہ۔	اگر نماز میں آواز مرتفع ہوگئی اور اس سے حروف حاصل ہوں تو اگر جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر دنیاوی درد و مصیبت کی وجہ سے روئے تو پھر نماز فاسد ہو جائیگی۔

مذکورہ بالا تمام عبارات پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ وجد جو کہ انوار الہیہ کے غلبہ کی وجہ سے سالکین اور خاشعین پر طاری ہوتا ہے خواہ بعض بدن پر طاری ہو یا تمام بدن پر خواہ بے اختیار آوازیں اور اور صیاح مع احروف نکل آئیں یا بکاء

مرتفع کی وجہ سے حروف ظاہر ہو جائیں خواہ آہ آہ یا اف نکل جائے خواہ نماز کے اندر یہ مذکورہ حالات پیش آجائیں یا نماز سے باہر پیش آئیں تو تمام صورتوں میں یہ حالت محمودہ اور مستحسنہ ہے اور ثابت بالکتاب والفقاہت ہے نہ اس سے نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ وضو ٹوٹتا ہے بلکہ اولیائے کرام کی صفت ہے پس اس جائز اور محمود حالت کو حرام اور دھوکہ بازی قرار دینا کتنا قبیح اور کفر بواح ہے۔

یہ شرعی مسئلہ ہے کہ نماز میں عمل کثیر بلا اصلاح مفسد صلوۃ ہے لیکن واردات غیر اختیاریہ کی وجہ سے سالک معذور بن جاتا ہے جس طرح اخراج ریح' پیٹ کے چلنے اور رعاف دائم کی وجہ سے انسان معذور بن جاتا ہے اور جس طرح مرتعش اپنی حرکات غیر اختیاریہ میں شرعاً معذور ہوتا ہے اسی طرح انوار الہیہ کے ورود کی وجہ سے حرکات وصیاح میں سالک بطریق اولیٰ معذور ہے اور اس کی نماز فاسد نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ اگر سالک مغلوب الحال سے نماز میں حرکات اور اضطرابات کثیرہ صادر ہو جائیں اور عمل کثیر غیر اختیاری کے ساتھ نماز ادا کرے اور پھر یہ حالت ختم ہو جائے اور نماز کا وقت بھی باقی ہو تو نماز کا اعادہ کرنا چاہیے کیونکہ عذر ختم ہو گیا لیکن اگر نماز میں مشغول ہوتے ہی یہ حال پیش آجاتی ہے تو پھر عذر کے باقی رہنے کی وجہ سے اعادہ لازم نہیں۔ کذا حققہ المفسرون والفقہاء رحمھم اللہ اجمعین۔

عام افادہ کے لیے دو اہم مسائل کی وضاحت :

پہلا مسئلہ اکثر لوگ شلوار کو ٹخنوں سے نیچے کر کے نماز پڑھتے ہیں تو شرعی مسئلہ یہ ہے کہ تکبر اور سجاوٹ کی وجہ سے شلوار کا ٹخنوں سے نیچے کرنا نماز کے اندر اور باہر دونوں حالت میں حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ جس گناہ میں وعید کا ذکر ہو چکا ہو وہ گناہ کبیرہ ہوتا ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے نیز ایسے گناہ پر استمرار کرنا کفر تک پہنچا دیتا ہے اس زمانہ میں اکثر علماء بھی اس گناہ میں مبتلا ہیں اور عوام نے تو اس کو شیوہ بنالیا ہے تو خبردار رہنا چاہیے کہ نماز کے باہر بھی یہ عمل حرام ہے چہ جائیکہ نماز کے اندر ہو بلکہ نماز کے اندر اس عمل کے ارتکاب سے نماز قبول نہیں

ہوتی بعض لوگ کہتے ہیں کہ "حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں تو ہم بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح ہیں لہٰذا اس عمل کے ارتکاب میں ہمارے لیے کچھ گناہ نہیں۔" حالانکہ وہ دوسرا آدمی جس کو رسول کریم صلی اللہ علی وسلم نے حکم فرمایا کہ نماز اور وضو دونوں کا اعادہ کرو تو وہ بھی تو صحابی تھا عجب معاملہ ہے کہ وہ صحابی تو اس حکم سے مستثنیٰ نہ ہوا اور آج کے دور کے لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہو گئے حالانکہ اس زمانے میں بناؤ سنگھار کی خاطر اس عمل کا ارتکاب کیا جاتا ہے تو خود کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح تصور کرنا کتنی بڑی جرات ہے۔

ل (جس طرح پیر محمد نے ایک دفعہ مجلس دستار بندی کے موقع پر آٹھ دفعہ ایک نماز میں بلا عذر رعادہ عمل کثیر کیا۔)

اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے ہم چند احادیث نقل کریں گے تاکہ لوگ اس بلا عظیم سے بچ جائیں۔

اسبال فی الازار کی اقسام :

یہ عمل (جس کا اوپر ذکر ہوا) اسبال فی الازار (کپڑوں کا لٹکانا) ہے۔ اسبال فی العمامہ یہ ہے کہ اس کا شملہ ناف کی حد سے زیادہ لمبا کیا جائے۔ چادر میں اسبال یہ ہے کہ چادر کا کونہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائے۔ اسبال فی القمیص یہ ہے کہ قمیض کا دامن ٹخنوں سے نیچے ہو جائے۔ شلوار اور ازار میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کیا جائے۔ یہ اسبال کی اقسام ہیں جو کہ نماز کے اندر اور باہر حرام ہیں خصوصاً اس کے ساتھ نماز قبول نہیں ہوتی۔

احادیث مبارکہ فی تردید اسبال الازار والسراویل فی الصلوۃ وخارج الصلوۃ :

(۱) عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ
قال بینما رجل یصلی

مسبلا ازاره فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذھب فتوضا فذھب فتوضا ثم جاء فقال اذھب فتوضا فقال لہ رجل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک امرتہ ان یتوضا ثم سکت عنہ قال انہ کان یصلی وھو مبسل ازارہ وان اللہ لایقبل صلوۃ رجل مسبل۔ (ابوداؤد صفحہ ۲۱۰ جلد دوم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا پھر وضو کر تو وہ شخص گیا اس نے دوبارہ وضو کیا پھر واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا پھر وضو کر۔ تو اس شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے؟ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو وضو کا ارشاد فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ یہ شخص ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ازار نیچے لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں فرماتا۔

(۲) دیلمی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے۔

علامۃ المنافق تطویل سراویلہ فمن طول سراویلہ حتی یدخل تحت قدمیہ فقد عصی اللہ ورسولہ ومن عصی اللہ ورسولہ ففی النار۔ (کنز العمال صفحہ ۳۱۷ جلد ۱۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور مبارک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی نشانی شلوار کو لمبا کرنا ہے جس نے شلوار کو لمبا کیا حتی کہ قدموں کے نیچے ہو جائے تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم کی نافرمانی کی تو اس کے لیے دوزخ ہے۔

(۳) عن ابی هریره رضی اللہ عنہ عن النبی ماأسفل من الكعبين من الازار ففی النار۔ (بخاری صفحہ ۸۶۱ جلد دوم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے جس کی شلوار ہوگی وہ شخص دوزخ میں جائیگا۔

(۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان اللہ لاینظر الی مسبل ازار۔ (کنز العمال صفحہ ۳۱۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ازار کو ٹخنوں سے نیچے کرنے والے کو نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

(۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ قال لاینظر اللہ الی من جر ثوبہ خیلاء۔ (مسلم صفحہ ۱۹۴ جلد دوم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جس نے غرور تکبر سے اپنا کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھا۔

دوسرا مسئلہ پنجاب کے اکثر لوگ اس غلطی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ نماز میں بلا عذر تنحنح (کھنکارنا) کرتے ہیں حالانکہ اسی سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ اس میں رعایت یہ ہے کہ اگر گلا اتنا بند ہوجائے کہ قرات کے وقت حروف اپنے مخرج سے ادا نہ ہوسکیں تو پھر تنحنح جائز ہے ورنہ مفسد صلوۃ ہے۔

آیات قرآنیہ فی ثبوت مطلق الوجد :

نماز کے اندر اور باہر دونوں حالات میں وجد اور اقشعرار جسد ثابت ہے بلکہ محبوبان خدا کی صفت ہے۔

(۱) اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابها مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودهم وقلوبهم الی ذکر اللہ۔ (الزمر آیت ۲۳)

اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی ہے جس سے ان لوگوں کے جو کہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بدن حرکت میں آنے لگتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم اور منقاد ہو کر اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں (یعنی بدن کی حرکات اور اضطرابات کے بعد بدن اور دل ذکر خداوندی میں نرم ہو کر ذاکر بن جاتے ہیں)۔

(۲) فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا۔ (سورہ الاعراف آیت ۱۴۳) (کما استدل بہ المظهری وجمع من المفسرین ---- رحمهم اللہ)

جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی (جو کہ صفات کی تجلی تھی) تو اس تجلی نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کردیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

(۳) واختار موسی قومہ سبعین رجلا لمیقاتنا فلما اخذتهم الرجفة ○ (سورہ الاعراف آیت ۱۵۵) کما استدل بہ روح المعانی۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے ستر آدمی اپنی قوم میں سے ہمارے وقت معین پر لانے کے لیے منتخب کیے پس ان کے بدن پر حرکت طاری ہو گئی۔

(۴) فلما راینہ اکبرنہ

وقطعن ایدیھن (سورہ یوسف آیت ۳۱) کما استدل بہ روح البیان۔	پس عورتوں نے جب یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اس کے جمال سے حیران رہ گئیں (اور وجد و حیرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔ (تو جمال خداوندی سے یہ حال ہونا بطریق اولیٰ ثابت ہو گیا)
(۵) لو انزلنا ھذا القران علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ (سورہ الحشر آیت ۲۱) کما استدل بہ جمع من المفسرین۔	اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو (اے محبوب) تو دیکھتا کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ (جیسا پہاڑ کا حال ہوتا ویسا ہی خاشع انسان کا ہوتا۔ علیٰ حسب اختلاف الاستعدادات)
(۶) یایھا المزمل ○	اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔
(۷) یایھا المدثر ○ (کما ھو ظاہر من شان نزول عند بدأ لوحی)	اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔
(۸) انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم (سورہ انفال آیت ۲) (کما ھو ظاہر من العبارت وغیرہ ذالک من ال آیات القرآنیہ)	ایمان والوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ (قلوب کی خشیت کے ساتھ قلوب کی حرکت ملائم اور مناسب ہے جیسا کہ یرجف فوادہ سے واضح ہے)

نماز سے خارج اوقات میں سالکین پر وجد طاری ہوتا ہے چونکہ مقلد کے لیے ماخذ استدلال اپنے مذہب کے فقہائے کرام کے اقوال ہیں لہٰذا ان کی کتابوں سے

چند عبارات نقل کی جاتی ہیں تاکہ مسئلہ پوری طرح واضح ہو جائے نیز طالب حق کے لیے مشعل راہ بنے اور منکرین حق کے لیے حجت بن جائے۔

(۱) مفسر جلیل اور فقیہ نبیل علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ "حاوی الفتاوی" جلد دوم صفحہ ۲۲۴ میں فرماتے ہیں۔

مسئلہ: فی جماعة صوفیه اجتمعوا فی مجلس ذکر ثم ان شخصا من الجماعة قام من المجلس ذاکرا واستمر علی ذلک لوارد حصل له فهل له فعل ذلک سواء کان باختیاره ام لا؟ وهل لاحد منعه وزجره عن ذلک؟

صوفیہ کرام رحمتہ اللہ علیہ کی ایک جماعت جب ذکر کے لیے جمع ہو چکی ہو پھر ایک شخص مجلس سے ذکر کرتے ہوئے اٹھ جائے اور انوار الہیہ کے ورود کی وجہ سے یہ حالت اس سالک پر مداومت سے طاری ہو جائے۔ پس کیا یہ کام اس سالک کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ خواہ اختیار سے اٹھتا ہے خواہ بے اختیار ہو کر۔ نیز کیا اس سالک کو اس حال سے منع کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور کیا اسے ڈانٹ ڈپٹ کرنی چاہیے یا نہیں؟

الجواب: لا انکار علیه فی ذلک وقد سئل عن هذا السئوال بعینه شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی فاجاب بانه لا انکار علیه فی ذلک ولیس لمانع التعدی بمنعه ویلزم المتعدی

بذلک التعذیر وسئل عنه العلامة برهان الدین الانباسی فاجاب بمثل ذلک وزادان صاحب الحال مغلوب والمنکر محروم ماذاق لذة التواجد ولا صفا له المشروب الی ان قال فی اخر جوابه وبالجملة فالسلامة فی تسلیم حال القوم واجاب ایضا بمثل ذلک بعض ائمة الحنفیة والمالکیة کلهم کتبوا علی هذا السوال بالموافقة من غیر مخالفة۔

جواب: اس سالک پر اس حال میں کوئی اعتراض اور انکار نہیں۔ شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی یہی سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ سالک پر کوئی انکار نہیں اور کسی کو جائز نہیں کہ اس سالک کو اس حال سے منع کرے بلکہ اس حال سے منع کرنے والے کو سرزنش کرنا لازم ہے علامہ برہان الدین انباسی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی یہ سوال پوچھا گیا تھا۔ تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا اور فرمایا کہ یہ سالک صاحب الحال مغلوب ہے اور اس سے انکار کرنے والا محروم ہے۔ منکر نے تواجد کی لذت حاصل نہیں کی اور عشق حقیقی کا مشروب منکر کو نصیب نہیں۔ حتی کہ علامہ موصوف نے اپنے جواب کے آخر میں فرمایا ہے خلاصہ یہ ہے کہ صوفیا کرام کے حال تسلیم کرنے میں سلامتی ہے۔ اسی طرح بعض آئمہ احناف اور مالکیہ نے بھی یہ جواب دیا ہے سب نے اس سوال کے جواب پر اتفاق کیا ہے جس میں کسی مخالفت کی گنجائش نہیں۔

(اقول) وکیف ینکر

الذكر قائما والقيام ذاكرا وقدقال الله تعالى "الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم" و "قالت عائشة رضى الله عنها كان النبى صلى الله عليه وسلم يذكر الله على كل احيانه" وان انضم الى هذا القيام رقص اونحوه فلاانكار عليهم لان ذلك من لذاة الشهود اوالمواجيد وقد ورد فى الحديث رقص جعفر بن ابى طالب بين يدى النبى صلى الله عليه وسلم لما قال له "اشبهت خلقى وخلقى" وذلك من لذة هذه الخطاب ولم ينكر ذلك عليه النبى صلى الله عليه وسلم فكان هذا اصلا فى رقص الصوفية لما

(میں کہتا ہوں) کہ کیونکر کھڑے ہو کر ذکر کرنے سے یا ذکر کرتے ہوئے کھڑے ہونے سے منع کیا جائیگا؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "عاقل لوگ وہ ہیں جو کھڑے ہو کر اور بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔" اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔" اسی طرح اگر سالک نے قیام کے ساتھ رقص کیا یا چیخ و پکار کی تب بھی کوئی انکار یا اعتراض اس پر نہیں ہوگا کیونکہ یہ حالت شہود اور مواجید کی لذت کی بنا پر طاری ہوتی ہے اور حدیث شریف میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا رقص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ثابت ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "کہ آپ کے اخلاق اور شکل مجھ سے مشابہ ہیں"۔ پس ان پر اس خطاب کی لذت کی وجہ سے رقص طاری ہوگیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کوئی انکار ظاہر نہیں کیا پس یہ حدیث تقریری صوفیا کرام کے

يدركونه من لذاة المواجد وقد صح القيام والرقص فى مجالس الذكر والسماع عن جماعة من كبار الائمة منهم شيخ الاسلام عزالدين بن عبدالسلام۔

رقص اور وجد پر دلیل ہے کیونکہ حقیقی صوفیاء کرام پر یہ حالت مواجید کی لذت سے طاری ہوتی ہے اسی طرح مجالس ذکر اور محافل سماع میں قیام اور رقص بھی جائز ہے اور آئمہ کبارؒ سے ثابت ہے جن میں شیخ الاسلام عز الدین بن عبداسلام کا نام مبارک سرفہرست ہے۔

(۲) علامہ محقق اور مدقق سید محمد آمین افندی شہیر بن عابدین رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف "مجموعۃ الرسائل لابن عابدین" میں فرماتے ہیں۔

ولا كلام لنا مع الصدق من ساداتنا الصوفية المبرئين عن كل خصلة ردية فقد سئل امام الطائفتين سيدنا الجنيد رحمة الله عليه ان قوما يتواجدون ويتمايلون۔ فقال دعوهم مع الله تعالى يفرحون فانهم قوم قطعت الطريق اكبادهم ومزق النصب فؤادهم وضاقوا ذرعا فلا حرج عليهم۔ اذا

تنفسو مداواۃ لحالھم ولو ذقت مزاقھم عذرتھم فی صیاحھم وشق ثیابھم۔ وبمثل ماذکرہ الامام الجنید اجاب العلامۃ النحریر ابن کمال باشا لما استفتی عن ذلک حیث قال۔ شعر

اور ہم صادقین سادات صوفیاء کرام کے متعلق کوئی بات نہیں کر سکتے جو کہ تمام اخلاق رزیلہ سے مبرا ہیں حضرت امام الطائفتین سیدنا جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ بعض صوفیاء کرام ایسے ہیں کہ تواجد کرتے ہیں اور دائیں بائیں حرکات کرتے ہیں یہ کس طرح ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے عشق میں چھوڑ دو تاکہ خوش ہو جائیں کیونکہ یہ ایک ایسی قوم ہے کہ طریقت نے ان کے دل پھاڑ دیئے ہیں اور مصائب برداشت کرنے سے ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ ان کا حوصلہ کم ہو گیا ہے وہ تیز سانس لیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس حال کی مداومت کے لیے وہ سانس لیتے ہیں اور اگر ان کے حاصل شدہ انوار کا ذائقہ تجھے معلوم ہوتا تو ان کو چیخ و پکار اور کپڑے پھاڑنے میں معذور سمجھتا۔ اسی طرح جب علامہ ابن کمال پاشا رحمتہ اللہ علیہ سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بھی جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی طرح جواز کا فتویٰ دیا۔ انہوں نے اپنے شعر

میں فرمایا ہے کہ (شعر)

مافی التواجدان حققت من حرج	تواجد اور وجد کرنے میں کوئی حرج نہیں
ولا التمائل ان اخلصت من باس	اور نہ دائیں بائیں طرف حرکت کرنے میں کوئی حرج ہے۔
فقمت تسعی علی رجل وحق لمن	جب یہ حالت علل باطنی سے پاک لوگوں پر طاری
دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس	ہو جائے پس وجد کی وجہ سے کھڑے ہو کر دوڑنا جائز ہے بلکہ جس کو اس کا مولا بلائے تو اس کو سر کے بل دوڑ کر جانا چاہیے۔

الرخصتہ فیما ذکر من الاوضاع عند الذکر والسماع للعارفین الصارفین اوقاتھم الی احسن الاعمال السالکین والمالکین لضبط انفسھم عن قبائح الاحوال فھم لا یستمعون الا من الا لہ ولا یشتاقون الا لہ ان ذکروہ ناحوا وان شکروہ باحوا وان وجدوہ صاحوا وان

شهدوه استراحوا وان سرحوا فی حضرات قربہ ساحوا اذا غلبؓ علیھم الوجد بغلباتہ وشربوا من موارد اراداتہ فمنھم من طرقتہ طوارق الھیبۃ فخر وذاب ومنھم من برقت لہ بوارق اللطف فتحرک وطاب ومنھم من طلع علیھم الحب من مطلع القرب فسکر وغاب ھذا ماعن لی فی الجواب اللہ اعلم بالثواب۔ شعر:۔۔

مذکورہ مواضع پر محافل ذکر اور مجالس سماع میں کامل عارفین کے لیے وجد و رقص کی اجازت ہے وہ عارفین اپنے اوقات کو بہترین اعمال میں گزارتے ہیں وہ طریقت کے ایسے سالکین ہیں جو اپنے نفوس کو برے احوال سے روکنے پر مختار ہوتے ہیں پس ان صفات پر متصف صوفیا اپنے پروردگار ہی سے سنتے ہیں اور صرف اللہ کی جانب ان کا شوق ہوتا ہے جب اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو روتے ہیں جب اس کا شکر کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں جب ان کو وجد ہوتا ہے تو چیختے ہیں اور جب محبوب حقیقی کا مشاہدہ کرتے ہیں تو آرام پاتے ہیں اور اگر اللہ کے قرب کے مراتب میں ان کو حصہ نصیب ہوتا ہے تو اس میں سیر کرتے ہیں (اور مقامات عالیہ طے کرتے ہیں) جب ان پر وجد غلبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ارادت کے موارد سے پیتے ہیں بعض سالکین پر ہیبت کی امواج وارد ہوتی ہیں پس وہ گر پڑتے ہیں اور ان کے بدن لاغر ہوتے ہیں اور بعض سالکین پر لطف خداوندی کے انوار نازل ہوتے ہیں پس وہ حرکات

کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور بعض پر قرب خداوندی کے مطلع سے جب نمودار ہوتی ہے پس سکر میں آجاتے ہیں اور اپنے آپ سے غائب ہوجاتے ہیں (جسے مقام سکر اور مقام غیبت کہا جاتا ہے) پس مذکورہ حالات جائز ہیں مجھے یہی جواب کا اظہار ہوا۔ اللہ تعالیٰ حق بات کو خوب جانتا ہے۔

شعر...

ومن یک وجده وجدا صحیحا	جس کسی کو صحیح وجد نصیب ہوا ہو
فلم یحتج الی قول المغنی	تو اس کو مغنی کے نغمہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔
لہ من ذاتہ طوب قدیم	کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے
وسکر دائم من غیر دن	ازلی مستی نصیب ہوتی ہے اور شراب کے برتن کے بغیر اسے حقیقی شراب محبت کا دائمی سکر نصیب ہوجاتا ہے۔

(مجموعۃ الرسائل صفحہ ۱۷۳ جلد اول
فتاوی ردالمختار صفحہ ۳۰۷ جلد سوئم)

(۳) علامہ سید احمد طحطاویؒ اپنی کتاب "حاشیۃ الطحطاوی علی درالمختار" صفحہ ۱۷۶۔۱۷۷ جلد چہارم میں رقمطراز ہیں۔

ومن الفقهاء من لم یمنع
الرقص حیث وجد لذة

الشهود فغلب عليه الوجد واستدلوا بما وقع الجعفر ذي الجناحين لما قال له صلى الله عليه وسلم اشبهت خلقي وخلقي فحجل ای مسی علے رجل واحدة وفي رواية "رقص من لذة هذا الخطاب ولم ينكر عليه النبي صلى الله عليه وسلم وجعل ذلك اصلا لجواز رقص الصوفية عند مايجدونه من لذة الوجد في مجلس الذكر والسماع وفي التاتار خانيه مايدل علے جوازه للمغلوب الذي حركاته كحركات المرتعش وبهذا افتى البلقيني رحمة الله عليه وبرهان الدين الانباسي

فقہائے کرام رحمتہ اللہ علیہ میں سے بعض فقہاکرام رقص کو منع نہیں کرتے کیونکہ انہوں نے خود شہود کی لذت کو پالیا ہے جس وقت سالک پر وجد غلبہ پاتا ہے تو یہ فقہائے کرام اس حدیث تقریری سے استدلال کرتے ہیں کہ جب جعفر ذی الجناحین رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے اخلاق اور شکل مجھ سے مشابہت رکھتے ہیں تو اس خطاب کے سننے سے جعفر رضی اللہ عنہ ایک پاؤں پر چلنے لگے اور دوسری روایت میں ہے کہ اس خطاب کی لذت سے رقص کرنے لگے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس رقص پر انکار نہیں کیا پس ان فقہائے کرام رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صوفیہ کرام کے رقص و دوران کے اثبات کے لیے ماخذ استدلال بنایا ہے کیونکہ صوفیہ کرام بھی محافل ذکر اور مجالس سماع میں وجد کی لذت کی وجہ سے ایسا ہی کرتے ہیں فتاوی تاتار خانیہ میں ہے کہ مغلوب الحال سالک کے لیے (نماز کے اندر اور باہر) حرکت کرنا اور چیخنا جائز ہے جبکہ

اس کی حرکات مرتعش کی طرح غیر
اختیاری ہوں۔ (لیکن اگر اختیاری
حرکات ہوں تو جائز نہیں) اسی طرح کا
فتوی علامہ بلقینی رحمتہ اللہ علیہ اور
برہان الدین انباسی رحمتہ اللہ علیہ نے
بھی دیا ہے۔

(۴) علامہ مفتی فقیہ افخم اور صوفی اعظم علامہ شیخ عبدالغنی نابلیسی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب "حدیقتہ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ" صفحہ ۵۲۳ جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں۔

واعلم ان هذا الذی سبق ذکره فی المتن عن عبارات الفقها جمیع فی تردید الوجد فی حق من ذکرناهم من طائفة المتصوفة ۔ الله تعالی اعلم بایمانهم فلا تنزله انت فی حق کل من وجد تهم علی شبه منهم وقیاس منک لهم علیهم فان الشیطان للانسان عدو مبین والا فان طریق الوجد والتواجد الذی تعلم الفقراء الصادقون فی هذا الزمان وبعده کما کانوا یعلمونه من قبل فی الزمان الماضی نور وهدایة واثر التوفیق من الله تعالی وعنایته وقال المناوی ؒ فی

اور جان لیجے کہ متن حدیقہ میں فقہاء اور علماء کرام کی جو عبارات تردید وجد کے بارے میں مذکور ہوئیں تمام کے تمام طائفہ متصوفہ (خلاف شریعت ناقص پیروں) کے حق میں ہیں اور انہی پر محمول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو جانتا ہے۔ پس تم ہر شخص پر ایسی تنقید نہ کرو کہ متصوفہ کے ساتھ مشابہت صوری کی وجہ سے کامل مکمل اشخاص کو بھی انہی پر قیاس کیا جائے۔ کیونکہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے (پس مذکورہ قیاس مع الفارق شیطان کی مداخلت کا سبب ہے) ورنہ فقراء صادقین کا وجد اور تواجد اس زمانہ میں اور آئندہ زمانہ میں بھی گذشتہ زمانے کے موافق نور اور ہدایت ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کا اثر ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی اور عنایت ہے۔ امام مناوی ؒ طبقات الاولیاء میں شیخ ابراہیم دسوقی کی سیرت کی بحث میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی ؒ

طبقات الاولیاء فی ترجمة الشیخ ابراهیم الدسوتی انه قیل لجنید ان قوما یتواجدون ویتمایلون فقال دعوهم مع اللہ تعالی یفرحون فانهم قوم قطعت الطریق اکبادهم ومزق النصب فوادهم وضاقوا ذرعا فلا حرج علیهم اذا تنفسوا مداواة لحالهم ولو ذقت مذاقهم عذرتهم فی صیاحهم وشق ثیابهم --- الی ان قال --- وربما غلب الولہ علی اهل اللہ تعالی والوجد حتی یغیبوا عن وجودهم فتبدوا منهم احوال وافعال لوصدرت من احد وهو مشاهد الفعل والاحساس بین یدیهم لحکموا علیہ انہ خرج

سے پوچھا گیا کہ بعض صوفیہ کرام تواجد کرتے ہیں دائیں بائیں حرکات کرتے ہیں یہ کس طرح ہے انہوں نے فرمایا کہ ان حضرات کو رہنے دو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوشی کریں کیونکہ یہ ایسی قوم ہے کہ طریقت نے ان کے دل چیر دیے ہیں اور مصائب برداشت کرنے سے جگر پارہ پارہ ہو گئے ہیں حتی کہ ان کا حوصلہ تنگ ہو گیا ہے پس ان پر کوئی حرج نہیں جبکہ وہ شدید سانس لیں تاکہ ان کا حال دائمی رہ جائے اور اگر تم ان کے حال کو محسوس کرتے تو ان کو اپنے چیخنے میں معذور سمجھتے اور ان کو اپنے کپڑے پھاڑنے میں بھی معذور سمجھتے ---- کچھ آگے فرماتے ہیں ---- کہ اکثر اوقات اولیاء کرام پر دیوانگی اور وجد کی کیفیت غالب ہوتی ہے حتی کہ وہ اپنے وجود سے غائب ہو جاتے ہیں پس ان سے ایسے احوال اور افعال صادر ہوتے ہیں کہ اگر باہوش آدمی سے یہی احوال و افعال صادر ہوں تو لوگ ان پر حکم کریں گے کہ یہ آدمی عقل و دانش کے دائرہ سے خارج ہے اور ان کے افعال کو دیوانوں

عن حدالعقل والحقوا تلک الافعال باحوال المجانین کالرقص والدوران وتخریق الثیاب و ھی حالۃ شریفۃ علامۃ صحتھا ان تحفظ علی صاحبھا اوقات الصلوۃ وسائر الفرائض فیرد فیھا علیھم عقولھم وھذا حالۃ جماعۃ من اولیاء اللہ تعالی منھم ابوبکر الشبلی وابوالحسن الثوری وسمنون المحب وسعدون المجنون وامثالھم ذکر الیافعی عن بعضھم قال رأیت الشبلیؒ قائم یتواجد وخرق ثوبہ وھو یقول

کے افعال کے مطابق قرار دیں مثلا رقص کرتے رہیں گے اور اپنے کپڑے پھاڑتے رہیں گے۔ یہ نیک اور شریف حالت ہے۔ ان کی صحت کی علامت یہ ہے کہ ایسے صاحب حال نماز کی پابندی کرتے رہیں گے اور تمام فرائض ادا کریں گے اور نماز میں ان کی عقلیں موجود ہوں گی (اگرچہ مسلوب الاختیار ہو) یہ حال بڑے اولیاء کرام پر بھی طاری ہوا ہے جیسا کہ ابوبکر شبلیؒ، ابوالحسن ثوریؒ، سمنون المحبؒ اور سعدون المجنونؒ وغیرہم۔ علامہ یافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ شبلیؒ کو دیکھا کہ کھڑے ہو کر تواجد کرتے رہے اور اپنے کپڑوں کو پھاڑ دیا اور یہ شعر پڑھتے رہے۔

شققت ثوبی علیک حقا	میں نے اپنے کپڑوں کو آپ کے عشق میں چیر پھاڑ
ومالثوبی اردت خرقا	دیا حالانکہ میرا کپڑے پھاڑنے کا ارادہ نہ تھا میرا
اردت قلبی فصادفتہ	تو دل کو چیرنے کا ارادہ تھا مگر میرا ہاتھ میرے
یدای بالجیب اذ برقا	کپڑوں اور گریبان سے جا ٹکرایا۔ اگر میرے گریبان
لو کان قلبی مکان جیبی	کی جگہ میرا دل ہوتا تو یقیناً چیرے جانے کا
لکان للشق مستحقا	مستحق دل ہی تھا۔

(حدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ صفحہ ۵۲۳ جلد ۲)

(۵) علامہ امام عبدالوہاب شعرانیؒ اپنی کتاب "انوار قدسیہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقال سیدی یوسف العجمیؒ وماذکروہ من اداب الذکر محلہ فی الذاکر الواعی المختار اما مسلوب الاختیار فھو مع مایرد علیہ من الاسرار فقد یجری علی لسانہ اللہ' اللہ' اللہ' او' ھو' ھو' ھو' ھو' اولا' لا' لا' او' اہ' اہ' اہ' او' عا' عا' عا' او' ا' ا' ا' او---او ھا' ھا' ھا' اوصوت بغیر حرف اوتخبیط وادبہ عند ذلک التسلیم للوارد فاذا انقضی الوارد فادبہ السکون من غیر نقول۔ (انوار قدسیہ صفحہ ۳۹ جلد اول)

سیدنا علامہ یوسف عجمیؒ نے فرمایا ہے کہ مشائخ نے سالک کے لیے جو آداب ذکر بیان فرمائے ہیں تو وہ مختار اور غیر مجذوب سالک کے حق میں ہیں اور مسلوب الاختیار سالک کو اپنے اسرار وارادہ کے ساتھ رہنے دو کیونکہ بے اختیار ہوکر اس کی زبان سے کبھی اللہ' اللہ' اللہ' اللہ جاری ہوتے ہیں کبھی ہو' ہو' ہو' کبھی لا' لا' لا کبھی آہ' آہ' آہ کبھی عا' عا' عا کبھی آ' آ' آ اور کبھی ---- ہا' ہا' ہا اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں اور کبھی اس کی زبان پر بغیر حروف کے آوازیں جاری ہوتی ہیں اور کبھی بعض کو بعض سے خلط ملط کرکے چیختا ہے اور اس کے لیے ادب یہ ہے کہ وارد کو تسلیم کرے پس جب وارد ختم ہوجائے تو اس کے لیے بھی ادب یہ ہے کہ سکون و وقار سے بیٹھ جائے اور کچھ نہ کہے۔

اور "انوار قدسیہ" کی جلد دوم کے صفحہ ۳۹ سے لے کر ۵۰ تک بھی حضرت

امام شعرانیؒ صاحب نے وجد کے ثبوت میں دلائل پیش کیے ہیں۔

(۶) اس کے علاوہ علامہ شاہ غلام علی دہلویؒ مکاتیب شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدینؒ شاہ نقشبند کی توجہات عالیہ سے مریدین میں عجیب و غریب حالات رونما ہوتے تھے۔ فرماتے ہیں۔

اصحاب حضرت خواجہؒ در چند روز از غلبہ حالات فرق در نمکین و شیرین نمی کردند یک بار بر کنیزے توجہ نمودند سرشار و بیخود گردید بخانہ رفت۔ مالک اش بدیدن او بے ہوش افتاد۔ زن ہمسایہ آمد بدیدن مالک اش مغلوب غلبات و بیخودی و سکر گردید۔

حضرت خواجہ نقشبندؒ کے ساتھیوں پر چند دنوں میں ہی حالات کا اتنا غلبہ ہو جاتا تھا کہ کڑوے میٹھے کی تمیز نہیں کر سکتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے ایک کنیز پر توجہ فرمائی تو وہ مست و بے خود ہو کر گھر گئی۔ اس کا مالک اسے دیکھتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ ہمسائے کی عورت نے جب اس کے مالک کو دیکھا تو وہ بھی اس کی حالت کو دیکھ کر مغلوب ہو کر بیخودی اور سکر کے دریا میں ڈوب گئی۔

سکہ کہ بر یثرب و بطحا زدند
نوبت آخر بہ بخارا زدند
از خط آن سکہ نشد بہرہ مند
جز دل بے نقش شہ نقشبند
این گوہر پاک نہ ہر جا بود
معدن او خاک بخارا بود

(رشد و ہدایت کا) جو سکہ یثرب و بطحا سے چالو کیا گیا تو آخر کار وہ بخارا تک پہنچا اور اس سکے کی لکیروں سے کوئی شخص اس وقت تک بامراد نہیں ہوا جب تک اس نے اپنے دل میں شاہ نقشبندؒ کا نقش نہ بٹھالیا اس طرح کے (ہدایت کے) پاک موتی ہر جگہ نہیں ملتے ان موتیوں کی کان بخارا کی سرزمین میں تھی۔

کچھ آگے مکتوب نمبر ۱۰۰ صفحہ ۱۳۹/۱۱۰ میں تحریر فرماتے ہیں۔

این مراقبہ در ولایت صغریٰ می کنند کہ دائرہ ثانی است و اینجا سیر تجلیات افعال الہیہ وظلال اسماء وصفات است۔ درینجا توحید وجودی وذوق وشوق و آہ ونالہ واستغراق وبے خودی ودوام حضور وتوجہ وغیرہ حاصل می شود

یہ مراقبہ ولایت صغریٰ میں کرتے ہیں جو کہ دائرہ ثانی ہے۔ یہاں پر افعال الہیہ کی تجلیات کی سیر اور اسماء و صفات کا ظلال ہے اس مقام پر توحید وجودی اور ذوق و شوق اور آہ و نالہ اور استغراق اور بے خودی اور دائمی حضوری اور توجہ حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح مکتوب نمبر ۱۰۲ میں رقمطراز ہیں۔ "الحمد اللہ سعی نماید کہ جمعیت وتوجہ وحضور وجذبات وواردات در دلہا پیدا آید۔" ترجمہ: (الحمد اللہ یہاں کوشش کی جائے تو دلوں میں اطمینان' توجہ' حضوری' جذبات اور واردات پیدا ہو جاتے ہیں)۔

کچھ آگے مکتوب نمبر ۱۰۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "در ترقی طالبان سعی نماید ہر گاہ حضور وجمعیت وتوجہ و جذبات و واردات لطائف عالم امر را دریابد۔ توجہ بر لطیفہ نفس نماید پس بہ لطائف عالم خلق۔" (ترجمہ: جب کبھی لطائف عالم امر میں حضوری' اطمینان' توجہ' جذبات اور واردات میسر ہوں تو طالبان کی ترقی کی کوشش کرے۔ طیفہ نفس پر توجہ کرے پھر لطائف عالم خلق پر توجہ کرے)۔

اسی طرح مکتوب نمبر ۱۰۶ میں تحریر فرماتے ہیں۔

اجازت نامہ طریقہ نقشبندیہ (یعنی سند خلافت) بغیر سند طریقہ این بزرگان جمیعت و حضور و جذبات و واردات است و انوار نسبت تمام بدن را احاطہ کند اگر این امور حاصل است و بدیگران میرسد اجازت است۔

طریقہ نقشبندیہ کا اجازت نامہ یہی ہے کہ ان بزرگوں کے طریقہ پر عمل پیرا ہو کر اگر بغیر سند بھی اطمینان و حضوری وجذبات واردات حاصل ہوں اور انوار ایسے سارے بدن کو گھیر لیں اور دوسروں تک بھی پہنچیں تو اجازت ہے۔ (پس جو تمہیں عطا ہو اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے)

مولانا خالد نقشبندیؒ کے مریدین پر بہت جذبات وارد ہوتے تھے۔ حاسدین اور منکرین اس مبارک ہستی کا انکار کرتے تھے تو شاہ غلام علی دہلویؒ ان کی شان میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

مجمع فضائل ظاہرو باطن مولانا خالدؒ بااشارات غیبی در ہند در شاہجہان آباد۔ نزد احقر لاشی رسیدہ در طریقہ نقشبندیہ مجددیہ مصافحہ بیعت نمودہ باذکار واشغال و مراقبات در خلوتے پر داختند عنایت الٰہی بواسطہ مشائخ کرام ایشان راحضور و جمیعت و بیخودی وجذبات وواردات وکیفیات وحالات وانوار حاصل شد و مناسبتے بہ نسبت قلبی نقشبندیہ داد۔ باز توجہات برلطائف عالم امر ولطائف عالم خلق ایشان کردہ شد۔ وباین توجہات نی از دریا بائے نسبتہائے حضرت مجددؒ بہرہ یافت وباین حالات

حضرت مولانا خالد نقشبندیؒ کے بے شمار ظاہری و باطنی فضائل ہندوستان میں شاہجہان آباد میں غیبی اشاروں سے اس احقر ناچیز تک پہنچے۔ انہوں نے نقشبندیہ مجددیہ سلسلے میں بیعت کی اور تنہائی میں اذکار' اشغال اور مراقبات میں مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور مشائخ کرام کے وسیلہ سے انہیں حضوری' اطمینان' بے خودی' جذبات' واردات' کیفیات' حالات اور انوار حاصل ہوئے اور دلی طور پر نقشبندیہ سے مناسبت اختیار کی۔ پھر ان کے لطائف امر اور لطائف خلق پر توجہ کی

ومقامات اجازت وخلافت در تلقین و ارشاد طالبان ایشان را داده شد--- الخ ---- فالحمدللہ دست ایشان دست من ودیدن ایشان دیدن من و دوستی ایشان دوستی من وانکار وعداوت ایشان بمن میرسد ومقبول ایشان مقبول پیران کبار" من - الخ -- وفیض ازان حضرت بردلہائے اولیاء وارد شد بے تابی ہا واضطراب وولولہ ونعرہ را باعث گشت نعرہ ہائے حضرت شبلی" از عجائب احوال صوفیہ گفتہ اند- در صحبت حضرت خواجہ باقی باللہ" میر محمد نعمان" ومرزا مراد بیگ" ورحم اشرف" (این ہردو ازین فقیر استفادہ داشت) نعرہ وآہ وبے تابی ہابسیار حاصل می شد- در خاندان حضرت میر ابو علی النقشبندی" آہ ونالہ بسیار است- اگر در اصحاب شیخ خالد" این امور ظاہر شد ہنر وخوبی مولانا است نہ جائے طعن ناواقفان ---- الخ --- حضرت مجدد" طریقہ چشتیہ و قادریہ' وسہروردیہ از والد خود وکبرویہ از مولانا یعقوب صرفی" گرفتہ استفادہ نقشبندیہ از حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد باقی نمودہ ودراندک زمانہ باسرار و

گئی اور انہی توجہات سے حضرت مجدد کے ساتھ نسبتوں کے دریاؤں سے نمی کا استفادہ کیا اور ان حالات ومقامات کے حصول کے باعث طالبان کو تلقین وارشاد کرنے کی انہیں اجازت اور خلافت دی گئی- الخ ----- پس الحمدللہ ان کا ہاتھ میرا ہاتھ' ان کی آنکھ میری آنکھ اور ان کی دوستی میری دوستی اور ان سے عداوت رکھنے والا میرا دشمن اور ان کا محبوب میرے پیران کبار" کا محبوب ہے--- الخ --- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض جب اولیاء کرام کے دلوں پر وارد ہوا تو وہ بیتابی' اضطراب' جوش اور نعرے کا سبب بن گیا- حضرت شبلیؒ کے نعروں کو صوفیہ کے عجائب احوال میں شمار کیا جاتا ہے- حضرت خواجہ باقی باللہ" کی صحبت سے میر محمد نعمان" مرزا مراد بیگ" اور رحم اشرف" (ان دونوں نے اس فقیر سے بھی استفادہ کیا) کو نعرہ' آہ اور بہت زیادہ بے تابی کی دولت حاصل ہوئی- حضرت میر ابو علی النقشبندی" کے خاندان میں آہ نالہ کی بہتات ہے اور اگر یہی امور شیخ خالد"

انوار و حالات و کیفیات وجذبات وواردات کثیرہ رسیدہ اند۔۔۔۔۔۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی گفتہ کہ ایشان مجدد این الف اند و شاہ ولی اللہ در مکہ شریف رسالہ کہ در رد روافض حضرت مجدد نوشتہ اند آنرا بلفظ عربی از فارسی ترجمہ کردہ اند۔ در آنجا نوشتہ اند کہ

بلغ امرہ الی ان لا یحبہ الا مومن تقی ولا یبغضہ الا منافق شقیی

(مکاتیب شریف صفحہ ۱۵۳-۱۵۴)

کے ساتھیوں میں ظاہر ہوتے ہیں تو یہ مولانا صاحب کی خوبی اور ہنر ہے نہ کہ جاہلوں کے طعنہ کا سبب۔۔۔۔ الخ۔۔۔ حضرت مجدد ؒ نے چشتیہ' قادریہ اور سہروردیہ کا فیض اپنے والد گرامی سے حاصل کیا اور کبرویہ کا حضرت مولانا یعقوب صرفیؒ سے حاصل کیا۔ جبکہ نقشبندیہ کا استفادہ حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد باقیؒ سے کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اسرار' انوار' حالات' کیفیات' جذبات اور واردات کی بے شمار دولت حاصل کرلی۔۔۔۔۔ حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ آپ اس ہزار سال کے مجدد ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ " رد روافض" کا عربی ترجمہ مکہ معظمہ میں کرتے ہوئے اس میں لکھا ہے کہ حضرت مجدد کا مقام یہ ہے کہ ان سے صرف پرہیزگار مومن محبت کرتا ہے اور بدبخت منافق بغض رکھتا ہے۔

اسی طرح مکتوب نمبر ۵۸ صفحہ ۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

اگر چشتی است از صحبت و ذوق و شوق وگرمی و بے تابی دل و ترک و تجرید حاصل لگردو و اگر قادری است صفائی قلب و مناسبت بعالم ارواح وملائک واز گذشتہ و آئندہ ملے نقد او شود (بطریق الالہام والاعطا والکشف) واگر نقشبندی است حضور وجمعیت و نسبت یادداشت و بیخودی و جذبات و واردات دست دہد واگر مجددی است آنچہ در لطائف فوقانیہ (یعنی خمسہ عالم امر و خمسہ عالم خلق) کیفیات و صفات و لطائف نسبت باطن و انوار و اسرار کہ در طریقہ مجددیہ مقرر است پیدا شود و اگر در صحبت او این احوال ظہور نکند تو ان گفت

اگر (مرشد) چشتی ہے تو اس کی صحبت سے ذوق و شوق اور گرمی، دل کی بے چینی، ترک (دنیا) اور تنہائی حاصل ہوتی ہے اور اگر وہ قادری ہے تو صفائی قلب اور عالم ارواح اور فرشتوں سے نسبت پیدا ہوتی ہے اور الہام، عطا اور کشف کے ذریعے اسے ماضی اور مستقبل کا حال فوراً معلوم ہو جاتا ہے اور اگر وہ نقشبندی ہے تو حضوری، اطمینان کے ساتھ بیخودی، جذبات اور واردات کی نسبت عطا کرتا ہے اور اگر وہ مجددی ہے تو (مرید میں) لطائف فوقانیہ (یعنی پانچ عالم امر کے اور پانچ عالم خلق کے) کی کیفیات و صفائی اور باطنی نسبت کے لطائف اور انوار و اسرار جو کہ طریقہ مجددیہ میں مقرر ہیں پیدا ہو جاتے ہیں اور اگر اس کی صحبت میں رہتے ہوئے یہ احوال ظاہر نہ ہوں تو کہا جا سکتا ہے

؎ صحبت نیکان زجہان دور شد
خانہ عسل خانہ زنبور شد۔

نیکوں کی محافل دنیا سے ختم ہو گئیں۔
شہد کا مقام مکھیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے

مخادع زمین اس زمانے میں بعض مولوی منشی اور مشائخ وقت ایسے ہیں جو کہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی دعوت دیتے ہیں حالانکہ وہ لطائف عشرہ کی حیات' حرارت کیفیات اور واردات سے ناواقف ہیں۔ علوم' معارف' اسرار اور جذبات سے محروم ہیں۔ ولایت ثلاثہ' کمالات ثلاثہ' سیر اربعہ' حقائق سبعہ اور فنا و بقا کے مراتب سے بالکل ناواقف ہیں۔ توجہ اور انعکاس کہ جس پر طریقہ نقشبندیہ کا دارومدار ہے سے محروم ہیں بلکہ اس کے منکر ہیں۔

امام ربانیؒ فرماتے ہیں۔

طریقہ ما انعکاسی است و نسبت ما حبی است درین راہ تسلیک سالک مربوط بتوجہ و تصرف شیخ مقتدا است۔ احیائے دلہائے مردہ بتوجہ شریف پیر منوط است۔

ہمارا طریقہ انعکاسی ہے اور ہماری نسبت محبت کی ہے۔ اس راستے میں سالک کا سلوک مرشد و رہنما کی توجہ اور تصرف سے مربوط ہے۔ مردہ دلوں کی زندگی کا دارومدار پیر کی توجہ شریف پر ہے۔

(توجہ کی اثبات کے بارے میں تفصیل کے لیے ہمارے تحقیقی مقالہ دافع التفوہ فی اثبات التصرف والتوجہ "کا مطالعہ کیجیے۔)

تو معلوم ہوا کہ اس طرح کے بزرگان دین نقشبندی نہیں ہیں اور نہ مجددی ہیں بلکہ یہ نام استعمال کر کے لوگوں کو حقیقی فقراء (نقشبندی و مجددی) سے دور لے جاتے ہیں اور طالبین حق کو گمراہ کرنے کے لیے محض اس نعمت عظمیٰ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ حقیقی مشائخ نقشبندیہ کی صحبت سے محروم ہو جائیں یہ لوگ فقط اپنی دکان چلانے کے لیے کہتے ہیں کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا تصور کرو اور سو مرتبہ درود شریف سو مرتبہ استغفار اور سو مرتبہ تجید پڑھا کرو یہی طریقہ نقشبندیہ ہے۔

حاشا و کلا ثم حاشا و کلا (اللہ کی پناہ)

طریقہ نقشبندیہ کے اسباق میں ذکر لسانی داخل کرنا عظیم بدعت ہے (کما حققہ

المجدد فی المکتوبات)۔ نیز دل میں اللہ کا تصور کرنا نقشبندیہ میں نہیں ہے بلکہ دل میں اسم ذات کا ذکر کرنا اور دل کو ذکر خداوندی سے زندہ کرنا ہے جو کہ اندراج النہایہ فی البدایہ سے مسمی ہے اور لطائف عشرہ میں توجہ کے ذریعہ سے انوار' اسرار' علوم' کمالات' جذبات' کیفیات اور حالات القا کرنا ہے۔ نیز توجہ کے ذریعہ سالک کو تمام مراتب ولایت اور مراتب کمالات پر سرفراز کرنا اور ساتھ ہی ساتھ امراض باطنیہ کا قلع قمع کرنا اور صفات حمیدہ کا پیدا کرنا اور اطمینان نفس بلکہ اعتدال عناصر سے توجہ کے ذریعہ مشرف کرنا مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا خاصہ ہے۔ (کما بینہ المجدد تفصیلا و کماھو ظاھر من عبارات المکاتیب) تو معلوم ہوا کہ ایسے لوگ کاذبین اور جھگڑالو ہیں نجانا اللہ من صحبتھم و شرورھم آمین (اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی صحبت اور شر سے محفوظ رکھے) نیز قادری اور چشتی طریقہ کے مشائخ کے لیے جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ بھی اتباع شریعت سے متلبس اس فقیر خانہ سیفیہ کے علاوہ نظر آنا خرط القتاد ہے۔ اسی سے پیر محمد کے دعوی باطلہ کا جھوٹ بھی ظاہر ہو گیا جو کہ خود کو مخادعۃ (دھوکہ بازی سے) چشتی کے لفظ سے مسمی کرتا ہے۔ خذلہ اللہ تعالی فی الدارین

مشائخ نقشبندیہ کے کمالات ہر کس و ناکس کو معلوم نہیں ہو سکتے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارنند — کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چساں بگسلد این سلسلہ را
طاعنے گر کند این طائفہ را طعن قصور — حاشاللہ کہ برآرم بزبان این گلہ را

بقیہ مسئلہ وجد مولانا خالد نقشبندی" کے جذبات کا ثبوت تفسیر "روح المعانی" کی عبارت سے بھی واضح ہو چکا ہے و قد شاھدنا ذلک فی الخالدین من اھل الطریقۃ النقشبندیۃ

علامہ ابن عابدین شامی" نے بھی رسائل ابن عابدین میں ایک مستقل رسالہ مولانا خالد" کی برات میں اور کمالات عالیہ کے ثبوت میں لکھا ہے۔ جو کہ سل الحسام الھندی لنصرۃ مولنا خالد النقشبندی" کے

نام سے موسوم ہے۔اس رسالہ میں صفحہ ۲۲۷ جلد دوم میں فرماتے ہیں۔

فعلمنا ان ماذکر کذب و افتراء بلا بیّن ولا مراد کیف یتصور ممن ھومن اعظم العلماء ورئیس المحققین والمدققین۔ وقد بذل جھدہ فی نشر رایات الشریعۃ وتشیید منازلھا الرفیعۃ وارشاد السالکین الی طریق المقربین ان یدعی لنفسہ مالا یتصور من اجھل الجاھلین وطغاۃ المتمردین الذین خلعوا من اعناقھم ربقۃ الدین۔۔۔الخ۔۔۔

پس ہمیں معلوم ہوگیا کہ بیشک جو کچھ ذکر کیا گیا ہے وہ ایسا جھوٹ اور بہتان ہے جس کی کوئی دلیل یا ثبوت نہیں ہے اور اس شخص کے بارے میں یہ کیسے تصور کیا جاسکتا ہے جو عظیم علماء میں سے ہے اور محققین اور مدققین کا سردار ہے اور جس نے شریعت کے جھنڈوں کو پھیلانے' اس کی منزلوں کو بلندی تک مضبوط کرنے اور سالکوں کی مقربین کے راستے تک رہنمائی کرنے میں انتہائی سخت محنت کی ہے (اس طرح) یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ بذات خود ایسی چیز کا دعویدار بن جائے جس کا تصور جاہلوں کے جاہل سے بھی ممکن نہ ہو اور ان لوگوں سے بھی ممکن نہ ہو ایسے نافرمان ہیں کہ انہوں نے دین کی رسی کو اپنی گردن سے اتار پھینکا ہے۔

یہی عبارت اس زمانہ میں اس فقیر کے متعلق صادق ہے کہ ہم بھی شریعت مطہرہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلیات اور جزیات کے ظاہراً اور باطناً تابع ہیں اور منکرین حسد کی وجہ سے ہم پر افترا کرتے ہیں لیکن یہ افترا مشائخ کبار کے درجات کو اور بھی بلند کرتا ہے۔ یریدون ان یطفوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکفرون○ (سورہ توبہ آیت ۳۲) ترجمہ: وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے

نور (دین اسلام) کو اپنے منہ سے بجھادیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچادے مانیں گے نہیں گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔

(شعر) لیتضاء لون عند الانام حقار ة
ویزداد شمسهم اضا ة وانار ة

(ترجمہ : لوگ (ذاتی) حقارت کی وجہ سے انہیں گمراہ قرار دیتے ہیں جبکہ ان (کی بزرگی) کے سورج میں چمک اور روشنی کا اضافہ ہوتا ہے۔)

(شعر) حسد واالفتی اذالم	جب لوگ اس کی عظمت (کے درجے)
ینالوا سعیه فالکل	تک نہیں پہنچ سکے اسی لیے اس سے
اعداء له وخصوم	حسد کرتے ہیں اس لیے اس کے دشمن
کضرائر الحسناء قلن	اور جھگڑا کرنے والے ہیں جس طرح
لوجهها حسدا وبغضا	خوبصورت عورت کے چہرے کو دیکھ کر
انه لدمیم	سوکنیں حسد اور بغض کی وجہ سے یہ
	کہتی ہیں کہ یہ کتنی بدصورت ہے۔
وما اجدره ان ینشد	کس قدر قابل فخر بات ہے کہ اس کی
بلسان قاله	حقیقت حال سے
مخبرا عن حقیقة	اطلاع دیتے ہوئے وہ اس کی زبان میں
حاله	شعر پڑھے
(شعر) سبقت العالمین الی المعالی	وہ تمام جہانوں میں اپنی فکر کی مضبوطی اور بلند
یصابد فکر ة	ہمتی کے اعتبار سے بلندیوں تک سبقت
وعلو همة	لے گئے
ولاح حکمة	اور ہدایت کا نور حکمت و دانائی کے
نور الهدی فی	ساتھ
لیالی بالضالة	گمراہی کی تاریک راتوں میں چمک
مدلهمه	اٹھا۔

یرید الجاهلون	جاہل چاہتے ہیں کہ وہ اس کے نور کو
لیطفئوہ	بجھادیں اور
ویابی اللہ الا ان	اللہ اس بات سے انکار کرتا ہے مگر یہ کہ
یتمتہ	وہ اس کو پورا کرتا ہے۔

اور اس میں شک نہیں ہے کہ منکرین اہل فضائل کے ساتھ حسد کرتے ہیں اور اہل رذائل کو پسند کرتے ہیں اسی لیے شاعر فرماتے ہیں۔

لامات حصارک بل	تیرا رتبہ اور اقبال ہمیشہ بلند رہے
خلدوا	حالانکہ انہوں
حتی یروا منک الذی	نے (تیرا رتبہ) دیکھ کر اپنی آنکھوں میں
یکمد	تکلیف
ولا خلاک الدھر من	ہی دیکھی ہے۔ زمانہ تجھے حاسدوں سے
حاسد	جدا نہ کرے
فان خیر الناس من	بے شک جس کے ساتھ حسد کیا جائے
تحسد	وہ لوگوں میں بہترین ہوتا ہے۔
واذا اتتک مذمتی من	جب کسی کمینے شخص کی طرف سے تجھے
ناقص	میری مذمت
فھی شھادۃ لی بانی	پہنچے پس وہ میرے لیے اس بات کی
کامل	شہادت ہے کہ میں کامل ہوں۔

فالعجب کہ منکرین حالت شریفہ کو قبیح ٹھہراتے ہیں اور کاملین کو طعن و تشنیع کرتے ہیں حالانکہ امام ربانی مکتوبات صفحہ ۱۷ جلد اول مکتوب ۲۶ میں تحریر فرماتے ہیں۔

والعروج الی حضرۃ
الذات لایتصور
بالسیر الاجمالی فی

الصفات والاعتبارات ومن وقع سيره في الاسماء با لتفصيل حبس في الصفات والاعتبارات ولم يزل منه الشوق ولطلب ولم يفارق عنه الوجد والتواجد۔ فاصحاب الشوق والتواجد ليسوا الا اصحاب التجليات الصفاتية (اى اصحاب الولايات الثلثة) وليس من التجليات الذاتية (المتعلقة باالكمالات) لهم نصيب مادامو ا في الشوق والوجد۔	حضرت ذات اقدس تک عروج متصور نہیں مگر اس وقت جبکہ صفات اور اعتبارات میں اجمالی سیر واقع ہو جائے اور جس سالک کی سیر اسماء و صفات میں تفصیلی طور پر واقع ہو جائے تو صفات اور اعتبارات میں محبوس ہوتا ہے اور ہمیشہ شوق اور طلب میں رہے گا اور اس سے وجد اور تواجد کبھی جدا نہ ہوگا۔ پس شوق اور وجد کے سالکین صفات کی تجلیات سے مشرف ہیں اور ابھی تک تجلیات ذاتیہ سے ان کے لیے حصہ میسر نہیں جب تک صفات کی تجلیات سے حاصل شدہ شوق اور وجد میں رہتے ہیں اس وقت تک تجلیات ذاتیہ سے بے نصیب رہتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ واصلین اور تجلیات ذاتیہ کے حاملین کو بالکل وجد نہیں ہوتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام واصل ہیں اور ان پر وجد طاری ہوا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر تین دفعہ غشی طاری ہو چکی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سارے واصلین پر وجد طاری ہو چکا ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ وجد و تواجد تجلیات صفاتیہ کا اثر ہے۔ تجلیات ذاتیہ کا اثر اسرار' دقائق اور کمالات کا ورود ہے۔ لیکن اقشعرار جسدا (بدن کا لرزہ) اور جریان دموع (آنسو بہنا) مبتدی' متوسط اور منتہی تمام سالکین کے لیے ہو سکتا ہے جیسا کہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی

نے تفسیر مظہری میں سورہ الزمر میں صراحت کی ہے لہٰ حضرت مجددؒ نے کہا ہے کہ "ازلق و دق چارہ نیست" (دل کو) صاف کیے بغیر چارہ نہیں۔ ولو کان واصلا

اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانیؒ "مکتوبات شریف صفحہ ۱۴۴ جلد اول مکتوب نمبر۳۰۲ حصہ پنجم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

اے فرزند! ولولۂ عشق و طنطنہ محبت و نعرہ ہائے شوق انگیز و صیحائے درد آمیز ووجد و تواجد رقص و رقاصی ہمہ در مقامات ظلال است و دراوان ظہورات و تجلیات ظلیہ۔ (ای تجلیات ظلال اسماء وصفات خداوندی)۔

اے بیٹے! عشق کا جوش، محبت کے ہنگامے، شوق بڑھانے والے نعرے، پر درد شور، وجد و تواجد کا رقص اور رقاصی سب کے سب ظلال کے مقامات میں ہیں اور ظہورات اور تجلیات ظلیہ کے اوقات میں ہیں۔ (یعنی اسماء وصفات خداوندی کی تجلیات ظلال)

وجد کی دس اقسام:

درج بالا عبارات کے مطالعہ سے قارئین کرام سے یہ بات مخفی نہیں رہی کہ وجد کی کئی اقسام ہیں۔

۱۔ سارے بدن کی حرکت اور اضطراب۔

۲۔ بعض بدن کی حرکت مثلاً لطائف کی حرکت اور اقشعرار کیونکہ مطلق کی ہر فرد پر اتیان در حقیقت مامور بہ محمود مطلق پر اتیان ہے۔

۳۔ تواجد کی لذت اور وارد کے اثر سے رقص و گردش۔

۴۔ منہ سے مختلف الفاظ کا نکلنا مثلاً آہ، اوہ، اف، تف، ہا، ہا، عا، عا، لا، اللہ، اللہ، اور ہو، ہو وغیرہ کہ بعض الفاظ موضوعی اور بعض مہمل ظاہر ہوتے ہیں۔

۵۔ بکاء کرنا اور رونا کہ بعض اوقات آواز اور حروف پر مشتمل ہوتے ہیں جسے

بکاء مرتفع کہتے ہیں اور بعض اوقات بغیر آواز آنسو بہنے لگتے ہیں۔

۶۔ کپڑے پھاڑنا اور "قمت تسعی" کے مضمون پر انوار کے غلبہ کی وجہ سے دوڑنا اور چیخنا۔

۷۔ اعضاء کا ٹوٹ جانا اور بعض اوقات موت کا خطرہ بلکہ موت واقع ہو جانا جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے سینکڑوں کی تعداد میں لوگ وجد کی وجہ سے مرجاتے تھے۔

۸۔ بعض اوقات بلا اختیار ہنسنے کی کیفیت طاری ہونا جیسا کہ "تجلیات مالکی" میں مولانا عبدالمالکؒ نے وجد کی اقسام میں بیان کیا ہے۔

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال مبارک یہی تھا۔)

۹۔ بعض اوقات انہی حرکات غیر اختیاریہ اور کیفیات مختلفہ کا نماز میں طاری ہونا اور بعض اوقات خارج از نماز طاری ہونا جیسا کہ روح المعانی کی عبارت سے واضح ہوا۔

۱۰۔ بعض اوقات مغلوب الحال ہو کر بے ہوش ہو جانا۔ وغیرہ۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ان تمام اقسام وجد کا سبب غلبہ انوار خداوندی اور غلبہ خشیت خداوندی ہے۔ اس سے بعض متعصبین اور جہلا کا یہ شبہ بھی رفع ہو گیا جس کو وہ کہتے ہیں کہ حرکات مجذوبین ایک شیطانی اثر ہے۔ (حاشا وکلا سبحانک ھذا بھتان عظیم) نیز ابن عمر ﷜ اور ابن سیرینؒ وغیرہ کے اقوال کے لحاظ سے تفصیلی جوابات اور محمل صحیحہ پر حمل کی وجوہات تفسیر مظہری میں آیت مبارک تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم (الزمر آیت ۲۳) کی تفسیر میں مدلل طور پر مذکور ہیں۔

وجد اور غشی میں فرق:

وجد اور غشی میں واضح فرق موجود ہے۔ غشی میں عقل اور ہوش مسلوب ہو جاتے ہیں جبکہ وجد میں عقل اور شعور موجود ہوتے ہیں صرف اختیار مسلوب ہوتا ہے جیسا کہ روح المعانی کی عبارت سے واضح ہوا۔ اس طرح وجد مفسد للصلوۃ

نہیں ہے لیکن غشی مفسد للصلوۃ ہے لیکن دونوں کا سالکین پر طاری ہونا ثابت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ وجد کا ثبوت امت مسلمہ کے نزدیک اجماعی بلکہ قطعی ہے اور بعض علماء نے جو وجد کی تردید کی ہے جیسا کہ "حدیقتہ الندیہ" کی عبارت سے واضح ہوا تو وہ تردید صرف متصوفہ' ناقص اور خلاف شرع پیروں پر صادق آتی ہے یا پھر ریاکاری تواجد پر محمول ہے ورنہ وجد سے انکار بالفاظ دیگر قرآن و حدیث سے انکار ہے اور وجد جو کہ حالت محمودہ اور جائز ہے کو حرام اور گناہ قرار دینا کفر بواح ہے۔ نیز اپنے آپ کو شارع بنانا' اپنے پیٹ سے مسائل گھڑنا اور الوہیت کا دعویٰ کرنا ہے اور آیت مبارکہ افرئیت من اتخذ الھہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم و ختم علی سمعہ و قلبہ و جعل علی بصرہ غشوۃ فمن یھدیہ من بعد اللہ افلا تذکرون○ (سورہ جاثیہ آیت ۲۳)۔ ترجمہ: "سو کیا آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کردیا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے کانوں اور دل پر مہر لگادی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ سو ایسے شخص کو بعد خدا کے (گمراہ کردینے کے) کون ہدایت کرے۔ کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے۔" کا صحیح مصداق بنتا ہے۔ اسی طرح حرکت لطائف اور اقشعرار جسد من خشیتہ اللہ کلا یا بعضا سے انکار کرنا اور اسے حرام ٹھہرانا بھی دعویٰ الوہیت ہے اور آیت مذکورہ کا صحیح مصداق بنتا ہے۔

علاوہ ازیں قاری اظہر محمود اظہری خطیب مسجد انوار حبیب ضلع اٹک نے پیر محمد زندیق کو خط لکھا ہے جس میں اس نے پیر محمد زندیق کے کافرانہ اعتراضات کو قابل ستائش کام قرار دیا ہے اور سالکین سیفیہ کے وجد و حالات پر تشنیع کی ہے اور ناقابل بیان کلمات کفریہ سے مجذوبین کے ساتھ استہزا کیا ہے اور اس فقیر پر بھی ناشائستہ افترا پردازی کی ہے۔ اس طرح قاری اظہر محمود بھی پیر محمد کی طرح اشد کافر اور دشمن حق ہے اور آیت مذکورہ کا مصداق صحیحہ ہے اور پیر محمد زندیق نے قاری

موصوف کے خط پر اپنی رضا ظاہر کر کے ہمیں ارسال کیا ہے تو چونکہ رضا باالکفر بھی کفر ہے اس لحاظ سے پیر محمد بھی منکر وجد اور کافر مطلق ہے نیز چونکہ پیر محمد نے حرکت لطائف اور اقشعرار بدن کو حرام اور گناہ قرار دیا ہے اور لطائف کی حرکت (جو کہ وجد کی ایک قسم ہے اور کرامت الاولیاء ہے) سے انکار کیا ہے بلکہ اسے کرتب اور دھوکہ بازی ٹھہرا کر گناہ کا کام گردانا ہے اور توجہ مشائخ نقشبندیہ کو بھی مشق اور کرتب ٹھہرا کر حرام قرار دیا ہے تو قارئین سے مخفی نہیں کہ حرمت ثابت کرنے کے لیے دلیل قطعی کی ضرورت ہے (جو کہ پیر محمد نے پیش نہیں کی) حالانکہ قرآن و حدیث میں اور اس کے علاوہ بھی کوئی دلیل قطعی ایسی نہیں ہے جو کہ حرکت لطائف کو حرام ٹھہرائے۔ تو بلا دلیل شرعی حلال چیز کو حرام قرار دینے سے پیر محمد چترالی کا دعویٰ الوہیت بھی ظاہر ہو گیا اس طرح بدترین کافر پیر محمد چشتی چترالی بھی آیت مذکورہ کا صحیح مصداق ہے۔ (خذلہ اللہ تعالی فی الدارین)

ایک جوہر: مذکورہ بالا دلائل سے حرکت لطائف کا مسئلہ واضح ہو چکا کہ یہ ایک خرق العادت امر ہے اور قاعدہ خوارق کے تحت یہ بات ہے کہ اگر کسی متبع شریعت شخص سے خارق صادر ہو جائے تو کرامت ہے اور اگر کسی مخالف شرع اور بے ادب شخص سے صادر ہو جائے تو استدراج ہے۔

حدیث (یرجف فئوادہ) اور آیت کریمہ (تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم) یعنی ترتعد و تتحرک و تضطرب منہ جلود الذین وغیرہ دلائل مذکورہ سے صراحتہ ثابت ہوا کہ یہ حالت اولیاء کرام حالت مادحہ ہے اور عجیب خارقہ ہے مشائخ نقشبندیہ کے مختلف ادوار میں بعض اخص الخواص مشائخ میں یہ امر ظاہر ہوتا تھا۔ اس فقیر کے مریدین میں یہ خارقہ عام ہو چکا ہے۔ ہاں ایک بات یہ ہے کہ کرامت شرط ولایت نہیں۔ اس لیے حیات قلبی اس چیز پر موقوف نہیں۔ لیکن حیات قلبی کے بعد عموماً ضرور ظہور پذیر ہوتی ہے البتہ اتباع شریعت اور آداب طریقت کے باوجود اس حالت کا ظہور اخص الخواص اولیاء کا خارقہ ہے۔

لطائف کی حرکت کے متعلق مکاتیب رشیدیہ میں لکھا ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے کسی مرید کو صاحب مکتوب لکھ رہے ہیں کہ "لطائف کو حرکت دیا کرو۔" اسی طرح ایک دوسرے مکتوب میں ایک مرید کا حال بیان کر رہا ہے کہ فلاں کے لطائف پھرکی کی طرح چل رہے تھے۔ اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ ولکل من ھذہ اللطائف حرکۃ النبضیۃ (القول الجمیل) مختلف ادوار میں مختلف مشائخ کرام کے احوال طلب کرنے سے ہزاروں کی تعداد میں شواہد مل سکتے ہیں۔

حرکت لطائف کے متعلق تین تعجب انگیز واقعات: لطائف کی حرکت کے متعلق اس فقیر کے تین تعجب انگیز واقعات ہیں۔ جن کو بیان کرنا میں مناسب سمجھتا ہوں۔

پہلا واقعہ : ایک دفعہ حضرت قیوم الزمان شیخنا الامجد مولانا محمد ہاشم سنگانی ؒ طالقان میں جلوہ افروز تھے اور یہ فقیر اس وقت ارچی میں تھا کہ اچانک میرے لطیفہ سر نے بے اختیار حرکت شروع کردی اور یہ حرکت واضح طور پر نظر آنے لگی۔ اس وقت سابقہ سالکین میں سے خلیفہ اعظم روحانی صاحب کے والد بزرگوار تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ میں کہا کہ میں بھی حیران ہوں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ چند دن بعد جب حضرت مولانا محمد ہاشم ؒ صاحب ارچی میں تشریف لائے اور میرے لطیفہ سر کا حال دیکھا تو فرمایا کہ یہ حالت کب سے ظہور پذیر ہوئی تو میں نے وہ مقررہ دن اور وقت بتایا۔ انہوں نے فرمایا کہ عین اسی دن اور اسی وقت میں مسجد میں تلاوت کر رہا تھا۔ پھر میں نے کہا کہ صرف اور صرف آپ کی محبت دل میں تھی کہ اچانک میرا لطیفہ سر بھی نکل آیا۔ میں نے اس حالت کو ختم کرنے کی بے حد کوشش کی مگر یہ ختم نہ ہو سکی۔ پھر میں نے بارہا بار مختلف اوقات میں خصوصی دعائیں مانگیں کہ اے اللہ تعالیٰ نقشبندیہ مبارکہ کا کمال مخفی ہے ایسے حال کے ظہور کو میں پسند نہیں کرتا کیونکہ میں استدراج سے بہت ڈرتا ہوں۔ اے اللہ! اس حال کو چھپا دے اور ختم کردے لیکن میں نے جتنی بھی دعائیں مانگیں اس حالت مین اضافہ ہوتا چلا گیا۔ پھر حضرت مولانا صاحب ؒ نے فرمایا کہ میں نے جس طرح اس حالت کے ختم کرنے کے لیے دعائیں مانگیں اسی طرح تم بھی دعا مانگو تاکہ تم سے ذمہ داری ختم ہوجائے تو تعمیل حکم کے لیے جب اس فقیر نے اس حالت کو چھپانے اور اس حال کے ختم ہونے کے لیے دعائیں مانگیں تو لطیفہ خفی بھی ظہور پذیر ہوگیا۔

نصیحت : ہمارے سالکین کے لیے اس واقعہ میں ایک عجیب نصیحت موجود ہے کہ کسی حال کو چھپانے کی کوشش کے باوجود بھی اگر غیر اختیاری طور پر حال ظاہر ہوجائے تو کوئی حرج نہیں ورنہ اپنے اختیار سے (مشائخ عظام کی تعلیمات

کے مطابق) خوارق کا چھپانا لازم ہے مگر جب حکمت اور حال خوارق کے ظہور کے مقتضی ہوں تو پھر ظاہر کرنا محمود ہے۔ (کما صرح بہ الفحول من الاولیاء الراسخین) جب یہ حالت مذکورہ حرارت باطن اور ماسویٰ کے قلع قمع کے لیے مد ہو تو پھر اپنے اختیار سے لطائف کو حرکت دینا بھی اچھا ہے کیونکہ محمود چیز کا مرتب علیہ بھی محمود ہوتا ہے (ولکل امرئ مانوی) اور اگر ریاکاری کے لیے خوارق ظاہر کرنے ہوں تو پھر بالکل جائز نہیں کیونکہ ریاکاری حرام ہے اور اس راہ میں اصل چیز ظاہراً اور باطناً شریعت روشن پر چلنا ہے۔ پس اگر احوال اور مواجید اتباع شریعت کے ساتھ اکٹھے ہو جائیں تو فبہا اور نعمت ہے لیکن اگر ذرہ برابر بھی ظاہراً یا باطناً شریعت کے خلاف ہو تو پھر یہی حال اور وجد استدراج' خرابی اور بربادی ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

اے فرزند آنچہ فردا بکار خواہد آمد متابعت صاحب شریعت است (علیہ الصلوٰۃ السلام) احوال و مواجید و علوم و معارف و اشارات و رموز اگر بان متابعت جمع شوند فبہا و نعمت والا جز خرابی و استدراج ہیچ نیست۔ (دفتر اول حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۸۴ صفحہ نمبر ۷۰۔ ۷۱)

اے بیٹے کل کو (طریقت کے لحاظ سے) جو کچھ تیرے ساتھ پیش آئیگا مثلاً احوال' مواجید' علوم' معارف' اشارات اور رموز وغیرہ اگر وہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اور اس کی اتباع کے لحاظ سے ہوا تو بہت بہتر ہے اور نعمت ہے۔ ورنہ یہ استدراج اور خرابی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

اور اگر کوئی سالکین کے ساتھ استہزا کرنے کی خاطر لطائف کو اختیاری حرکت قرار دیتا ہے تو یہ کفر بواح ہے کیونکہ استہزا بالعلماء والاولیاء اجماعاً کفر ہے نیز مطلقاً وجد اور حالات یا حرکات لطائف یا اقشعرار بدن اور خوارق سے انکار کرنا

بھی کفر صریح ہے۔ (جیسا کہ گذشتہ صفحات پر تفصیلا بیان ہو چکا ہے)

دوسرا واقعہ: ایک مرتبہ زر خرید (ایک مقام ہے) میں حضرت سیدنا مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ کے ساتھ یہ فقیر بھی موجود تھا اور سید حسن جان آغا صاحب بھی بطور مہمان تشریف فرما تھے۔ میں نے ایک بڑا بالا پوش (کوٹ) پہن رکھا تھا اندر سے میرے لطائف تو حرکت کر رہے تھے لیکن بالا پوش پہنے ہوئے ہونے کی وجہ سے لطائف کی حرکت باہر سے معلوم نہیں ہوتی تھی۔ حضرت مولانا صاحبؒ نے کئی مرتبہ میری طرف دیکھا لیکن میں نہ سمجھ سکا کہ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔ آخر کار صریح الفاظ میں انہوں نے فرمایا کہ پھینکو اس "چرم خرس" (ریچھ کا چمڑا مراد کوٹ) کو۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ ظاہر فرمانا چاہتا ہے ہم کیونکر چھپائیں چنانچہ میں نے وہ بالا پوش اتار کر پھینک دیا۔

ایک نکتہ: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مقتضی حکمت پر اظہار خوارق بھی ضروری ہے اور مقتضی الحال کا سمجھنا بھی لازمی بات ہے۔

تیسرا واقعہ: ایک مرتبہ زر خرید میں "پروان غور" سے ایک مولوی وہاں کے پیروں کے گھر سے بطور جاسوس اور معترض آیا تھا تو ایک ہفتہ گزرنے کے بعد حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ صاحب نے اس منکر اور معترض مولوی کو سمجھانے کے لیے فرمایا کہ مجھے ایک شیشہ چاہیے جب ہم نے شیشہ حاضر کر دیا تو شیشے کو اپنے کندھوں مبارک اور دیوار کے درمیان رکھ کر فرمایا کہ شیشے کو دیوار کے ساتھ میں نے اپنے کندھوں کے ذریعے قابو کر لیا ہے۔ اب اگر تکلفا نہیں اور غیر اختیاری ہے تو شیشہ اپنی جگہ قائم رہے گا چنانچہ ان کے لطیفہ کی حرکت شروع ہو گئی اور شیشہ نہیں گرا پھر آپ نے اس مولوی سے فرمایا کہ اے منکر! مرے لطیفہ سر کی غیر اختیاری حرکت دیکھ لو اور آؤ میرے اس لطیفہ پر ہاتھ رکھ کر جتنا زور تم میں موجود ہے صرف کر کے اس لطیفہ کو بند کرو اس مولوی نے ہاتھ رکھ کر خوب زور لگا کر اس لطیفہ کو دبایا مگر لطیفہ سر اسی طرح

چلتا رہا حتیٰ کہ وہ مولوی خود ہی شرمندہ اور لاجواب ہو گیا۔

نصیحت : اس واقعہ سے ہمارے سالکین کو سبق سیکھنا چاہیے کہ تکلفاً کندھوں کو ہلانا اور تکلفاً یا ریاکاری سے لطائف کو حرکت دینا ہمارے مشائخ عظام کے طریقے کے خلاف ہے لیکن اگر ماسویٰ کے خاتمہ اور حرارت باطن کی نیت سے ہو تو پھر یہ محمود ہے۔

ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اجراء قلب اور کلمہ طیبہ حرکت لطائف کا نام ہے یہ تو پیر محمد کذاب کا ہم پر محض اختراء ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں اور اگر کسی عام ناسمجھ سالک سے سنا ہو تو عوام دائرہ اعتبار سے خارج ہیں۔

حیات لطائف ایک باطنی امر ہے : لطائف انسانی کی حیات ایک باطنی اور معنوی امر ہے اس فن کے اہل اور حاملین اسے نور فراست اور نظر معرفت سے پہچانتے ہیں اور اس امر کی پوری تفصیل اس فن کے علماء کے ساتھ وابستہ ہے لیکن یہ ظاہری حرکات اس اندرونی معاملہ سے خبر دینے والے خوارق ہیں۔ سیدنا امام ربانیؒ نے فرمایا ہے۔ **لانت اجسادھم کما لانت ارواحھم حتی صارت ظواھرھم بواطنھم وبواطنھم ظواھرھم** (مکتوبات قدسی آیات دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۰) "ترجمہ: ان کے جسم نرم ہو گئے جس طرح ان کی روحیں نرم ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ان کے ظاہر ان کے باطن بن گئے اور ان کے باطن ان کے ظاہر بن گئے۔" تو ظاہری لینت (نرمی) اور حرکت لطائف فی الحقیقت باطنی لینت اور حیات لطائف کا اثر اور خارق ہے یہ تو سلوک کا اندرونی مسئلہ ہے۔ مشائخ نقشبندیہ کا نقش ہر کس و ناکس نہیں پہچان سکتا۔

؎ تو نقش نقشبندان راچہ دانی	تو نقشبندیہ (مشائخ) کے نقش کو کیا جانے
تو شکل پیکر جان راچہ دانی	اس لیے کہ تو جان کے پیکر کی شکل کو

نہیں جانتا۔

درخت سبز داند قدر باران	بارش کی قدر و قیمت صرف سرسبز درخت ہی جانتے
چوب خشک قدر باران راچہ دانی	ہیں خشک لکڑی کو بارش کی قدر کیا معلوم؟

ہر دور میں اس عالی نسبت بزرگوں کے دشمنوں اور جاہلوں نے مخالفت میں اپنا پورا زور لگایا ہے۔ مگر یہ کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے۔ کیونکہ

ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند　　روبہ از حیلہ چساں بگسلید این سلسلہ را
طاعنے گر کند این طائفہ راطعن قصور　　حاشاللہ کہ بر آرم بزبان این گلہ را
(نوٹ: ان اشعار کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے)

پیر محمد اصل تصوف اور تمام صوفیہ کا منکر ہے: پیر محمد اصل تصوف کا منکر ہے اور اس عقیدہ میں قطعی طور پر وہابی ہے بلکہ وہابیوں سے بھی بدرجہا بدتر ہے کیونکہ وہابی بعض صوفیہ کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ پیر محمد بالکل نہیں مانتا۔ اس نے ایک دفعہ اس فقیر سے گفتگو کے دوران جم غفیر کے سامنے کہا کہ موجودہ زمانہ میں اولیاء کرام نہیں ہیں تمام کے تمام رسمی پیر ہیں۔ اس بات کی اس نے اپنے خط میں بھی تصریح کی ہے بلکہ ایک دفعہ پیر محمد نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اولیاء کرام علماء ظاہر ہی کے اندر ہیں۔ صوفیہ کے اندر اولیاء کرام نہیں ہیں۔

مسئلہ وجود اولیاء فی کل زمان: پیر محمد چترالی کے عقیدہ کے برعکس نصوص صریحہ سے وجود اولیاء فی کل زمان ثابت ہے یعنی ہر زمانے میں اولیاء کرام موجود ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ امام مہدی علیہ السلام آخر زمان بھی سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ میں ظہور کریں گے جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے مکتوبات شریف میں فرمایا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام میرے خلفاء میں سے

ہوں گے اور قیامت کے دن تک وجود اولیاء منصوص ہے اور عادت باری تعالیٰ کے موافق اولیاء کرام سلاسل اربعہ تصوف کے اندر ہی ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ (کما شھد بہ التواتر الا شاذا و نادرا) جیساکہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور شیخ بہاؤ الدین نقشبندیؒ وغیرہ ہم جیسے لاکھوں کی تعداد میں اولیائے کرام اہل تصوف ہی میں سے ہیں۔

اولیاء کرام کے ہر زمانے میں موجود ہونے کے متعلق ہم چند احادیث نقل کرتے ہیں تاکہ مسئلہ کی وضاحت ہو جائے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ "حاوی للفتاوی" صفحہ نمبر ۲۵ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) اخرج ابن عساکر عن قتادہ رضی اللہ عنہ لن تخلوا الارض من اربعین بھم یغاث الناس وبھم ینصرون وبھم یرزقون کلما مات منھم واحد ابدل اللہ مکانہ رجلا قال قتادۃ واللہ انی ارجوا ان الحسن رضی اللہ عنہ منھم (حاوی للفتاوی صفحہ ۲۵ جلد اول)

ابن عساکر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کی ہے کہ یہ زمین کبھی بھی چالیس اولیاء سے خالی نہ ہوگی ان ہی کے وسیلہ سے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے اور ان کے ذریعے لوگوں کی فریاد رسی اور نصرت کی جاتی ہے ان کے طفیل لوگوں کو رزق دیا جاتا ہے جب ان میں سے کوئی ایک انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی دوسرے کو قائم مقام بنا دیتا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امید رکھتا ہوں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک ہیں۔

اسی طرح مذکورہ کتاب صفحہ ۲۱۲ جلد دوئم پر تحریر ہے۔

(۲) عن علی رضی اللہ عنہ قال قال

النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یزل علی وجہ الدھر سبعۃ مسلمون فصا عدا فلولا ذلک ھلکت الارض ومن علیھا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ کے لیے ہر زمانہ میں سات (کامل) مسلمان یا اس سے زیادہ موجود ہوں گے اگر یہ کامل اشخاص نہ ہوتے تو زمین سمیت تمام چیزیں ہلاک ہو جاتیں۔

(۳) اخرج ابن المنذر فی تفسیرہ عن قتادہ رضی اللہ عنہ قال ما ال اللہ فی الارض اولیاء منذ ھبط ادم علیہ السلام ما اخلی اللہ الارض لابلیس الا وفیھا اولیاء لہ یعملون للہ بطاعتہ

ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے فرمایا ہے کہ زمین پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کرام موجود ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ابلیس کے لیے خالی نہیں چھوڑ دیا ہے بلکہ لازماً زمین پر اولیاء اللہ ہوتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے عمل پیرا ہوتے ہیں۔

(۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ لایزال للہ فی الارض ولی مادام فیھا للشیطان ولی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ زمین پر اولیاء اللہ موجود ہوں گے جب تک کہ شیطان کے ساتھی موجود ہوں گے۔

(۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ماخلت الارض من بعد نوح من سبعۃ یدفع اللہ بھم عن اھل الارض۔

ابن حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر کم از کم سات اولیاء سے زمین خالی نہیں ہوتی جن کے طفیل اللہ تعالیٰ اہل زمین سے مصائب دور کرتا

ہے۔

(۶) عن زهير بن محمد رضی اللہ عنہ قال لم يزل على وجه الارض سبعة مسلمون فصاعدا لولا ذلك لاهلكت الارض ومن عليها

زہیر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روئے زمین پر ہمیشہ کے لیے سات (کامل) مسلمان یا اس سے زیادہ ہوں گے اگر یہ اشخاص نہ ہوتے تو زمین سمیت اس کی ہر چیز ہلاک ہو جاتی۔

(۷) عن كعب رضی اللہ عنہ قال لم يزل بعد نوح فی الارض اربعة عشر يدفع بهم العذاب۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کے بعد سے زمین پر ہمیشہ چودہ اولیاء کرام موجود ہوں گے جن کے طفیل اہل زمین پر سے عذاب دور ہو جاتا ہے۔

(۸) عن فزازان رضی اللہ عنہ قال ماخلت الارض من بعد نوح من اثنی عشر فصاعدا يدفع الله بهم عن اهل الارض۔

حضرت فزازان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد زمین بارہ اولیاء کرام یا اس سے زیادہ سے خالی نہیں ہوتی جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ لوگوں سے عذاب دفع کرتا ہے۔

اسی طرح صفحہ ۲۴۶ تا صفحہ ۲۵۱ پر مصنف مذکور کتاب مذکورہ پر رقمطراز ہیں۔

(۹) عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايزال الابدال فی امتی ثلاثون بهم تقوم

الارض وبهم تمطرون وبھم تنصرون

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ہمیشہ کے لیے تیں ابدال موجود ہوں گے۔ ان کے وسیلہ سے زمین قائم رہے گی ان کی برکت سے تم پر بارش نازل ہوگی اور ان کے طفیل تمہاری امداد کی جائے گی۔

(۱۰) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیار امتی فی کل قرن خمسمائۃ والابدال اربعون فلا الخمسمائۃ ینقصون ولا الاربعون کلمامات رجل ابدل اللہ من الخمسمائۃ مکانہ وادخل من الاربعین مکانہ ......الخ...''

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت میں بہتر لوگ ہر زمانہ میں پانچ سو ہوں گے اور ابدال چالیس ہوں گے پس نہ پانچ سو سے کم ہوتے ہیں نہ چالیس سے جب کبھی ان میں سے ایک وفات پاتا ہے تو پانچ سو میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پر منتقل کردیتا ہے اور چالیس میں اس کی جگہ پر داخل کردیتا ہے۔

(۱۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایزال اربعون رجلا یحفظ

الله بهم الارض كلماماث رجل ابدل الله مكانه اخر وهم فی الارض كلها۔

ابن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ کے لیے چالیس اولیاء موجود ہوں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ کے لیے چالیس اولیاء موجود ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے طفیل زمین کی حفاظت کرتا ہے جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو قائم کرتا ہے اور یہی اولیاء تمام زمین پر موجود رہیں گے۔

(۱۲) عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال لن تخلوا الارض من ثلاثین وبهم ترزقون وبهم تمطرون۔

حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح تمیں اولیاء کرام سے زمین خالی نہیں ہوتی ان کے ذریعے تمہاری داد رسی ہوتی ہے تمھیں رزق دیا جاتا ہے اور ان کے طفیل تم پر بارش نازل ہوتی ہے۔

(۱۳) عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال ان الانبیاء كانوا اوتاد الارض فلما انقطعت النبوة ابدل الله مكانهم قوما من

امة محمد صلى الله عليه وسلم يقال لهم الابدال لم يفضلوا الناس بكثرة صوم ولا صلوة ولا تسبيح ولكن بحسن الخلق وبصدق الورد وحسن النية وسلامة قلوبهم لجميع المسلمين والنصيحة لله۔ ''حاوی للفتاویٰ صفحہ ۲۴۶ ۔ ۲۵۱''

حضرت ابی دردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انبیاء علیہم السلام زمین کے اوتاد تھے پس جب نبوت ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک قوم جانشین بنائی جن کو ابدال کہا جاتا ہے ان کی فضیلت دوسرے لوگوں پر نماز' روزہ اور تسبیحات کی کثرت کی وجہ سے نہ ہوگی بلکہ نیک اخلاق' سچی پرہیز گاری' نیک نیتی' تمام مسلمانوں کے ساتھ دل کی سلامتی کی روش اور خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے حق بات کا اظہار اور نصیحت کی وجہ سے دوسرے لوگوں پر ان کی بہتری ہوگی۔

مذکورہ بالا روایات کو غور سے پڑھنے کے بعد جو باتیں سامنے آئی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ اولیائے کرام'' ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں۔

۲۔ اولیائے کرام'' کی تعداد مخصوص نہیں ہے سات ہوں' بارہ ہوں' چودہ ہوں تیس ہوں یا چالیس ہوں یا اس سے بھی زیادہ (ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد) ہوسکتے ہیں۔ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب اولیاء کرام تھے اور لاکھوں کی تعداد میں تھے اسی طرح تابعین تبع تابعین' مریدین شاہ نقشبند'' ' مریدین شیخ عبدالقادر جیلانی'' ' مریدین حضرت مجدد الف ثانی'' مریدین شیخ شہاب الدین سہروردی'' ' مریدین خواجہ معین الدین چشتی'' اور دیگر مشائخ عظام'' کے خلفاء اور مریدین لاکھوں کی تعداد میں تھے اور سب

سب اولیاء کرام تھے اور اس زمانہ میں اس فقیر سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی کے مریدین اور خلفاء کرام جوکہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور ولایت سے مشرف ہیں غرض اولیاء کی تعداد کی حد مقرر نہیں ہے۔

۳۔ اولیاء کرام کی صفات وہی ہوں گی جو حدیث نمبر ۱۳ میں مذکور ہوئیں اور ان صفات کے لوازم اور علامات بھی ان مبارک ہستیوں میں موجود ہوں گے۔

۴۔ اولیاء کرامؒ اس زمین پر مختلف مقامات پر موجود ہوں گے کسی خاص جگہ کی تخصیص لازم نہیں ہے۔

اسی طرح وجود اولیاء فی کل زمان کے متعلق حضرت شیخ عبدالغنی نابلسیؒ "حدیقتہ الندیہ" صفحہ ۳۱۸ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں۔

والصوفیتہ من حیث هم موجودون فیما یعلمهم اللہ الی یوم القیامتہ

صوفیہ کرامؒ اللہ تعالیٰ کے علم کے موافق قیامت کے دن تک موجود رہیں گے۔

نیز مولانا جلال الدین رومیؒ "لب لباب" مثنوی شریف صفحہ ۱۳۱ میں فرماتے ہیں۔

چون بہر دورے ولی قائم است — تاقیامت آزمائش دائم است

(ترجمہ: جب تک ہر زمانے میں ایک ولی موجود رہے گا اس وقت تک (دشمنوں اور مخالفوں سے) جھگڑا ہوتا رہے گا۔)

پس پیر محمد چترالی اس طرح متواتر، قطعیہ الثبوت اور منصوصی مسئلہ شرعیہ سے منکر ہے۔

تمام اولیاء کو ماننا اور ایک ولی سے انکار کرنا کفر ہے: ایک دفعہ پیر محمد چترالی نے مجھے یہ بھی کہا کہ میں صرف آپ کو مانتا ہوں اور وہ بھی اس لیے کہ آپ وہابیوں کے خلاف ہیں اور ان پر شدت کرنے والے ہیں اور آپ کے سوا کسی اور کو (پیر طریقت) نہیں مانتا تو میں نے کہا کہ میرے تو تقریباً آٹھ ہزار خلفائے کرام ہیں اور سب کے سب فناء قلبی اور نفسی سے مشرف ہیں اور کامل ومکمل اولیاء ہیں تو اگر تم صرف مجھے مانتے ہو اور میرے خلفا کی ولایت سے منکر ہو تو یہ بھی کفر ہوگا کیونکہ تمام اولیاء کو ماننا لیکن صرف ایک ولی سے انکار کرنا کفر ہے جس طرح تمام انبیاء پر ایمان لانااور صرف ایک نبی سے انکار کرنا کفر ہے تو پیر محمد چشتی چترالی اس مسئلے کو بھی ماننے سے انکار کرنے لگ گیا۔ میں نے کتاب "حدیقتہ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ" کی مندرجہ ذیل عبارت سنائی تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ ایک ولی اللہ سے انکار کرنا بھی جمہور کے نزدیک کفربواح ہے۔ عبارت ملاحظہ کیجیے۔

وقال سیدی افضل الدین " لو ان انسانا احسن الظن بجمیع اولیاء اللہ الا واحدا منھم بغیر عذر مقبول فی الشرع لم ینفعہ حسن الظن عنداللہ ولذلک لاتجد ولیا حق لہ قدم الولایۃ الا وھو مصدق بجمیع اقرانہ من الاولیاء لم یختلف

حضرت سید افضل الدین" نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی انسان تمام اولیاء پر نیک گمان کرتا ہے لیکن صرف ایک ولی اللہ پر کسی واضح شرعی عذر کے بغیر بدگمانی کرتا ہے تو اس کی دوسرے اولیاء کرام " کے ساتھ نیک گمانی اللہ کے نزدیک اس شخص کے لیے مفید نہیں۔ اس لیے کہ ہر برحق ولی اللہ دوسرے تمام اولیاء کرام کی ولایت کی تصدیق کرتا ہے اس امر میں کوئی سے دو اولیاء کرام کے درمیان اختلاف نہیں ہے۔ جس

فی ذلک اثنان کما انہ لم یختلف فی اللہ نبیان فمن اذی الاولیاء بسوء ظنہ فقد خرج من دائرۃ الشریعۃ ومن کلام الشیخ ابی المواھب شاذلی" من حرم احترام اصحاب الوقت فقد استوجب الطرد والمقت وذکر الشیخ الاکبر محی الدین بن العربی" عنہ ان معاداۃ الاولیاء والعلماء العاملین کفر عند الجمھور وقال من عادی احدا من الاولیاء والعلماء العاملین اوالشرفاء فقد عادی ایمانہ وقال سیدی علی الخواص " من عادی احدا من الاولیاء والعلماء خالفہ ضرورۃ وفی مخالفۃ الولی والعالم الضلال

طرح اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی سے دو انبیاء کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہے پس جب کسی نے اولیاء کرام کو اپنی بدگمانی سے ضرر پہنچایا تو وہ دائرہ شریعت سے خارج ہوگیا۔ شیخ ابی المواہب" الشاذلی فرماتے ہیں کہ جو کوئی اپنے عصر کے اولیاء کے اکرام سے محروم ہوا تو وہ غضب خداوندی کا مستحق ہوگیا۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فرمایا ہے کہ اولیاء کرام اور علماء صالحین کے ساتھ عداوت رکھنا جمہور کے نزدیک کفر ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جس کسی نے کسی ایک ولی اللہ' عالم باعمل اور شریف مسلمان کے ساتھ عداوت رکھی تو اس نے اپنے ایمان سے عداوت رکھی سیدی علی خواص" فرماتے ہیں جس کسی نے ایک ولی اللہ یا عالم باعمل کے ساتھ عداوت رکھی تو اس نے ضروریات دین سے انکار کیا اور ولی اللہ یا عالم باعمل کی مخالفت کرنا گمراہی اور ہلاکت ہے ..... اور حاصل کلام یہ ہے کہ کسی ایک ولی اللہ سے دل یا زبان سے انکار کرنا خواہ وفات پاچکے ہوں یا زندہ ہوں اور تمام اولیاء' خداوند

والهلاک ..... والحاصل
ان الانکار بالقلب او
باللسان علی احد من
الاولیاء اللہ الذین هم
العلما العاملون وسواء
کانوا احیاء اوکانوا
موتی وکلهم احیاء عند
اللہ تعالی من یعرفهم بحیاۃ
لابانفسهم سواء عرفهم من
ینکر علیهم اولم یعرفهم
وانکر مالم یعرف من
احوالهم الصحیحة
وافعالهم المستقیمة
عنداللہ تعالی فهو کفر
صریح والمنکر کافر
باجماع المسلمین علی
مقتضی جمیع مذاهب
اهل الاسلام لانہ انکر
دین الاسلام
والشریعة محمدیة
وهو لایعرف انہ انکر
ذلک لجهلہ وغباوتہ
بل یظن انہ انما انکر
امرا باطلا وفعلا قبیحا

قدوس کی حیات سے زندہ ہیں جو کوئی
ان کی پہچان کر سکے اور نفس کے لحاظ
سے نہیں کیونکہ حیات نفس کے لحاظ
سے تمام اولیاء کرام مردہ ہیں خواہ منکر
پہچان لیا ہو یا نہ پہچانا ہو اور انکار کرنے
لگا خواہ وہ منکر اولیاء کرام کے احوال
صحیحہ اور افعال مستقیمہ عند اللہ تعالیٰ
سے ناواقف ہو تب بھی یہ انکار کفر
صریح ہے اور منکر اجماع مسلمین اور
جمیع مذاہب اسلام کے نزدیک کافر ہے
کیونکہ یہ منکر دین اسلام اور شریعت
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار
کرنے لگا اور منکر نہیں سمجھتا کہ وہ
اسلام سے منکر ہے اس لیے کہ منکر
جاہل اور غبی ہے (اگرچہ مدعی علم ہو)
بلکہ گمان کرتا ہے کہ میں امر باطل اور
فعل قبیح کا منکر ہوں اور اپنے نفس میں
یہ تصور کرتا ہے کہ یہ امر باطل ولی کا
فعل یا قول ہے پس اس وجہ سے ولی
اللہ پر فتوی لگایا کہ یہ ولی اللہ نہیں بلکہ
فاسق یا کافر یا ملحد یا زندیق ہے (جس
طرح اس زمانہ میں پیر محمد نے یہ باتیں
اس فقیر مسلم کی طرف منسوب کی ہیں)
حالانکہ ولی اللہ نفس الامر میں اللہ تعالیٰ

تصوره فی نفسه وحکم
بانه فعل ذلک الولی او
قوله فحکم بسببه علی
ذلک الولی بانه لیس
بولی وانه فاسق او کافر
او ملحد اور زندیق
والولی فی حقیقة
امره من حیث مایعلمه
الله تعالی منه بری من
جمیع مااعتقده فیه
ذلک المنکر وعمله
ذلک الذی انکر علیه
وقوله ذلک الذی
انکره علیه لیس شیئ
منهما باطلا فی
الشریعة ولا کفرا ولا
الحادا ولا زندیقة بل
ذلک الفعل طاعة
وقربة الی الله وذلک
القول قول حق
وصواب وهو محض
ایمان وحقیقه معرفة
وایقان۔ ولکن سماه
ذلک المنکر کفر

کے بلم کے موافق منکر کی منسوب کردہ
قباحتوں سے بری الذمہ ہے اور قبیح
اعمال و عقائد سے مجتنب ہے اور ولی
اللہ کے افعال میں سے اور اس کے
اقوال میں سے جس کا منکر انکار کرتا ہے
کوئی بھی فعل یا قول باطل فی الشریعہ،
کفر، الحاد اور زندقہ نہیں ہے بلکہ یہی
افعال طاعت اور قرب خداوندی کا
ذریعہ ہیں اور ولی اللہ کا قول حق،
صواب (نیکی)، ایمان محض حقیقی
معرفت اور حقیقی یقین ہے لیکن اس
منکر شخص نے اس قول حسن کو کفر، الحاد
اور زندیقت تصور کیا کیونکہ منکر جاہل
محض اور معاند محض ہے اور اولیاء
کرام کے علوم عالیہ سے قاصر ہونے کی
بنا پر اعتراف نہیں کرتا اور صدیقین
کے معارف سے اپنی غلطی کو تسلیم نہیں
کرتا اور اپنی بصیرت کی بربادی کو
محسوس نہیں کرتا اور اپنے دل کے عدم
ادراک کے سبب اولیاء کے علم سے
آگاہ نہیں اور ان کے اسرار کے حقائق
اور انوار کے لمحات سے بھی واقف
نہیں پس منکر اولیاء کفر، گمراہی، الحاد
اور زندیقیت کے بیابانوں میں گھومتا

اوالحاد اوزندقة
لمحض جهله وعناده
وعدم اعترافه
بالقصور عن علوم
الاولياء ومعارف
الصديقين وعدم
احساسه بطمس
بصيرته وعمى قلبه عن
ادراك مداركهم
والكشف عن حقائق
اسرارهم ولمحات
انوارهم فالمنكر
يتقلب فى اودية
الكفر والضلال
والالحاد والزنديقة
وهو معتقد انه يتقلب
فى اودية الايمان
والطاعة وارشاد
الناس الى الاحتراز
عن الخطا والضلال
والنصيحة والهدى
ولا يشعر.....ولا يعذرون
المنكرين بالجهل لان
لهم مندوحة عن

رہتا ہے اور منکر کا گمان ہے کہ میں
باایمان اور مطیع لوگوں کو خطا اور گمراہی
سے بچانے کے لیے نصیحت اور ہدایت
کے بیابانوں میں چکر لگاتا ہوں اور
منکرین حقیقت حال کا شعور نہیں رکھتے
..... اور منکرین جہل سے معذور نہیں
ہیں کیونکہ ان کے پاس انکار سے بچنے
کے لیے راہ موجود ہے اور وہ یہ اس
امر کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں اور جن
چیزوں سے واقف نہیں ان امور میں
تسلیم کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ امور
جانتا ہے جو منکرین نہیں جانتے اور
جہل اس طرح کے امور میں منکرین کا
عذر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ جہل یہود'
نصاریٰ مجوسیوں اور بت پرستوں کے
جہل کی طرح ہے کہ وہ نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کے حق حقیق اور دین
صحیح سے جاہل تھے پس یہ اہل تصدیق
کے نزدیک عذر ہرگز نہیں ہے
جس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی عذر
نہیں۔

الانکار بایکال الامر الی اللہ تعالی والتسلیم فیما لا یعرفہ والاعتراف بان اللہ تعالی یعلم من احوال الناس مالا یعلم ھو والجھل ای الشریعۃ لیس بعذر فی مثل ھذا اذ ھو مثل جھل الیھود والنصاری والمجوس وعباد الاصنام بما جاء بہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم من الحق والدین الصحیح فانہ لیس بعذر عند اھل التصدیق بذلک کما انہ لیس بعذر عند اللہ تعالی .....

(صدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ صفحہ ۲۴۱۔ ۲۴۲ جلد اول)

پیر محمد متقدمین اور متاخرین تمام اولیاء کرام کا منکر ہے:

حدیقتہ الندیہ کی درج بالا عبارت کے بیان کرنے کے وقت جب علامہ افضل الدین" کا نام آیا تو پیر محمد نے کہا کہ میں افضل الدین کو نہیں مانتا۔ جب شیخ اکبر" کا نام آیا تو وہ کہنے لگا وہ غلط آدمی ہے۔ جب شاذلی" کا نام آیا تو کہنے لگا میں اس کو بھی نہیں مانتا۔ جب علی خواص" کا نام آیا تو اس سے بھی انکار کیا اور شیخ عبدالغنی نابلیسی" سے بھی انکار کردیا پھر جب اجماع المسلمین اور جمیع مذاہب اہل اسلام کے الفاظ آئے تو پھر بھی بغیر کسی دلیل کے انکار کردیا۔ اب قارئین خود انصاف کریں پیر محمد نہ صرف اس فقیر سے انکار کرتا ہے بلکہ تمام اولیاء متقدمین اور متاخرین کا منکر ہے اس سے ثابت ہوا کہ پیر محمد کفر میں اشد ترین کافر اور زندیق ہے۔

پیر محمد چترالی زندیق علم باطن اور علم تصوف کا منکر ہے:

علم تصوف نصوص قطعیہ سے ثابت ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

(۱) ویعلمھم الکتاب والحکمتہ ویزکیھم (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو) کتاب و سنت اور حکمت کی

(سورہ البقرہ آیت ۱۲۹) تعلیم دیتے ہیں اور ان کے باطن کا تزکیہ فرماتے ہیں۔

(۲) وعلمنه من لدنا علما (سورہ الکہف آیت ۶۵) اور ہم نے (خضر علیہ السلام کو) اپنی جانب سے (ایک خاص طور کا) علم عطا کیا تھا۔

یہی علم عہد صحابہ رضی اللہ عنہ میں احسان سے موسوم تھا جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے۔

عن عمر رضی اللہ عنہ قال بینما نحن جلوس عند رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یری علیه اثر السفر ولا یعرف منا احد حتی جلس الی النبی صلی الله علیه وسلم فاسند رکبتیه ووضع کفیه علی فخذیه وقال یا محمد صلی الله علیه وسلم اخبرنی علی الاسلام فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الاسلام ان تشهد لا اله

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ہمارے سامنے تیز سفید کپڑوں اور تیز سیاہ بالوں والا ایک آدمی نمودار ہوا اس پر سفر کے آثار بھی نہیں تھے اور ہم میں سے کوئی اس کو نہیں پہچانتا تھا اس نے اپنے زانوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوؤں مبارک کے ساتھ رکھا اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے زانوں پر رکھ کر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتائیے اسلام کیا ہے؟ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ کہ تو نماز پڑھا کرے اور زکوۃ دیا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور اگر

الا الله وان محمد رسول الله وتقیم الصلوۃ وتؤتی الزکوۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا قال صدقت فعجنا لہ یسالہ ویصدقہ قال اخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ قال صدقت قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک .... (ذکر النووی فی الاربعین)۔

استطاعت ہو تو خدا کے گھر کا حج کرے تو اس نے کہا آپ ﷺ نے سچ کہا ہم بڑے حیران ہوئے کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے اس نے کہا مجھے بتائیے ایمان کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر' اس کے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر' اس کے رسولوں پر' یوم آخرت پر اور اور اچھی اور بری تقدیر پر یقین رکھے۔ اس نے کہا آپ ﷺ نے سچ کہا۔ اس نے کہا مجھے بتائیے احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے ..... (امام نووی ؒ سے اربعین میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے)۔

شرح اربعین میں علامہ بلخیؒ نے اس حدیث کی شرح میں تحریر کیا ہے۔

الاحسان راجع الی اتقان العبادات ومراعاۃ

حقوق اللہ ومراقبتہ واستحضار عظمتہ وجلالتہ حال العبادات وھذا حال اولیاء اللہ العارفین الصارفین اوقاتھم لافضل الاعمال واحسن الاحوال من محاسبۃ النفس ودوام ذکر اللہ وتصفیۃ القلب ومراقبۃ الاعمال ومکاشفۃ الحضور والاحوال.....	احسان کا مفہوم ہے عبادات کو بڑی عمدگی کے ساتھ ادا کرنا' اللہ تعالیٰ کے حقوق کا لحاظ کرنا' اس کے مراقبات اور اس کی عظمت کا استحضار کرنا اور عبادات کے وقت اس کی جلالت کا استحضار کرنا۔ یہ (مرتبہ احسان) اولیاء اللہ کا حال ہے جو عارفین ہیں اور اپنے اوقات کو بہترین اعمال اور احوال میں بسر کرتے ہیں۔ نفس کا محاسبہ کرتے ہین ہر لمحہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں دل کو (امراض باطنہ سے) صاف کرتے ہین اپنے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں۔ اپنے وجود اور احوال کو ظاہر کرتے ہیں .....

علم لدنی کی تحصیل فرض عین ہے: علامہ بلخیؒ اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ پر رقمطراز ہیں۔

واما العلم اللدنی الذی یسمون اھلھا باالصوفیۃ الکرام فھو فرض عین لان ثمراتھا تصفیۃ القلب عن اشتغال بغیر اللہ تعالی واتصافہ بدوام الحضور وتزکیۃ	علم لدنی' جس کے اہل صوفیہ کرام کے نام سے موسوم ہوتے ہیں کا حصول ہر مسلمان پر فرض عین ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں دل ماسوا اللہ سے صاف ہو کر دوام حضور سے متصف ہوجاتا ہے اور نفس برے اخلاق سے پاک ہوجاتا ہے مثلاً خود پسندی' تکبر' حسد' دنیا کی محبت اور اطاعت میں سستی وغیرہ۔

النفس عن رذائل الاخلاق من العجب والکبر والحسد وحب الدنیا والکسل فی الطاعات وغیرھا۔ قال بہ القاضی ثنااللہؒ پانی پتی فی المظھری وارشاد الطالبین وتصانیفہ الاخر قال بہ الغزالیؒ قال بہ المجددؒ والشیخ عبدالحقؒ.....

تصوف کی فرضیت پر قاضی ثنا اللہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری اور ارشاد الطالبین وغیرہ کتابوں میں تصریح فرمائی ہے اس بات کی امام غزالیؒ، امام مجددؒ اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی تصدیق کی ہے.....

عارف کی ایک رکعت غیر عارف کی ہزار رکعت سے بہتر ہے:

کفایۃ الاتقیاء صفحہ ۲۲۱ پر مذکور ہے۔

ورکعۃ من عارف افضل من الف رکعۃ من عالم غیر عارف ولا عبرۃ لانکار بعض المبتدعۃ لانھم شاھدوا فی انفسھم لم یجدوا احدا متصفا با لکرامۃ والخوارق

عارف کی ایک رکعت نماز غیر عارف عالم ظاہر کی ایک ہزار رکعات سے بہتر ہے اور (تصوف کے بعض) مبتدعین کے انکار کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی کرامت، خوارق، مواجید اور احوال متصف نہیں ہے چونکہ وہ (مبتدعین) کجروی اور گمراہی میں واقع ہوئے

والمواجيد والاحوال لوقوعهم فی الزیغ والضلال فوقعوا فی انکارالتصوف واھلہ ویحسبون انھم علی ھدی من ربھم کما ھو دأب جمیع فرق الضالۃ	ہیں۔ اس لیے تصوف اور اہل تصوف سے انکار کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ کی جانب سے ہدایت پر ہیں۔ جس طرح تمام گمراہ شدہ فرقوں کی پختہ عادت ہے۔

تمام بڑے آئمہ کرام نے علم تصوف حاصل کیا:

واخذالتصوف کثیر من الثقات کابی حنیفۃ ؒ من جعفر صادق ؒ وفضیل بن عیاض ؒ وتصوف الشافعی ؒ من ھبیرۃ البصری ؒ والامام احمد بن حنبل ؒ من بشر الحافی ؒ والامام محمد بن الحسن الشیبانی ؒ من داود الطائی ؒ والامام

ابو یوسف" من حاتم الاصم" کذافی جواهر الغیبی۔ صفحہ ۲۳۲ واخذ التصوف الامام الغزالی "والجامی" والنابلیسی" والشعرانی" والرافعی" والدمیاطی" وسید سند الجرجانی " والشیخ عبدالحق الدهلوی " والعلامہ علی القاری المکی" وخلائق اعلام لایحصون من زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الان بالتواتر الغیر المنقطع۔ "شرح اربعین للبلجی صفحہ ۱۰ تا ۱۲"

علم تصوف بہت سے بزرگان دین نے حاصل کیا ہے جیسے امام ابو حنیفہ" نے جعفر صادق" اور فضیل بن عیاض" سے اور امام شافعی" نے ہیرہ بصری" سے اور امام احمد بن حنبل" نے بشر حافی" سے اور امام محمد بن حسن شیبانی" نے داؤد طائی" سے اور امام ابو یوسف" نے حاتم اصم" سے علم تصوف حاصل کیا جیسے "جواہر غیبی" کے صفحہ ۲۳۲ پر مذکور ہے اور امام غزالی" ' مولانا عبدالرحمٰن جامی" ' علامہ شیخ عبدالغنی نابلیسی" 'امام شعرانی" ' امام رافعی" ' دمیاطی" ' سید سند جرجانی" ' شیخ عبدالحق دہلوی" 'علامہ ملا علی القاری مکی" اور دیگر عالی مرتبت لوگوں نے علم تصوف حاصل کیا یہ معاملہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدسہ سے لے کر آج تک مسلسل اور بغیر ا ع جاری ہے۔

اور یہی علم باطن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مقدسہ سے صحابہ کرام میں استعدادات کے موافق سرایت کرتا رہا تھا جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے ماصب اللہ شیئا فی صدری الا صببتہ فی صدر ابی بکر "الحاوی" (اس حدیث کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے) تو اس حدیث سے تصرف باطنی' توجہ' سرایت فیض اور علوم باطنی کی تدریس ثابت ہے اس کے علاوہ درج ذیل حدیث سے بھی علم باطن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں ثابت ہوتا ہے

ارشاد ہے۔

عن ابی هریرة حفظت من رسول الله صلی الله علیه وسلم وعائین (من العلم) فاما احدهما فبثثته فیکم واما الاخر فلو بثثته قطع هذا البلعون (الحلقوم) (بخاری)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو اقسام کے علوم سیکھے ایک کو میں نے تم پر ظاہر کردیا ہے اور دوسرے کو ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے گا۔

اس حدیث شریف میں بھی علم کی اقسام سے مراد علم باطن اور علم اسرار ہے جیساکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی حدیث مذکور کی شرح میں "اشعتہ اللمعات" صفحہ ۱۷۷ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں۔

وگفتہ اند کہ مراد بہ اول علم احکام واخلاق است کہ مشترک است میان خواص وعوام وثانی علم اسرار کہ محفوظ ومصوّن است از اغیار از جہت تاریکی وپوشیدگئ آن وعدم وصول فہم ایشان بدان ومخصوص است بہ خواص از علماء باالله از اہل عرفان۔

اور کہتے ہیں کہ پہلی قسم سے مراد احکام اور اخلاق کا علم ہے جو عام وخاص سب کے لیے مشترکہ ہے اور دوسری قسم علم اسرار ہے جو غیروں کی (جہالت کی) تاریکی سے محفوظ کیا گیا ہے اور ان کی عقل وسمجھ میں نہیں آسکتا اور وہ خاص علما کرام اور اہل عرفان کے لیے ہے۔

بعض شارحین نے قسم ثانی سے مراد اخبار فتن اور فساد دین مراد لیا ہے لیکن محدث موصوف ان کے بارے میں صفحہ ۱۷۷ پر مزید آگے فرماتے ہیں۔

پوشیدہ نماند کہ اگر مراد این قائل نفی علم باطن ووجود حقائق واسرار است کہ فہم عوام بدان نرسد۔ وافشائے آن

مصلحت وقت بناشد وصلاح روزگار بعض مخاطبان در آن نبود۔ بے شک در دائرہ علم این چنیں علمہا است پس مکابرہ است ..... واگر گوید علم حقائق واسرار ثابت است واقعہ است لیکن در حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اشارہ بچیزے دیگر است کہ گفتہ شدہ بان علم بوجود قرائین کہ مذکور شد ونیز تخصیص ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بدان باوجود دیگران از عظمائے صحابہ رضی اللہ عنہ وعدم فہم ایشان آنرا وحکم کردن بقتل او از بعدے نیست۔ این سخن دیگر است۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۷۷ جلد اول)

یہ بات واضح ہے کہ اگر اس قائل کی مراد علم باطن اور حقائق واسرار کے وجود کی نفی ہے جو عوام کی سمجھ میں نہیں آسکتی اور ان کا اظہار وقت کی مصلحت نہیں ہوتی اور زمانے کے بعض لوگوں کی اس میں بھلائی نہیں ہوتی بے شک علم کے دائرہ میں اس قسم کے علوم بھی ہیں۔ مگر یہ فقط بحث و جھگڑا ہے..... اور اگر وہ کہتا ہے کہ حقائق واسرار کا علم ثابت ہے تو یہ ٹھیک ہے لیکن حدیث شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ کسی دوسری چیز کی طرف ہے کہ اس کو علم نہیں کہا گیا۔ مذکورہ قرائن کے باوجود اور حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس پر تخصیص دیگر عظیم صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے باوجود اور ان کی ناسمجھی اور اس کے قتل کرنے کا حکم اس میں فرق نہیں ہے یہ ایک الگ بات ہے۔

تو معلوم ہوا کہ علم باطن احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے زمانے میں موجود تھا اس کے علاوہ ملا علی قاریؒ بھی حدیث مذکور کی شرح میں "مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۳۱۳ جلد اول" میں رقمطراز ہیں۔

فاما احدهما وهو علم
الظاهر من الاحكام

والاخلاق فبثثته ای اظهرته بالنقل فیکم واما الاخر وهو علم الباطن فلوبثثته ای نشرته وذکرته لکم با لتفصیل قطع هذا البلعوم بضم الباء ای الحلقوم لان اسرار حقیقة التوحید مما یعسر التعبیر عنه علی وجه المراد ولذا کل من نطق به وقع فی توهم الحلول والالحاد اذ فهم العوام قاصر عن ادراک المرام ومن کلام الصوفیة صدور الاحرار قبور الاسرار	پس ان دونوں علوم میں سے ایک علم ظاہر ہے جو کہ احکام اور اخلاق کا علم ہے جو میں نے تم پر واضح کیا یعنی نقل کے ذریعے تم پر ظاہر کیا اور دوسری قسم کا علم جو کہ علم باطنی (اسرار و حقائق ہے اگر میں اس کو بھی شائع کروں یعنی نشر کروں اور آپ کو تفصیلا بیان کروں تو میرا حلق کاٹ دیا جائے گا بلعوم باکی پیش سے حلقوم کو کہتے ہیں کیونکہ حقیقت اسرار توحید کی صحیح تعبیر کرنا انتہائی مشکل ہے لہذا جس کسی بھی اس کی بات کی ہے تو وہ حلول اور الحاد میں واقعہ ہوگیا کیونکہ عوام کا فہم مقصود کے ادراک سے قاصر ہوتا ہے اسی لیے صوفیہ کرامؒ نے فرمایا ہے کہ احرار (یعنی عارفین) کے سینے اسرار خداوندی کے لیے قبریں ہوتے ہیں۔

(مرقات صفحہ ۲۱۳ جلد اول)

(یعنی وہ اسرار کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ اسماء صفات کے متعلق علوم و معارف بیان کرتے ہیں اور اسرار کے بیان میں اجمال اور رمز و اشارہ سے کام لیتے ہیں۔)

ایک اور حدیث شریف سے علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ علم باطن کے ثبوت اور تجلیات ربانیہ کے ورود پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عن ابی هریرہ رضی اللہ عنہ قال جاء الناس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا نجدفی نفوسنا مایتعاظم احدنا ان یتکلم بہ فقال اوقد وجدتموہ؟ قالوا نعم قال فذلک من صریح الایمان انتہی وان سوالھم انما کان فی المعارف الالھیۃ والتجلیات الربانیۃ التی یخاف من النطق بھا الوقوع فی الکفر کما اشار الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ لھم (ذلک من صریح الایمان) وان سوالھم لم یکن فی شیئ من مبادی السلوک کاصلاح فرائضھم وسننھم لان ذلک لایتعاظم فی نفس

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ آئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے اندر ایسی چیزیں (ابرار) پاتے ہیں کہ ہم میں سے کسی ایک کو بھی اس پر تکلم کرنا مشکل ہوتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا آپ نے یہ چیزیں پالیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور ان کا سوال معارف الہیہ کے متعلق تھا اور ان تجلیات ربانیہ کے متعلق تھا کہ ان کے بارے میں بات کرنے سے کفر میں واقع ہونے کا خوف ہوتا ہے جیساکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول سے ان کو اشارہ فرمایا (کہ یہی چیز صراحۃ ایمان ہے) اور ان کا سوال مبادی سلوک کے متعلق نہیں تھا جیسا کہ اپنے فرائض اور سنن کی اصلاح کرنا وغیرہ۔ کیونکہ ان کے متعلق سوال کرنا مومن کے نفس کے لیے مشکل نہیں ہوتا۔ (بعض شارحین نے اس سے مراد وسوسہ لیا ہے لیکن یہ بات نہایت ضعیف ہے کیونکہ وسوسہ

المؤمن السوال عنہ۔ "انوار قدسیہ فی معرفتہ قواعد الصوفیہ صفحہ ۱۴۱"

نفس ایمان نہیں ہوتا تو صریح ایمان کیسے ہو سکتا ہے جو کہ کامل اور صحیح ایمان ہے)۔

اس کے علاوہ علم باطن کے ثبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی "اشعتہ اللمعات" صفحہ ۱۵۱ جلد اول کتاب العلم کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

مراد علم دین است کہ متعلق است بکتاب و سنت و آن دو قسم است مبادی و مقاصد مبادی علوم کہ موقوف است معرفت کتاب و سنت بر آن مثل لغتہ و نحو و صرف وجز آن از علوم عربیت و مقاصد آن چہ متعلق است باعمال واخلاق وعقائد واین ہمہ علم معاملہ است۔ وعلم مکاشفہ نوریست کہ بعد از سلوک طریقہ حق وصدق معالمت در دل افتد کہ بدان معرفت حقائق اشیاء چنانچہ ہست منکشف گردد۔ ومعرفت ذات وصفات و افعال حق سبحانہ وتعالیٰ رونمایہ واین را علم حقیقت وعلم وراثت خوانند بحکم حدیث من عمل بما علم ورثہ اللہ علم مالم یعلم یعنی ہر کہ عملکند بانچہ دانستہ وخواندہ است از علم ظاہر روزی گرداند و بخشند اورا خدا تعالیٰ علم آنچہ ندانستہ ونہ خواندہ است

(اس سے) مراد دین کا علم ہے جو کتاب و سنت کے متعلق ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں ایک مبادی اور دوسرا مقاصد۔ مبادی علم وہ ہے کہ جس کا انحصار کتاب و سنت کی پہچان پر ہے۔ مثلاً عربی علوم کی لغت نحو صرف اور اس سے متعلقہ دیگر اور مقاصد کا علم وہ علم ہی جو اعمال اخلاق اور عقائد کے متعلق ہے اور یہ تمام علم معاملہ ہیں اور علم مکاشفہ ایک نور ہے جو طریق حق اور معاملات کے صدق کی منازل طے کرنے کے بعد دل میں پیدا ہوتا ہے اور اس کے ذریعے اشیاء کی حقیقت جیسی کہ وہ ہیں منکشف ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات' صفات اور افعال کی معرفت حاصل ہوتی ہے اس کو علم حقیقت اور علم وراثت کہتے ہیں اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق (ترجمہ۔ وہ اس پر عمل کرتا ہے جو علم ظاہر سے اس نے حاصل

آیۃ کریمۂ واتقو اللہ ویعلمکم اللہ (سورہ البقرہ آیت ۲۸۲) نیز اشارت باین معنی است وعلم ظاہر و باطن کہ گویند این معنی وارد و نسبت ہر دو بیکدیگر نسبت تن وجان وپوست ومغزاست واحادیث وآیات کہ درشان علم وفضیلت آن واقعہ شدہ شامل ہمہ این اقسام (مذکورہ) است۔ برتفاوت ودرجات آن (کہ مراتب وشرافت اصناف علوم مختلف است)

کیا ہے اس کو نعمت سمجھے کیونکہ جو کچھ وہ نہیں جانتا تھا اس کا علم اسے خداوند تعالی نے بخشا ہے اور سور بقرہ کی آیت واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ (اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں علم سکھاتا ہے) میں بھی اسی مفہوم کی طرف اشارہ ہے۔ اور جس کو علم ظاہر و باطن کہتے ہیں اس کا بھی یہی مطلب ہے اور دونوں (علوم یعنی ظاہر وباطن) کا آپس اتنا گہرا تعلق ہے جیسے جسم اور روح یا چھلکا اور مغز اور ان علوم کی شان اور فضیلت کے بارے میں جو احادیث اور آیات ہیں وہ ان تمام مذکورہ اقسام کے فرق اور درجات پر شامل ہیں (کیونکہ علم کی مختلف اقسام کے مراتب اور درجات مختلف ہوتے ہیں۔

علوم کی اقسام کے درمیان تفاوت درجات کو امام ربانیؒ نے رسالہ "مبداء ومعاد" صفحہ ۵۸ میں بیان فرمایا ہے۔

شرف علم باندازہ شرف ورتبہ معلوم است معلوم ہرچند شریف تر آن عالی تر پس علم باطن کہ صوفیہ بان ممتاز اند اشرف باشد از علم ظاہر کہ نصیب علما ظواہر است بر قیاس شرافت علم ظاہر بہ علم حیاکت وحجامت۔

علم کی فوقیت اس کے شرف اور رتبہ سے معلوم ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہے کہ جس قدر فوق ہوگا بڑے رتبے کا ہوگا پس صوفیہ اس لیے اشرف ہیں کہ علم باطن سے ممتاز ہیں علم ظاہر کی نسبت جو ظاہری علماء کے حصے میں ہوتا ہے تو اس سے کپڑے بننے اور بال

کاٹنے کے علم پر علم ظاہر کی برتری کا
خیال کرنا چاہیے۔

(نوٹ: رسالہ "مبداء معاد" کی پوری عبارت گذشتہ صفحات پر پیش کی جا چکی ہے)

پس یہی علم باطن ہے کہ جس کو علم تصوف، طریقت، سلوک، تزکیہ و تصفیہ، احسان اور علم لدنی وغیرہ مختلف ناموں سے مختلف زمانوں میں موسوم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے "مالا بدمنہ" میں کتاب الاحسان کے نام سے ایک مستقل باب شامل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

این ہمہ کہ گفتہ شد (یعنی اقسام عبادات) صورت اسلام وایمان وشریعت است ومغز وحقیقت او درخدمت درویشان باید جست وخیال نکرد کہ حقیقت خلاف شریعت است کہ این سخن جہل وکفر است بلکہ ہمیں شریعت است کہ درخدمت درویشان چون قلب از تعلق علمی وجہی کہ بما سوی اللہ داشت پاک شود ورذائل نفس برطرف گشتہ نفس مطمئن شود واخلاص بہم رساند۔ شریعت درحق اوباز مغز شد ونماز او عند اللہ تعلق دیگر بہم رساند دو رکعت او بہتر از لک رکعت دیگران باشد وہمچنین صوم وصدقہ او (ودیگر عبادات) (مالا بدمنہ صفحہ ۱۳۶ کتاب الاحسان)

عبادات کی مختلف اقسام کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ سب اسلام، ایمان اور شریعت کی مختلف صورتیں ہیں اور اس (عبادت) کی حقیقت اور روح کو درویشوں کی خدمت میں تلاش کرنا چاہیے اور یہ خیال نہ کرو کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے بلکہ ایسا کہنا جہالت اور کفر ہے اور یہی شریعت ہے کہ درویشوں کی صحبت میں رہ کر دل علمی وجہی کے تعلق سے ماسوا اللہ سے پاک ہو جاتا ہے اور نفس کی خرابیاں دور ہو جاتی ہیں۔ نفس مطمئن ہو جاتا ہے اور خلوص پیدا ہو جاتا ہے پھر شریعت اس کے حق میں روح (مغز) بن جاتی ہے اس کی نماز خدا کے نزدیک ایک دوسرا تعلق پیدا کرتی ہے اس کی دو رکعت نماز اوروں کی لاکھ رکعت

سے بہتر ہوتی ہے اسی طرح اس کا روزہ
اور صدقہ ہے (اور دوسری عبادات
ہیں جو اوروں سے بہتر ہوتی ہیں)

پس معلوم ہوا کہ علم باطن اشرف العلوم اور افضل العلوم ہے جیسا کہ "مبداء ومعاد" کی عبارت سے بھی واضح ہو چکا۔ علم باطن احادیث مبارکہ اور آیات قرآنیہ سے ثابت ہے اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صحابہ رضوان اللہ علیہم سے لے کر آج تک متواتر چلا آ رہا ہے اور علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ علم باطن اور کمالات ولایت کی طلب فرض عین ہے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی" تفسیر مظہری صفحہ ۴۴۳ جلد اول میں فرماتے ہیں۔

ومن ھھنا یظھر فرضیۃ اخذ الطریقۃ الصوفیۃ والتشبث باذیال الفقراء کفرضیۃ قراۃ کتاب اللہ وتعلم احکامہ

اور اس سے ظاہر ہوا کہ صوفیہ کرام کے طریقے پر چلنا اور فقراء کے دامن کو تھامنا اتنا ہی فرض ہے جتنا کہ کتاب اللہ کی قرات اور اس کے احکام کی تعلیم

اسی طرح مذکورہ مصنف نے اپنی تفسیر مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کے اس قول "فلولا نفر من کل فرقتہ منھم طائفتہ لیتفقھو فی الدین" (سورہ التوبہ آیت ۱۲۲) ترجمہ: "سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت (جہاد کے لیے) جایا کرے اور باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں۔" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ علم تصوف فرض علوم میں سے ہے عبارت ملاحظہ کیجئے۔

واما العلم الدنی الذی
یسمون اھلھا

باالصوفية الكرام فهو
فرض عين لان ثمراتها
تصفية القلب عن
اشتغال بغير الله تعالى
واتصافه بدوام
الحضور وتزكية
النفس عن رذائل
االاخلاق من العجب
والكبر' والحسد'
وحب الدنيا والكسل
فى الطاعات وايثار
الشهوت والرياء
والسمعة وغير ذلك
وتجليتها بكرام
الاخلاق من التوبة
والرضاء با لقضاء
والشكر على النعماء
والصبر على البلاء
وغير ذلك ولاشك ان
هذه الامور محرمات
وفرائض على كل بشر
اشد تحريما من معاصى
الجوارح واهم
افتراضا من فرائضها

اور علم لدنی کہ جس کے حاملین کو صوفیہ
کرام کہا جاتا ہے کا حصول فرض عین
ہے کیونکہ اس علم کا ثمرہ یہ ہے کہ دل
ماسوا اللہ تعالیٰ کے اشتغال سے صاف
ہو جائے اور دوام حضور سے متصف
ہو جائے اور نفس بھی رذیلہ باتوں سے
پاک ہو جائے مثلاً خود پسندی' تکبر'
حسد' محبت دنیا' طاعات میں سستی کرنا'
شہوات نفسانی کو پسند کرنا' ریاکاری اور
سمعہ وغیرہ نیز اخلاق حمیدہ سے متصف
ہو جائے مثلاً توبہ کرنا' تقدیر پر راضی
ہونا' نعمتوں پر شکر کرنا اور مصیبتوں پر
صبر کرنا وغیرہ اور اس میں کوئی شک
نہیں کہ مذکورہ (اخاق رذیلہ) ہر بشر
مکلف پر جسمانی اعضاء کے محرمات سے
زیادہ محرمات ہیں اور مذکورہ (اخلاق
حمیدہ) ہر بشر مکلف کے اعضا کے فرائض
سے زیادہ اشد فرائض ہیں کیونکہ نماز'
روزہ اور دوسری عبادات اس وقت
تک مقبول نہیں ہیں جب تک اخلاص
دل اور مصدق نیت نہ ہو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ
تعالیٰ صرف وہ عمل قبول فرماتا ہے جو
خالص اس کی رضا کے حصول کے لیے

فالصلوۃ والصوم وشیئ
من العبادات لا یعبا
بشیئ منها مالم تقترن
با لاخلاص والنیہ قال
قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان اللہ
لایقبل من العمل الا
ماکان لہ خالصا
وابتغی بہ وجہہ (رواہ
النسائی عن ابی امامہ)
وقال علیہ السلام ان
اللہ لاینظر الی
صورکم واموالکم
ولکن ینظر الی قلوبکم
(رواہ مسلم عن ابی
ھریرہ رضی اللہ عنہ) وکل
مایترب علیہ من
الفروض الاعیان فھو
فرض عین۔واللہ اعلم

ہو اور اس عمل کا مقصود رضائے الٰہی
کی طلب ہو۔ (رواہ النسائی) اور نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور
تمہارے مال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ
تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے (رواہ مسلم)
اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جس چیز پر فرض
عین مرتب ہوتا ہے تو یہی مرتب علیہ
بھی فرض عین ہے۔ (اور اللہ بہتر جانتا
ہے)۔

اسی طرح تحصیل کمالات باطنیہ کی فرضیت اور وجوب کے بارے میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی کتاب "ارشاد الطالبین" صفحہ ۱۳۔ ۱۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

طلب طریقت وسعی کردن برائے تحصیل کمالات باطنی واجب است چراکہ حق تعالیٰ می فرماید یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ (سورہ آل عمران آیت ۱۰۲) یعنی اے مسلمانو! پرہیز کنید از نامرضیات خدا کمال پرہیز گاری یعنی در ظاہر وباطن چیزے خلاف مرضی خدا تعالیٰ نباشد از عقائد واخلاق بکمال تقویٰ وامر برائے وجوب میباشد۔ وکمال تقویٰ بدون ولایت صورت نہ بندد۔ چنانچہ ذکر کردہ شد رذائل نفس از حسد وحقد وکبر وریاء وسمعہ وعجب ومنت وغیرہ آن کہ حرمت آن از کتاب وسنت واجماع ثابت است تاکہ زائل نشود کمال تقویٰ چگونہ صورت بندد راین متعلق است بہ فنانفس وترک معاصی کہ تقویٰ عبارت ازاں ست ومعبرات .صلاح جسد کہ ثمرہ صلاح قلب است چنانچہ در حدیث مذکور شدہ اند وآنرا صوفیہ فنائے قلب

طریقت کی طلب کرنا اور باطنی کمالات کے حصول کے لیے کوشش کرنا واجب ہے جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو (جیسا) ڈرنے کا حق ہے۔" (سورہ آل عمران آیت ۱۰۲) یعنی اے مسلمانو! خدا کی ناپسندیدہ باتوں سے پرہیز کرو۔ کمال پرہیز گاری یہ ہے کہ ظاہر اور باطن میں کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔ تقویٰ کے کمال کے لیے بہترین عقائد اور اخلاق ضروری ہیں۔ ولایت کے بغیر کمال تقویٰ کی کوئی صورت نہیں بنتی چنانچہ کہا گیا ہے کہ نفس کی خرابیوں مثلاً حسد، کینہ، تکبر، ریاکاری، سمعہ، خودپسندی اور خوشامد وغیرہ سے بچاجائے کیونکہ کتاب وسنت اور اجماع سے ان کی حرمت ثابت ہے اور یہ اس لیے ہے کہ تقویٰ کا کمال زائل نہ ہوجائے اس کی صورت ایسے بنتی ہے کہ یہ فنا نفس اور گناہوں کے ترک کرنے سے متعلق ہے اور تقویٰ

گویند۔ ولایت عبارت از فنائے نفس
است۔ صوفیان گفتہ اند کہ راہی کہ
مادر صدد آنیم ہمگی ہفت گام است۔
یعنی فنائے لطائف خمسۂ عالم امر قلب،
روح، سر، خفی، اخفی، فنائے نفس و
تصفیہ لطیفۂ قالبیہ کہ عبارت از صلاح
جسد است و تقویٰ بکثرت نوافل تعلق
ندارد۔ و تقویٰ عبارت است از اتیان
واجبات و پرہیز کردن از منہیات ادائے
فرائض و واجبات بدون اخلاص ہیچ
اعتبار ندارد قال اللہ تعالی
فاعبداللہ مخلصا لہ
الدین (سورہ الزمر آیت ۲) و پرہیز
از منہیات بدون فنائے نفس صورت
نمی بندد۔ پس تحصیل کمالات ولایت از
فرائض آمدہ ..... پس سعی در ترقی
مقامات قرب و تحصیل تقویٰ دائما
واجب گشتہ وطلب زیادۃ علم باطن از
فرائض آمدہ قال اللہ تعالی
رب زدنی علما (سورہ طہ
آیت ۱۱۴) یعنی بگو اے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کہ الٰہی علم من زیادہ کن و قناعت
از مراتب قرب حرام است بر کامل
چنانچہ حرام است بر ناقص ---۔ انتہی

اسی سے عبارت ہے اور جسم کی بھلائی
کا ذریعہ ہے کہ بھلائی کا ثمرہ قلب ہے۔
چنانچہ حدیث مبارکہ میں اسی کا ذکر کیا
گیا ہے اور صوفیہ کرام اس کو فنائے
قلب کہتے ہیں۔ ولایت فنائے نفس سے
عبارت ہے صوفیا کرام کہتے ہیں کہ وہ
راستہ جس کے ہم قریب ہیں کل سات
قدم کے فاصلے پر ہے۔ یعنی عالم امر کے
پانچ لطائف کا فنا قلب، روح، سر، خفی،
اخفی، فنائے نفس اور لطیفہ قالبیہ کی
صفائی کہ ان سے جسم کی بھلائی عبارت
ہے اور تقویٰ کا تعلق نوافل کی کثرت
سے ادائیگی سے نہیں ہے بلکہ تقویٰ
واجبات پر عمل کرنے اور نواہی سے
پرہیز کرنے سے عبارت ہے۔ فرائض
اور واجبات کی ادائیگی اخلاص کے بغیر
قابل اعتبار نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے "پس آپ خالص اعتقاد
کرکے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے
رہیے" اور نواہی سے پرہیز فنائے
نفس کے بغیر ناممکن ہے۔ پس ولایت
کے کمالات کا حصول فرائض کی ادائیگی
سے ممکن ہے ..... پس قرب کے
مقامات میں ترقی کی کوشش کرنا اور
تقویٰ کے حصول کی کوشش کرنا ہمیشہ

کے لیے واجب ہے اور علم باطن میں
زیادتی کی طلب کرنا بھی فرائض میں
سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وقل
رب زدنی علما یعنی اے محمد

صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہیے کہ اے
اللہ میرے علم میں اضافہ فرما اور قرب
کے مراتب پر قناعت کرلینا کامل پر بھی
اتنا حرام ہے جتنا کہ ناقص پر۔

پس حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی" کی عبارات عمدہ سے واضح ہوا کہ علم باطن فرض عین ہے اور اس کی طلب بھی ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اس کی عدم طلب حرام اور موجب فسق ہے اور اس کا انکار کفر بواح ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ ولایت لطائف سبعہ کی فنا پر موقوف ہے اور لطائف کے اسماء بھی ثابت ہو گئے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جب فنائے قلب اور فنائے نفس حاصل ہو جائے تو ولایت یقینی ہو جاتی ہے اور فنا اشتغال ماسوا اللہ کی نجات سے عبارت ہے اور ماسوئ اللہ کی نجات سے قلب کا تصفیہ ہوتا ہے اور اخلاص قلبی ذکر اللہ پر موقوف ہے اور نفس کا ماسوئ اللہ سے تصفیہ حیات نفس و ذکر اللہ پر موقوف ہے توقف لو لا۔ لا امتنع کے ساتھ پس جب سالک کا قلب اور دیگر لطائف مذکورہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ ہو کر فنافی اللہ ہو جائیں تو سالک ولی اللہ بن جاتا ہے اور لطائف سبعہ کی فنا کے بعد تلقین نفی اثبات کی جاتی ہے اور فیض کے متعدی ہونے کی وجہ سے خلافت سے سرفراز کیا جاتا ہے جیسا کہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مشائخ کبار" کا یہی طریقہ ہے اور ہمارے طریقہ مجددیہ سیفیہ میں بھی یہی چیز بدیہی الوجود ہے اور پیر محمد چشتی علم باطن سے بھی منکر ہے اور لطائف کے اسماء کمالات اور حرکات وحیات پر بھی استہزا کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ معاند ومنکر اولیاء اور فروض اعیان کا منکر کافر ہے اس کے علاوہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی" نے اپنی تصانیف میں جگہ جگہ اس بات کی تصریح کی ہے کہ علم باطن فرض علوم میں داخل ہے۔

اسی طرح قدوۃ المحققین حضرت امام ربانی" مکتوبات شریف مکتوب نمبر۲۱۹ صفحہ

۱۲۷' ۱۲۸ جلد اول میں رقمطراز ہیں کہ علم باطن کے حکما حاذق (یعنی کامل و مکمل مشائخ) کی صحبت میں برائے کسب کمالات باطنیہ حاضر ہونا فرض عین ہے۔

امام مالک رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔

من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق (مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۳۱۳ جلد اول)

جس کسی نے علم ظاہری تو حاصل کیا اور علم تصوف حاصل نہ کیا تو یقیناً فاسق ہو گیا (کیونکہ فرض عین کا عمداً بلا عذر ترک کرنا فسق ہے)

اسی طرح امام الائمہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔

لولا السنتان لهلك النعمان (نقلہ' الحاوی والحدیقہ ورد المختار صفحہ ۴۵ جلد اول)

اگر میرے دو سال تحصیل کمالات باطنیہ میں صرف نہ ہوتے تو نعمان بن ثابت ہلاک ہو جاتا۔

ان دو سالوں سے مراد وہ دو سال ہیں جن مین امام اعظمؒ نے امام جعفر صادقؒ کے پاس طریقہ صدیقیہ رضی اللہ عنہ نقشبندیہ میں کمالات باطنیہ حاصل کیے اور طریقہ قادریہ علویہ میں علوم باطنی حضرت فضیل بن عیاضؒ سے حاصل کیے بعض لوگوں نے ان دو سالوں سے مراد عمر مبارک کے آخری دو سال لیے ہیں لیکن یہ غلط محض ہے کیونکہ اس بنا پر مسائل اجتہادیہ غیر معتمد رہ جاتے ہیں (العیاذ باللہ) بلکہ محققین نے فرمایا ہے کہ ان دو سالوں سے مراد قبل الاجتہاد نوجوانی کے دو سال ہیں کہ نور فراست اور کمالات باطنیہ اور علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد اور مرتبہ اجتہاد مطلق پر فائز ہونے کے بعد امام اعظمؒ نے مسائل اجتہادیہ میں استنباط شروع فرما کر ساری امت مسلمہ کے لیے چراغ روشن بن گئے تھے اور حضرت مولانا محمد ہاشم ٹھٹھویؒ اویسی فرماتے ہیں کہ لولا السنتان میں سین کو ضمہ سے پڑھنا فوق ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر دو سنت یعنی ثابت بالسنتہ چیزیں نہ ہوتیں (کہ ایک علم باطن اور دوسرا علم ظاہر ہے) تو نعمان ہلاک ہو جاتے کیونکہ محرمات ظاہرہ اور باطنہ سے اجتناب اور فرائض ظاہرہ و باطنہ پر امتثال ان دونوں علوم پر مبنی ہے اور ان دو

علوم کے بغیر محرمات کا ارتکاب اور فرائض کا ترک کرنا لازم آتا ہے جو کہ ہلاکت ہے مذکورہ تمام دلائل سے واضح ہوا کہ علم باطن کی طلب فرض عین ہے اور عدم طلب فسق ہے اور انکار کفر ہے پس پیر محمد چشتی اس علم کے انکار کی وجہ سے کفر بواح میں مبتلا ہے۔

علم ظاہر اور احکام شرعیہ کا علم فنون مدونہ پر موقوف نہیں بلکہ اگر فنون مدونہ کے ذریعہ حاصل ہو جائے یا صحبت علمائے راسخین میں ان کے اقوال سننے سے حاصل ہو جائے یا مشائخ کبار کے عمل سے فقہ اور علم حاصل کیا جائے تو ان تمام صورتوں میں علم ظاہر سے اتصاف صحیح ہے بلکہ مؤخر الذکر دونوں طریقے خیر القرون وبالخصوص عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں معمول تھے۔ (مزید تفصیل کے لیے ہمارے تحقیقی رسالہ "فرضیت سلوک" کا مطالعہ کیجیے)۔

ایک جاہلانہ شبہ کا ازالہ : بعض نام نہاد مولوی اپنے شاگردوں سے کہتے ہیں کہ طلب علم کے دوران میں علم طریقت میں مداخلت نہ کرو کیونکہ اس سے ظاہری علم میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ مذکورہ دلائل سے واضح طور پر یہ معلوم ہوچکا ہے کہ علم دو طرح کا ہے علم ظاہر اور علم باطن اور یہ بھی ثابت ہوا کہ علم باطن کا حصول' احکام شرعیہ کی طرح فرض عین ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ علم باطن' علم ظاہر سے اشرف ہے اور علم ظاہر علم باطن کے بغیر فسق اور ہلاکت ہے کیونکہ امراض باطنی سے نجات علم باطن کے حصول پر موقوف ہے تو پھر کس طرح علم باطن ظاہری علم کے لیے مانع ہوگا؟ اور کس طرح علم ظاہری کے طالب سے علم باطنی کی طلب ساقط ہوجائیگی؟ پس اگر یہ مولوی علم باطن کی فرضیت سے انکار کرتے ہیں تو فرض سے انکار کفر ہوتا ہے پھر اگر علم باطن کو فرض بھی سمجھتے ہیں اور طلبہ کو اس علم سے روکتے بھی ہیں تو پھر سخت مجرم اور گنہگار ہیں۔

یہ تھی پیر محمد چترالی کے اعتراضات کافرانہ کی حقیقت۔

اب قارئین خود فیصلہ کریں کہ اپنے پیٹ سے مسائل ہم گھڑتے ہیں یا پیر محمد؟ پیر محمد نے تو خود کو شارع بنالیا ہے کیونکہ اس نے مسائل کا ماخذ استدلال "میرے نزدیک" کے لفظ بنائے ہوئے ہیں کیا پیر محمد چشتی چترالی کوئی انتہائی عالی مرتبت ذات ہے جو خود کو "میرے نزدیک" کہہ کر استدلال کا منبع سمجھتا ہے؟ جب کہ ہم نے قرآنی آیات احادیث مبارکہ' مفسرین اور اولیاء کرام کے اقوال کے حوالے سے اس کی اصلیت آپ پر ظاہر کردی ہے پیر محمد چشتی کے کردار اور گفتار سے یہ واضح ہوا کہ وہ آیت مبارکہ افرایت من اتخذ الھہ ھواہ واضلہ اللہ علی/علم و ختم علی سمعہ و قلبہ و جعل علی بصرہ غشاوۃ فمن یھدیہ من بعد اللہ افلا تذکرون "سورہ جاثیہ آیت ۲۳" (اس کا ترجمہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے) کا صحیح

مصداق ہے۔ قاتلہ اللہ تعالی عاجلا وسود وجھہ حالا و مآلا (آمین)

دوسرے جاہلانہ شبہ کا ازالہ : بعض جہلا کہتے ہیں کہ علماء لوگوں کو کافر بناتے ہیں تو ضروریات دین کے مسئلہ سے واضح ہوچکا ہے کہ علماء حق لوگوں کافر بناتے نہیں بلکہ لوگوں کو ان کی کم علمی، عدم واقفیت یا جہالت کی وجہ سے ارتکاب اعمال کفریہ سے بچلتے ہیں۔

تیسرے جاہلانہ شبہ کا ازالہ : بعض جاہل لوگ کہتے ہیں کہ پیر سیف الرحمٰن صاحب تو سختی کرتے ہیں حالانکہ اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نرمی کرنا ہے۔ وقولوالہ قولا لینا وغیرہ سے استدلال کرتے ہیں۔

اگر تاریخ کے حوالے سے دیکھا جائے تو ابتدا میں اسلام میں کفار کے ساتھ نرمی کی جاتی تھی لیکن اسلام کے غلبہ کے تحت سختی کرنا اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (سورہ الفتح آیت ۲۹)	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں جو آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔

دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے ارشار فرمایا ہے۔

یایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم (سورہ التوبہ آیت ۷۳)	اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کفار اور منافقین سے جہاد کیجے اور ان پر سختی کیجے۔

تیسری جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

ولیجدو فیکم غلظۃ (سورہ التوبہ آیت ۱۲۳)	اور ان کو تمھارے اندر سختی پانا چاہیے۔

ایک حدیث پاک میں ہے۔

من احب للہ و ابغض للہ و اعطی للہ و منع للہ فقد استکمل الایمان	جس نے اللہ کے لیے محبت کی اللہ کے لیے دشمنی کی اللہ کے لیے کسی کو دیا اور اللہ کے لیے کسی کو روکا پس اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخر میں فرعون سے سخت الفاظ میں خطاب کیا۔

وانی لاظنک یافرعون مثبورا (سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۰۲)	اور میرے خیال میں ضرور تیری (اے فرعون) کم بختی کے دن آ گئے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ کفار پر سختی کرنا، اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اخلاق قرآن ہے اور اخلاق اللہ ہے نیز اخلاق بزرگان دین ہے اور موجودہ زمانے میں نرمی کرنا تذبذب اور منافقت ہے۔

پیر محمد کذاب کا ایک نیا گستاخانہ اعتراض : پیر محمد چترالی کذاب نے اپنے نئے گستاخانہ خط میں کافرانہ اقدام کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

"پیر صاحب غیر اسلامی عقائد کی تبلیغ کر رہے ہیں اور شریعت و اسلام کے خلاف اپنے پیٹ سے گھڑی ہوئی شریعت بنا رکھی ہے۔ وغیرہ وغیرہ"۔ العیاذ باللہ

الجواب : تو ہم جواباً کہتے ہیں کہ یہ بات اب قارئین کرام سے مخفی نہیں رہی ہے کہ ہم عقائد اجماعیہ سنیہ ماتریدیہ کے تابع ہیں اور مذہب حنفی کے اصول و فروع پر عمل پیرا ہیں اور ہر وقت اپنے تمام مریدین اور دیگر مسلمانوں کو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دیتے ہیں اور خود بھی تمام فرائض، واجبات سنن اور مستحبات کے پوری طرح پابند ہیں ترک اولیٰ اور ترک عزیمت اس فقیر کو گوارا نہیں اور فقیر تمام محرمات شرعیہ، مفسدات اور مکروہات سے اجتناب کرنے والا ہے۔ بلکہ ایک بھی مکروہ تنزیہی کے ارتکاب

کی جرات بھی اس فقیر کو گوارا نہیں۔ نیز یہ فقیر تصوف اور طریقت میں ایک ایسے ولی اللہ کا تربیت یافتہ ہے جو کہ چاروں سلاسل معروفہ کی جامع ہستی تھے۔ علم اور تقویٰ میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا پورے وطن کے علما عظیم ان کی قیومیت اور ولایت بلکہ قطبیت پر گواہ تھے پس اس مبارک ہستی نے اس فقیر کی تربیت کر کے چاروں سلاسل میں خلیفہ مطلق کی سند عطا فرمائی۔

یہ فقیر طریقۂ نقشبندیہ میں حضرت شیخ محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبندؒ اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا تابع اور بالواسطہ مرید ہے اور ان بزرگان دین نے جو کمالات' علوم اور معارف بیان فرمائے ہیں ان سب کا یہ فقیر الحمدللہ بدرجہ اتم اور اکمل حامل ہے۔ اسی طرح طریقۂ چشتیہ میں یہ فقیر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا تابع ہے اور طریقہ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا تابع ہے اور طریقہ سہروردیہ میں حضرت محدث کبیر شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا تابع ہے اور مکتوبات امام ربانیؒ اور دیگر کتب تصوف میں کامل مکمل اولیاء کی جو علامات اور شرائط مذکور ہیں وہ تمام کی تمام اس فقیر میں الحمدللہ بدرجہ اتم واکمل موجود ہیں جن کا مشاہدہ آپ کر سکتے ہیں۔ یہ فقیر اپنے مریدوں کے عقائد' اعمال' اخلاق اور باطن کی تہذیب و تربیت میں شب و روز مشغول رہتا ہے ظاہری علم اور فقاہت سے اللہ تبارک تعالیٰ نے اس فقیر کو جو حصہ عطا فرمایا ہے وہ غیر متعصب علماء عصر پر روشن ہے کہ دلائل اور علمائے احناف کے اقوال پیش کرنا اس فقیر کا شیوہ حیات ہے۔ مشاہدہ اس امر پر گواہ ہے کہ احیائے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اماتت بدعت میں شب و روز مشغول رہنا اس فقیر کا مرغوب طبعی امر ہے۔ فقیر میں شفقت اور دلیری موجود ہے اور فقیر قرآنی حکم اشداء علی الکفار اور رحماء بینھم کے مصداق کفار پر سختی کرنے والا اور اہل سنت والجماعت کے مسلمانوں پر رحم کرنے والا ہے۔ کفار کے ساتھ جہاد بالید' باللسان' بالقلب' تقریراً اور تحریراً کا بہترین نمونہ خانقاہ سیفیہ کے شیدائیوں میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

چند مشہور علماء کرام کے نام جو اس فقیر کے مرید ہیں:

الحمدللہ ہزاروں کی تعداد میں جید علمائے اہلسنت اس فقیر کے حلقۂ بیعت میں شامل ہیں جن کے نام اسناد خلافت کی کتابوں میں درج ہیں اور "تشریحات ضیائیہ" میں بھی مذکور ہیں۔ چند مشہور علمائے کرام کے نام جو کہ اس فقیر کے مرید ہیں:۔

۱۔ شیخ المشائخ علامہ محمد شاہ روحانی صاحب۔ ترکستان

۲۔ علامہ شیخ مولانا نجم الدین صاحب۔۔۔ قندوز

۳۔ علامہ بے نظیر عبدالحیٔ زعفرانی صاحب۔۔۔ قندوز

۴۔ حضرت العلام مولانا یار محمد صاحب۔۔۔ قندھار

۵۔ مولانا محمد حسین صاحب۔۔۔ قندوز

۶۔ مولانا محمد یوسف صاحب۔۔۔ فاریاب

۷۔ مولانا محمد ابراہیم ہمیم صاحب۔۔۔ ننگرہار بیسودی

۸۔ مناظر ملت حضرت مولانا حمداللہ جان صاحب۔۔۔ ڈاگوی مردان

۹۔ علامۃ الزمان مجاہد اعظم مولوی محمد نبی محمدی صاحب۔ امیر حرکت انقلاب اسلامی۔۔۔ افغانستان

۱۰۔ مولانا محمد سخی صاحب۔ امیر سمت غرب۔ حرکت انقلاب اسلامی۔۔۔ افغانستان

۱۱۔ مناظر ملت مجاہد کبیر محقق و مدقق مولانا ضیاءاللہ صاحب۔۔۔ باجوڑ

۱۲۔ مولانا حفیظ اللہ صاحب۔۔۔ وزیرستان

۱۳۔ مصنف کتب کثیرہ مولانا سید احمد علی شاہ صاحب۔۔۔ کراچی

۱۴۔ مولانا محمد انور سیفی مدرس جامعہ جیلانیہ نادر آباد۔۔۔ لاہور

۱۵۔ مولوی عبدالعزیز صاحب۔۔۔ باجوڑ

۱۶۔ مولوی گل شیر خاں صاحب۔۔۔ باجوڑ

۱۷۔ مولوی عبدالغفور صاحب۔۔۔ فاریاب

۱۸۔ مولوی امین اللہ صاحب۔۔۔ باجوڑ

۱۹۔ مولوی امین الحق صاحب۔۔۔ باجوڑ

۲۰۔ مولوی جامع المعقول والمنقول نجم الدین صاحب ---۔ کابل
۲۱۔ مولوی غلام رسول صاحب ---۔ تخار
۲۲۔ مولوی عبدالحکیم صاحب ---۔ بدخشاں
۲۳۔ مولوی نور الدین صاحب ---۔ مزار شریف
۲۴۔ مولوی امیر گل صاحب ---۔ کابل
۲۵۔ مولوی غلام رحمٰن صاحب ---۔ ترکستان
۲۶۔ مخدوم زادہ مولانا محمد حمید جان صاحب ---۔ ترکستان
۲۷۔ مولوی منظور حسین صاحب ---۔ مردان
۲۸۔ مولوی عمر شاہ صاحب ---۔ دیر
۲۹۔ مولوی سیف الرحمٰن صاحب ---۔ مردان
۳۰۔ شیخ الحدیث مفتی غلام فرید صاحب ہزاروی ---۔ گوجرانوالہ
۳۱۔ مولوی محمد آمین وزیر صاحب ---۔ قندوز
۳۲۔ مولوی محمد صادق صاحب ---۔ غلان
۳۳۔ مولوی محمد ہاشم صاحب ---۔ لوگر
۳۴۔ مولوی محمد ظاہر صاحب ---۔ ننگرہار
۳۵۔ مولوی عنایت اللہ صاحب ---۔ ننگرہار
۳۶۔ مولوی عبدالشکور صاحب ---۔ کوئٹہ
۳۷۔ مولوی عبدالحمید صاحب ---۔ طالقان
۳۸۔ مولوی سید علی رضا صاحب ---۔ کشمیر
۳۹۔ مولوی محمد صالح صاحب ---۔ وزیرستان
۴۰۔ مولوی قاضی محمد قاسم صاحب ---۔ اٹک
۴۱۔ مولوی پیر پایو خان صاحب ---۔ بنوں
۴۲۔ مولوی محمد اسلم صاحب ---۔ کرک
۴۳۔ مولوی سید محمد داؤد شاہ صاحب ---۔ کابل

۴۴۔ مولوی سید جعفر شاہ صاحب ۔۔۔ کنڑ

۴۵۔ قاضی عبدالمتین صاحب ۔۔۔ کنڑ

۴۶۔ قاضی امیر زمان صاحب ۔۔۔ کنڑ

۴۷۔ مولوی محمد الف خان صاحب ۔۔۔ کنڑ

۴۸۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب ۔۔۔ انبار خانہ

۴۹۔ مولوی سیف الحق صاحب ۔۔۔ نواب آباد

۵۰۔ مولوی سید نور علی شاہ صاحب ۔۔۔ تارو جبہ

۵۱۔ حضرت العلام فصیح اللسان بلیغ البیان مولوی لعل الرحمٰن صاحب ۔۔۔ مٹہ

۵۲۔ مولوی محمد اکرم بابا صاحب ۔۔۔ پشاور

۵۳۔ مولوی محمد عارف صاحب ۔۔۔ بڈھ بیرہ

۵۴۔ مولوی عبداللہ صاحب ۔۔۔ لغمان

۵۵۔ شیخ التفسیر پیر محمد عابد حسین صاحب ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ جیلانیہ نادر آباد ۔۔۔ لاہور کینٹ

۵۶۔ حضرت علامہ مفتی احمد دین توگیروی صاحب ۔۔۔ لاہور

۵۷۔ حضرت العلام مولوی محمد حضرت صاحب ۔۔۔ ننگرہار

۵۸۔ مولوی محمد اعظم صاحب ۔۔۔ قندوز

۵۹۔ مولوی عطا الحق صاحب ۔۔۔ کابل

۶۰۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب ۔۔۔ ننگرہار

وغیرہم جن کی تعداد پانچ ہزار کے لگ بھگ ہے یہی علمائے اہلسنت اس فقیر کی ولایت، حقانیت، سنیت، حنفیت اور کمالات ظاہرہ و باطنہ کے روشن دلائل ہیں۔

عن المرء لا تسئل و ابصر قرینہ   فان القرین بالمقارن یقتدی

(ترجمہ: کسی اور انسان سے نہ پوچھ بلکہ قریبی ساتھیوں کو دیکھ کیونکہ ساتھی رہنما کا پیروکار ہوتا ہے۔)

اسی طرح آٹھ ہزار کے قریب خلفاء کرام اور ہزاروں کی تعداد میں مستعد

طلباء کرام' حفاظ' قراء کرام اور لاکھوں کی تعداد میں دانشور عوام مسلمان اہلسنت اس فقیر کے حلقۂ بیعت میں شامل ہیں اور تمام کے تمام متشرع اور متبع سنت ہیں اور عقائد سنیہ کے حاملین ہیں پس معاذ اللہ اگر اس فقیر میں کوئی علمی یا اعتقادی خرابی ہوتی تو اس طرح کے بڑے بڑے اشخاص اور علماء اہل سنت کس طرح اس فقیر کے حلقۂ بیعت میں شامل ہوئے۔ فتدبر هذا بهتان عظیم۔

فقیر تو مبتدعین اور فرق ضالہ کے مقابلہ میں شب و روز مصروف عمل ہے۔ عقائد سینہ اور مذہب حنفی کا مقلد ہے تو حاشا و کلا کہ خود بدعت عملی یا اعتقادی اور خلاف مذہب امر کا ارتکاب کروں حاشا و کلا ثم حاشا و کلا۔ اہل عقل سلیم تو یہ بات کبھی بھی تسلیم نہیں کریں گے۔

فقیر کی حقانیت پر لاتعداد اور بے شمار دلائل موجود ہیں اسی طرح پیر محمد کذاب کے کفر اور زندیقیت پر ہزاروں دلائل موجود ہیں جیسا کہ گذشتہ صفحات پر اس کے اعتراضات کے مفصل جوابات میں واضح ہوا۔ پس اس کے کافرانہ اعتراضات سے بھرپور خطوط ہی پیر محمد چترالی کے کفر اور زندیقیت کے دلائل ہیں جو کہ اب قارئین پر مخفی نہیں رہے۔

پیر محمد کی کفریات میں سے ایک عظیم کفریہ اقدام یہ ہے کہ ایسی شخصیت کی تکفیر کرتا ہے جو متبع سنت' شریعت اور عقائد اجماعیہ سنیہ' چاروں سلاسل کا جامع صوفی اور حنفی مذہب کا مقلد ہے اور تمام ضروریات دین اور متواترات شرعیہ پر پکا عقیدہ رکھنے والا ہے پس ایسی شخصیت کو غیر اسلامی عقائد کا مبلغ ٹھہرانا اور اپنے پیٹ سے گھڑے ہوئے احکام کی اشاعت کرنے والا قرار دینا بالفاظ دیگر قرآن و سنت' احکام شرعیہ اور عقائد اسلامیہ کو غیر اسلامی قرار دینا ہے اور ایمان محض کو کفر محض قرار دینا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں اور صوفیہ کرام کی تکفیر کرنا ہے جو کہ اس فقیر کے زیر تربیت ہیں جس کی وجہ سے پیر محمد خود بدرجہا اشد ترین کافر بن چکا ہے۔

الغرض فقیر کی حقانیت اور کمالات بدیہی ہیں جو کہ اپنے ظہور میں سورج کی

طرح واضح ہیں۔ غیر اسلامی عقائد کے مبلغ سے کس طرح ہزاروں مسلمان اور دانشور اور جید علماء بیعت کر سکتے ہیں؟ یہ کوئی وہمی مفروضہ نہیں بلکہ ہر شخص جس کا جی چاہے یہاں خانقاہ سیفیہ میں آکر دیکھ سکتا ہے کہ فقیر الحمد للہ شیخ احمد ثانی ہے اور مجدد عصر حاضر ہے فقیر کے مریدین میں سے جو جید علماء کرام موجود ہیں وہ عقائد اسلامیہ اور مذہب حنفیہ کے اصول اور فروع سے بخوبی واقف ہیں اور بدیہی طور پر وجدان صحیحہ اور عقل سلیمہ کے ذریعے دیکھتے ہیں کہ فقیر کے اندر ایک جزو بھی خلاف شریعت موجود نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے ساتوں درجات (جن کا گذشتہ صفحات میں تفصیل ذکر ہو چکا ہے) سے خود بھی متصف ہے اور دوسروں کو بھی متابعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین کرتا ہے اس طرح یہ اولیاء کرام اور فقراء حقیقی 'اصولا' فروعا' ظاہرا' باطنا' قلبا' نفسا اور عناصرا متابعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود بھی مزین ہوتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی انہی مذکورہ درجات متابعت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

تعریف وارث کامل: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثین صرف اور صرف یہی مبارک ہستیاں ہیں (جو متابعت کے درجات سبعہ پر عمل پیرا ہیں)۔ علمائے ظواہر میں اگر صحیح عقیدہ' عمل اور علم ہے تو وہ پہلے درجہ متابعت میں داخل ہیں اور غرما کی صف میں ہیں۔ وارثین کامل نہیں ہیں اور اگر عقیدہ اور عمل کا فساد علمائے ظواہر میں موجود ہو تو وہ اہل نار اور گمراہ فرقوں میں تو داخل ہیں وارث نہیں ہیں۔ خصوصا امراض باطنیہ اور علل معنویہ سے غیر سالک علمائے ظواہر ضرور متصف ہوتے ہیں جن کا ازالہ دوسرے درجہ متابعت اور ارباب سلوک کے ساتھ مختصف ہے اسی لیے امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ **من تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق** (مرقات صفحہ ۳۱۲ جلد اول)۔ اس طرح صحت عقیدہ اور ظاہری اعمال صالحہ سے متصف علماء ظواہر بھی وارث نہیں ہیں بلکہ غرما میں داخل ہیں کیونکہ وارث تو قرب اور

جنسیت کی وجہ سے مورث کے جمیع ترکہ سے حصہ لیتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علی وسلم جس طرح جمیع احکام شرعیہ کے ظاہرا تابع تھے اسی طرح ان کا باطن بھی علل معنویہ سے صاف تھا اور نفس بھی مطمئن تھا بلکہ دوسروں کے باطن اور نفس کا تزکیہ بھی فرماتے تھے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے **و یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم** اور ان کے عناصر بھی معتدل تھے اور کمالات ثلاثہ' حقائق سبعہ' حب صرف اور لاتعین اور عبدیت وغیرہ تمام مقامات پر بدرجہ اتم واکمل سرفراز تھے پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تابع اور وارث حقیقی صرف وہی اصحاب ہوں گے جو انہی کمالات سے علی سبیل التبعیہ متصف ہوں گے ورنہ وہ عزما کی صف میں داخل ہوں گے جیسا کہ امام ربانیؒ کے مکتوب شریف سے واضح ہوگا۔ آپ مکتوب نمبر ۲۶۸ جلد اول میں فرماتے ہیں کہ وارثین وہ ہیں جو علم الاحکام اور علم الاسرار دونوں کے جامع ہوں گے اور اگر ایک علم میں حصہ رکھتے ہیں اور دوسرے سے محروم ہیں تو عالم مطلق اور وارث نہیں بلکہ عالم مقید بظاہرا اور بباطنا اور عزما میں سے ہیں۔ عبارت ملاحظہ کیجیے۔

چون مبحث علم وراثت درمیان بودہ چند کلمہ ازان مقولہ مقتضائے وقت نوشتہ آمد در اخبار آمدہ العلماء ورثۃ الانبیاء علمیکہ از انبیاء باقی ماندہ است دو نوع است علم احکام وعلم اسرار عالم وارث کسے است کہ اورا ازہر دو نوع سہم بودہ نہ آنکہ اورا ازیک نوع نصیب بود نہ از نوع دیگر کہ آن منافی وراثت است چہ وارث را از جمیع انواع ترکہ

مورث نصیب است نہ از بعض دون بعض و آنکہ اورا از بعض معین نصیب است داخل عزما است کہ نصیب او بجنس حق او تعلق گرفتہ استو ہمچنیں فرمودہ علیہ السلام علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل مراد از علماء علمائے وارثان اند نہ عزما کہ نصیب از بعضے ترکہ فراگرفتہ اند۔ چہ وارث را بواسطہ قرب وجنسیت ہمچو مورث میتوان گفت بخلاف عزیم کہ ازین علاقہ خالی است پس ہرکہ وارث بنود عالم نباشد۔ مگر آنکہ علم اورا مقید بیکنوع سازیم وگویم کہ عالم علم احکام است مثلاً وعالم مطلق آن بود کہ وارث باشد واز ہردو نوع علم اورا نصیب وافر بود۔ (مکتوبات حصہ چہارم)

جب علم وراثت کی بحث چھڑ گئی تو وقت کے تقاضے کے باعث چند باتیں تحریر کردی گئیں۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں انبیاء سے جو علم ملا ہے وہ دو اقسام کا ہے ایک علم احکام اور دوسرا علم اسرار۔ عالم وارث وہ ہوتا ہے کہ جس کو دونوں اقسام کے علم سے حصہ ملا ہو۔ نہ کہ وہ جسے صرف ایک قسم کا نصیب ہوا ہو اور دوسرا نہ ہوا ہو۔ یہ وراثت کے اصول کے خلاف ہے کیونکہ وارث کو اپنے مورث کے تمام ترکہ سے حصہ ملتا ہے نہ کہ بعض ترکہ سے اور اگر اس کو کل کی بجائے بعض میں سے حصہ ملتا ہے تو وہ عزما میں داخل ہے کیونکہ اس کا حصہ اس کے تعلق کی بنا پر ہے اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ ان علماء سے مراد علمائے وارث ہیں نہ کہ عزما کہ ان کو ترکہ کے بعض میں سے حصہ ملتا ہے۔ کیونکہ مورث کے قرب اور خاندانی تعلق کی بنا پر ہی کسی کو وارث کہا جاتا ہے برخلاف عزیم کے کہ اسے

یہ تعلق نصیب نہیں ہوتا۔ پس جو کوئی وارث نہیں وہ عالم بھی نہیں مگر یہ کہ اسے علم مقید یعنی ایک قسم کا علم حاصل ہو اور ہم یہ کہیں وہ علم احکام کا عالم ہے اور عالم مطلق وہ ہوتا ہے جو کہ وارث ہو اور دونوں طرح کا علم اسے وافر نصیب ہو۔

اس طرح حضرت امام مجددؒ کے مکتوبات شریف سے واضح ہوا کہ علم الاحکام اور علم الاسرار کے جامع علماء ہی وارث ہیں۔

پس یہ ثابت ہوا کہ وارث سے انکار دراصل مورث سے انکار کرنا ہے اور وارث کی توہین اور گستاخی کرنا فی الحقیقت مورث کی توہین اور گستاخی ہے۔ (العیاذ باللہ) اور وارث کامل جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت مطہرہ کی کمال متابعت کی وجہ سے اخص الخواص اولیائے کرام کی صف میں شامل ہو تو اس کامل متبع شریعت شخصیت کو غیر اسلامی عقائد کا مبلغ قرار دینا اور اپنے پیٹ سے گھڑی ہوئی شریعت کی تبلیغ کرنے والا قرار دینا بالفاظ دیگر دین اسلام اور شریعت مطہرہ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علاوہ ایک اور دین بنانا ہے اور دین اسلام سے قطعی طور پر انکار کرنا ہے جس طرح پیر محمد بدترین کافر نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تابع اور وارث کی توہین کی ہے اور ایسے شخص کی تکفیر کی ہے جس کے کمالات ظاہرہ و باطنہ پر تواتر کی حد سے زیادہ گواہ موجود ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں جتنے بھی مسترشدین آتے ہیں تو اقرار کرلیتے ہیں کہ حقیقی کمالات اور شریعت مطہرہ کی ظاہرا اور باطنا اتباع اس فقیر میں موجود ہے۔ اسی لیے ہزاروں استاد کل علمائے اہل سنت سر تسلیم خم کر کے اس فقیر کے حلقۂ بیعت میں شامل ہو گئے۔ تو اب اس کامل تابع شریعت شخصیت کو غیر اسلامی عقائد کا مبلغ ٹھہرانا فی الحقیقت شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر اسلامی شریعت ٹھہرانا ہے اور و من یبتغ

غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ و ھو فی الاخرۃ من الخسرین (سورہ آل عمران آیت ۸۵) "ترجمہ: اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں ہوگا۔" کا مصداق صحیح بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس بدترین کافر پیر محمد چشتی چترالی کے کفری عقیدہ سے نجات دے اور فقراء حقیقی اور وارثین کامل کی صحبت اور اطاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔

علمائے راسخین کا مقام : امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوب شریف نمبر ۱۴ جلد دوم میں فرماتے ہیں کہ علمائے ظواہر کا حصہ تین چیزیں ہیں (۱) صحت عقیدہ (۲) عمل کامل (۳) علم کامل اور صوفیہ کرائم کا حصہ تینوں مذکورہ کے ساتھ ساتھ (۱) وجد (۲) حال (۳) علوم اور (۴) معارف ہیں جو کہ ولایات ثلاثہ (یعنی ولایت صغریٰ' ولایت کبریٰ اور ولایت علیا کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور علمائے راسخین کا حصہ مذکورہ سات چیزوں کے ساتھ ساتھ علم اسرار و دقائق ہے جو کہ کمالات اور حقائق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیساکہ مکتوب نمبر ۵۴ سے واضح ہوچکا ہے۔ پس ساتوں درجات متابعت سے متصف اشخاص علمائے راسخین ہی ہوتے ہیں کیونکہ رسوخ کے مقام کی ابتداء متابعت کے درجہ چہارم سے ہوتی ہے پس چوتھا' پانچواں' چھٹا اور ساتواں درجہ متابعت رسوخ کے مقامات سے متعلق ہیں تو رسوخ فی العلم سے متصف علماء اور فقراء حقیقی کس طرح شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرسکتے ہیں اور کس طرح غیر اسلامی عقائد اور پیٹ سے گھڑے ہوئے احکام کے مبلغ بن سکتے ہیں۔ حاشاوکلاثم حاشاوکلا۔ بلکہ رسوخ کا مقام شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال اتباع سے وابستہ ہے اور درجات ولایت کا حصول بھی اتباع شریعت پر موقوف ہے۔

علامہ

عبدالرحمٰن جامی مقدمہ "نفحات الانس" میں فرماتے ہیں۔

ومن شرط الولی ان یکون محفوظا کما ان من شرط النبی ان یکون معصوما

(راسخ فی العلم) ولی اللہ ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ (گناہوں اور معصیات عملی' اعتقادی اور اخلاقی سے) محفوظ جس طرح نبی کے لیے شرط ہے کہ وہ تمام گناہوں سے معصوم ہوگا۔

نبی کے لیے عصمت شرط ہے اور راسخ فی العلم ولی کے لیے حفاظت شرط ہے

تو پھر وہ کس طرح خلاف شریعت امر کا مرتکب ہو گا۔

ایک الہام سے متعلق واقعہ : فقیر سے متعلق مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ کے اقوال مقدسہ گذشتہ صفحات میں پیش کیے جاچکے ہیں مختصرا یہ کہ مولانا صاحبؒ نے میرے بڑے بھائی سے کہا کہ اخند زادہ کو میں قیومیت کی توجہ دیتا ہوں۔ یہ سورج کی طرح ہے اور کفر کی تاریکیاں مٹائے گا۔ اخند زادہ میرا ردیف الکمالات ہے اور اس کا فراق مجھے دشوار ہے۔ سند خلافت (جس کی نقل پہلے دی جاچکی ہے) میں باقی باتوں کے علاوہ مرشدی حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ کا ایک قول یہ بھی ہے "فمقبولہ مقبولی و مردودہ مردودی۔"

ایک دن کئی عظیم علماء کی مجلس میں مولانا حضرت محمد ہاشم سمنگانیؒ اس حدیث شریف کی تشریح کر رہے تھے "حب الوطن من الایمان"۔ تو انہوں نے فرمایا کہ وطن سے مراد اصل روح ہے جو کہ عرش کے فوق عالم امر میں ہے۔ جہاں سے روح انسان کے بدن میں آئی ہے ع۔ تو مکانی اصل تو در لامکان تو اس وطن کی محبت ایمان میں سے ہے۔ تو اسی اثناء میں اللہ تبارک تعالیٰ نے اس فقیر کو الہام کیا کہ اس وطن سے مراد جنت ہے کہ عوام جنت کی طلب حظ نفس کی خاطر کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ بھی حظ نفس کی خاطر مانگتے ہیں اور خواص سکر میں ہوتے ہیں اس لیے جنت اور دوزخ دونوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے بلکہ اپنے ذکر اور عشق حقیقی میں مصروف عمل رہتے ہیں اور اخص الخواص جنت کی طلب کرتے ہیں کیونکہ یہ دیدار خداوندی کا محل ہے اور کیب مقام میں دیدار ہو گا اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں کیونکہ دیدار خداوندی سے حرمان کا محل ہے تو اس معرفت کے ظاہر ہونے کے بعد میں نے حضرت مولانا صاحبؒ سے عرض کی کہ اس وطن سے مراد جنت ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تو آپ نے عوام کی بات کی تو میں نے مندرجہ بالا تحقیق عرض کی کہ ایک عوام کا مقام ہے ایک خواص کا اور ایک اخص الخواص کا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت طلب کی ہے اور دوزخ سے پناہ مانگی ہے۔ پس اگر علی الاطلاق طلب جنت عوام کا مقام ہوتا تو پھر حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے جنت کی طلب کیوں کی اور دوزخ سے پناہ کیوں مانگی حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی اخص الخواص نہیں ہے بلکہ وہی مبارک ہستی سید الاولین والاخرین' سید الابرار والمقربین اور افضل الانبیاء والمرسلین ہیں۔ من الصلوۃ اتمہا و من التحیات اکملہا۔ تو حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو میں نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے تو صرف اپنا الہام عرض کیا ہے کیونکہ مرید کے لیے لازم ہے کہ اپنے شیخ مبارک کے سامنے اپنا کشف' الہام' واقعہ اور خواب بیان کرے پھر جب میں مجلس سے رخصت ہو گیا تو حضرت مولانا صاحبؒ نے حاضرین مجلس (جن میں مولوی عبدالحئی صاحب اور مولانا یار محمد صاحب بھی شامل تھے) سے فرمایا کہ اخندزادہ صاحب نے اخص الخواص کے مقام سے معرفت بیان کی اور میں نے خواص کے مقام سے معرفت بیان کی پس اگر اخندزادہ صاحب اخص الخواص میں سے نہ ہوتے تو کس طرح ان کے مقام سے معارف بیان کرتے لہٰذا اخندزادہ صاحب اخص الخواص میں سے ہیں تو اس کے بعد اگر علوم و معارف میں اخندزادہ صاحب میرے ساتھ اختلاف کریں تو آپ لوگ بدگمانی نہ کریں کیونکہ اخندزادہ صاحب اب اس فن (علم طریقت) کے مجتہدین میں سے ہیں اور میں نے اخندزادہ صاحب کے ہضم نفس کے لیے ان کو غصہ دلایا ورنہ وہ حق بجانب ہیں۔ پس جس طرح امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے لیے مرتبہ اجتہاد پر پہنچنے کے بعد امام اعظمؒ کے ساتھ اجتہادی اختلاف جائز تھا اسی طرح جب مرید بھی علم باطن میں مجتہد بن جاتا ہے اور شیخ مبارک اس کے علوم و معارف تسلیم کرے اور اس کے رسوخ پر گواہی دے دے تو اس مرید کے لیے بھی علوم و معارف میں اپنے شیخ مبارک کے ساتھ مخالفت الہام جائز ہے۔ (کما حققہ المجددؒ فی المکتوبات۔ مکتوب نمبر ۲۹۲ جلد اول)۔

اس واقعہ کے بعد ایک مہینے تک میں نے اپنا کوئی کشف اور الہام خوف کی وجہ سے حضرت مولانا صاحبؒ عرض نہ کیا ایک مہینے کے بعد ایک دن مولانا صاحبؒ اپنے کمرے میں بیٹھے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ اخندزادہ آپ کیوں مجھے اپنے

حالات بیان نہیں کرتے تو میں نے عرض کی کہ آپ مبارک پریشان ہوتے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ کیا تم میرے ساتھ مقابلہ کرتے ہو؟ تو اس لیے میں اپنے حالات بیان نہیں کرتا تو انہوں نے فرمایا کہ اس بات میں میری حکمت (یعنی ہضم نفس) تھی ابھی کشف کے لیے متوجہ ہو جاؤ کہ تمہیں کیا دکھائی دیتا ہے چنانچہ جب میں نے مراقبہ کیا تو ایک تختی دیکھی جس پر لکھا تھا۔ محمد ھاشم بن محمد وزیر من المقربین والاولین۔" اور ایک دوسری تختی دیکھی جس پر لکھا تھا۔ " سیف الرحمن بن سرفراز من المقربین والاولین۔" تو میں نے مراقبہ کے بعد عرض کی کہ میں نے ایسا دیکھا ہے۔ " محمد ھاشم بن محمد وزیر من المقربین الاولین۔" اور پھر اپنے نام کا بتایا لیکن اولین کا لفظ حذف کردیا تاکہ مساوات نہ ہو جائے مولانا صاحبؒ نے اس امر کی توثیق فرمائی۔

ایک واقعہ اور بھی بیان کرتا ہوں: مدیر محمد یٰسین' حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ اور شیخ المشائخ مولانا شاہ رسول طالقانیؒ کا خصوصی خادم تھا ایک دفعہ حضرت مولانا صاحبؒ نے مجھے فرمایا کہ مدیر محمد یٰسین کی ملاقات کے لیے چلے جاؤ جب میں مدیر صاحب کے دفتر میں حاضر ہوا تو وہ مجھے دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور دفتر سے نکل کر اپنے کمرے میں چلے گئے۔ پھر میرے ساتھ باتیں کی پھر کہا ایک دفعہ حضرت مولانا صاحبؒ نے مجھے فرمایا کہ میرا ایک خاص شاگرد ہے جس کو میں اپنے جیسا بنانا چاہتا ہوں پھر دوسری مرتبہ فرمایا کہ اس شاگرد کو میں نے اپنے جیسا بنا دیا ہے اور اس کا نام اخندزادہ سیف الرحمن ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ متقدمین اولیاء میں ظہور لطائف شاذونادر ہوتا تھا اور حضرت مولانا صاحبؒ کو اکمل طریقہ سے یہ خوارق اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا اور حضرت مولانا صاحبؒ کے مریدین میں بھی یہ خوارق نظر آتے تھے۔ پس جب انہوں نے یہ فرمایا کہ میں اخندزادہ صاحب کو اپنے جیسا بنا دیا

یعنی اس کے لطائف بھی اکمل طریقہ سے ظاہر اور متحرک ہیں تو اسکے مریدوں کا بھی یہی حال ہو گا۔ ایک دفعہ حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ اخندزادہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم باطن سے جو عظیم حصہ عطا فرمایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اخندزادہ صاحب کا بغض فرق ضالہ اور اعداءاللہ کے ساتھ شدید ترین ہے جو کہ کمال ایمان ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان پس اللہ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اس میں اللہ کی خاطر بغض بھی ضرور ہو گا کیونکہ بغض اور حب دونوں مومن کے لیے لازم ہیں ورنہ صرف حب اللہ کا دعویٰ کرنا اور بغض فی اللہ سے بہرہ ورنہ ہونا نفاق کی دلیل ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن بعض لوگ دوزخ میں داخل کیے جائیں گے تو فرشتے پوچھیں گے کہ اے اللہ یہ آدمی بہت زیادہ نمازیں پڑھتے تھے بہت روزے رکھتے تھے اور دیگر اعمال حسنہ بھی کرتے تھے تو پھر کس لیے دوزخ میں داخل کیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ آدمی میرے دوستوں سے محبت نہیں کرتے تھے اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتے تھے اس لیے دوزخ میں داخل ہوئے۔ (انوار قدسیہ) پس معلوم ہوا کہ بغض اور حب ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں۔ دونوں میں سے کسی ایک کی نفی کرنا دوسرے کی نفی کے لیے مستلزم ہے جبکہ دونوں کا جمع ہونا کملا ایمان ہے اور اخندزادہ صاحب میں دونوں صفات جمع ہیں اس لیے کمال ایمان سے متصف اور عظیم کمالات باطنی کے جامع ہیں۔

ایک عجیب خواب: ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حضرت مولانا صاحب رحمتہ اللہ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوں اور میرے ساتھ دو آدمی اور بھی ہیں۔ ایک آدمی سر مبارک کی طرف بیٹھ گیا ہے اور مجذوب

ہے دوسرا پاؤں مبارک کی طرف بیٹھا ہے اور مجذوب ہے اور میں سینہ مبارک کے سامنے بیٹھ گیا ہوں اور مجھ پر جذب طاری نہیں ہوتا اور حضرت مولانا صاحبؒ بھی توجہ دے رہے ہیں اور رو رہا ہوں کہ کس وجہ سے مجھ پر وجد طاری نہیں ہوتا تو حضرت مولانا صاحب مبارکؒ مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ پریشان نہ ہو ایک کامل کی توجہ دوسرے کامل پر اثر ہیں کرتی تو جب آپ پر وجد طاری نہیں ہوتا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے مقام سے مشرف ہیں یا میرے مقام سے بھی اوپر ہے پھر میں خواب سے بیدار ہو گیا۔

ایک دفعہ مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت شاہ نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ دوسرے مشائخ شیشہ دو جہت ہے اور میرا شیشہ شش جہت ہے اور مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ میرا شیشہ چوبیس جہت ہے شاہ نقشبندؒ کی شش جہات امام ربانیؒ نے رسالہ "مبداء و معاد" میں بیان کی ہیں اور مولانا صاحبؒ کے باطن کے شیشے کی چوبیس جہات مولانا ضیا اللہ صاحبؒ نے بیان کی ہیں جس کو انہوں نے ایک واقعہ میں الہام حقہ کے ذریعہ معلوم کیا تھا۔ پھر مولانا ضیا اللہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اس واقعہ میں دیکھتا ہوں کہ اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب کا شیشہ ساٹھ جہات پر مشتمل ہے یا اس سے بھی اوپر ہے۔

(نوٹ: چوبیس جہات کے متعلق مولانا ضیا اللہ صاحبؒ کا واقعہ کچھ آگے مذکور ہوگا۔ انشاء اللہ)

تو میرے خلیفہ مطلق مولانا ضیاء اللہ صاحب کے واقعہ الہامی سے اس فقیر کے خواب کی تعبیر کی تائید ہوتی ہے اور حضرت مولانا صاحبؒ کی زندگی میں وہ قول کہ میں اخندزادہ کو اپنے جیسا بناتا ہوں' بھی اس خواب کی تائید کرتا ہے اور مکتوب شریف مین ردیف الکمالات کا لفظ شریف بھی اس خواب کی تائید کرتا ہے۔

ایک عجیب واقعہ : ایک دفعہ میں نے صبح کی نماز کے بعد مولانا صاحبؒ کی حیات طیبہ میں مراقبہ میں ایک واقعہ دیکھا۔ میں دیکھتا ہوں کہ محمد

بہاؤ الدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ اپنے خلفاء سمیت تشریف لاتے ہیں۔ ان کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی اپنے خلفاء سمیت تشریف لاتے ہیں اور شاہ نقشبندؒ کے پیر ہونے کی حیثیت سے ادباً ان سے ایک قدم پیچھے ایک طرف کھڑے ہو جاتے ہیں پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے خلفاء سمیت حاضر ہو کر تقریباً ایک قدم یا نصف قدم پیچھے ایک طرف کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اپنے خلفاء سمیت حاضر ہو کر مذکورہ ترتیب سے کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اپنے خلفاء سمیت ایک طرف ایک قدم یا نصف قدم خواجہ معین الدین چشتیؒ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر مولانا شاہ رسول طالقانیؒ اپنے خلفاء سمیت آ کر مذکورہ ترتیب سے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ اپنے جم غفیر خلفاء کرام کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور کچھ پیچھے ایک طرف کھڑے ہو جاتے ہیں (اس وقت مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس فقیر کے خلفاء بھی حضرت مولانا صاحبؒ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں اس لیے جم غفیر نظر آتا ہے) پھر یہ تمام مبارک ہستیاں اس فقیر سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتی ہیں کہ اخندزادہ صاحب سیف الرحمٰن ہماری طرف سے خلیفہ مطلق ہیں۔

ایک بشارت : ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ نقشبندؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، مولانا شاہ رسول طالقانیؒ، مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ اور یہ فقیر ایک ہی گاؤں میں رہائش پذیر ہیں صرف محلے جدا جدا ہیں یعنی شاہ نقشبندؒ کا محلہ جدا ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا محلہ جدا ہے اور مولانا شاہ رسول طالقانیؒ مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ اور یہ فقیر ایک ہی محلے میں رہتے ہیں۔ لیکن گاؤں ایک ہے اور مسجد بھی سب کی ایک ہی ہے۔

واقعہ نفی اثبات: مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ نے جب اس فقیر کو نفی اثبات کی تلقین کی تو ایک ہی سانس میں اس فقیر نے دو سو مرتبہ نفی اثبات کیا اور چند دن بعد ایک ہی سانس میں فقیر بلا تکلف نو سو مرتبہ نفی اثبات کرتا تھا پھر مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ میں آپ سے ایک اور کام لینا چاہتا ہوں یعنی ارشادہ خلائق۔

اس فقیر کے خلیفہ اعظم اور ردیف الکمالات حضرت روحانی صاحب ایک سانس میں دو لاکھ مرتبہ نفی اثبات کرتے ہیں ایک مرتبہ نماز عشاء کے بعد سانس بند کرکے صبح صادق تک ایک ہی سانس میں مسلسل نفی اثبات کیا۔ ایک دفعہ نوشہرہ میں نماز فجر کے بعد نماز ظہر تک ایک ہی سانس میں قرآن کریم ختم کیا تو جب اس فقیر کے خلفاء کا یہ حال ہے تو

ع۔ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

؎ عن المرء لا تسئل وابصر قرینہ
فان القرین بالمقارن یقتدی

اسی طرح مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ کی ہزار ہا بشارتیں اس فقیر کے حق میں موجود ہیں ایک دفعہ حضرت مولانا صاحبؒ نے اس فقیر سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنے علوم اور معارف عطا فرمائے ہیں کہ اگر ان کو سپرد قلم کیا جاتا تو مکاتیب مجددیہؒ کی طرح بیسیوں مکتوبات بن جاتے لیکن افسوس کہ لکھنے کے لیے فرصت نہیں۔

ہزار ہا رویائے صالحہ اور کشوف حق صادقہ اور الہامات رحمانیہ ایسے موجود ہیں جو کہ اس فقیر کی مجددیت اور حقانیت پر گواہ عدل ہیں لہٰذا ظاہرہ و باہرہ دلیلوں کے ساتھ خواب و خیال اور کشف کی کیا ضرورت ہے رویا اگرچہ مبشرات ہیں لیکن دلیل ملزم نہیں اور یہ فقیر الحمد للہ ظاہری ٹھوس دلائل سے مجدد عصر حاضر ہے۔ کیونکہ علامہ شیخ کبیر محمد ابو زہرہ "تانیب الخطیب" کے مقدمہ میں مجدد کی علامتوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مجدد احیاء سنت اور اماتت بدعت میں مصروف عمل رہے گا اور گمراہ فرقے اور دیگر حاسدین اس کی عداوت میں مبتلا ہوں گے۔

عبارت ملاحظہ کیجیے۔

كان الشيخ الكوثري من المجددين بالمعنى الحقيقي لكلمة التجديد لان التجديد ليس هو ماتعارفه الناس اليوم من خلع للربقة (يعني عدم التقليد) ورد لعهد النبوة الاولى۔ انما التجديد هو ان يعاد الى الدين رونقه ويزال عنه ماعلق به من اوهام ويبين للناس صافيا كجوهره نقيا كاصله وانه لمن التجديد ان تحيا السنة وتموت البدعة ويقوم بين الناس عمود الدين ذلك هو التجديد حقا وصدقا ولقد قام الامام الكوثري باحياء السنة النبويه ..... الخ .....

شیخ کوثری تجدید کی بات کے اعتبار سے حقیقی معنوں میں مجددین میں سے تھے بے شک تجدید وہ نہیں جس کے متعلق لوگ آجکل متعارف ہیں۔ انہوں نے اپنی گردن سے (اسلام کا) طوق اتار پھینکا اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی دور کو ٹھکرادیا بے شک تجدید یہ ہے کہ دین کی رونق کو دین کی طرف لوٹا دیا جائے اور دین سے وہ توہمات دور کردیے جائیں جو اس کے ساتھ لگادیے گئے ہیں۔ اور (دین کو) لوگوں کے لیے صاف ستھرا بیان کیا جائے جس طرح چمکدار مکمل ہوتی ہو۔ اور بے شک یہ بات تجدید (دین) میں سے ہے کہ سنت زندہ ہوجائے اور بدعت مٹ جائے اور لوگوں کے درمیان دین کے ستون قائم ہوجائیں کہ یہ حقیقی اور سچی تجدید ہے تحقیق امام کوثری نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرنے کے لیے بڑی محنت کی۔

بحوالہ مقدمۃ "تأنیب الخطیب" بقلم الشیخ محمد ابو زھرہ۔

پس معلوم ہوا کہ مجدد کی علامت یہ ہے کہ وہ احیائے سنت اور اماتت بدعت میں مصروف عمل رہیگا۔

ادائیگی سنت کے بارے میں میری تلقین : یہ بات غیر متعصین پر مخفی نہیں کہ فقیر ہر وقت احیائے سنت میں مشغول رہتا ہے میرے پچاس ہزار سے زائد مریدین کو غور سے دیکھنے سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ فقیر محی السنۃ ہے۔ میرے تمام مریدین عمامہ کی پابندی کرنے والے ہیں اور روٹی کی ابتداء اور اختتام نمک سے ہوتی ہے۔ جو کہ سنت ہے اور ستر امراض کا علاج ہے اسی طرح میں اپنے مریدین کو تلقین کرتا ہوں کہ تہجد' نماز اشراق اور نماز اوابین' تحیتہ الوضو' تحیتہ المسجد' صلوۃ ضحی ادا کرتے رہو اور مسواک' سرمہ اور قیلولہ مسنونہ کی تائید کرتا ہوں اور یہ بھی تلقین کرتا ہوں کہ فجر کی نماز کے بعد سورہ یٰسین' ظہر کی نماز کے بعد سورہ نوح یا سورہ فتح کا آخری رکوع' نماز عصر کے بعد سورہ عم' نماز مغرب کے بعد سورہ تسین اور سورہ واقعہ اور نماز عشا کے بعد سورہ ملک اور سورہ الم سجدہ کی تلاوہ کرتے رہو جو کہ سنت تلاوت ہے۔ ہر نماز کے بعد آیت الکرسی' سبحان اللہ ۳۳ بار' الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھنے کی تلقین کرتا ہوں اور ان کے علاوہ جو اذکار مسنونہ بعد الصلوۃ ہیں ان کی بھی تلقین کرتا ہوں۔ نماز وتر کے بعد دو مرتبہ خفی اور تیسری مرتبہ جہرا سبحان الملک القدس پڑھنا سنت ہے اس کی بھی تلقین کرتا ہوں۔ شلوار بیٹھ کر پہننا اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا سنت ہے اس کی بھی تاکید کرتا ہوں۔ داڑھی میں کھڑے ہو کر کنگھی کرنا سنت ہے اور مسنون طریقہ پر بال بنانا یعنی لمہ' جمہ اور وفرہ کی تاکید کرتا ہوں لیکن جمعہ کی اولیت بھی بیان کرتا ہوں' اسی طرح صبح صادق طلوع ہوتے ہی سنت فجر ادا کرنا سنت ہے اور جس جگہ پر رات کی نیند کی گئی ہو وہاں سنت فجر ادا کرنا سنت ہے پہلی رکعت میں سورہ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا سنت

ہے۔ اگر نماز تہجد پڑھی ہو تو سنت فجر کے بعد آرام کرنا سنت ہے (عند الحنفیہ والشافعیہ) اور اگر نماز تہجد نہ پڑھی ہو تب بھی سنت ہے (عند الشافعیہ فقط) اور حنفیہ کے نزدیک پھر مستحب ہے اور سنت فجر کے بعد فرض کی ادائیگی تک نامناسب باتوں سے احتراز کرنا بھی سنت ہے اسی طرح نماز وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی پڑھنا دوسری رکعت میں سورہ الکافرون اور تیسیر رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا سنت ہے۔ اس کی تلقین بھی کرتا ہوں چونکہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شمار میں نہیں آسکتی اور تمام کا ذکر کرنا بھی حد درجہ مشکل ہے تاہم سنت نبوی پر خواہ عبادات سے متعلق ہوں یا معاملات سے خود بھی عمل پیرا ہوں اور مریدین کو بھی تلقین کرتا ہوں اور دیگر مسلمانوں کو بھی تلقین کرتا ہوں اور جو مرید سنت کا تابع نہیں ہوتا تو میں اس کی مریدی سے بیزار ہو جاتا ہوں۔ الغرض سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ بے حد و بے شمار ہیں کی تلقین کرنا حتی المقدور اس فقیر کی مرغوب طبیعت چیز ہے۔ یہ کوئی خالی دعویٰ نہیں بلکہ کوئی بھی شخص خانقاہ سیفیہ میں خود آکر احیائے سنت کا نظارہ کرسکتا ہے اور اماتت بدعت کا عملی نمونہ بھی دیکھ سکتا ہے۔

تو اب اس الزام کا جواب کیا ہوگا جو پیر محمد چترالی نے مجھ فقیر جیسے محی السنۃ اور ماحی البدعت کو غیر اسلامی احکام کا مبلغ قرار دیا ہے۔ عجب معاملہ ہے۔ قارئین خود انصاف کرلیں۔ خذلہ اللہ تعالی فی الدارین۔ آمین۔

فقیر کے چند روزانہ کے معمولات: یہاں تحدیث بالنعمت کے طور پر مختصراً چند روزانہ کے معمولات بھی لکھتا ہوں تاکہ طالبین حق کے لیے مشعل راہ بنے۔ فاقول وباللہ التوفیق

اس وقت فقیر مصائب' مشکلات' امتحانات اور بہت سی بیماریوں میں گھرا ہوا ہے کہ ان سب کا تحریر کرنا مشکل ہے تقریباً آٹھ بڑی بڑی دائمی مرضوں نے فقیر

کے بدن پر حملہ کیا ہوا ہے الا شاذا و نادرا۔ اور اس وقت فقیر کی عمر بھی اڑسٹھ سال کے لگ بھگ ہے اس لیے ضعف بھی فقیر پر غالب ہے لیکن اس کے باوجود علی الدوام بارہ رکعات تہجد اور تہجد کے بعد طلوع صبح صادق تک چھ سو چھبیس مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں اگر یہ وقت میسر نہ ہو تو شب و روز میں ضرور بالضرور ۶۲۶ مرتبہ استغفار پورا کرتا ہوں۔ صبح طلوع ہوتے ہی سنت فجر ادا کرتا ہوں پھر مسنون تکیہ کے بعد اکتالیس مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم میں رحیم کی میم کو الحمد کی لام سے ملا کر ایک ہی سانس میں سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں جو کہ برکات کثیرہ اور اتفاق کا سبب ہے پھر نماز فجر مسجد میں باجماعت پڑھتا ہوں اور ستریا اسی آیات نماز فجر میں تلاوت کرتا ہوں نماز فجر کے بعد حلقہ مسنونہ بناتا ہوں اور قاری صاحب سے سورہ یسین کی تلاوت سنتا ہوں پھر نماز اشراق تک کبھی علوم و معارف کی بحث ہوتی ہے کبھی احیائے سنت کی ترغیب ہوتی ہے کبھی عقائد اجماعیہ سنیہ کا بیان ہوتا ہے کبھی نعت خوانی اور ذکر و اذکار کے ساتھ ساتھ بیعت کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے کبھی مسنونہ عادت کے موافق تعبیر الرویا بیان کی جاتی ہے یعنی اگر کسی نے خواب دیکھا ہو تو مناسب تعبیر بتائی جاتی ہے۔ توجہ اور دیگر سلاسل کے اسباق کی تلقین کا سلسلہ بھی کبھی جاری رہتا ہے علی حسب مقتضی الحال۔ سورج طلوع ہونے کے بعد نماز اشراق چار رکعت دو دو رکعت کی نیت سے ادا کرتا ہوں۔ حتی المقدور مسجد میں کھانے پینے سے احتراز کرتا ہوں جو کہ مکروہ فعل ہے اور اگر کسی ضرورت داعیہ کی بنا پر کچھ کھاتا پیتا ہوں تو اعتکاف کی نیت کرنے کے بعد کھاتا ہوں۔ نماز اشراق کے بعد خانقاہ شریف میں جاتا ہوں اور مقیمین کے ساتھ ساتھ جو بہت سارے مہمان بھی ہوتے ہیں ان کے ساتھ مل کر ناشتہ کرتا ہوں اور چائے پیتا ہوں چائے روٹی کی ابتدا اور اختتام نمک سے کرتا ہوں پھر وقت ضحی تک ضروری علوم و معارف اور دقائق سلوک پر بحث و مباحثہ ہوتا ہے اس کے بعد گھر جاتا ہوں وضو کرکے تحیتہ الوضو اور صلوۃ ضحی ادا کرتا ہوں پھر کم از کم تین پارہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہوں پھر بعض ضروری گھریلو

ضروریات' مہمانوں کے حقوق' بیویوں کے حقوق' اولاد کے حقوق' ہمسایوں کے حقوق اور یتیموں کے حقوق سے فارغ ہونے کے بعد مسنون قیلولہ کرتا ہوں۔ قیلولہ سے فراغت کے بعد نماز ظہر کی تیاری کرتا ہوں۔ نماز ظہر باجماعت جامع مسجد میں طوال مفصل اور کبھی اوساط مفصل سے پڑھاتا ہوں موسم گرما میں نماز ظہر میں تاخیر کرتا ہوں جو کہ احناف کا مذہب اور امر مستحب ہے۔ ابردوا باالظهر فان شدة الحر فيها من فيح جهنم (الحدیث) بلکہ تمام نمازوں کو مستحبہ اوقات پر قرات مسنونہ کے ساتھ ادا کرتا ہوں (کما حققه فقهاء الاحناف) نماز ظہر کے بعد سورہ فتح کے آخری رکوع کی تلاوت قاری صاحب سے سنتا ہوں۔ اس کے بعد ذکر کی محفل' توجہ اور بیعت کا سلسلہ اذان عصر تک جاری رہتا ہے۔ کبھی علوم و معارف' رموز و اشارات' عقائد ماتریدیہ' تردید فرق ضالہ اور کمالات باطنیہ کا بیان ہوتا رہتا ہے۔ کبھی مقامات تصوف' علو طریقہ نقشبندیہ' علو نسبت مجددیہ اور دیگر مقتضی الحال کے مناسب موضوعات پر بحث مباحثہ ہوتا رہتا ہے۔ اذان عصر کے بعد گھر جاتا ہوں۔ وضو کرنے کے بعد عصر کی نماز وقت مستحبہ پر جامع مسجد میں باجماعت اوساط مفصل کے ساتھ پڑھاتا ہوں کم از کم پندرہ آیات نماز عصر میں تلاوت کرتا ہوں پھر نماز کے بعد حلقہ مسنونہ بناتا ہوں اور ختم خواجگان پڑھتا ہوں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ختم خواجگان

۱۔ سورہ فاتحہ شریف------۷ مرتبہ

۲۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ
------۱۰۰ مرتبہ

۳۔ درود شریف اللھم صل علی سیدنا محمد والہ وبارک
وسلم علیہ------۱۰۰ مرتبہ

۴۔ سورہ الم نشرح----------۷۹ مرتبہ

۵۔ سورہ اخلاص----------۱۰۰۰ مرتبہ

۶۔ سورہ فاتحہ شریف----------۷ مرتبہ

۷۔ درود شریف (مذکورہ)----------۱۰۰ مرتبہ

ختم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ :

۱۔ درود شریف مذکور----------۱۰۰ مرتبہ

۲۔ سبحان اللہ وبحمدہ----------۵۰۰ مرتبہ

۳۔ درود شریف مذکورہ----------۱۰۰ مرتبہ

ختم خلفاء ثلاثہ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ :

۱۔ درود شریف مذکورہ---۱۰۰ مرتبہ

۲۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر--
۵۰۰ مرتبہ

۳۔ درود شریف مذکورہ----------۱۰۰ مرتبہ

ختم امام ربانی مجدد الف ثانیؒ :

۱۔ درود شریف مذکورہ---۱۰۰ مرتبہ

۲۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۵۰۰ مرتبہ

۳۔ درود شریف مذکورہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ للامام المجدد الالف ثانیؒ

ختم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ :

۱۔ درود شریف مذکورہ ۔۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۲۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل ۔۔۔۔۔۵۰۰ مرتبہ

۳۔ درود شریف مذکورہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

ختم خواجہ معصوم اول قدس سرہ :

۱۔ درود شریف مذکورہ ۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۲۔ لاالہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

۔۔۔۔۵۰۰ مرتبہ

۳۔ درود شریف مذکورہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

ختم حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ :

۱۔ درود شریف مذکورہ ۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۲۔ اللھم یا خفی اللطف ادرکنا بلطفک الخفی

۔۔۔۔۔۔۔۔۵۰۰ مرتبہ

۳۔ درود شریف مذکورہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

ختم حضرت مولانا محمد ہاشم رحمتہ اللہ :

۱۔ درود مذکورہ ۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۲۔ اللھم یا اخفی اللطف ادرکنا بلطفک الاخمی

۔۔۔۔۔۔۔۔۵۰۰ مرتبہ

۳۔ درود شریف مذکورہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

ختم حضرت مرشدنا اخندزادہ صاحب :

۱۔ درود شریف مذکورہ۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۲۔ سورہ القریش۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۵۰۰ مرتبہ

۳۔ درود مذکورہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

ختم حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ :

۱۔ درود شریف مذکورہ۔۔۔۷ مرتبہ

۲۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر ۔۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۳۔ درود شریف مذکورہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۷ مرتبہ

ختم حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام :

۱۔ درود شریف مذکورہ۔۔۔۔۔۔۷ مرتبہ

۲۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر لعباد ۔۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۳۔ درود شریف مذکورہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۷ مرتبہ

۱۔ اللھم یاقاضی الحاجات۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۲۔ اللھم یاحل المشکلات۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۳۔ اللھم یاکافی المھمات۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۴۔ اللھم یادافع البلیات۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۵۔ اللھم یاشافی الامراض۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۶۔ اللھم یادافع الدرجات۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۷۔ اللھم یامجیب الدعوات۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۸۔ اللھم یاھادی المضلین۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۹۔ اللھم یاامان الخائفین۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۱۰۔ اللھم یادلیل المتحیرین۔۔۔۔۔۱۰۰ مرتبہ

۱۱۔ اللھم یاراحم العاصین......۱۰۰مرتبہ

۱۲۔ اللھم یامنجی الغرقا ۱۰۰مرتبہ

۱۳۔ اللھم یامنقذ الھلکی......۱۰۰مرتبہ

۱۴۔ اللھم یامسبب الاسباب......۱۰۰مرتبہ

۱۵۔ اللھم یامفتح الابواب......۱۰۰مرتبہ

۱۶۔ اللھم یاخیر الناصرین......۱۰۰مرتبہ

۱۷۔ اللھم یاخیر الرازقین......۱۰۰مرتبہ

۱۸۔ اللھم یاخیر الفاتحین......۱۰۰مرتبہ

۱۹۔ اللھم یاارحم الراحمین......۱۰۰مرتبہ

۲۰۔ اللھم یااکرم الاکرمین......۱۰۰مرتبہ

۲۱۔ اللھم یاغیاث المستغیثین......۱۰۰مرتبہ

اغثنا بفضلک وکرمک یاارحم الراحمین......ایک مرتبہ

اس کے بعد ایک مجود قاری سے سورہ عم کی تلاوت سنتا ہوں اور جمعہ کے دن عصر کے بعد سورہ عم کے بعد سورہ الکھف کی تلاوت بھی سنتا ہوں مع الخلفا والمریدین پھر اذان مغرب تک نعت خوانی اور ذکر و توجہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

نماز مغرب کو قصار مفصل کے ساتھ جامع مسجد میں باجماعت پڑھاتا ہوں۔ پھر گھر جاتا ہوں اور چھ رکعت صلوۃ اوابین ادا کرتا ہوں پھر سورہ یسین اور سورہ واقعہ کی تلاوت کرتا ہوں پھر خانقاہ شریف میں آتا ہوں اور مہمانوں کے ساتھ بیٹھتا ہوں جن میں مقیمین بھی شامل ہوتے ہیں۔ سب مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ پھر ہاتھ دھونے کے بعد نماز عشا تک توجہ' صحبت ذکر' طریقت کے اہم مسائل اور مقامات' آداب طریقت کی تعلیم' اخلاق حمیدہ کی تلقین' حب للہ اور بغض فی اللہ کی تائید' اخلاق رذیلہ سے اجتناب کی تعلیم' شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی تلقین' عقائد باطلہ کی تردید' مذہب حنفی کی تائید' سابقہ مشائخ کی تعجب انگیز اور

نصیحت آموز واقعات، مصائب اور مشکلات پر صبر کی تلقین، استقامت علی الشریعت، جمع بین الشریعت والطریقت اور اتباع سنت کی تاکید وغیرہ مختلف موضوعات پر مختلف مواقع پر علی حسب مقتضی الحال کافی و شافی اور مدلل بحث ہوتی ہے جس میں متعدد علمائے عظیم بھی تشریف فرما ہوتے ہیں۔ مغرب کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد عشا کی اذان ہوتی ہے اور وقت مستحبہ پر رات کے ثلث اول کے اختتام سے پہلے نماز عشاء جامع مسجد میں باجماعت اوساط مفصل کے ساتھ پڑھاتا ہوں۔ نماز وتر کے بعد دو دفعہ آہستہ اور تیسری دفعہ بلند آواز سے سبحن الملک القدوس پڑھتا ہوں۔ پھر آیت الکرسی، کلمہ تمجید، کلمہ توحید وغیرہ اذکار مسنونہ کے بعد تین بار دعا مانگتا ہوں جو کہ مسنون اور مستحب امر ہے۔ اس کے بعد مجود قاری سے سورہ ملک کی تلاوت سنتا ہوں اور سورہ الم سجدہ گھر میں تلاوت کرتا ہوں اگر جمعہ کی شب ہو تو نماز عشاء کے بعد توجہ، ذکر و صحبت، بیعت، نعت خوانی اور تلقین اسباق کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور کافی دیر تک جاری رہتا ہے پھر گھر جاتا ہوں اور طریقۂ نقشبندیہ کے چھتیس مراقبات کرتا ہوں۔

اسباق طریقہ چشتیہ طریقہ چشتیہ کے چار اسباق (یعنی ہو، اللہ ہو، ہو اللہ اور انت الهادی انت الحق لیس الهادی الا هو دہراتا ہوں۔

حضرت مولانا صاحبؒ کی حیات طیبہ میں اس فقیر نے خواب دیکھا جس میں روزانہ چھ ہزار بار درود شریف پڑھنے کا حکم ملا چنانچہ حضرت مولانا صاحب کی حیات میں علی الدوام بلا ناغہ چھ ہزار مرتبہ درود شریف فقیر کا روزانہ کا معمول تھا اور اب چونکہ مسترشدین ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور ان کی تربیت اور ارشاد اس فقیر کے ذمے ہے اس لیے کبھی روزانہ یہ معمول ادا کرتا ہوں اور کبھی رہ جاتا ہے۔

اسباق طریقہ قادریہ شریف: اس کے علاوہ قادریہ شریف کے اسباق روزانہ پڑھتا ہوں جو کہ درج ذیل ہیں۔

استغفار --- ۳۱۳ بار۔ خارج از اسباق برائے تزکیۂ نفس

۱۔ کلمہ طیبہ (نفی اثبات)۔ ۱۰۰۰ مرتبہ لا قلب سے دائیں کندھے کو اور الا قالب کو اورہ بائیں کندھے پر اور الا اللہ قلب پر۔ اس کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی کہنا اور آخر میں اخفیٰ پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنا ہے۔

۲۔ اثبات (یعنی الا اللہ) پہلی دفعہ کلمہ طیبہ مذکورہ ترتیب سے پھر الا اللہ قلب پر ۱۰۰ مرتبہ۔ اس کے ساتھ زبان سے بھی کہنا ہے ۱۰۰ مرتبہ کے بعد اخفیٰ پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنا ہے۔

۳۔ اسم ذات (یعنی اللہ) قلب پر۔ پہلی دفعہ اللہ جل جلالہ پھر اللہ اللہ ۱۰۰ بار پورا کرنے کے بعد جل جلالہ زبان سے بھی کہنا ہے اور دل پر بھی ضرب لگانا ہے یہ ۱۰۰۰ مرتبہ دہرانا ہے۔

۴۔ ھو ۔ روح سے قلب، قلب سے سر، سر سے اخفیٰ، اخفیٰ سے خفی، خفی سے دوبارہ روح پر لانا ہے۔ زبان سے بھی کہنا ہے۔ کلمہ ھو تلوار کی طرح فرض کرنا ہے اور ماسوا اللہ باطن سے قطع کرنا ہے اور چرخ کی طرح لطائف میں گردش کرنا ہے۔ نقش بننے کے بعد عرش عظیم سے فوق ایک بلا کیف مینار فرض کرنا جو کہ لاتعین تک پہنچا ہو اور اس مینار سے خارج گول گردش سے عروج کرنا الی لاتعین اور تفصیل اسماء وصفات سے فیض حاصل کرنا۔ پہلی دفعہ شروع کرنے پر بھی ھو جل جلالہ اور ہر سو مرتبہ پورا کرنے کے بعد بھی جل جلالہ کہنا ہے یہ بھی ۱۰۰۰ مرتبہ پورا کرنا ہے اور یہ عروجی سبق ہے۔

۵۔ مراقبہ ۔ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے سانس بند کر کے بیٹھنا ہے قلب میں اللہ اللہ کہنا ہے گنتی اور طاق کی ترتیب کا لحاظ نہیں ہے۔ اپنے قلب کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کے بالمقابل کرنا اور قلب مصطفیٰ سے نور حاصل کرنا۔ پانچ منٹ تک یا چار رکعت نماز کی مقدار۔

۶۔ اللہ ھو ۔ اللہ قلب پر اور ھو روح پر اور زبان سے بھی کہنا ہے۔ ترتیب مذکورہ کے ساتھ لاتعین تک گول گردش کے ساتھ لاتعین تک عروج کرنا ہے اور مابین الاجمال

والتفصیل مرتبہ اسماء و صفات سے فیض حاصل کرنا ہے پہلی دفعہ اور پھر ہر سو مرتبہ کے بعد جل جلالہ کہنا ہے یہ بھی ۱۰۰۰ مرتبہ کہنا ہے اور یہ بھی عروجی سبق ہے۔

۷۔ ھو اللہ ۔ ھو روح پر اور اللہ قلب پر۔ زبان سے بھی کہنا ہے لاتعین تک مینار کے اندر سیدھا عروج کرنا ہے اور اسماء و صفات کے اجمال محض سے فیض حاصل کرنا ہے یہ ایک ہزار مرتبہ کہنا ہے اور عروجی سبق ہے پہلی دفعہ اور ہر سو مرتبہ پورا کرنے کے بعد جل جلالہ کہنا ہے۔

۸۔ انت الھادی انت الحق لیس الھادی الا ھو ۔ انت الھادی قلب پر' انت الحق اخفی پر لیس الھادی اخفی سے دوبارہ قلب تک' الا قلب پر اور ھو روح پر۔ ساتھ ہی ساتھ زبان سے بھی کہنا ہے یہ نزولی سبق ہے۔ عالم کے ارشاد کے لیے رجوع کرنا ہے۔ یہ بھی ایک ہزار مرتبہ کہنا ہے۔

۹۔ اللھم صل علی محمد و الہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک ۔ اخفی میں حضور رکھنا اور زبان سے پڑھنا ہے اور مدینہ منورہ کی طرف عطر لگاتے ہوئے بیٹھنا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخفی مبارک سے فیض حاصل کرنا ہے۔ یہ افضل طریقہ ہے لیکن بغیر عطر لگائے ہوئے پڑھنا اور مدینہ منورہ سے دوسری طرف بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے اور تکیہ لگانا بھی جائز ہے لیکن دونوں پاؤں دراز نہ ہوں۔ چلتے پھرتے پڑھنا جائز نہیں ہے اور بلا وضو پڑھنا بھی مشائخ قادریہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ چلنے پھرنے میں بے التفاتی ہے اور بلا وضو ثواب نصف ہو جاتا ہے عاشقین اور سالکین کا درود شریف بذات خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں یہ بھی ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھنا ہے۔

طریقہ چشتیہ شریف کے اسباق کی ترتیب بھی عروجی اور نزولی اسباق میں قادریہ کی طرح ہے کیونکہ چشتیہ شریف قادریہ شریف سے ماخوذ ہے لیکن چشتیہ شریف میں گنتی کا لحاظ نہیں ہے بلکہ نقشبندیہ کی طرح دائمی طور پر ذکر کرنا ہے۔

اسباق طریقہ سہروردیہ شریف : اس کے علاوہ طریقہ عالیہ سہروردیہ شریف کے اسباق پڑھنا بھی فقیر کے روزانہ کے معمولات میں سے ہے۔

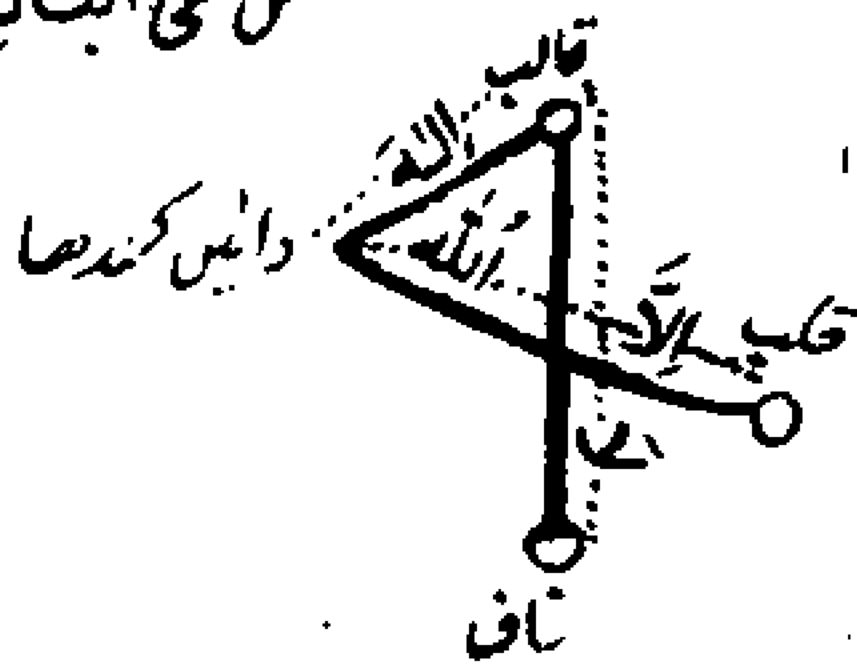
طریقہ سہروردیہ شریف کے اسباق بعینہ طریقہ قادریہ شریف کے اسباق کی طرح ہیں ترتیب بھی وہی ہے صرف مراقبہ میں فرق ہے کہ قادریہ شریف کا مراقبہ پانچ منٹ کا ہے جبکہ سہروردیہ شریف کا مراقبہ کم از کم بیس منٹ ہے اور اکثر کی کوئی حد نہیں۔ نیز طریقہ قادریہ شریف میں مراقبہ پانچواں سبق ہے جبکہ سہروردیہ شریف میں نواں سبق ہے اور ترتیب میں بھی فرق ہے قادریہ شریف کے مراقبہ کی ترتیب یہ ہے کہ اسباق سہروردیہ شریف پورے کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر عطر لگا کر بیٹھ جائیں اور آنکھیں بند کرلیں (مراقبہ میں آنکھیں بند کرنا شرط ہے) اور لطائف میں سرود کی طرح شوق و ذوق سے ذکر شروع کریں پھر تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ کو طلب کریں جب وہ حاضر فرض کرلیں تو تمام اولیاء کرامؒ کی ارواح طیبہ بھی طلب کریں خصوصاً اپنے شیخ مبارک کی روح اقدس طلب کریں جب وہ بھی حاضر فرض کریں تو آسمان کے ملائکہ پھر زمین کے ملائکہ کو بھی طلب کریں۔ جب وہ بھی حاضر فرض کریں تو وہ تمام کے تمام آپ کے لطائف میں مذکورہ ترتیب سے ذکر و اذکار کرتے رہیں گے پھر آپ اپنے اسباق کا ثواب بطور تحفہ سر پر رکھ کر ان تمام ارواح مقدسہ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہو جائیں اور ان تمام کے ساتھ خود بھی لطائف میں ذکر کرتے رہیں پھر جب اس شوق و ذوق اور ذکر و اذکار میں مدینہ منورہ پہنچ جائیں اور روضہ اقدس پر حاضر ہو جائیں تو پھر ایسا فرض کریں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرقد مبارک سے نکل کر حلقۂ ذکر تشکیل دے دیا ہے اور مجلس کے صدر آپ ﷺ مقرر ہوئے ہیں۔ پھر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حلقہ میں بیٹھ جائیں اور پھر آکر اپنے وظیفہ کا ثواب بطور تحفہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کریں پھر اپنی جگہ پر واپس جاکر بیٹھ جائیں اور ترتیب مذکورہ سے ذکر کرتے رہیں اور دوسرے سارے بزرگان بھی مذکور ترتیب سے ذکر کرتے

رہیں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک سے فیض حاصل کرتے رہیں کم از کم بیس منٹ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں بلکہ جتنے وقت تک ذوق وشوق باقی ہو۔ جب مراقبہ ختم کرنے کا ارادہ کریں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگو اور رجوع قہقری سے اپنے مکان مراقبہ کو واپس ہو جاؤ اور دوسری ارواح مبارکہ بھی اپنی اپنی جگہ واپس چلی جائیں گی۔ جب آپ اپنے مکان پر آپہنچیں تو مراقبہ ختم کردیں (یہ کوئی وہمی مفروضہ نہیں بلکہ اہل کشف سالکین یہ معاملہ کشفا دیکھتے ہیں اور جن سالکین کو کشف حاصل نہ ہو ان کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ضرور حاصل ہوتا ہے۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ شریف کا نفی اثبات : علاوہ ازیں یہ فقیر طریقہ عالیہ نقشبندیہ شریف کے تمام اسباق کے ساتھ ساتھ نفی اثبات بھی کرتا ہے۔ نفی اثبات نقشبندیہ کی ترتیب یہ ہے کہ ناف سے **لا** قالب تک پہنچانا ہے اور **الہ** کو دائیں کندھے پر لانا ہے اور **الا اللہ** کی لطائف پر ضرب لگاتے ہوئے قلب تک لانا ہے۔ شکل ملاحظہ کیجئے۔

سانس کو روک کر نفی اثبات کرنا ہے اور **الہ** کے چار معنای میں سے ایک معنی مراد لینا ہے۔

شکل نفی اثبات



۱۔ لا معبود الا اللہ
۲۔ لا مقصود الا اللہ
۳۔ لا مطلوب الا اللہ
۴۔ لا موجود الا اللہ

تردید توحید وجودی : ابتدائیں معبود اور مقصود کا معنی مراد لینا مناسب ہے تاکہ توحید وجودی کی طرف میلان پیدا نہ ہو جائے جو کہ سکر کا مقام ہے اور ایک تنگ کوچہ ہے۔ ظاہر شریعت کے ساتھ مخالفت رکھتا ہے اس مقام کا مالک خود معذور ہے اور دوسروں کو اس کی اتباع جائز نہیں اور اس مقام کے

بعد توحید شہودی کا مقام ہے جو کہ مشاہدہ عظیم ہے اور اسی مقام کے علوم و معارف شریعت غرا کے عین مطابق ہے۔ نفی اثبات میں سانس کی تنگی کی صورت میں طاق عدد پر سانس نکالنا ہے اور اخفی میں محمد رسول اللہ کہنا اور یہ بھی اخفی میں کہنا ہے کہ میری کامیابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال اتباع میں ہے۔ نفی اثبات شروع کرنے سے پہلے اور نفی اثبات کے آخر مین سانس نکالنے کے بعد اخفی میں --- الهی انت مقصودی ورضاک مطلوبی اعطنی محبة ذاتک ومعرفة صفاتک کہنا ہے۔

نقشبندیہ شریف میں لسانی ذکر بدعت فی الطریقت ہے: یہ تمام امور زبان حال سے متعلق ہیں طریقہ نقشبندیہ میں کوئی سبق زبان قال سے متعلق نہیں ہے بلکہ لسانی اذکار کو نقشبندیہ شریف سے مسمی کرنا بدعت فی الطریقت ہے اس کے علاوہ فقیر کے روزانہ معمولات میں احیائے سنت اور امتت بدعت شامل ہے جو کہ مجدد کی علامت ہے۔ کم از کم تیس چالیس جید علماء کرام فقیر کی مجلس میں ہمہ وقت تشریف فرما ہوتے ہیں علمی مباحثے اور علم باطن کو علم ظاہر کے ساتھ شامل کرنے کا عملی نمونہ دکھانا اس فقیر کا معمول حیات ہے۔ تمام فرائض' واجبات' مؤکدات کی پابندی اور تمام مفسدات محرمات' مکروہات سے کلی اجتناب فقیر کا شیوہ حیات ہے۔ رخصت اور عزیمت میں فقیر کا عمل عزیمت پر ہے مگر ایک مکروہ تنزیہی کا ارتکاب بھی حتی المقدور فقیر کو گوارا نہیں۔ فقیر ہمہ وقت اہل طریقت' اہلسنت وجماعت اور حنفی مذہب کی تائید میں علماً' عملاً' یداً' قلباً' لساناً' تحریراً اور تقریراً کوشاں ہے۔ کفار پر تشدد اور مومنین پر شفقت کرنا فقیر کے اخلاق میں سے ہے۔ جہاد افغانستان میں خلفاء اور مسترشدین سمیت فقیر نے بھی بھرپور حصہ لیا تھا اور اب بھی بہت سارے مجاہدین اس فقیر کے خلفاء میں سے افغانستان میں موجود ہیں جن

میں سے بعض کے ناموں کا آگے ذکر کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جہاد بالنفس اور جہاد باالکفار والمنافقین اس فقیر کا باعث فخر شیوہ ہے۔

مسنون تدریس : فقیر نے کئی سال تک تدریس کی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ جن میں تقریباً چالیس طلبہ باہر سے اور سینکڑوں طلبہ قریبی علاقہ جات سے فقیر کے حلقہ تدریس میں ہمہ وقت شامل ہوتے تھے۔ اب چونکہ مسترشدین کی تعداد حد سے بڑھ گئی ہے اس لیے مسنون تدریس (جوکہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جاری تھی) پر اکتفا کرتا ہوں اور وہ یہ کہ زبانی طور پر احکام شریعت اور عقائد اسلامیہ بیان کرتا ہوں۔ مذہب حنفی کی تائید کرتا ہوں اور گمراہ فرقوں کی تردید کرتا ہوں اور عملی طور پر احیائے سنت اور اماتت بدعت میں مصروف عمل رہتا ہوں۔ (جیساکہ اسلاف رضی اللہ عنہ کی عادت شریفہ تھی)۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر عرس کا انعقاد :

اس فقیر کے معمولات میں یہ بھی شامل ہے کہ سال میں تین راتیں ضرور بالضرور شب بیداری کرتا ہوں۔ (۱) شب ۱۲ ربیع الاول (۲) شب ۱۵ شعبان (۳) شب ۲۷ رمضان

۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتا ہوں۔

۹ شوال کو اپنے شیخ مبارک حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہ کا عرس مناتا ہوں اور ۲۸ صفر المظفر کو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ کا عرس مناتا ہوں۔ جس کا اس مبارک ہستی نے سالکین کو خواب اور کشوف میں امر کیا تھا کہ (فقیر) سیف الرحمٰن سے کہو کہ میرا عرس منائے۔

رمضان المبارک (جوکہ جمیع خیرات اور برکات کا مہینہ ہے) میں نماز تراویح میں دو دفعہ قرآن پاک ختم قرآن کرتا ہوں اور رمضان میں ظہر کی نماز کے بعد سے عصر تک تلاوت کرتا رہتا ہوں تاکہ جمیع کمالات ذاتی اور شیوناتی، برکات اصلی اور

خیرات ظلی میسر ہو جائیں جیسا کہ امام مجددؒ نے مکتوب نمبر ۴ جلد اول میں واضح کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس مہینے کی جمیعت سارے سال کی جمیعت کا سبب ہے اور اس مہینے کا تفرقہ سارے سال کے تفرقہ کا سبب ہے اس لیے رمضان مبارک کو پوری جمیعت کے ساتھ گزارتا ہوں کیونکہ فقیر نے کئی سال تک مکتوبات شریف کی تدریس کی ہے اس کے علاوہ مہمانوں' مسافروں' مسکینوں' ہمسایوں' بیویوں اور دیگر ارباب خواہ اولاد ہو یا تلامذہ سب کے حقوق ظاہری و باطنی کا خیال رکھتا ہوں اور سب کے حقوق پورے کرتا ہوں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی جملہ اقسام کا پورا خیال رکھتا ہوں اور عبادات و معاملات میں احکام شرعیہ کی پوری پابندی کرتا ہوں۔

شریعت اور طریقت دونوں راستوں کے نصوص' مبتدعین اور ناقصین سے بالکلیہ اجتناب کرنے والا ہوں بغیر شرعی دلیل کے کسی چیز کے جواز یا حرمت کا فتویٰ نہیں دیتا ہوں۔ فقہائے احناف کے اقوال کا تابع ہوں متعدد شدید جسمانی امراض کے باوجود جماعت کا ترک کرنا فقیر کی عادت نہیں ہے اور ان مذکورہ معمولات حسنہ کی دعوت اپنے مریدین اور تمام امت مسلمہ کو دیتا ہوں۔

قارئین سے چند سوالات:

۱۔ اوپر جن امور اور اعمال کا تذکرہ کیا گیا ہے کیا ان کی دعوت دینا غیر اسلامی عقائد کی دعوت دینا ہے؟

۲۔ کیا ان امور کی طرف لوگوں کو بلانا پیٹ سے احکام گھڑنا ہے؟

۳۔ کیا امور شرعیہ اسلامیہ کو غیر اسلامی قرار دینا کفر بواح نہیں؟

۴۔ کیا متبع شریعت' عفیف مسلمان' سنی حنفی عالم اور چاروں سلاسل معروفہ کے جامع صوفی کی تکفیر کرنا اور اسے غیر اسلامی عقائد کا مبلغ قرار دینا بذات خود بدرجہا اشد کافر بن جانا نہیں؟

یقیناً ایسا ہے لیکن پیر محمد چشتی چترالی کا شیوہ یہی ہے کہ وہ کفر کی وادیوں میں سرگرداں ہے اور عفیف مسلمانوں کی توہین کرتا رہتا ہے ورنہ اس فقیر پر اللہ

تبارک تعالیٰ کی خاص رحمت ہے کہ ایک ہی صحبت اور ایک ہی توجہ میں لطائف خمسہ عالم امر منور اور متجوہر ہو کر ذکر خداوندی سے زندہ ہو جاتے ہیں۔

دل کو زندہ کرنا مردہ کو زندہ کرنے سے بلند تر ہے:

حضرت مجدد الف ثانی" فرماتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین سہروردی" نے فرمایا ہے کہ مردوں کو زندہ کرنے سے یہ خوارق بلند تر ہے کہ مومن کے دل کا تصفیہ رکے ذکر خداوندی سے زندہ کیا جائے۔

؎ درچشم زدن از سر کونین گزشتن	آنکھ جھپکنے میں ایک جہان سے دوسرے جہان
درمذہب ما سہل ترین رہ فقیر است	تک پہنچ جانا ہمارے مذہب میں فقیر کا آسان ترین راستہ ہے۔
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق	جس کا دل عشق (کی نعمت) سے زندہ ہوگیا وہ کبھی
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما	فنا نہیں ہوتا (اسی لیے) دنیا کے رسالے پر ہمارا نام ہمیشہ چمکتا رہے گا۔
طاعنے گر کند این طائفہ را طعن قصور	اگر کوئی طعنہ دینے والا اس گروہ (جماعت) پر
حاشاللہ کہ بر آرم بزبان این گلہ را	طعنہ زنی کرتا ہے تو یہ اس کی اپنی غلطی ہے خدا نہ کرے کہ ان کا گلہ میں زبان پر لاؤں۔

مذکورہ بالا بیانات سے واضح ہوگیا ہے کہ یہ فقیر اس زمانہ میں اس شعر کا مصداق صحیح ہے۔

واذا اتتک مذمتی من ناقص　　فھی شھادۃ لی بانی کامل

(ترجمہ: اگر کوئی ناقص یا بے عقل شخص میری مذمت کرے تو یہ میری کامل ہونے کی شہادت ہے)

کیونکہ ناقصین اور گمراہ فرقے کے لوگ اس فقیر کے خلاف غلط پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔ ہر زمانہ میں اولیائے راسخین کے مخالف، دشمن، متعصبین، حاسدین اور منکرین ہوتے ہیں۔ جن کی اذیت سے اولیائے کرام کو اور بھی ترقی نصیب ہوتی ہے اور منکرین ہلاکت ابدی (کفر) میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس لیے پیر محمد چترالی کی طرح جاہل، احمق، متعصب اور شیعہ بلکہ جبری کافر ضرور بالضرور حقیقی اولیاء کرام کے دشمن ہوتے ہیں۔

امام الآئمہ کا ایک تعجب خیز واقعہ:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ مجھے پہلے دن دفن نہ کرنا۔ پس وفات پانے کے بعد بیٹے نے وصیت کے مطابق خالی قبر پر مٹی ڈال دی تو امام اعظمؒ کے حاسدین راتوں رات ایک کتا لائے اور قبر کی مٹی ہٹائی تو دیکھا کہ امام اعظمؒ قبر میں نہیں ہیں تو کتے کو قبر میں ڈال دیا اور صبح ہوتے ہی ہارون رشید بادشاہ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگے کہ دیکھیے امام اعظمؒ کتے کی شکل میں مسخ ہو گیا ہے (العیاذ باللہ) تو بادشاہ نے امام اعظمؒ کے بیٹے کو بلا کر حقیقت دریافت کی تو انہوں نے والد مبارکؒ کی نعش دکھائی جو سورج کی طرح روشن تھی اور وصیت کا قصہ بادشاہ کو سنایا اس پر بادشاہ نے حاسدین اور متعصبین میں سے اسی وقت تین افراد کی گردنیں اڑا دیں اور نعش مبارک کو دفن کر کے مرقد مبارک پر حفاظتی چوکی بنائی۔ پس معلوم ہوا کہ ہر زمانہ میں اولیاء کرام کے دشمن اور حاسد ہوتے ہیں۔

حاسدین اولیاء کرام کے چند عبرت انگیز واقعات:

خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبندؒ کے زمانہ میں ایک محدث تھا۔ جب حضرت شاہ نقشبندؒ راستے سے گزرتے تھے تو وہ محدث اپنے شاگردوں سے کہتا تھا کہ میرے ارد گرد کھڑے ہو جاؤ تاکہ اس دجال زمانہ حضرت شاہ نقشبندؒ (عیاذ باللہ) پر میری نظر نہ پڑ جائے۔

ایک شخص حضرت بایزید بسطامیؒ کی غیبت کیا کرتا تھا تو انہوں نے اس شخص کو

روپے دینے شروع کیے کچھ عرصہ بعد اس شخص نے تعریف کرنا شروع کر دی تاکہ زیادہ روپے مل جائیں تو حضرت بایزید نے روپے دینے بند کر دیے اس شخص نے عرض کی کہ حضرت صاحب پہلے میں آپ کی مذمت کرتا تھا تو مجھے روپے دیتے تھے اور اب میں تعریف کرتا ہوں تو آپ نے روپے دینے بند کر دیے تو حضرت بایزید نے فرمایا کہ پہلے تم مجھے اپنی نیکیاں دیتے تھے اور میری خطائیں تمھارے نامہ اعمال میں درج ہوتی تھیں اس لیے میں خوش ہو کر تمھیں روپے دیتا تھا اب تعریف کرنے سے مجھے کچھ فائدہ نہیں اس لیے روپے دینے بند کر دیے۔

مولانا خالد نقشبندی کے زمانے میں حاسدین نے ان کی توہین پر مشتمل رسالے لکھے اور منکرین کی تردید میں ابن عابدین الشامی نے رسالہ لکھ دیا۔ اور شاہ غلام علی دہلوی نے بھی منکرین کے اقوال رد کر کے مولانا خالد کی تائید فرمائی (جیسا کہ پہلے واضح ہو چکا ہے)۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کے زمانہ میں ابن جوزی آپ کا دشمن اور حاسد بن کر گستاخی اور غیبت میں مبتلا رہا کرتا تھا۔

تو قارئین کرام! اس فقیر کے زمانہ میں بھی لاکھوں کی تعداد میں منکرین، حاسدین، متعصبین، غیبت کرنے والے، فرق ضالہ، مبتدعین، ناقص پیر اور تہمت لگانے والے کاذبین موجود ہیں۔ اب اس فقیر کے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ حضرت بایزید بسطامی کی طرح ان تمام غیبت کرنے والوں میں تقسیم کرتا رہوں کیونکہ یہ لوگ اپنی نیکیاں اس فقیر کو دیتے ہیں اور محض تعصب کی بنا پر انکار کرتے ہیں۔

حسدو الفتی اذالم ینالوا سعیہ
فالکل لہ اعداء وخصومہ

(ترجمہ: نوجوان سے حسد کرنے لگے جب اس جیسی کوشش نہ کر سکے پس سبھی اس کے دشمن اور مخالف ہیں۔)

پس قارئین کرام آگاہ رہیں کہ منکرین اولیاء کے اقوال کاذبانہ سے اولیاء کرام اور علمائے راسخین پر بدگمانی نہ کریں اور خود کو ہلاکت اخروی سے بچائیں۔

لانہ علیہ الصلوۃ

والسلام قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ با لحرب وفی روایۃ من اذی لی ولیا فقد اذنتہ با لحرب او کما قال وقال العبد الغنی النابلیسیؒ فی الحدیقۃ من اذی الاولیاء بسوءظنہ فقد خرج عن دائرۃ الشریعۃ (نعوذ باللہ من ھذہ البلاء العظیم)

جس طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی (اہل اللہ) سے دشمنی رکھی تحقیق اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے میرے ولی کو تکلیف دی تحقیق میں نے اس کے ساتھ اعلان جنگ کیااور عبدالغنی نابلیسیؒ نے حدیقہ میں بیان کیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے اللہ کے اولیاء سے بدگمانی رکھی وہ دائرہ اسلام (شریعت) سے نکل گیا۔ (اللہ تعالیٰ اس عظیم بلا سے پناہ دے)

ایک شبہ کا ازالہ: اگر کوئی یہ کہے کہ اپنے مقامات بیان کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ یہ چیز تزکیہ نفس میں داخل ہے تو اسلام کا جواب یہ ہے کہ ایک چیز تزکیہ نفس ہے وہ مذموم ہے اور ایک چیز تحدیث نعمت ہے جو کہ بعض صورتوں میں مستحب اور بعض صورتوں میں واجب ہے تو یہاں مراد تحدیث نعمت ہے (کما حققہ' القاضیؒ)

غیبت کی اقسام: یہاں پر غیبت کی اقسام بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ ہر طرح کی بدگمانی دور ہو جائے (فاقول وباللہ التوفیق)

علامہ قاری کتاب "زاداللبیب فی سفرالحبیب" صفحہ ۱۴۶ پر رقمطراز ہیں۔

قال فی الغنیۃ الغیبۃ اربعۃ اوجہ کفر ونفاق ومعصیۃ ومباح وھو ماجور اما الکفر

اذا اغتاب المسلم فقيل
له لا تغتبه فيقول ليس
هذا الغيبة وانا صادق
في ذلك فقد استحل
ماحرم الله فهو كافر
(كما هو دأب منكري
الاولياء خذلهم الله)
واما النفاق فهو ان
يغتاب انسانا ولا يسميه
عند من يعرفه انه يريد
فلانا فهو يغتاب به
ويرى نفسه انه متورع
فهذا هو النفاق واما
المعصية فهو ان يغتاب
انسانا ويسميه ويعلم
انه معصية فهو عاص
وعليه الاستغفار
والرابع ان يغتاب
فاسقا معلنا بفسقه
اوصاحب بدعة فهو
ماجور في تلك
الغيبة لان الناس
يحترزون عنه اذا
عرفوا حاله وقدروي

غنیہ میں تحریر ہے کہ غیبت کی چار
قسمیں ہیں ایک غیبت کفر ہے دوسری
نفاق ہے تیسری گناہ ہے اور چوتھی
مباح بلکہ ماجور ہے غیبت کفریہ ہے کہ
کوئی مسلمان کی غیبت کرے پس کوئی
دوسرا شخص اس سے کہے کہ مسلمان کی
غیبت نہ کرو پس وہ کہے کہ غیبت حرام
نہیں ہے اور میں اس میں سچا ہوں تو
اس نے امر حرام کو حلال سمجھا اس لیے
وہ کافر ہو گیا۔ (جیسا کہ منکرین اولیاء کی
غیبت کو حلال سمجھتے ہیں) غیبت نفاقی یہ
ہے کہ وہ ایک انسان کی غیبت کرتا ہے
لیکن ان افراد کے سامنے اس کا نام
نہیں لیتا جو اسے جانتے ہیں پس یہ آدمی
غیبت بھی کرتا ہے اور اپنے آپ کو متقی
بھی ظاہر کرتا ہے پس یہ منافقت ہے
اور گناہ کی غیبت یہ ہے کہ کوئی کسی
انسان کی غیبت کرتا ہے اور اس کا نام
بھی لیتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ یہ
گناہ کا کام ہے پس وہ آدمی گنہگار ہے
اس کو استغفار کرنا لازم ہے اور غیبت
کی چوتھی قسم یہ ہے کہ کسی مشہور
فاسق یا متبدع کی غیبت کرے اور اس
کی قباحت ظاہر کرے تو اس غیبت پر

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذکروا الفاجر بما فیہ کی یتحرزہ الناس

ثواب ملتا ہے کیونکہ جب لوگ اس کے حال سے آگاہ ہو جائیں گے تو اس سے احتراز کریں گے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاجر شخص کی قباحت ظاہر کرو تاکہ لوگ اس سے احتراز کریں۔

"کذا ذکرہ ابن عابدین الشامی فی فتاواہ بتغیر یسیر فی الاقسام"۔

(کچھ تغیر کے ساتھ غیبت کی اقسام فتاوی ابن عابدین شامیؒ میں بھی مذکور ہیں)۔

اس کے بعد علامہ علی قاری مزید تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بدان کہ غیبت آن بود کہ سخن کسی کنی درپس وے چنانچہ اگر بشنود ویرا کراہت آید۔ (یعنی درغیبت کردہ شدہ فی الحقیقت عیب بناشد یا اینکہ درزمانہ گذشتہ مرتکب گناہ بود لیکن پس ازاں توبہ کشیدہ باشد وکسے غیبت کندو آن غیبت رابا ومنسوب کند۔ کماھو داب الجاہلین) وہرچہ بنقصان کسے مشعر باشد خواہ درنسب یا درخلق یا درفعل یا درلباس یا درسری یا درستور چنانچہ گوئی جولاہ بچہ وحجام بچہ یا درازیا سیاہ یا متکبرو بدخوی یا دزد یا بے نماز یا فراخ آستین

وشوخ کین جامہ یا خانہ تنگ وکج یا اسپ کم رو نبہ لجام ہمہ غیبت باشد ومختص بزبان نیست بلکہ بدست وچشم واشارہ ولوشتن ہمہ حرام بود۔ وغیبت رخصت است بعد رہااول وتظلم است پیش سلطناو قاضی وکسے ازوے معاونت خواہد دوم آنکہ فساد بیند واز کسے جست خواہد سوم آنکہ فتوی خواہد وگوید کہ زید چنیں کردہ چہارم خواہد کہ مسلمانان از شروے محفوظ ماند وگوید زید خائن وفاسق است (یا گوید کہ پیر محمد چشتی کافرو زندیق است) پنجم کسے کہ معروف باشد بہ لقب نقص چنانچہ اعمش واعرج وازان رنجور نشود وششم آنکہ فاسق معلن باشد روابود اورا عیب ذکر کردن.....

جاننا چاہیے کہ غیبت یہ ہے کہ اگر کسی کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کی جائے کہ جب وہ اس کو سنے تو وہ نفرت کرے (بعض جاہلین کی یہ عادت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو سچی بات بیان کی جائے وہ غیبت نہیں ہوتی یا یہ کہ کسی نے ماضی میں کوئی گناہ کیا اور اب وہ توبہ کرچکا ہے لیکن پھر بھی اس گناہ کی غیبت اس کے نام لگائی جائے) اور ہر وہ بات جس سے کسی کو نقصان پہنچے کی جائے خواہ اس کے نسب کے بارے میں ہو یا خلق میں یا فعل میں یا لباس میں یا چھپا کر یا علانیہ طور پر مثلاً کسی کو جولاہے کا بیٹا' حجام کا بیٹا یا لمبو' یا سیاہ رنگ کا یا مغرور یا بدفطرت یا چور یا بے نماز یا فراخ آستین یا شوخ کپڑوں والا یا گنجا یا بدلگام ست گھوڑا وغیرہ کہنا سب غیبت میں داخل ہے۔ غیبت کا تعلق صرف زبان سے نہیں ہے بلکہ ہاتھ اور آنکھ کے اشارہ بھی اس میں شامل ہے جو کہ حرام ہے۔ بعض صورتوں میں غیبت کی اجازت ہے اول بادشاہ اور قاضی کے سامنے کسی کے ظلم کی فریاد کرکے مدد لینا دوم کوئی فتنہ دیکھے اور اس سے بچنا

چاہے سوم یہ کہے کہ زید نے ایسا (برا کام) کیا اور اس پر فتویٰ لینا چاہے چہارم یہ کہے کہ زید بڑا بددیانت اور فاسق ہے اور مسلمان اس سے محفوظ ہو جائیں (یا یہ کہے کہ پیر محمد چشتی کافر و زندیق ہے) پنجم یہ کہ اپنے کسی نقص یعنی کمزور بینائی یا لنگڑا پن سے ملقب ہو اور وہ اس کا برا نہ مانے اور ششم یہ کوئی بہت ہی مشہور بدکار ہو تو اس کے عیب بیان کیے جائیں۔

حکی عن الحسن البصری" انہ قیل لہ ان فلانا یغتابک فاھدی الیہ الحسن ھدیتہ وقال بلغنی انک اھدیت الی حسناتک فھذہ مکا فاتک علی حسناتک (زاد اللبیب صفحہ ۱۴۶ - ۱۴۷)۔

حضرت حسن بصری کو روایت (بتایا) گیا کہ فلاں شخص آپ کی غیبت کرتا ہے تو آپ نے اس کے لیے ہدیہ بھیج دیا اور فرمایا مجھے یہ بات پہنچی کہ آپ نے اپنی نیکیوں کا ہدیہ بھیجا ہے تو یہ آپ کی نیکیوں کا بدلہ ہے۔

پس قارئین پر واضح ہوا کہ پیر محمد چشتی نے اس فقیر پر تحریری. زبانی اور تقریری تہمت پردازی کی ہے اور بہتان عظیم باندھا ہے اور بہتان اور تہمت پردازیوں میں مبتلا ہے۔ ان تہمت پردازیوں اور بہتانوں سے اس فقیر کو کوئی اذیت اخروی لاحق نہیں بلکہ اس امر حرام کو حلال اور کار ثواب جاننے سے پیر محمد چشتی خود کافر ہو گیا ہے۔

اور اب جبکہ بارہا بار واضح ہوا کہ پیر محمد چشتی چترالی ضروریات دین کا منکر ہے اور بہت سارے کفریہ عقائد کی وجہ سے کافر بن چکا ہے تو اس کافر معلن کے کفر کا اظہار علمائے عصر پر واجب ہے تاکہ مسلمانوں کو اس کے کفریہ عقائد سے نجات حاصل ہو جائے۔

چند رویائے صالحہ :

اسی طرح فقیر کی ولایت' حقانیت اور وراثت حقہ پر ظاہری حجج بینہ دافعہ کے ساتھ ساتھ رویائے صالحہ بھی کثیر تعداد میں ہیں جو کہ نبوت کا چالیسواں جز اور حصہ ہے یہاں چند رویائے صالحہ لکھنا ضروری اور مناسب سمجھتا ہوں تاکہ طالبان حق کے لیے مشعل راہ بنیں۔(فاقول باللہ التوفیق)۔

۱۔ خلیفہ سید عبد الاحد شاہ: (مسلم آباد کالا کلے سوات) اپنا ایک خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ خواب میں میں حضرت اخندزادہ صاحب کی خانقاہ شریف پر حاضر ہوں اور ان کے پیچھے نماز جمعہ ادا کر رہا ہوں۔ نماز کے بعد حضرت مبارک اخندزادہ صاحب محراب میں بیٹھ کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو میں جا کر حضرت مبارک صاحب کے ہاتھ پکڑ لیتا ہوں اور چیختا ہوں کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں امر کیا ہے کہ اخندزادہ سیف الرحمٰن نے میرے ساتھ بیعت کی ہے اور تم بھی ان کے ساتھ جا کر بیعت کرو تو خواب کے بیان کرنے سے رسول اکرم ﷺ کی محبت نے مجھ پر اتنا غلبہ کیا کہ میں رونے لگ جاتا ہوں اور روتے روتے خواب سے بیدار ہو جاتا ہوں۔

۲۔ قاری عبدالصمد بن صوفی محمد ظاہر (لغمان): خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں خواب میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہوں تو چوتھے طواف کے وقت حضرت اخندزادہ مبارک صاحب سامنے آئے تو میری منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں میں بھی روتا ہوں اور حضرت مبارک صاحب بھی روتے ہیں۔ اس اثناء میں جناب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں ان کے پاس انگور ہیں اور یہ انگور وہ حضرت مبارک صاحب کو عنایت فرماتے ہیں اور مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں جا کر جو انگور تمہیں پسند آئیں لے آؤ۔ جب میں مسجد نبوی میں پہنچتا ہوں تو حضرت مبارک صاحب وہاں بھی موجود ہوتے ہیں اور مجھے توجہ فرماتے ہیں اور میں مجذوب ہو جاتا ہوں اور سامنے روضہ اقدس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر سفید، سبز اور سرخ شعائیں اور انوار نازل ہوتے ہیں۔ ان شعاعوں نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ پھر حضرت مبارک صاحب مجھے فرماتے ہیں کہ یہ بتمامہا فیض خداوندی ہے اس خواب کے کچھ عرصہ بعد حضرت مبارک صاحب نے مجھے چشتیہ

طریقہ کے اسباق ختم کر کے خلافت سے سرفراز کیا۔

۳۔ **حضرت مولوی محمد عارف اخندزادہ سیفی (بڈھ بیر پشاور)**: اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ بروز جمعرات دس بجے کے بعد میں قیلولہ کر رہا تھا کہ اس وقت میں نے خواب دیکھا کہ کرک کے علاقہ کی ایک مسجد میں بیٹھا ہوں اور حضرت مبارک صاحب کو کسی نے دعوت طعام پر مدعو کیا ہے لیکن ابھی مبارک صاحب تشریف نہیں لائے۔ اس مسجد میں بہت سارے لوگ ہوتے ہیں اور ہم حضرت صاحب کی آمد بابرکت کے لیے تیاریاں کر رہے ہیں اچانک زلزلہ شروع ہوا تو میں مسجد سے باہر نکل گیا۔ جب زلزلہ ختم ہوا تو دوبارہ مسجد میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مبارک صاحب ایک سفید رنگ کی کرسی پر تشریف فرما ہیں اور اسی اثناء میں طریقہ قادریہ شریفہ کے چند صوفیہ کرام حضرت اخندزادہ مبارک صاحب کے سامنے آتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب کو اپنا ایک خواب بیان کرتے ہیں۔ وہ صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم نے اس زلزلہ کے وقت بعض کیفیات و حالات دیکھے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے مزار مبارک سے نکل کر اس مسجد کے ایک کونے سے ظاہر ہوتے ہیں اور زمین پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں تو زلزلہ ختم ہو جاتا ہے تو اسی اثنا میں میں (مولوی محمد عارف) دیکھتا ہوں کہ حضرت غوث الاعظمؒ مسجد کے اسی کونے میں موجود کھڑے ہوتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب کے چہرے کو دیکھتے ہیں پھر یہی مذکورہ صوفیہ کرام میں سے حضرت مبارک صاحب کے حضور اپنا خواب بیان کرتے ہیں یا ان مین سے ایک آدمی خواب بیان کرتا ہے کہ ہم نے خواب دیکھا کہ حضرت غوث الاعظمؒ مشرق کی طرف سے چودھویں رات کے چاند کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب مغرب کی طرف سے سورج کی شکل میں جلوہ افروز ہوتے ہیں اور یہی چاند اس سورج میں جذب ہوتا ہے اور

میں ان صوفیہ کرام کے خواب بیان کرنے کے موقعہ پر عینی طور پر دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ چاند کی صورت میں تشریف لاتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب سورج کی صورت میں آسمان کے درمیان میں جلوہ افروز ہیں اور یہی چاند آکر اس سورج میں جذب ہوا تو جب انہوں نے یہ مذکورہ خواب حضرت مبارک صاحب کے حضور بیان کیا تو میں نے (خواب ہی میں) حضرت مبارک صاحب سے اجازت طلب کی کہ اس خواب کی تعبیر میں بیان کروں گا۔ اس وقت حضرت علامہ مولوی ضیاء اللہ صاحب' حضرت نور علی شاہ باچا صاحب' حضرت مولوی لعل الرحمن صاحب اور دیگر بڑے بڑے خلفاء کرام بھی تشریف فرما ہوتے ہیں لیکن حضرت صاحب مبارک مجھے شفقت سے تعبیر کی اجازت دیتے ہیں تو میں کرسی سے بائیں طرف ایک قدم کے فاصلے پر پیچھے کھڑا ہو گیا اور حضرت مبارک صاحب کے کندھے مبارک پر ہاتھ رکھتا ہوں اور کئی طرح سے خواب کی تعبیر بیان کرتا ہوں اور تعبیر بیان کے وقت حضرت مبارک صاحب مجھے دیکھتے رہتے ہیں اور تبسم فرماتے ہیں۔ تعبیر کی مختلف تشریحات میں سے صرف ایک مجھے یاد ہے وہ یہ کہ میں نے اپنی گفتگو کے وقت خواب میں یہ بات واضح کی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا وجود مبارک حضرت سیدنا اخندزادہ سیف الرحمن صاحب کے وجود مبارک میں جذب ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ علوم اسرار اور باطنی قوتیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظمؒ کو عطا فرمائی تھیں وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اخندزادہ صاحب کو عطا کی ہیں۔ حضرت پیران پیر محی الدین جیلانیؒ اپنے عصر کے مجدد تھے اور حضرت صاحب مبارک عصر حاضر کے مجدد اعظم ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں۔ حضرت پیران پیرؒ عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور حضرت مبارک صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے اوپر طے کیے ہیں اور

حضرت مبارک صاحب کا مقام حضرت پیران پیر" کے مقام سے فوق ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ (یہ تمام کا تمام مولانا عارف صاحب کا خواب ہے۔ حضرت مبارک صاحب کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ حضرت مبارک کا قول ہے کہ قیامت تک ولایت کا فیض حضرت پیران پیر غوث الاعظم" سے جاری ہے)

نوٹ:۔ (حضرت غوث الاعظم" شیخ عبدالقادر جیلانی" کے اس قول کہ "میرا قدم تمام اولیاء کرام" کی گردنوں پر ہے" سے مشائخ کرام" کا اختلاف ہے کہ آپ" کا قدم قیامت تک تمام اولیاء کرام" کی گردنوں پر ہے یا صرف اپنے وقت کے اولیاء کرام کی گردنوں پر یا آپ" کا قول متشابہات میں سے ہے۔ اس بارے میں حضرت سیدنا وسندنا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی" المتوفی ۱۱۴۶ ہجری تحقیق فرماتے ہوئے یوں بیان فرمایا ہے۔

اور وہ جو حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو صاحب عوارف جو شیخ ابوالنجیب سہروردی قدس سرہ کے مرید اور تربیت یافتہ ہیں اور یہ شیخ ابوالنجیب حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کے دوستوں اور رازداروں میں سے ہوئے ہیں اس کلمے کو ان کلمات میں شامل کیا ہے جو خودبینی کو ظاہر کرتے ہیں اور جو مشائخ کرام سے ابتدائے احوال میں سکر کے باقی ماندہ اثرات کی وجہ سے صادر ہوئے اور نفحات میں شیخ حماد دباس سے منقول ہے جو حضرت شیخ

کے شیوخ میں سے ہوئے ہیں کہ انہوں نے بطور فراست فرمایا کہ اس عجمی کا قدم وہ مبارک قدم ہے کہ اس کے وقت کے اولیاء پر ہو گا۔

بہرصورت حضرت شیخ اس کلام میں حق بجانب ہیں یہ کلام خواہ سکر کے باقی ماندہ اثرات کی وجہ سے آپ سے صادر ہوا یا اس کلام کا اظہار آپ کو خدا کی جناب قدس سے حکم ہوا ہو۔ بہرصورت اس وقت کے تمام اولیاء آپ کے قدموں کے نیچے تھے۔

لیکن باید دانست کہ این حکم مخصوص باولیائے آن وقت است اولیائے ماتقدم و ما تاخر ازین حکم خارج اندچنانکہ از کلام شیخ حماد مفہوم میشود کہ قدم او در وقت وے بر گردن همه اولیاء خواهد بود۔

لیکن جاننا چاہئے کہ یہ حکم اس وقت کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے آپ سے پہلے یا آپ کے بعد کے اولیاء اس حکم سے خارج ہیں جیسا کہ شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قدم ان کے وقت میں تمام اولیاء کی گردن پر ہو گا۔

نیز ایک غوث نے جو بغداد میں تھے بھی حضرت شیخ کے حق میں اس وقت کے اولیاء پر سرداری کی بشارت دی تھی۔

اس بزرگ کے کلام سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکم اس وقت کے اولیاء کے ساتھ خاص ہے

از کلام این بزرگ نیز مفہوم میشود کہ آن حکم مخصوص باولیائے ان وقت بوده است درین وقت نیز اگر کسے را حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ چشم بینا عطا فرماید بیند چنانچہ آن غوث دیده بود کہ گردنہائے اولیائے آن وقت زیر قدم وے اند واین حکم تجاوز بغیر اولیاء آن وقت نہ کرده است در اولیاء ما تقدم این حکم چگونہ مجوز بود کہ شامل اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ است کہ یقین از حضرت شیخ افضل اندو در ما تاخر نیز چه گونہ متمش باشد کہ شامل حضرت

مہدی است کہ ان سرور علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام بقدوم او بشارت دادہ است واست رابو جود او مبشر ساختہ اور خلیفۃ اللہ فرمودہ۔

اس وقت بھی حق سبحانہ وتعالیٰ کسی کو اگر چشم بینا عطا فرمائے تو وہ دیکھ سکتا ہے بمثل اس بنیا غوث کے (ادھر اشارہ ہے افضلیت حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ نہ کی طرف) اور یہ حکم اس وقت کے اولیائے کرام کے علاوہ کسی اور طرف تجاوز نہیں کرتا سی طرح حضرت شیخ جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ سے پہلے اولیاء کرام کو بھی یہ حکم شامل نہیں کیونکہ آپ سے پہلے اولیاء اللہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی داخل ہیں جو حضرت شیخ قدس سرہ سے یقیناً افضل ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بعد اولیاء میں بھی یہ حکم کیسے جاری ہو سکتا ہے کیونکہ آپ کے بعد کے اولیاء میں حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں جن کی تشریف آوری کی آنسرور علیہ الصلوۃ والسلام نے بشارت دی ہے۔

اور امت کو آپ کے وجود کی بشارت سے نوازا ہے۔ اور انہیں خلیفتہ اللہ فرمایا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب کہ وہ اولوالعزم سابقین انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں سے ہیں اور اس شریعت کی متابعت کے واسطہ سے اصحاب خاتم الرسل علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ملحق ہیں اس امت کے متاخرین کی بزرگی کے باعث ہی شاید آنسرور علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ **لا یدری اولھم خیرا او آخرھم**۔ معلوم نہیں کہ میری امت کا اول زیادہ افضل ہے یا آخر۔

جمعے از مریدان حضرت شیخ عبدالقادر درحق شیخ غلو بسیار مینما یندو در محبت جانب افراط میگیر ند در رنگ محبان مفرط حضرت امیر کرم اللہ وجہہ۔ از فحوائے کلمہ و کلام این جماعہ مفہوم میشود کہ حضرت شیخ را ایشان از جمیع اولیائے ماتقدم و ما تاخر افضل میداند و غیر از انبیاء علیہم الصلوۃ و تسلیمات معلوم نیست کہ دیگرے را بر حضرت شیخ فضل دہند۔

حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کے مریدین کی ایک جماعت شیخ قدس سرہ کے حق میں بہت غلو کرتی ہے اور محبت میں حد سے بڑھ جاتی ہے جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے محب شیعہ حد سے بڑھ گئے ہیں اس افراطی جماعت کی گفتگو کے اشارات سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ شیخ قدس سرہ کو تمام پہلے اور ان کے بعد آنے والے سب اولیاء سے افضل قرار دیتے ہیں اور انبیاء علیہم الصلوات و تسلیمات کے سوا کوئی دوسرا معلوم نہیں جس کو حضرت شیخ سے افضل تسلیم کرتے ہو یہ محبت میں افراط کی وجہ سے ہے۔

(مکتوبات حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اول دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۳)

حضرت شیخ عبدالنبی شامی قدس سرہ نے اس بارے میں بیان فرمایا ہے کہ۔

باید فہمید کہ حضرت حماد دباس قدس سرہ کہ ہمعصر غوث الثقلین بودند و حضرت غوث دران وقت صغیر بودند و فرمودانند کہ این بر ہمہ اولیاء وقت خود فضل خواہد یافت و نیز بعد وفات حضرت غوث بعد مدتی از شیخ فرید از معنی این قول سوال کردند فرمودند کہ اگر من دران وقت می بودم برچسم خود مینہادم ازین دو قول اکابر معلوم شد کہ قدم ایشان بر گردن اولیاء آن وقت بودہ و بعد آن نہ .... و ہر کہ از مرتبہ غوثیت گذشتہ بمرتبہ امامت پیوست ازین زید قدمی خارج است و جائز است کہ در مرتبہ کہ فوق غوثیت است برابر ایشان باشد بلکہ فوق ایشان سبحان اللہ چہ کوتہ اندیشی است کہ حصر مراتب عروج تا مرتبہ غوثیت میکنند واز مرتبہ امامت کہ فوق غوثیت و مرتبہ خلافت کہ فوق مرتبہ امامت است جاہل اند۔ عزیز من قول حضرت غوث (افلت شموس الاولین و شمسنا۔ ابدا علی افق العلی لا تغرب) از کسانیکہ اول ایشان بودہ اند خبر میدھد نہ از کسانیکہ بعد از ایشان آمدہ اند و خواہند آمد جائز است بلکہ واقع

که شموس بعضی آئندگان نیز غروب نہ پزیرد الخ .... (مجموعۃ الاسرار مکتوب نمبر۲۶)

معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے حضرت غوث اس وقت ابھی چھوٹی عمر کے تھے انہوں نے فرمایا کہ یہ بچہ اپنے وقت کے تمام اولیاء پر فضیلت پائے گا نیز حضرت غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے ایک مدت بعد حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ سے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس وقت موجود ہوتا تو ان کے قدموں کو اپنی آنکھوں پر رکھتا بزرگوں کے ان دو اقوال سے معلوم ہوا کہ ان کے قدم اس وقت کے اولیاء اللہ کی گردنوں پر تھے بعد کے اولیاء کی گردنوں پر نہیں اور وہ جو غوثیت کے مرتبہ سے عروج کر کے امامت کے مرتبہ پر پہنچ جائے تو وہ بھی اس زیر قدمی سے خارج ہے اور یہ جائز ہے کہ جو غوثیت کے مرتبہ سے آگے نکلے وہ ان کے برابر ہو جائے بلکہ ان سے بلند ہو سبحان اللہ کتنی کوتاہ نظری ہے کہ عروج کے مراتب غوثیت تک محدود کرتے ہیں امامت کا مرتبہ غوثیت کے رتبہ سے اوپر ہے اور خلافت کا مرتبہ امامت کے مرتبہ سے اوپر ہے ان دونوں مراتب کی فوقیت سے وہ جاہل ہیں۔

میرے عزیز! حضرت غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلیہ قول کہ اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلند افق پر رہے گا اور کبھی نہ ڈوبے گا ان (بعض) لوگوں کے بارے میں ہے جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اور جو بزرگ ان کے بعد آئیں گے اور آئے ہیں ان کی خبر نہیں دیتے اور یہ جائز بلکہ واقع ہے کہ بعد میں آنے والوں کے سورج بھی غروب نہیں ہوں گے۔

تنبیہہ :

اولین سے تمام اولین بھی مراد نہیں بلکہ بعض مراد ہیں کیونکہ ان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے عظیم رتبہ کے لوگ بھی شامل ہیں جیسا کہ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوب سے واضح ہوا جبکہ دلائل کے ساتھ واضح ہوا کہ حضرت غوث کی افضلیت دوسرے اولیاء پر اس وقت کے ساتھ

ہے اور ماتقدم و ماتاخر میں غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بڑے بڑے اولیاء گزرے ہیں اور آنے والے ہیں تو کسی کا یہ قول کہ فلاں ولی اللہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے رتبہ میں بلند ہے ناجائز نہیں۔ جائز بلکہ واقع ہے تو پھر ہمارے حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں یہ کہنا (جبکہ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ وہ کمال بھی ہے) کوئی جرم نہیں بلکہ اظہار حق ہے نیز چند اکابر کے سوا باقی تمام اولیاء اللہ **شخصاً** منصوص و حرج نہیں ہیں بلکہ ولایت کی صفات سے اور اولیاء اللہ کے علوم و کمالات سے پہچانے جاتے ہیں اور کسی خصوصی مقام سے سرفراز ہونا اور اس ہی مقام کی بشارت دینا الھامی بات ہے پس جبکہ راسخین اولیاء اور اپنے مشائخ کسی کے بارے میں فراستہ و مشاہدہ گواہی دیں اور دوسرے اہل خیر بھی ان کے حق میں نیک خوابوں کا بیان کریں تو پھر انکار کرنے والے کی مکابرہ کے سوا اور کوئی دلیل نہیں۔ (محمد انور سیفی عفی عنہ)

۴۔ ایک دفعہ جمعہ کی شب محفل کے بعد جب یہ فقیر (اخند زادہ سیف الرحمٰن) گھر کو رخصت ہوا اور ایک ہزار دفعہ درود پڑھنے کے بعد لیٹا تو نیند آگئی تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ قبلہ کی طرف سے ایک ندی بہہ رہی ہے اور اس پر ایک پل بنا ہوا ہے اور اس پل کے دوسری طرف ایک عظیم دریا نظر آرہا ہے کہ کوئی آبادی ادھر ادھر نظر نہیں آتی۔ میرے ساتھ ایک اور ساتھی بھی ہے اور ہم قبلہ کی طرف دیکھتے ہیں۔ میرا ساتھی کہتا ہے کہ میں نے کبھی سیلاب نہیں دیکھا تو اتنے میں قبلہ کی طرف سے اسی ندی میں ایک عظیم سیلاب آتا ہے تو میں اپنے ساتھی سے کہتا ہوں کہ لو دیکھو ابھی تم نے سیلاب کا تقاضا کیا اور ابھی سیلاب آگیا۔ اس وقت ندی کے دونوں طرف مالدار لوگوں کے مویشی ہوتے ہیں تو یہ مالدار لوگ بڑے پریشان ہوتے ہیں کہ یہ سیلاب تو ہمارے مویشیوں کو لے ڈوبے گا۔ اتنے میں ایک مالدار آدمی اپنے ایک مرکب (سواری) کو بہت غصے سے ندی کی ایک طرف سے دوسری طرف کو اتار دیتا ہے تو میں اپنے ساتھ سے کہتا ہوں کہ اے بدبخت تمھاری وجہ سے یہ لوگ اتنی تکلیف میں مبتلا ہوگئے کیونکہ تم نے ہی سیلاب کا تقاضا کیا تھا۔ پھر میں اس ساتھی سے دوسری طرف روانہ ہوتا ہوں تو مجھے ایک بڑا لشکر نظر آتا ہے جب نزدیک جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ تمام کے تمام انبیاء کا لشکر ہے اور یہ آواز بھی سنائی دیتی ہے کہ یہاں ایک ولی اللہ بھی موجود ہے لیکن دکھائی نہیں دیتا۔ تمام کے تمام انبیاء نظر آتے ہیں۔ اتنے میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نظر آتے ہیں اور انبیاء کے سردار جیسے معلوم ہوتے ہیں شیریں کلامی فرماتے ہیں اور حضرت موسیٰ

علیہ السلام بھی نظر آتے ہیں کہ یگانہ کھڑے ہوتے ہیں اور نہایت جلالیت' غصہ اور بلند آواز سے تقریر کر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نرمی سے باتیں کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چہرہ مبارک اور داڑھی مبارک کا رنگ سرخ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چہرہ مبارک نہایت سفید اور نہایت حسین ہے اتنا کہ حسن کی کوئی معلوم نہیں ہوتی اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس لشکر کے درمیان میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور دیگر انبیاء کرام علیہ السلام آپ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد کھڑے ہوتے ہیں اس لیے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نظر نہیں آئے لیکن آپ ﷺ کے انوار' تجلیات اور حضرات میں واضح طور پر محسوس کرتا ہوں تو میں اولا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مصافحہ کرتا ہوں اور ان کے ہاتھ چوم لیتا ہوں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام میری ساتھ بہت شفقت اور محبت کرتے ہیں اور اپنے فرزند جیسی نرمی کا سلوک میرے ساتھ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصافحہ کرتا ہوں اور انؑ کے ہاتھ چوم لیتا ہوں پھر دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوتا ہوں اور ایک فرزند کی طرح ان کے اردگرد چکر لگاتا ہوں باقی تمام انبیاء کرام علیہ السلام خاموش ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم قیامت برپا کرتے ہیں کہ ایک چھت سی ہوتی ہے جس میں دو اشخاص تشریف فرما ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام مُغرِب یا مُغرَب (بالغین المعجمہ) ہوتا ہے اور دوسرے کا نام مُعَرِب یا مُعرَّب (بالعین المھملہ) ہوتا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ دونوں قیامت قائم کرتے ہیں تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پہلے ہم دیواروں پر چسپاں شدہ کاغذات ہٹاتے ہیں (کیونکہ ان پر اسماء مقدسہ اور قرآنی آیات ہیں اور لوگ ان کی بے ادبی کرتے ہیں) تو اس کے بعد

قیامت برپا کریں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یہ فقیر، تینوں دیواروں سے کاغذات ہٹانے شروع کرتے ہیں لیکن میں اپنے دل میں خوفزدہ ہوں کہ میرے کمرے میں بھی اسماء مقدسہ کے بعض کاغذات دیواروں پر چسپاں ہیں (اگرچہ ان کے ساتھ کوئی بے ادبی نہیں ہوتی) لیکن پھر بھی اگر یہ مبارک ہستیاں دیکھ لیں تو ممکن ہے ان کو یہ پسند نہ آئیں۔ اس ہیبت میں یہ واقعات عجیبہ دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی تو میں نے فوراً تمام دیواروں سے کاغذات اور اشتہارات ہٹا دیے۔ اس خواب کی تائید میں ایک اور خواب بھی ہے جو کہ خواجہ محمد حضرت صاحب کے مرید محمد یعقوب نے دیکھا ہے۔ اس خواب کا لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

خواجہ محمد حضرت کا مرید محمد یعقوب: اپنا خواب بیان کرتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد میں خواجہ محمد حضرت صاحب اور شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب تشریف فرما ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں۔ اسی اثناء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اخندزادہ سیف الرحمن اگرچہ ولی اللہ ہیں نبی نہیں ہیں لیکن میں اس کی علو شان کی وجہ سے اس کو قیامت کے دن انبیاء کی صف میں کھڑا کروں گا۔ (یہ خواب واضح طور پر فقیر کے خواب کی تعبیر ہے)

مولوی محمد عابد حسین سیفی لاہوری خواب بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا تو سید عثمان بخاریؒ کو جانتا ہے؟ وہ میرا شہزادہ ہے تم اپنے شیخ سے عرض کرو کہ وہ اپنے مریدوں کو حکم کریں کہ وہ مزار کو آباد کریں۔ میں نے غور نہ کیا تو دوبارہ خواب آیا جو پہلے خواب کی طرح تھا جس میں وہی امر تھا۔ دوسری دفعہ خواب دیکھنے کے بعد

میں نے چند دوستوں کو حاضر کر کے کہا کہ بادشاہی قلعہ کے اندر حضرت عثمان بخاری" کا مزار ہے۔ وہاں چلیں چنانچہ میرے کہنے پر بعض ساتھیوں نے مزار پر حاضری بھی دی تاکہ اس کو آباد کریں چونکہ دوسرے خواب کے بعد میں نے بعض ساتھیوں کو حاضری کا کہا تھا لہٰذا تیسری مرتبہ خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم کسی کو حکم دو بلکہ میں نے تمہارے شیخ کے لیے کہا تھا کیونکہ تیرا شیخ اس وقت میرا نائب ہے اور مقام قیومیتؒ' صدیقیت اور عبدیت سے سرفراز ہے اور مجھے موجودہ عصر میں سب سے محبوب ہے۔

(میرے شیخ سے مراد حضرت قیوم زمان غوث دوران سرفراز مقام عبدیت صدیقیت حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔)

۷۔ جناب خلیفہ امان گل سیفی (کراچی): اپنا ایک واقعہ (کشف) بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے ۱۳۶۹ھ ش جمعہ کی رات کو ایک عجیب واقعہ (کشف) دیکھا۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب کے اسم مبارک کے جز اول (یعنی سیف) اور جز ثانی (یعنی الرحمن) کے بارے میں عجیب و غریب معارف دیکھے۔

جز اول (سیف) کے بارے میں یہ مشہور ہوا کہ یہ دنیا میں ہر باطل کو توڑتا ہے اور ختم کر دیتا ہے اور جز ثانی (الرحمن) میں یہ نظر آیا کہ لوگوں کی ارواح کو فوق العرش مراتب تک عروج دیتا ہے۔ یہ حضرت صاحب کے اسمی خوارق ہیں۔ یہ (سیف) وہی تلوار ہے کہ جس کے ذریعے جہاد بدر میں مشرکین کی گردنیں کاٹ دی گئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ میں مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ (سیف) میری تلوار کی روح ہے کیونکہ (اس وقت) دنیا میں اس (سیف) کے سامنے باطل قیام نہیں کر سکتا۔ دیگر اس (سیف) کے خوارق یہ ہیں کہ بہت سارے سالکین حضرت صاحب کی

محبت کے جذبہ میں سرشار ہوکر سر کے بغیر لاشیں نظر آتے ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت صاحب کے سامنے اپنے سروں کو قربان کردیا اور رحمن میں یہ خوارق نظر آتے ہیں کہ اس کی اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک الرحمن کے ساتھ مشارکت ہے (جوکہ اشتراک اسمی ہے) اور عرش پر مسطور اور قائم ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہ کریں۔

۸۔ صوفی دستم خان: نے خواب دیکھا وہ کہتا ہے کہ صحبت کی حالت میں خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے اور اہل اللہ کے بڑے اجتماع کے سامنے ہمیں ارشاد فرمایا کہ عصر حاضر میں میرا اصلی وارث اور نائب حضرت اخندزادہ سیف الرحمن" ہے اور اس مبارک محفل میں تمام انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سابقہ اولیائے عظام" اور حضرت صاحب" کے تمام مریدین موجود ہیں۔ اسی اثناء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اخندزادہ مبارک (قدس سرہ) کو امامت کے لیے آگے کردیا اور رسول اکرم ﷺ نے تمام حاضرین سمیت حضرت اخندزادہ مبارک (قدس سرہ) کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی (اس سے یہ لازم نہیں ہے ولی" نبی کریم ﷺ سے افضل ہے العیاذ باللہ بلکہ یہ چیز وراثت اور نیابت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی تھی اور اس طرح امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان امامت کا واقعہ بھی روایات میں مذکور ہے) لیکن فرقہ جبریہ' وھابیہ' پنج پیریہ' مودودیہ اور اہل تشیع وغیرہ نے حضرت صاحب قدس سرہ کی اقتدا نہیں کہ بلکہ رجوع قہقری کرکے معرض ہوگئے۔

۹۔ مولوی محمد عابد حسین صاحب (لاھوری کا مرید محمد یسین (ساکن باغبانپورہ لاہور حال سعودی

عرب جدہ): لکھتا ہے کہ میں مدینہ منورہ میں رہتا تھا تو جب میرے ویزے کی تاریخ ختم ہوگئی تو حکومت مجھے مدینہ منورہ سے نکالتی تھی تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور زور زور سے رونے لگا کہ اب تک تو ہیں روزانہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ کے لیے آتا تھا لیکن اب اس نعمت عظمیٰ سے میں محروم ہو جاؤں گا کیونکہ حکومت مجھے مدینہ منورہ سے نکال رہی ہے تو رات کے وقت جب میں سوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ پریشان نہ ہو تمہارے وطن پاکستان میں اخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی خراسانی میرا نائب ہے اس کی صحبت میں جاؤ اس کی صحبت میری صحبت ہے (کیونکہ وارث بھی مورث کی طرح ہوتا ہے)۔ الا فیما امتنع شرعا۔

۱۰۔ خلیفہ امان گل صاحب: اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ میرے ساتھ بہت سارے لوگ ہیں جن میں بعض سالکین ہیں اور بعض غیر سالکین۔ ہم سب اکٹھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے جارہے ہیں اور ایک کچے راستے پر رواں ہیں اتنے میں صدا آتی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت اخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی بھی موجود ہیں ہم کچے راستے سے گزر کر ایک پکے راستے پر پہنچتے ہیں اور اس پکے راست پر ملائکہ کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس پکے راستے پر غیر سالکین نہیں جاسکتے تو غیر سالک وہاں رک جاتے ہیں اور ہم سالکین آگے چلتے ہیں کچھ آگے دیگر ملائکہ کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو کوئی سالک اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے قطع کرنے کی قربانی دے سکتا ہے صرف وہی آگے جاسکتا ہے یہ قربانی دینے والے سالکین آگے جاتے ہیں۔ وہاں سے کچھ آگے اور ملائکہ کھڑے ہیں وہ کہتے ہیں جو کوئی ایک ہاتھ کی قربانی دے سکتا ہے وہ آگے جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ یہاں سے آگے قربانی دینے

والے سالکین جاتے ہیں۔ اسی طرح جیسے جیسے ہم آگے جاتے ہیں تو آنکھوں کی قربانی' کانوں کی قربانی' زبان کی قربانی اور دیگر اعضائے بدن کی قربانی دینے کے مقامات علی الترتیب آتے ہیں اور قربانی دینے والے ہی آگے جاتے ہیں۔ آخر میں ایک پھاٹک سا لگا ہوتا ہے جس کی دوسری طرف حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب کھڑے ہوتے ہیں۔ اس پھاٹک سے آگے صرف وہ سالکین جاسکتے ہیں جو سر کی قربانی دیں گے۔ تو میں دیکھتا ہوں کہ اس مقام سے صرف ردیف الکمالات حضرت محمد شاہ روحانی صاحب' مولوی یار محمد صاحب اور مولوی عبدالحیٔ زعفرانی صاحب آگے جاتے ہیں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت مبارک صاحب سے جاملتے ہیں۔

ہرکہ او در عشق دعوی کند
خالقش صد امتحان بردے کند

(ترجمہ: جو کوئی بھی خالق کائنات سے عشق کا دعوی کرتا ہے تو ہو ذات پاک اس اسو طرح سے امتحان لیتی ہے)۔

(ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرت وبشر الصبرین○ الذین اذا اصابتھم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون○ (سورہ البقرۃ آیت ۱۵۵۔۱۵۶) "ترجمہ: اور ہم تمہارا امتحان لیں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجیے (جن کی یہ عادت ہے) کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالی ہی کی ملک ہیں اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعالی کے پاس جانے والے ہیں)" فالحمد للہ علی ذلک حمد کثیرا طیبا مبارکا کما یحب ربنا ویرضی وسلام علی عبادہ الذین اصطفے۔

۱۱۔ ملا میرا جان۔ اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں

خواب میں حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب سے اجازت کی طلب کرتا ہوں تو حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ کیا تنگ آگئے ہو جو اجازت مانگتے ہو پھر فرماتے ہیں کہ کچھ دیر ٹھہر جاؤ۔ اسی اثنا میں قیامت برپا ہو جاتی ہے تو مجھ پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ بے شمار مخلوقات موجود ہے بعض لوگوں کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جاتا ہے اور بعض لوگوں کو بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جاتا ہے اور بعض کے پیٹ میں ہاتھ داخل کیا جاتا ہے اور پیچھے کی طرف سے اعمال نامہ دیا جاتا ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر مجھ پر اور زیادہ خوف طاری ہو جاتا ہے کہ میرا اعمال نامہ میرے کس ہاتھ میں دیا جائیگا اچانک مجھے آواز سنائی دیتی ہے کہ لو اپنا اعمال نامہ پکڑو تو میں بسم اللہ پڑھتا ہوں اور دونوں ہاتھوں سے اعمال نامہ تھام لیتا ہوں۔ اتنے میں جب میں اعمال نامہ دیکھتا ہوں تو اس کے اوپر تسمیہ لکھا ہوتا ہے تو میری زبان پر پشتو کے یہ اشعار جاری ہو جاتے ہیں۔

مابیگاہ یو خوب اولیدہ ۔۔۔ راکڑو یو فرمان جلیل

نسبہ م پہ ترتیب اولیدہ ۔۔۔ امر شو پہ ماغریب

ادے کڑہ ژما ورتہ ۔۔۔ رحم تہ پہ ما او کڑہ

اسی اثنا میں حضرت مبارک صاحب مجھے فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ آجاؤ تو کچھ فاصلہ چلنے کے بعد دیکھتا ہوں کہ پانچ خیمے ہیں ایک خیمے میں حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس خیمے کی وسعت اتنی زیادہ ہے کہ کوئی حد معلوم نہیں ہوتی اور اس پر تسمیہ اور کلمہ طیبہ لکھا تھا۔ دوسرا خیمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تیسرا خیمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا چوتھا خیمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پانچواں خیمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔ چاروں خلفائے راشدین کے ساتھ حضرت مبارک صاحب بھی کھڑے ہوتے ہیں۔ میں پریشان ہوں۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت مبارک صاحب آپس میں کچھ باتیں کرتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مبارک صاحب سے فرماتے ہیں کہ تم اب چلے جاؤ تو مبارک صاحب کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

کرنے کے بعد جاؤں گا۔ اتنے میں ایک آدمی آتا ہے اور کہتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبارک صاحب کو طلب فرماتے ہیں تو مبارک صاحب اور میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر ایک انتہائی نورانی تاج ہے اور ان کے ایک طرف نور کا ایک مینار تھا اور وہ مینار اتنا بلند تھا کہ اس کی چوٹی نظر نہیں آتی۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم روتے ہیں اور امتی امتی کہتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت بہت گنہگار ہے کوشش کرو۔ اسی اثناء میں ایک شخص ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مبارک صاحب سے فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خیمے میں چلے جاؤ۔ تو ہم دونوں واپس آکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خیمے کے نیچے آکر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم آگئے۔ اسی اثنا میں ایک دریا پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کی ابتداء اور انتہا کا پتہ نہیں چلتا اور لوگ اس دریا کو عبور کرتے ہیں تمام لوگ کھڑے ہیں اتنے میں حکم ہوتا ہے کہ دریا کو پار کر جاؤ۔

تو مجھ پر ہیبت طاری ہوتی ہے اور میری زبان پر پشتو کے یہ اشعار ہوتے ہیں۔

چہ ورخ شی د قیامت — نفسی نفسی بہ وائی هرنبی پہ خپل زبان

پہ هرچا بہ شی هیبت — عاقلہ او کڑہ پام

جب ہم دریا کے کنارے پہنچتے ہیں تو مبارک صاحب فرماتے ہیں کہ جس کسی نے سچے دل سے میرے ساتھ بیعت کی ہو وہ آجائے۔ ایک شخص آکر ایک چھوٹی کشتی لاتا ہے مبارک صاحب اس کا ایک بٹن دباتے ہیں تو کشتی بڑی ہو جاتی ہے اور تمام سالکین سیفیہ اس میں سوار ہو جاتے ہیں۔ کشتی کے درمیان میں ایک رسی ہوتی ہے۔ اسی کا ایک سرا مبارک صاحب پکڑتے ہیں اور دوسرا سرا میں پکڑتا ہوں۔ مبارک صاحب رسی پر پاؤں سے زور لگاتے ہیں تو کشتی پار ہو جاتی ہے۔ اتنے میں ایک باغ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس باغ میں ایک حوض ہوتا ہے۔ مجھے بہت پیاس لگتی ہے تو میں مبارک صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ یہ پانی ہے تو مبارک صاحب نے ایک پیالہ بھر کر مجھے دے دیا۔ اتنے میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور مبارک صاحب سے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ پانی تم تقسیم کرو۔ اس

کے بعد میں خواب سے بیدار ہو گیا۔

۱۲۔ ملا میرا جان صاحب: ایک اور خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خواب میں حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب آتے ہیں اور مجھے ہاتھ سے پکڑ لیتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ آؤ ہم دونوں مدینہ منورہ چلتے ہیں تو میں حضرت مبارک صاحب کے ساتھ روانہ ہوتا ہوں اور ہم مدینہ منورہ پہنچ جاتے ہیں پھر میں دیکھتا ہوں کہ حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ایک تخت پر تشریف فرما ہوتے ہیں کہ وہ تخت اللہ تعالیٰ کے نور سے بنا ہوتا ہے اور اس تخت سے انوار اور شعلے اس قدر اٹھتے ہیں کہ عرش معلی تک پہنچتے ہیں حضرت مبارک صاحب اور میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں تو حضرت مبارک صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا السلام وعلیکم یا محبوب اللہ۔ تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابا فرمایا وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں اور بائیں جانب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں اور سامنے امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کھڑے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مبارک میں پکڑ لیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا آپ نے اخندزادہ صاحب کو ذکر دیا ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں میں پہلے ہی ذکر دے چکا ہوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک صاحب سے فرمایا کہ تم نے میرا جان کو ذکر دیا ہے تو مبارک صاحب نے عرض کی جی ہاں میں نے میرا جان کو قلب میں ذکر دیا ہے۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ قرآن مجید لے آؤ۔ وہ لے آئے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ

قرآن مجید مجھے دے دیا۔ اور فرمایا کہ یہ پکڑ لو۔ تو میں نے پکڑ لیا۔ جب میں قرآن مجید پکڑتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم نے قبول کیا۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں نے تو پہلے ہی قبول کیا تھا۔ تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک میرے لطیفہ اخفی پر اور بایاں ہاتھ مبارک میرے لطیفہ قلبی پر رکھ دیا اور اللہ کا اسم میرے سر پر رکھ دیا کہ آگ (نور) کی طرح میرے دل میں داخل ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ دائیں طرف اور بائیں طرف اور دل پر زور سے اسم ذات کی ضرب لگاؤ۔ پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مبارک صاحب سے فرمایا کہ کیا تم اپنے نام کی برکت اور اس کے معنی سے آگاہ ہو تو مبارک صاحب نے خاموشی اختیار کی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا نام سیف الرحمن ہے سیف کا معنی ہے تلوار اور رحمن اللہ تعالی کا اسم ہے۔ پس تم اللہ کی تلوار ہو تو تم ملحدین کو مار ڈالو۔ اللہ تعالی کی مدد تمہارے ساتھ ہے اور یہ میرا تمہارے لیے حکم ہے۔ پھر مجھے خیال آتا ہے کہ سید اکاخیل صاحب کدھر ہوں گے۔ ادھر ادھر دیکھتا ہوں تو وہ حضرت مبارک صاحب کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ مجھے افغانستان سے سید اکا خیل صاحب (بیعت کے لیے) لے آئے تھے تو میں سید اکاخیل صاحب کا دامن پکڑ لیتا ہوں اتنے میں بہت زیادہ اولیاء کرام اور علماء کرام جمع ہو جاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کس لیے جمع ہوئے ہیں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواباً فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اخندزادہ سیف الرحمن سے بیعت کرتے ہیں۔ اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رخصت دے دی تو میں نے آکر مبارک صاحب کا ہاتھ مبارک چوم لیا اور اپنی پیشانی کو مبارک صاحب کی پیشانی مبارک سے لگا دیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

ما او لیدلو ی شان د محمد ﷺ آخر زمان   یو قدم پہ ذکمہ بل ے پاس پہ لامکان
محبوب د پاک سبحان   محبوب د پاک سبحان

(ترجمہ: میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شان کو دیکھ لیا۔ آپ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب ہیں۔ آپ ﷺ کا ایک قدم زمین پر اور دوسرا لامکان پر ہے۔ آپ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب ہیں۔)

الغرض ہزارہا ایسے رویائے صالحہ، کشوف صادقہ اور الہامات حقہ ہیں جو اس فقیر کی حقانیت، وراثت، مجددیت اور ولایت پر دلالت کرنے والے ہیں اور ان کو تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ایک کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ (چاہیں تو اس کا مطالعہ فرمالیں) لیکن دلائل ظاہرہ باہرہ دافعہ کے ہوتے ہوئے خواب و خیال اور کشف کی کیا ضرورت ہے یہ تو "آفتاب آمد دلیل آفتاب" والا معاملہ ہے۔

پیر کے کمالات کی پہچان کا ایک طریقہ:

پیر کے کمالات مریدوں سے معلوم ہوتے ہیں اگر مریدوں میں اتباع شریعت' حیات لطائف' وجد و حال اور علوم و معارف موجود ہیں تو یہ پیر کے کمالات کا ثمرہ ہے جیسے ایک قابل اور لائق شاگرد سے اس کے استاد کی قابلیت اور علمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے لیکن اگر مریدوں میں کوئی حال باطنی کمالات اور علوم و معارف موجود نہیں تو یہ پیر کے ناقص یا ناکمل ہونے کی دلیل ہے البتہ مرید میں خلوص اور آداب شیخ کا لحاظ رکھنے کے ساتھ ساتھ اتباع سنت کا موجود ہونا شرط ہے۔ بے ادب' کاذب اور مخالف شریعت مرید اپنے پیر کے کمالات باطنی سے فیض یاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ان برائیوں سے سچی توبہ نہ کرلے۔

الحمد للہ یہ بات بڑی ظاہر اور واضح ہے کہ اس فقیر کے مریدین اور خلفائے کرام' بڑے بڑے کمالات علوم و معارف' اسرار و دقائق' الہامات حقہ اور کشوف صادقہ کے مالک ہیں (علی حسب اختلاف الاستعدادات و وجود الشرائط المذکورۃ) اور توجہ کی طاقت اور نفی اثبات کی قوت فقیر کے مریدین کا خاصہ ہے۔ پس مریدین سے میری حقانیت معلوم کی جاسکتی ہے۔

مولانا ضیاء اللہ کا ایک الہامی واقعہ اور چوبیس جہات کی تشریح:

یہاں مجاہد کبیر' مناظر ملت' محقق و مدقق' علامہ مولانا ضیاء اللہ صاحب (جو کہ اس فقیر کے اخص الخواص خلفاء میں سے ہیں) کا ایک الہامی واقعہ کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو کہ علوم و معارف حقہ پر مشتمل ہے اور اس فقیر کی حقانیت اور ولایت پر دلیل ہے۔

مولانا ضیاء اللہ صاحب اپنے ایک خط میں اس فقیر کی طرف اپنا ایک الہامی واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

بحضور جناب حضرت مفخر الاماثل والاکابر' قدوۃ ارباب الحقیقۃ والیقین جامع بین الظواہر البواطن' فرید اوانہ' قطب زمانہ' منبع جمیع العلوم المشرف من اللہ تعالی

بمقام القیومیتہ والصدیقیہ والعبدیہ والجددیہ' سیدنا و مرشدنا حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب پیرارچی خراسانی السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ امابعد امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے رسالہ "مبداو معاد" صفحہ نمبر۱۸۔۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"حضرت نقشبند قدس سرہ فرمودہ اند کہ آئینہ ہریک از مشائخ را دو جہات است و آئینہ مراشش جہت۔ معنی این کلمہ را تا این زمان ہیچ از خلفا این خانوادہ بزرگ بیان نکردہ است بلکہ باشارہ ورمزہم دران باب سخن نزاندہ۔ این فقیر قلیل البضاعتہ راچہ رسد کہ در شرح آن اقدام نماید و در کشف آن زبان کشاید اما حق سبحانہ وتعالی محض فضل خویش سراین معمارا باین فقیر بکشود و حقیقت آن کما ینبغی وانمود بخاطر ریخت کہ در مکنون را بنان بیان در سلک تحریر کشد و بزبان ترجمان درحیز تقریر آرد..... الخ۔"

(ترجمہ: حضرت شاہ نقشبند رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشائخ میں سے ہرایک شیخ کے آئینہ کی دو جہات ہیں اور میرے آئینہ کی چھ جہات ہیں اور اس عظیم سلسلہ کے خلفاء میں سے کسی نے بھی اس بات کے معنی بیان نہیں کیے ہیں بلکہ اشارہ وکنایہ سے بھی کوئی بات نہیں کی ہے تو اس فقیر (شاہ نقشبندؒ) بے مایہ کی کیا مجال کہ اس کی شرح کرتے یا اس کی وضاحت کے لیے زبان کھولے۔ لیکن یہ صرف اللہ تبارک تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس معما کا راز اس فقیر (شاہ نقشبندؒ) پر کھول دیا گیا اور میرے دل پر اس کی حقیقت کو ظاہر کردیا گیا۔ کہ یہ فقیر (شاہ نقشبندؒ) اس پوشیدہ (قیمتی) موتی کو تحریر کی ڈوری میں پروئے لور تقریر کے دائرہ میں لاکر اس کی ترجمانی کرے۔)

آمدم برسر مطلب۔ حضرت شاہ نقشبندؒ کے کلمہ قدسیہ کی تشریح امام ربانیؒ نے چھ لطائف سے کی ہے اور امام مجددؒ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ معنی کسی معلوم نہیں کیونکہ یہ تو غائب پر بلا دلیل حکم کرنا ہے۔ صرف اتنا فرمایا ہے کہ یہ معنی کسی نے بیان نہیں کیے بلکہ اس کا کوئی اشارہ بھی نہیں فرمایا۔

پس حقیر ضیاء اللہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت مبارک صاحب سے کئی دفعہ سنا ہے کہ مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ نے خواب میں حضرت شاہ نقشبندؒ سے ملاقات کی اور شاہ صاحب سے عرض کی کہ میرا آئینہ چوبیس جہات پر مشتمل ہے اور شاہ نقشبندؒ

نے تسلیم کیا کہ ہاں تو مولانا صاحب کی چوبیں جہات کا بیان بھی اس حقیر ضیاء اللہ کے بغیر کسی نے اشارۃ یا صراحتہ نہیں کیا اگرچہ کئی لوگوں کو معلوم ہو لیکن اس حقیر کو اتفاقی طور پر اس معنی کا انکشاف ہو چکا ہے تو اس انکشاف کو عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ مرید پر لازم ہے کہ اپنے شیخ مبارک کو اپنے وقائع عرض کرے تاکہ سقم یا صحت معلوم ہو جائے نیز یہ حقیر اپنے آپ کو تمام عیوب اور علل کا مجموعہ سمجھتا ہے۔ ع ہرچہ گرد علتی علت شود۔

پس حقیر عرض کرتا ہے کہ شیشہ عارف کے قلب سے عبارت ہے جو کہ پہلی تقسیم میں دو جہات پر مشتمل ہوتا ہے ایک جہت نفس کی طرف اور دوسری جہت روح کی طرف یہ تقسیم عام مشائخ کی ہے لیکن جب لطیفہ قلب صیقل ہو جائے اور امام ربانی کی تحقیق کے مطابق مبسط اور مدقق بن جائے تو درجہ بدرجہ چھ جہات پر مشتمل ہو جاتا ہے۔

۱۔ پہلی جہت اپنے مطیہ (سواری) کی طرف جو کہ قلب ہے۔
۲۔ دوسری جہت روح کی طرف
۳۔ تیسری جہت سر کی طرف
۴۔ چوتھی جہت خفی کی طرف
۵۔ پانچویں جہت اخفی کی طرف
۶۔ چھٹی جہت نفس کی طرف

پھر مذکورہ چھ لطائف (قلب، روح، سر، خفی، اخفی اور نفسی) میں سے ہر لطیفہ چار چار جہات پر مشتمل ہوتا ہے جس کا مجموعہ چوبیں جہات بن جاتا ہے۔

تفصیل لطیفہ قلب: لطیفہ قلب چار جہات پر مشتمل ہوتا ہے لطیفہ قلب کو مقام تفصیل بھی کہتے ہیں۔

۱۔ پہلی جہت اپنے اصل کی جانب ہوتی ہے جو کہ اصل قلب سے مسمی ہے اور عالم امر کا پہلا طبقہ ہے۔ فوق العرش
۲۔ دوسری جہت اپنے قلب کی طرف ہے جو کہ لطیفہ قلب کا مطیہ ہے اور یہ

جہت نفس کے ساتھ ربط رکھتی ہے۔ پس اس جہت کو جہت نفسی کے ساتھ تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ تیسری جہت اپنے مبداء فیض کی طرف ہے جو کہ صفات فعلیہ ہیں کہ اسماء و صفات کے تفصیلی فیض سے یہ لطیفہ استفادہ کرتا ہے۔

۴۔ چوتھی جہت اپنے پیر مبارک کے ان لطائف کی جانب ہے جو کہ ولایت آدمی کے کمالات کے لیے جامع ہوتے ہیں۔

پس لطیفہ قلب کے صیقل ہونے کے بعد مذکورہ چار جہات واضح طور پر نظر آتی ہیں جو کہ ایک تحقیقی امر ہے۔

مذکورہ چار جہات کے درمیان ابتداء معرکہ : ان مذکورہ چار جہات کے درمیان ابتداء معرکہ اس طرح ہوتا ہے کہ اپنے اصل کی جانب جہت اس کو انفرادیت عن الاجساد کی طرف لے جاتی ہے اور عشق کی آگ اس کو پھونک رہی ہوتی ہے اور نفس کی طرف جہت یعنی قلب صنوبری کی جانب جہت مذکورہ جہت کے عکس پر تاثیر رکھتی ہے اس لیے ابتداء میں تردد اور اضطراب زیادہ ہوتا ہے۔

اسی طرح مبداء فیض (یعنی صفات فعلیہ) کی طرف جہت اس کو الوان (رنگ) کے اشتیاق اور اذواق تفصیلیہ کی جانب متوجہ کردیتی ہے جو کہ خطرات کثیرہ کا محل ہے لیکن اپنے پیر کی جانب جہت اس کو وقتاً فوقتاً فوق کی جانب عروج دیتی ہے اور اس کو استغراق عشقی دیتی ہے تاکہ اس کا معاملہ حیرت کے ساتھ دوام پذیر ہوجائے اور خطرات رفع ہوجائیں۔ لیکن یہ دولت اس وقت میسر ہوتی ہے جبکہ پیر مقتدا کے آداب میں کوتاہی نہ کی جائے اور شیخ مبارک کی صحبت میں حاضر ہونے میں بھی سستی نہ کی جائے اور عشق و عقل جو کہ مقام قلبی سے متعلق ہیں اعتدال من وجہ سے متصف ہوجائیں اگرچہ عالم امر کے معاملہ میں لامحالہ عشق کی جہت غالب ہوئی ہے اس وجہ سے اس کے سلوک کے معاملات میں سست نظر آتی ہے حالانکہ اس کا جذب و جوش دوسروں سے زیادہ اور اغلب ہوتا ہے۔

تفصیل لطیفہ روح: لطیفہ روح بھی چار جہات پر مشتمل ہے۔

۱۔ پہلی جہت اپنے اصل کی جانب ہے جو کہ اصل روح ہے اور فوق العرش عالم امر کا دوسرا طبقہ ہے۔

۲۔ دوسری جہت لطیفۂ قلب کی طرف ہوتی ہے جو کہ مقام تفصیل ہے۔

۳۔ تیسری جہت صفات ثمانیہ کی جانب ہوتی ہے جو کہ لطیفۂ روح کی مبداء فیض ہے اس مقام میں لطیفۂ قلب کی بہ نسبت اجمال ہوتا ہے مگر اجمال محض نہیں بلکہ اجمال متوسط ہوتا ہے جو کہ اسماء و صفات کے دائرہ کے نصف زیریں سے تعلق رکھتا ہے یہ مقام مابین الاجمال والتفصیل سے مسمی ہے۔

۴۔ چوتھی جہت جو کہ ان دیگر صفات کی متبوع ہے اپنے پیر مبارک کے ان لطائف کی طرف ہوتی ہے جو کہ ولایت ابراہیمی اور نوحی کے کمالات کے لیے جامع ہوتے ہیں۔

مذکورہ جہات کے درمیان معرکہ جو کہ فی الحقیقت ارتباط ہے:

مذکورہ چار جہات کے درمیان ارتباط اس طرح ہوتا ہے کہ اصل روح کی جانب جہت اس کو بر قیاس قلب انفرادیت عن الخلائق کی طرف لے جاتی ہے لیکن قلب میں اجسام' اجساد اور دیگر خلائق سے انفرادیت متحقق تھا۔ کما یدل علیہ التفصیل المحض اور یہاں (یعنی مقام روح میں) صفات حیوانیہ کے ارباب سے انفرادیت کفایت کرتا ہے جس میں توحد فکری مفید ہے اور دوسری جہت جو کہ قلب کی جانب ہے اس معنی میں مفرط ہے لیکن فی الحقیقت ضعیف ہے مگر اصل مدعا میں اشتراک رکھتی ہے اس وجہ سے لفظ معرکہ کی بجائے ارتباط کے لفظ کا ذکر کیا گیا لیکن یہی ارتباط اوضاع متعددہ کے اعتبار سے معرکہ کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔

تیسری جہت جو کہ صفات ثمانیہ کی جانب ہے اس کو احساس کمتری سے ہٹا کر عزم و استقلال کی جانب لے جاتی ہے اور تفصیل محض کی بجائے اس کی نظر اجمال متوسط پر ہوتی ہے لیکن تلون اور سکر یہاں بھی غلبہ اور جوش پر ہوتا ہے اور چوتھی

جہت جو کہ پیر مبارک کے لطائف جامع کی جانب ہے اس کو فوق معنوی کی جانب عروج دیتی ہے کیونکہ سکر اور تلون کا تقاضا اکتفا کرنا ہے اور غیر مقصود مقام پر محصور رہنا ہے۔ اس لیے مذکورہ جہات میں اصل جہت یہ چوتھی جہت ہے اور اگر یہ آخری جہت (جو کہ اپنے پیر مبارک سے استفادہ کرنے کی جہت ہے) نہ ہوتی تو صادقین سالکین منصور حلاج اور محی الدین ابن عربی کی طرح سکر اور تلونات میں رہ جاتے۔

تفصیل لطیفہ سر: لطیفہ سر بھی چار جہات سے مزین ہوتا ہے۔

۱۔ پہلی جہت اپنے اصل کی جانب ہے جو کہ اصل سر ہے اور فوق العرش عالم امر کا تیسرا طبقہ ہے۔

۲۔ دوسری جہت لطیفہ روح کی جانب ہے۔

۳۔ تیسری جہت اپنے مبداء فیض یعنی شیونات ذاتیہ کی جانب ہے جو کہ اسماء کا نصف عالی بھی ہے اور یہی اسماء ہیں جو کہ ذات اقدس پر صفات سے قوی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ پس صفت العلم ذات اقدس پر اسم العلیم کے واسطے سے دلالت کرتی ہے اور اسم العلیم ذات اقدس پر بالذات دلالت کرتا ہے تو اگرچہ اسماء صفات عین ذات نہیں ہیں لیکن غیر ذات بھی نہیں ہیں بلکہ شیونات کا مرتبہ اسماء و صفات سے بھی فوق ہے جو کہ مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے۔ وجود خارجی زائد نہیں رکھتا اگرچہ وجود نفس الامری رکھتا ہے (شیونات کے متعلق تحقیق کتاب کے شروع میں گزر چکی ہے)

۴۔ چوتھی جہت اپنے پیر مبارک کے ان لطائف کی جانب ہے جو کہ ولایت موسوی کے کمالات کے لیے جامع ہوتے ہیں یہ جہت سالک کو شیونات ذاتیہ کی تجلیات سے بھی فوق معنوی کی طرف لے جاتی ہے اور عروجات غیر متناہیہ سے سالک کو متصف کردیتی ہے۔

تفصیل لطیفہ خفی: یہ لطیفہ بھی چار جہات پر مشتمل ہوتا ہے۔

۱۔ پہلی جہت اپنے اصل کی جانب ہوتی ہے جو کہ اصل خفی ہے اور فوق العرش عالم امر کا چوتھا طبقہ ہے۔

۲۔ دوسری جہت لطیفہ سر کی جانب ہوتی ہے۔

۳۔ تیسیر جہت اپنے مبداء فیض یعنی صفات سلبیہ کی جانب ہوتی ہے۔

۴۔ چوتھی جہت اپنے پیر مبارک کے ان لطائف کی جانب ہوتی ہے جو کہ ولایت عیسوی کے کمالات کے لیے جامع ہوتے ہیں۔

تفصیل لطیفہ اخفیٰ : اسی طرح یہ لطیفہ اخفیٰ بھی چار جہات سے آراستہ ہے۔

۱۔ پہلی جہت اپنے اصل کی جانب ہے جو کہ اصل اخفیٰ ہے اور فوق العرش عالم امر کا پانچواں طبقہ ہے۔

۲۔ دوسری جہت عالم امر کے ماتح لطائف اربعہ کی طرف ہوتی ہے لیکن قریبی افادہ سر اور خفی پر ہوتا ہے۔ اگرچہ سر کی نسبت خفی کی جانب زیادہ قرب کی جہت رکھتی ہے پھر بھی مجموعی اور عمومی افادہ تمام لطائف پر ہوتا ہے اور بعض جہات میں اس لطیفہ بدیعہ کا حال دیگر لطائف سے مختلف اور قوی ہے۔

۳۔ تیسری جہت اپنے مبداء فیض یعنی شان جامع کی جانب ہوتی ہے۔

۴۔ چوتھی جہت اپنے پیر مبارک کے لطیفہ اخفیٰ سے ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور فیوضات سے استفادہ کرتی ہے۔

سوال : اگر کوئی سوال کرے کہ جب اس لطیفہ کی تیسری جہت شان جامع کی جانب ہے تو چاہیئے کہ اس جانب سے ولایت محمدی ﷺ کے کمالات حاصل کرے؟

جواب : تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول الذکر تین جہات میں سے ہر ایک جہت دوربین کے شیشہ کی طرح ہے اور چوتھی جہت جو کہ پیر مقتدا کی جانب ہے۔ اسی جانب سے اس دوربین میں دیکھا جاتا ہے۔ پس بعید کا دیکھنا یا بعید سے استفادہ کرنا اس آخری جہت کا محتاج ہے۔ اگر یہ جہت نہ ہوتی تو دیگر جہات بے کار

اور بے معنی ہوتیں۔ اس لئے اس جہت سے ہی استفادہ ہوتا ہے۔

تفصیل لطیفہ نفسی : لطیفہ نفسی بھی چار جہات پر مشتمل ہوتا ہے۔

۱۔ پہلی جہت اپنی خصوصیات اور آلات کی جانب ہے جو کہ خصوصیات بشراور عناصر قلب سے مسمی ہیں۔ یہ جہت مرکز نفس کے لیے عوام الناس کے حق میں زیادہ قریب ہے اور اس جہت میں قسم قسم کی آلودگیوں میں گرفتار رہتا ہے۔ دوسری جہات اس کو ایک ہاتف کی طرح نظر آتی ہیں اور پھر غائب ہو جاتی ہیں۔

۲۔ دوسری جہت لطیفہ قلب کی جانب ہے۔

۳۔ تیسری جہت لطیفہ اخفی کی جانب ہے۔

۴۔ چوتھی جہت اپنے مبداء فیض کی جانب ہے جو کہ اصل اول سے اصل رابع اور اسم ظاہر تک منتہی ہوتی ہے۔ یہ جہت مزید چار جہات پر مشتمل ہوتی ہے۔

(۱) پہلی جہت عالم امراور عالم خلق کے مرتبہ اولیٰ کے لیے جامع ہوتی ہے یہ جہت معیت علمی کے بعد ہوتی ہے اقربیت علمی سے فیض اخذ کرتی ہے اور یہ مقام اسماء وصفات کے لیے اصل اول ہے۔

(۲) دوسری جہت لطیفہ نفس کے ساتھ خاص ہے جو کہ اسماء وصفات کے لیے اصل ثانی ہے اور اصل الاصل سے مسمی ہے یہ اصول دراصل برزخ اور مرایت شیونات ہے۔ **بعضها فوق بعض مرتبه بعد مرتبه** ۔ یہ محبت کا پہلا مرتبہ ہے اور اصل کی جانب عروج کا مقام ہے۔

(۳) تیسری جہت تیسرے اصل کی جانب ہے جو کہ محبت کا دوسرا مرتبہ ہے اور یہاں اصالت اور محبت ماقبل مراتب کی نسبتاً قویٰ ہے۔

(۴) چوتھی جہت اصل چہارم کی جانب ہے کہ وہاں مقام قوسیت ہے اور محبت ذاتی کے مابعد مراتب اسم ظاہر سے ہیں۔ اس مرتبہ سے بھی عروج حاصل ہوتا ہے جو کہ ماتحت مراتب کے لیے جامع عروج ہے۔

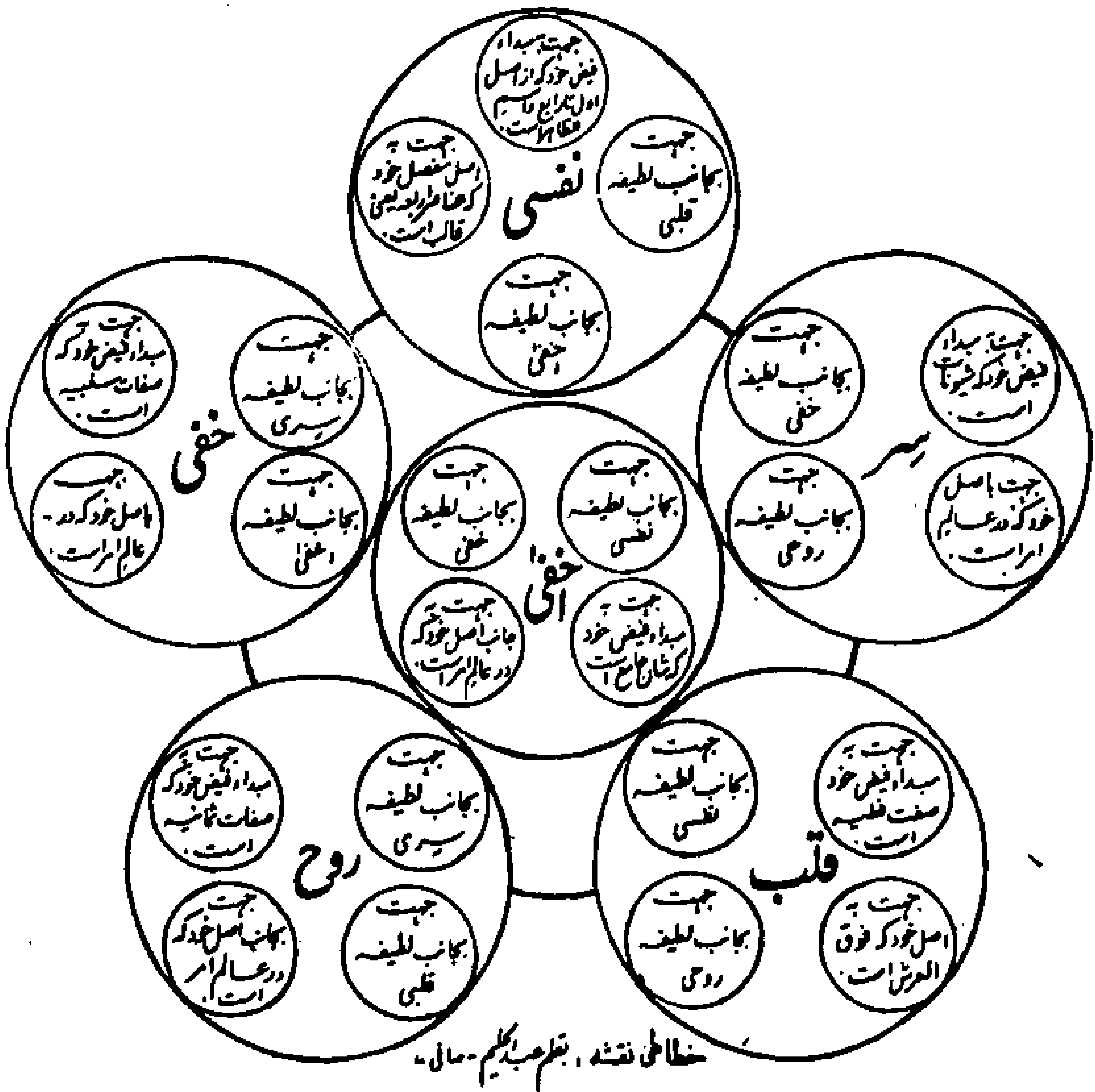
پس چھ جہات میں سے ہر ایک لطیفہ جہات اربعہ پر مشتمل ہوتا ہے جس کا مجموعہ چوبیس جہات بن جاتا ہے اور چوبیسویں جہت جو کہ نفس کی جہت ہے پھر چار جہات پر مشتمل ہوتی ہے تو اس طرح مجموعہ ستائیس جہات بن جاتا ہے کیونکہ قیاس مساوات کا قاعدہ اجنبیہ ہے کہ قسم القسم قسم اور یہ تمام تفصیل اسم الظاہر میں سے ہے اور قلب عارف کی تفصیل اسم باطن کے اعتبار سے ایک اندرونی امر ہے وہاں جہات کی تمیز مشکل ہے لیکن پھر بھی اسم باطن سے لے کر کمالات ثلاثہ' حقائق سبعہ' مقامات حب اور لاتعین کی جانب جہات معتبر کی جاسکتی ہیں جو کہ ہمارے مرشد افخم شیخ الشیوخ' قیوم زمان' غوث جہاں' فرید عصر' مجدد وقت حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب کے قلب مبارک پر ظاہری طور سے نظر آتی ہیں بلکہ جہات غیرمتناہیہ نظر آتی ہیں۔لمن لہ بصیرۃ کاملتہ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

این سخن راچوں تو مبدا بودہ
گر فزوں گردد تو اش افزودہ

(ترجمہ: یہ معاملہ جب تجھ پر شروع ہو جائے گا تو جیسے جیسے آگے بڑھے گا یہ اور زیادہ وسعت پذیر ہو گا)

چوبیس جہات کا نقشہ صفحہ نمبر ۴۸۳ پر ملاحظہ فرمائیں

مشائخ کبار نقشبندیہ کا ۲۴ جہات
پر مشتمل شیشہ
مثل مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ و قیوم زمان مرشدنا
مبارک صاحب مدظلہ العالی



چند معارف :

۱۔ ہر لطیفہ کے ماتحت اور مافوق کے ساتھ ایک ایک جہت ہونا اس لیے ضروری ہے کہ مواجہت دونوں طرف سے متحقق ہوتی ہے۔

۲۔ لطائف عالم امر کے اصول عالم امر میں ہوتے ہیں اور نفس (جو کہ عناصر اربعہ کا جوہر ہے) کا اصل قالب ہے۔ اگرچہ لطافت اور قوت نفس کے وجہ سے نفس کا عناصر اور اجزا کا بادشاہ ہونا ایک الگ مسئلہ ہے لیکن اپنے اصل کی جانب توجہ کرنا بھی ضروریات میں سے ہے۔

۳۔ مبداء فیض سے فیض اخذ کرنے کے لیے جہت کی ضرورت ہے لیکن جہت شیشہ کے لیے ہوتی ہے اور مبداء فیض کے لیے جہت نہیں ہوتی بلکہ جہت سے مبرا ہے۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل　　　نسیم صبح، تیری مہربانی

یہ تو آپ مبارک کے سینہ مبارک کے علوم اور کمالات ہیں جو کہ فقیر نے بیان کیے۔

فقط والسلام

از طرف حقیر ضیا اللہ سیفی۔

مولوی امین اللہ کا خواب : اسی طرح مولوی امین اللہ صاحب بھی اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"بحضور اقدس حضرت قبلۃ العالم والمتفرد فی شانہ الاقدس، والجامع لکمالات المحمدیہ الموروثہ، وحقائق الاشیاء کما ھی والمتصف بالمحبیۃ والمحبوبیۃ

والقاسم للعلوم ظاہرا وباطنا،

استدلالا و کشفا' اجمالا و تفصیلا' اشارۃ وتصریحا والکریم بالفقراء والشفیع للعاصین المتحیرین علی سبیل الوراثۃ والشمس فی لفلک للشریعۃ والطریقۃ شرقا وغربا وجنوبا وشمالا ادام اللہ علینا امن فیوضاتکم العالیہ لیلاو نہارا' مساء وصباحا' حیاۃ و مماۃ امیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج رات حقیر نے خواب میں دیکھا کہ علوم معارف کا ایک بڑا ڈھیر لگا ہوا ہے اور تصنیف و تالیف خصوصاً مکتوبات سیفیہ کی تالیف کے متعلق علوم و معارف کا بڑا مجموعہ پڑا ہے جو کہ ظاہری نظر سے دکھائی نہیں دیتا لیکن محسوس ہوتا ہے اور یہ تمام علوم و معارف آپ مبارک کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس حقیر کو عطا فرمائے ہیں پھر خواب میں آپ مبارک سے ملاقات ہوتی ہے تو آپ نے اس حقیر کو سیاہ رنگ کا ایک حسین اور بیش قیمت جبہ مبارک عطا فرمایا اور شفقتاً ایک سرخ رنگ کا رومال بھی عطا فرمایا۔ یہ تو آپ مبارک کا کمال اور برکت ہے ورنہ یہ حقیر کیا چیز ہے۔

من آن خاکم کہ ابر نو بہاری	میں وہ مٹی ہوں کہ مجھ پر ابر نو بہار نے
کند از لطفش بر من قطرہ باری	اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بارش برسائی ہے۔
اگر بروید ز تن من صد ربانم	اگر میرے جسم سے سو زبانیں پیدا ہو جائیں تو
چو سبزہ شکر لطفش کے توانم	سبزہ کی طرح اس کے (بے انتہا) لطف وکرم کا میں پھر بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔
گلے خوشبوئے در حمام روزے	ایک دن حمام میں میرے محبوب کے ہاتھ سے
رسید از دست محبوبی بدستم	خوشبودار مٹی مجھے ملی۔ میں نے اس



بدو گفتم کہ مشکے یا عنبرے	سے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عنبر
کہ از بوئے دل آویز تو مستم	دل آویز خوشبو سے میں جھوم اٹھا ہوں اس (مٹی) نے جواب دیا
بگفتا من گلے ناچیز بودم	کہ میں تو ناچیز مٹی تھی لیکن کافی عرصہ پھولوں
و لیکن مدتے باگل نشستم	کے ساتھ رہی۔ اس ہم نشین (یعنی پھول) کے
جمال ہم نشیں در من اثر کرد	حسن و کمال نے مجھ میں اثر کیا ورنہ میں
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم	تو وہی مٹی ہوں جو پہلے تھی۔

آپ مبارک کے کمالات اور علوم و معارف غیر متناہی ہیں کیونکہ آپ حقیقی وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فانت احق بقول القائل۔

ای	رکن	من	الشریعة	سالا
فدا	پناہ	قد	امال	الجبالا
مذرزننا	باوحد		العصر	علما
وبہاء		وبہجة		وکمالا
واجتہادا		وطاعة		وصفاء
وسخاء		وعفة		ونوالا
ہو	بحرالعلوم		شرقا	وغربا
ویمنا		وقبلة		وشمالا
وسقی	اہل	عصرہ	کاس	فرب
وحساہم	سنہ		الرحیف	الزلالا
ہو	قطب	علیہ	دارت	وحی العرفان
فان	وہو	الفرید	قالا	وحالا

هو شیخ السلوک من نال هدیا
من سناه فقد ترکی فعالا
وبہ ازدان دیننا وطریق
النقشبندی زاد منہ جمالا
ماراینا کعلمہ وتقاه
جاهل دام منہ شیئا محالا
کثرت حاسدوه فاز دادهدیا
سذا شاعوالردی وزاد واضلالا
ورموه بالافک ظلما وراسوا
ذلہ مذراوه فاق خصالا
فتغاضی عن القبیح وابدی
مابہ زاد رفعتہ وجلالا
ابطن الحسود یطفی نورا
قداراد الا لہ ان یتلا لا
دابہ نشرحکمتہ وعلوم
کم بہ سبعد تقرب حالا
کعد اوالنجوم اتباعہ فی
کل قطر بہ صفوا اشمالا
کم لہ من خلیفہ زادقربا
وامتطی فی التقی مقاما تعالا
ماسری فی الضمیر ذکر خفی
وارتضاه سبحانہ وتعالا
فقط والسلام اولاو آخرا

از طرف طالب عفو و دعا امیں اللہ سیفی
مفخرا' حنفی مذھبا "نقشبندی مشربا وما تریدی
اعتقادا۔"

مولانا محمد صدیق مجددی کا مکتوب گرامی : مولوی امیں اللہ صاحب کے خواب کے بعد بقیۃ

السلف مولانا محمد صدیق مجددی کا ایک مکتوب بھی نقل کرتا ہوں۔ مولانا محمد صدیق مجددی"، حضرت مولانا شمس الحق صاحب کوہستانی" کے بھتیجے ہیں اور مولانا کوہستانی حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی" کے پیرو مرشد ہیں اور مولانا طالقانی" اس فقیر کے مرشد اکمل مولانا محمد ہاشم سمنگانی" کے پیرو مرشد ہیں اور صرف لطیفۂ قلب میں اس فقیر کے بھی بلا واسطہ مرشد ہیں۔ پس فقیر کے شیخ مولانا محمد ہاشم سمنگانی" ہیں اور ان کے شیخ مولانا شاہ رسول طالقانی" ہیں اور ان کے شیخ مولانا شمس الحق کوہستانی" ہیں اور ان کے بھتیجے مولانا محمد صدیق" ہیں بقیۃ السلف مولانا محمد صدیق مجددی" اس فقیر کی طرف اپنے ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں۔

" الحمد للہ ھدی و کفی والسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد:"

فقیر محمد صدیق مجددی نسباً حنفی مذہباً اور نقشبندی مشرباً کی طرف سے حضرت صاحب ارشاد اخندزادہ صاحب کو تحفۂ سلام و تحیات قبول ہو امید ہے کہ آپ کی صحت اچھی ہوگی۔ فقیر ہمیشہ آپ کو دعا سے یاد کرتا ہے۔ میں نے اپنے فرزند شہزادہ کو آپ کے ہاں بیعت اور کمالات طریقت کے اخذ کے لیے روانہ کیا۔ یقین رکھیں کہ میں آپ کو بڑے بھائی کی حیثیت سے اپنے جد امجد مجدد الف ثانی" کی اولاد میں سے شمار کرتا ہوں کیونکہ آپ نے طریقہ نقشبندیہ شریفہ کو امام مجدد الف ثانی" کی طرح اپنے عصر میں ترویج دی ہے اگرچہ فقیر نے بھی نقشبندیہ کا کسب کیا ہے لیکن بیکار اور فضول بیٹھا ہے جبکہ آپ کے کمالات اور وجود بابرکت دوسرے مشائخ کے درمیان امام مجدد الف ثانی" کی طرح آفتاب روشن ہیں۔ بنابرین اپنے فرزند کو آپ کی صحبت حاصل کرنے کے لیے روانہ کیا۔ میں خود مریض اور ضعیف ہوں ورنہ بذات خود مجھے بھی آپ کے دیدار کا شوق اور قصد ہے۔ آپ کی سخاوت سے آرزوئے کامل ہے کہ آپ مجھے غیابت کی حالت میں اپنے کمالات سے بہرہ ور کریں گے۔ پس یہی میری آرزو ہے۔

میں نے مولانا شاہ رسول" کو اپنے چچا بزرگوار مولانا شمس الحق کوہستانی" کی صحبت میں دیکھا تھا اور مولانا شمس الحق" کی صحبت مجھے بھی نصیب ہوئی تھی۔ نیز مولانا محمد ہاشم سمنگانی" کی صحبت بھی حاصل ہوئی تھی۔ پس الحمدللہ کو غیاب کی حالت میں آپ کی صحبت کو بھی میں نے پالیا۔ میں آپ کے لیے دعاگو رہوں گا اور آپ کے خط بابرکت کا منتظر رہوں گا۔ والسلام علیکم رحمتہ اللہ۔

از طرف فقیر محمد صدیق مجدد کوہستانی ولایت کا پیسا۔"

تو مندرجہ بالا رویائے صالحہ' بیانات حقہ' مولانا ضیاءاللہ صاحب کے معارف حقہ اور بقیۃ السلف مولانا محمد صدیق مجددی" کے ارسال کردہ مکتوب سے قارئین پر یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ فقیر الحمدللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل تابع اور وارث حقہ ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کا متبع ہے اور مذہب حنفی کا مقلد ہے اور سلاسل اربعہ میں خلیفہ مطلق ہے اور ہزاروں کی تعداد میں علمائے اہل سنت' طلبہ کرام' حفاظ کرام' قراء کرام اور مشائخ طریقت اس فقیر کے حلقۂ بیعت میں شامل ہیں اور اس فقیر کی حقانیت' ولایت اور کمالات ظاہرہ و باطنہ پر قائل ہیں اور فقیر کی صحبت سے علوم و معارف' اسرار و دقائق' وجد و حال' اطمینان نفس' اعتدال عناصر اور مقام رسوخ حاصل کرلیتے ہیں اور خود اس پر وجدان صحیحہ کے ذریعہ قائل ہیں اور اس پر بھی قائل ہیں کہ فقیر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلیات اور جزئیات' اصول و فروغ کا ظاہرا اور باطنا متبع ہے پس اس سچی گواہی کے بعد کسی اور دلیل کی کیا ضرورت ہے؟

میرے خلفاء اور مریدین ہی میری حقانیت کے دلائل ہیں بے ادب اور کاذب مرید مستثنیٰ ہیں۔

عن المرء لاتسئل و ابصر قرینہ　　　فان القرین بالمقارن مقتدی

ایک معرفت: یہ فقیر مولانا محمد ہاشم سمنگانی" سے طریقہ نقشبندیہ اور قادریہ میں مطلق خلیفہ ہے اور حاجی پنج پیر صاحب" سے بھی قادریہ شریفہ میں خلیفہ ہے اور طریقہ چشتیہ مع القادریہ کی خلافت حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب" اور حضرت مولانا شاہ رسول صاحب" نے فقیر کو بعد الوفات عطا فرمائی ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ فقیر مولانا مرحوم" کے روضہ مبارک پر حاضر ہوا تو مولانا صاحب" نے مراقبہ میں فقیر کو فرمایا کہ مجھے بھی یہ خلافت "مولانا طالقانی" نے بعد الوفات عطا فرمائی تھی۔ تم بھی ان کے روضہ پر حاضر ہو جاؤ اور خلافت طلب کرو۔ تو میں ان کے روضہ مبارک پر حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے خلافت عطا فرمائی اور جب فقیر دوبارہ روضہ اقدس مولانا سمنگانی" پر حاضر ہوا تو انہوں نے بھی خلافت سے سرفراز کیا اور واقعہ کشفی میں حضرت شاہ نقشبند"، حضرت امام مجدد الف ثانی"، شیخ عبدالقادر جیلانی"، خواجہ معین الدین چشتی"، شیخ شہاب الدین سہروردی"، مولانا شاہ رسول طالقانی" اور مولانا محمد ہاشم سمنگانی" نے یک زبان ہو کر فقیر کو سلاسل اربعہ کی خلافت مطلقہ سے سرفراز فرمایا۔

الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیرا طیبا مبارکا کما یحب ربنا و یرضی

پیر محمد یقیناً روس کا ایجنٹ ہے: پیر محمد کذاب کے گستاخانہ اور کافرانہ اعتراضات میں سے جو اس نے ایک اعتراض کیا وہ ثابت کرتا ہے کہ پیر محمد یقینا روس کا ایجنٹ ہے۔ پیر محمد نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ "پیر صاحب کو افغانستان ارچی کے مسلمانوں نے نکال دیا اور افغان مہاجرین کی صورت میں آکر پیری مریدی کا روپ اختیار کر لیا وغیرہ وغیرہ۔"

پیر محمد کے اعتراض کا جواب مع واقعہ ہجرت کا اجمالاً بیان : تو

فقیر اس اعتراض بدیہتہ البطلان کے جواب میں تنبیہ علی صورت الدلیل کے طور پر کہتا ہے کہ یہ بات عالم اسلام سے مخفی نہیں ہے کہ افغانستان سے تقریباً پانچ کروڑ مہاجرین اسلام صرف اور صرف روس اور کمیونسٹوں کے مظالم سے تنگ آکر اپنے دین' ایمان اور مال و جان کی حفاظت کے لیے پاکستان اور ایران وغیرہ اسلامی ممالک کو ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اور تقریباً پندرہ سال تک بدترین کافر روس اور کمیونسٹوں کے ساتھ جہاد جاری رہا جو کہ ڈھکی چھپی بات نہیں اور جہاد افغانستان میں اس فقیر نے للہ فی للہ جتنا کردار ادا کیا ہے وہ فقیر کے جاننے والوں کو خوب معلوم ہے بلکہ ظاہر شاہ کے دور حکومت میں بھی کمیونسٹوں کے مقابلہ میں جتنی مشقت فقیر نے اٹھائی ہے وہ احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتی اور خراسان کے دشت ارچی' کندز' بغلان' ترکستان' کابل' موگر' لغمان' کنڑ' پلخمری سے لے کر جلال آباد' ننگرہار اور ضلع کوٹ تک تمام خاص و عام مسلمان اس واقعہ سے باخبر ہیں کہ یہ فقیر ہی کمیونسٹوں کے خلاف جہاد کرنے میں سرگرم تھا اور دوسرے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا کرتا تھا۔ تقریباً ۱۳۵۶ھ ش میں ارچی کے گردونواح کے تمام علمائے اسلام خصوصاً استاد کل علامہ مولانا نجم الدین صاحب اور دیگر مسلمانوں کو فقیر نے اکٹھا کیا اور ان سے عرض کی کہ ماہ عقرب کی تیسری تاریخ کو تمام افغانستان میں کمیونسٹوں کے مظاہرے ہوتے ہیں اور جلوس نکلتے ہیں بلکہ تمام دنیا میں جہاں کہیں کمیونسٹس موجود ہیں وہاں مظاہرے ہوتے ہیں تو ہم کیوں نہ اپنی جان و مال اور عزت و آبرو کو قربان کر کے ماہ عقرب کی تیسری تاریخ کو ان کے ساتھ جہاد کریں۔ تمام علمائے اسلام نے اس رائے سے اتفاق کیا تو مقررہ تاریخ پر راتوں رات فقیر ارچی سے بندر بازار پہنچنے کے لیے دو سو مریدوں سمیت روانہ ہو گیا اور صبح صادق ہونے تک فقیر نے بازار کے چاروں جانب اور چوک پر قبضہ کر لیا اور اسلام کے شیدائیوں کو وہاں ٹھہرا کر فقیر نے اپنے بیٹے محمد سعید حیدری (جو ان دنوں تقریباً بارہ

سال کا بچہ تھا) کو حکم دیا کہ علمائے کرام کی تلاش میں روانہ ہو جاؤ اور خود جا کر ایک مسجد میں ان علمائے کرام سے ملاقات کی جن کے ساتھ جہاد کی بات طے ہوئی تھی تو انہوں نے کہا کہ کمیونسٹوں کا بہت غلبہ ہے وہ ہمیں گرفتار کرلیں گے لیکن جب فقیر نے کہا کہ صبح صادق ہوتے ہی میں نے بازار کو گھیرے میں لے لیا ہے اب اگر شہادت کا جام نوش کرنا ہے تو اکٹھے کرنا ہے اور اگر گرفتار ہونا ہے تو اکٹھے ہونا ہے۔ ہمیں بزدلی اور خوف سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ غیرت اور بہادری کا مظاہرہ کرنا چاہیے تو وہ تمام علماء کرام فقیر کے ساتھ بازار آپہنچے۔ جب کمیونسٹوں کو معلوم ہوا کہ بازار پر مسلمان علمائے کرام اور مشائخ عظام نے قبضہ کرلیا ہے تو وہ ناامید ہوکر کسی دوسری جگہ فرار ہوگئے۔ وہاں فقیر نے تقریر کی کہ اگر کوئی کمیونسٹ اس بازار میں یا اس کے اردگرد آگیا تو ہمارا جہاد جاری رہے گا۔ دوسرے دن تحصیلدار سول کپڑوں میں آکر کہنے لگا کہ علماء کرام نے کس طرح مسلح ہوکر بازار پر قبضہ کیا ہے؟ یہ تو حکومت کی بدنامی ہوگی۔ تو اس کے جواب میں فقیر اور مریدین نے یک آواز ہوکر کہا کہ کمیونسٹ تو حکومت پر قبضہ کرکے بھی چھین لیتے ہیں اور ہمارے مسلمانوں کے دین و ایمان کو بھی چھین لیتے ہیں پس حکومت کو نہ دین و ایمان کا غم ہے اور نہ اپنی کرسی کا یہ افسوس کی بات ہے۔ ہم مسلمان علماء اور مشائخ حکومت کے بھی وفادار ہیں اور اپنے دین و ایمان کے بھی محافظ ہیں لہٰذا ہم اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے للہ فی للہ اپنا جہاد جاری رکھیں گے۔ پھر تحصیلدار نے کہا کہ اب تو ان کا یوم مظاہرہ ختم ہوگیا ہے اور دوسرا دن شروع ہوگیا ہے اب کمیونسٹوں سے خوب مقابلہ ہوگا۔ اس کے جواب میں فقیر نے کہا کہ ہم نماز عصر یہاں ادا کرکے پھر واپس جائیں گے۔ نماز عصر کے بعد کمیونسٹوں کو شکست ہوئی اور ہم انہیں "**فشرد بهم من خلفهم**" سورہ الانفال آیت ۵۷" (ترجمہ: تو ان کے ذریعہ سے اور لوگوں کو منتشر کردیجئے) کا نمونہ دکھانے کے بعد اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

پھر جب دوبارہ روس اور کمیونسٹوں نے طاقت حاصل کرلی اور فقیر نے اپنے

دین و ایمان اور مذہب کے لیے خطرہ محسوس کیا تو ہجرت کے لیے قدم اٹھایا جو کہ سنت انبیاء ہے۔ پلخمری میں میر عبدالغفور صاحب کے ہاں میں نے رات بسر کی اور میں نے اس کو حکم دیا کہ میرے تمام مریدوں کو حکم کرو کہ جہاد شروع کرو۔ پس افغانستان میں میرے مریدین نے جہاد کا آغاز کیا۔ جس کے نتیجے میں میرے ساتھ خلفاء کرام اور مریدین نے جام شہادت نوش کیا۔ سب سے پہلے میر عبدالغفور۔ آغا صاحب، صوفی حبیب الرحمن صاحب اور میرے مرشد پاک کے بھائی نے جام شہادت نوش کیا جو کہ میرے خلفاء سلسلہ تھے۔ پاکستان کو ہجرت کرنے کے بعد میں نے ہزاروں کی تعداد میں اپنے متعلقین اور مریدین کو جہاد کے لیے تیار کر کے روانہ کیا۔

چند مجاہدین (جو کہ فقیر کے خلفاء اور مریدین ہیں) کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام مجاہد سالک
۱۔	ملا عبداللہ گھڑی ساز ----- مزار شریف
۲۔	قاری عبدالحمید ----- سمنگان
۳۔	مولوی نورالدین کشندی ----- سمنگان
۴۔	حاجی احمد نظر ----- بلخ
۵۔	مولوی خیر محمد ----- فاریاب
۶۔	مولوی عبدالغفور عرف مولوی قرہ ----- فاریاب
۷۔	مولوی محمد خان عرف مرادے ----- فاریاب
۸۔	ملا محمد اللہ ----- بامیان
۹۔	شمشاد ----- بامیان
۱۰۔	ملا حبیب اللہ ----- بامیان
۱۱۔	نظر محمد از قوماندہ مولوی محمد حسین ----- بامیان
۱۲۔	اخندزادہ محمد عمر عرف گوجر اخندزادہ ----- بغلان
۱۳۔	مولوی انصار الحق شہید مع المریدین ----- نہرین
۱۴۔	مولوی ہیم صاحب ----- ننگرہار
۱۵۔	مولانا اسمٰعیل ----- ننگرہار
۱۶۔	قاری اسرار اللہ ----- ننگرہار
۱۷۔	مفتی صاحب مع الابناء ----- وردوشہ
۱۸۔	ملا عبدالحلیم ----- لغمان
۱۹۔	حضرت بلال ----- کونٹر
۲۰۔	مولوی محمد شاہ عرف روحانی صاحب ----- کونٹر
۲۱۔	مولوی عبدالرشید صاحب ----- ننگرہار

۲۲۔ میاں جمعہ خان ----- ننگرہار

۲۳۔ مولوی شمال خان رئیس مرافعہ ----- ننگرہار

۲۴۔ مولوی محمد نبی محمدی امیر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان ----- موگر

۲۵۔ ملا عبدالرحمن صاحب ----- قندھار

۲۶۔ مولوی محمد یحیٰ امیر نظامی حرکت انقلاب اسلامی افغانستان ----- موگر

۲۷۔ ملا عبدالحلیم ----- کونٹر

۲۸۔ مولوی عبدالحلیم ----- وردگ

۲۹۔ قوماندان فاروق ----- کابل

۳۰۔ مولوی عبدالمجید صاحب ----- ہرات

۳۱۔ مولوی حلیم صاحب ----- ہرات

۳۲۔ مولوی محمد ظاہر صاحب ----- زورمت

۳۳۔ مولوی محمد نبی صاحب ----- زورمت

۳۴۔ مولوی زرغون صاحب ----- زورمت

۳۵۔ ملا خداداد ----- خورد کابل

۳۶۔ مولوی محمد عارف ----- مزاردرہ

۳۷۔ قاضی محمد زمان ----- مزاردرہ

۳۸۔ انجنیئر عبدالغفار ----- مزاردرہ

۳۹۔ مولوی عبدالمتین ----- مزاردرہ

۴۰۔ سید جعفر بادشاہ صاحب ----- کونٹر

۴۱۔ محمد ناصح قوماندان ----- انبار خانہ ننگرہار

۴۲۔ حاجی مولوی خواص خان ----- انبار خانہ ننگرہار

۴۳۔ ملک شیریں گل ----- کوٹ ننگرہار

۴۴۔ ملا محمد حبیب شہید ----- کوٹ ننگرہار

۴۵۔ ملا خالد ----- بیٹ کوٹ

۴۶۔ زینت اللہ ----- چاردہ

۴۷۔ معاون فضل الرحمن برادر فقیر سیف الرحمن ----- قندوز

۴۸۔ داملا رحمت اللہ ----- تخار

۴۹۔ ملا عبدالرشید ----- تکار

۵۰۔ نقیب اللہ ----- للندر

۵۱۔ محمد گل اخندزادہ ----- لوگر

۵۲۔ صدر صاحب ----- قندھار

۵۳۔ نائب صدر صاحب ----- قندھار

۵۴۔ حاجی عبداللہ ----- اسنکچارک

۵۵۔ مولوی محمد جمعہ ----- اندخوی

۵۶۔ خلیفہ عبدالعزیز ----- اندخوی

۵۷۔ قاری جورہ صاحب ----- اندخوی

۵۸۔ مولوی محمد آمین ----- شرستاب

۵۹۔ حاجی قادر صاحب ----- شرستاب

۶۰۔ سید مولوی حسن صاحب ----- المار تیصار

۶۱۔ ملا نجم الدین ----- المار تیصار

۶۲۔ مامور محمد یعقوب ----- امام صاحب

۶۳۔ عبدالرازق شہید ----- امام صاحب

۶۴۔ مولوی عبدالحیٔ زعفرانی ----- امام صاحب

۶۵۔ مولوی عبدالخالق شہید ----- خان آباد

۶۶۔ مولوی یار محمد صاحب ----- ارچی

۶۷۔ فقیر دوست ----- ارچی

۶۸۔ مولوی عبدالخالق ----- ارچی

۶۹۔ مولوی عزیز اللہ ----- ارچی

۷۰۔ مولوی عماد الدین ----- فاریاب

۷۱۔ داملا عیسیٰ ----- فاریاب

۷۲۔ حاجی قادر ----- فاریاب

۷۳۔ مولوی فیض اللہ ----- بامیان

۷۴۔ مولوی محمد ناصر ----- بامیان

۷۵۔ ملا یعقوب ----- بامیان

۷۶۔ ملا حبیب اللہ ----- بامیان

۷۷۔ ملا محمد الہ بادشاہ ----- گردیز

۷۸۔ مولوی محمد آمین شہید ----- لغمان

۷۹۔ صاحب الحق محمد قاسم ----- لغمان

۸۰۔ ملا محمد صاحب ----- لغمان

۸۱۔ ملا احمد ----- لغمان

۸۲۔ مولوی سبز گل ----- لغمان

۸۳۔ مولوی محی الدین ----- لغمان

۸۴۔ سید اول خیل بادشاہ ----- سروبی

۸۵۔ مولوی نجم الدین ----- سروبی

۸۶۔ مولوی غلام رحمٰن برادر فقیر سیف الرحمٰن ----- ننگرہار کوٹ

۸۷۔ محمد سعید حیدری صاحب ----- ارچی قندوز

۸۸۔ مولوی محمد حمید صاحب ----- ارچی قندوز

۸۹۔ قوماندان ملا حبیب اللہ ----- بامیان

۹۰۔ قوماندان ملا عبد الرازق ----- بامیان

۹۱۔ قوماندان ملا کمال الدین ----- بامیان

۹۲۔ قوماندان ملا یادگار ----- بامیان

۹۳۔ قوماندان طوی محمد ----- بامیان

۹۴۔ قوماندان حاجی غلام سخی ----- بامیان

۹۵۔ قوماندان ملا شیر زادہ ----- بامیان

۹۶۔ قوماندان عالم صاحب ----- بامیان

۹۷۔ قوماندان مولوی عبدالقیوم ملنگ ----- بامیان

۹۸۔ قوماندان داملا رحمت اللہ ----- بامیان

۹۹۔ قوماندان ملا امیر بیک ----- بامیان

۱۰۰۔ قوماندان ملا امیر محمد ----- بامیان

۱۰۱۔ قوماندان ملا حکیم خان ----- بامیان

۱۰۲۔ قوماندان مولوی محمد نظر ----- بامیان

۱۰۳۔ قوماندان مولوی گل محمد ----- بامیان

۱۰۴۔ قوماندان ملا صدیق صاحب ----- بامیان

۱۰۵۔ قوماندان معلم حضرت محمد ----- بامیان

۱۰۶۔ قوماندان ضابطہ حمید اللہ ----- بامیان

۱۰۷۔ قوماندان معلم صاحب غفور ----- بامیان

۱۰۸۔ قوماندان عماد الدین ----- بامیان

۱۰۹۔ قوماندان دولت صاحب ----- بامیان

۱۱۰۔ قوماندان صوفی عبدالقیوم ----- بامیان

۱۱۱۔ قوماندان عبدالاحد صاحب ----- بامیان

۱۱۲۔ قوماندان ملا شیر محمد ----- بامیان

۱۱۳۔ قوماندان سر معلم سیف الدین ----- بامیان

۱۱۴۔ قوماندان نصر اللہ ----- بامیان

۱۱۵۔ قوماندان حیدر صاحب ----- بامیان

۱۱۶۔ قوماندان مجید صاحب ----- بامیان

۱۱۷۔ قوماندان صوفی رحیم اللہ ----- بامیان

۱۱۸۔ قوماندان ملا ولی صاحب----بامیان

۱۱۹۔ قوماندان ملا سلطان----بامیان

۱۲۰۔ قوماندان ملا احمد بخش----بامیان

۱۲۱۔ قوماندان غلام سخی----بامیان

۱۲۲۔ قوماندان ضابطہ مناف----بامیان

۱۲۳۔ قوماندان غوجی صاحب----بامیان

۱۲۴۔ قوماندان حضرت محمد----بامیان

۱۲۵۔ قوماندان حاجی مناف----بامیان

۱۲۶۔ قوماندان ملا عبدالقیوم----بامیان

۱۲۷۔ قوماندان توان نقیب مرحوم----بامیان

۱۲۸۔ قوماندان صوفی عبدالکریم----بامیان

۱۲۹۔ قوماندان ملا اسد اللہ----بامیان

۱۳۰۔ قوماندان ملا نعمت اللہ پہلوان----بامیان

۱۳۱۔ قوماندان مولوی شمشاد----بامیان

۱۳۲۔ ملا محمد اسلم صاحب----بامیان

۱۳۳۔ مولوی صفی اللہ صاحب----بامیان

۱۳۴۔ مولوی سرور----بامیان

۱۳۵۔ مولوی غندک----بامیان

۱۳۶۔ مولوی سید اشرف----بامیان

۱۳۷۔ صوفی محمد دین----بامیان

۱۳۸۔ ملا عبدالناصر----بامیان

۱۳۹۔ صوفی علی محمد----بامیان

۱۴۰۔ صوفی حضرت نمبر۱----بامیان

۱۴۱۔ صوفی حضرت نمبر۲----بامیان

۱۴۲۔ صوفی دولت محمد ----- بامیان

۱۴۳۔ ملا عبدالکبیر ----- بامیان

۱۴۴۔ ملا عبدالمستعان ----- بامیان

۱۴۵۔ صوفی عبدالقادر ----- بامیان

۱۴۶۔ صوفی بیگ محمد ----- بامیان

۱۴۷۔ صوفی سید محمد ----- بامیان

۱۴۸۔ صوفی حلیم صاحب نمائندہ ولایت ----- بامیان

۱۴۹۔ قاضی صاحب خلیفہ مطلق ----- بامیان

۱۵۰۔ ملا عبدالشکور ----- بامیان

۱۵۱۔ مولوی ایشانہا ----- بامیان

۱۵۲۔ قوماندان غلام صفی ----- بامیان

۱۵۳۔ صوفی غوث اللہ ----- بامیان

۱۵۴۔ صوفی بسم اللہ ----- بامیان

۱۵۵۔ ملا محمد آمان ----- بامیان

۱۵۶۔ ملا شمس اللہ ----- بامیان

۱۵۷۔ قوماندان محمد عمر ----- بامیان

۱۵۸۔ ملا محمد داؤد ----- بامیان

۱۵۹۔ صوفی عبدالبائی پدر ملا محمد اسلم ----- بامیان

۱۶۰۔ ملا عبدالکریم نمبر۱ ----- بامیان

۱۶۱۔ خلیفہ صاحب عبدالکریم نمبر۲ ----- بامیان

۱۶۲۔ حاجی سید رحیم ----- بامیان

۱۶۳۔ ملا نعمت اللہ ----- بامیان

۱۶۴۔ داملا حکیم جان ----- بامیان

۱۶۵۔ مولوی سیف الرحمٰن بن مولوی پیر پیران حبیب الرحمٰن ----- بامیان

۱۶۶۔ قوماندان زازے ----- حضرو

۱۶۷۔ مولوی رحمت اللہ ----- ارچی

۱۶۸۔ شیر محمد صاحب ----- قندوز

۱۶۹۔ عبدالغفار ----- ارچی

۱۷۰۔ مولوی سکندر ----- سمنگان

۱۷۱۔ مولوی فیض اللہ ----- سمنگان

۱۷۲۔ مولوی محمد دین ----- سمنگان

۱۷۳۔ داملا حیات محمد ----- سمنگان

۱۷۴۔ نقیب اللہ ----- سمنگان

۱۷۵۔ مولوی سید محمد اللہ ----- سمنگان

۱۷۶۔ مولوی حاجی آباد ----- سمنگان

۱۷۷۔ ملا آمان اللہ ----- سمنگان

۱۷۸۔ قوماندان کلاں مولوی محمد اسلم ----- سمنگان

۱۷۹۔ ملا عبدالرحمٰن ----- لوگر

۱۸۰۔ داملا خیر محمد ----- لوگر

۱۸۱۔ حاجی مولوی روزہ دین ----- لوگر

۱۸۲۔ ونی خیر محمد ----- لوگر

۱۸۳۔ ماجمال عبدالناصر ----- لوگر

۱۸۴۔ ملنگ صاحب ----- تگاب

۱۸۵۔ امیرولایتی مسعود غلام نقشبند ----- کابل

۱۸۶۔ مولوی عبدالغنی ----- تگاب

۱۸۷۔ ڈاکٹر محمد عالم ----- گل بہار

۱۸۸۔ مولوی محمد طاہر ----- انبار خانہ

۱۸۹۔ حاجی محمد میر صاحب ----- پروان

۱۹۰۔ مولوی عبدالعلیم ----- پروان

۱۹۱۔ ملا لطف اللہ ----- پروان

۱۹۲۔ محمد اجان ----- پروان

۱۹۳۔ ملا فضل محمد ----- پروان

۱۹۴۔ ملا عبدالمنیر ----- پروان

۱۹۵۔ ملا محمد ایوب ----- پروان

۱۹۶۔ ملا احمد اللہ ----- پروان

۱۹۷۔ مولوی عبدالرحمٰن ----- پروان

۱۹۸۔ غلام مصطفٰے ----- پروان

۱۹۹۔ قاری محمد اسلم ----- پروان

۲۰۰۔ ملا عبدالفتاح ----- پروان

۲۰۱۔ مولوی سعید احمد ----- پروان

۲۰۲۔ محمد اسحاق ----- پروان

۲۰۳۔ عبدالخالق ----- پروان

۲۰۴۔ عبدالمالک ----- پروان

۲۰۵۔ محمد مرزا ----- پروان

۲۰۶۔ عبدالرحیم ----- پروان

۲۰۷۔ ملا رحیم الدین ----- پروان

۲۰۸۔ مرزا محمد ----- پروان

۲۰۹۔ غلام رسول ----- پروان

۲۱۰۔ ملا خان آغا ----- پروان

۲۱۱۔ ملا محمد نعمان ----- پروان

۲۱۲۔ مولوی لطف اللہ ----- پروان

۲۱۳۔ باز محمد صاحب ----- پروان

۲۱۴۔ تاج محمد صاحب ----- پروان

۲۱۵۔ حاجی علی امیر جبہ ولایت ----- فاریاب

۲۱۶۔ ملا محمد اسماعیل ----- فاریاب

۲۱۷۔ ابو عبداللہ ----- فاریاب

۲۱۸۔ داملا قوماندان سید محمد ابراہیم ----- فاریاب

۲۱۹۔ ملا سید یٰسین ----- فاریاب

۲۲۰۔ ملا غلام سخی ----- فاریاب

۲۲۱۔ امیر جبہہ حزب مولوی ملاداد ----- فاریاب

۲۲۲۔ امیر جبہہ مولوی تصلی صاحب ----- فاریاب

۲۲۳۔ قوماندان جبہہ داملا نجم الدین ----- فاریاب

۲۲۴۔ امیر جبہہ داملا عبداللطیف صاحب ----- فاریاب

۲۲۵۔ ملا عبدالخلیل ----- فاریاب

۲۲۶۔ خلیفہ محمد غوث ----- فاریاب

۲۲۷۔ مولوی عبداللہ بصری ----- فاریاب

۲۲۸۔ مولوی محمد مشرب ----- فاریاب

۲۲۹۔ قاری غلام سخی ----- فاریاب

۲۳۰۔ قاری اسماعیل ----- فاریاب

۲۳۱۔ داملا دولت محمد ----- فاریاب

۲۳۲۔ صوفی محمد صالح صاحب ----- فاریاب

۲۳۳۔ شیخ صاحب ----- فاریاب

۲۳۴۔ ملا بسم اللہ ----- فاریاب

۲۳۵۔ سید عبدالشہید ----- فاریاب

۲۳۶۔ مولوی نور محمد ----- فاریاب

۲۳۷۔ مولوی عبدالعزیز ----- فاریاب

۲۳۸۔ مولوی عبدالغفور ---- فاریاب

۲۳۹۔ ملا محمد آمین ---- فاریاب

۲۴۰۔ سید محمد داؤد بادشاہ ---- کابل

الغرض یہ تو "مشت نمونہ از خروارے" میں ذکر کیا۔ ورنہ جہاد افغانستان میں فقیر کے مریدین کی تعداد ہزاروں ہیں۔ اگر تمام نام لکھے جائیں تو ایک بڑا دفتر بن جاتا ہے جو کہ موجب ملال ہے۔ اس لیے تمام کے ناموں کا ذکر نہیں کیا۔ جہاد افغانستان میں فقیر اور فقیر کے مریدین نے جو کردار ادا کیا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے بلکہ تمام بے دین عناصر' کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد جاری رکھنا فقیر کا محبوب معمول ہے اور موت تک کفار و منافقین کے ساتھ فقیر اور فقیر کے مریدین کا یداً' لساناً اور قلباً جہاد جاری رہے گا۔

انشا اللہ العزیز ۔ اور جس مومن میں جہاد مع الکفار کا جذبہ نہ ہو وہ کامل مومن نہیں ہو سکتا۔

ایک شبہ کا ازلہ: بعض جاہل لوگ کہتے ہیں کہ صوفیہ کرام رہبانیت اختیار کرتے ہیں اور غاروں' جنگلوں میں عمر بسر کرتے ہیں اور جہاد سے گریز کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ بالکل غلط ہے کیونکہ ہر دور میں حقیقی صوفیہ کرام نے ہاد مع الکفار اور دعوت الی اللہ کا جو عظیم کردار ادا کیا ہے وہ احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتا۔ مثلاً حضرت امام ربانیؒ' خواجہ معین الدین چشتیؒ' سید علی ترمذی عرف پیر باباؒ' امام معصوم اول' حضرت شہیدؒ' شیخ عبدالقادر جیلانیؒ' شیخ شہاب الدین سہروردی' شیخ محمد بہاؤ الدین نقشبندؒ اور دیگر تمام مشائخ طریقت نے اپنی زندگیاں جہاد مع الکفار اور دعوت الی اللہ میں صرف کی ہیں اور یہ فقیر سیف الرحمٰن پیر ارچی بھی اپنے مریدین سمیت اپنی زندگی جہاد مع الکفار' ارشاد خلائق اور دعوت الی اللہ علی طریق السلفؒ بسر کر رہا ہے۔ یہ شبہ محض جاہلانہ اور متعصبانہ ہے اور حق حقیقی کو چھپانا ہے البتہ ناقص پیر اور متصوفہ مستثنیٰ ہیں جو کہ اہل حق سے خارج ہیں۔

اب قارئین کرام انصاف کریں کہ بدترین روسی ایجنٹ پیر محمد چترالی نے روس اور کمیونسٹوں کو مسلمان قرار دیا اور پچاس ملین مہاجرین کو فقیر سمیت کافر قرار دیا کیونکہ فقیر کو روسیوں نے ارچی سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا اور سارے مہاجرین اسلام کا بھی یہی حال ہے پیر محمد نے روس کے ساتھ بھرپور حمایت کا اظہار کر کے کمیونسٹوں اور روس کو مسلمان ٹھہرایا اور مہاجرین کی توہین کر کے ان کو غیر مسلم اور دھوکہ باز قرار دیا۔

حکومت پاکستان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ پیر محمد چشتی چترالی روسی ایجنٹ ہے اور حکومت کا وفادار نہیں ہے بلکہ پاکستان کے اندر خفیہ تحریک چلا کر فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے اور افغانستان کی طرح پاکستان کی حکومت کو بھی کمزور کر دینا چاہتا ہے۔ اس بات کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ موجودہ نام نہاد تحریک نفاذ شریعت کے بانی مولوی صوفی محمد سلفی (یہ صوفی محمد بھی خارجی ایجنٹ اور سلفی ہے۔ شریعت کا نام محض دھوکہ بازی کے لیے استعمال کرتا ہے) کے ساتھ پیر محمد نے بٹ خیلہ کے جلسہ میں شرکت کی اور چترال کے لوگوں کی طرف سے بطور نمائندہ پیر محمد اس سیاہ کار تحریک کا رکن مقرر ہو گیا اور انہوں نے پیر محمد کو جنرل سیکرٹری مقرر کیا اور پیر محمد نے مذکورہ عہدہ قبول کر کے حکومت پاکستان کا خون بہانے کی تیاری کی کیونکہ پیر محمد کا نصب العین حکومت پاکستان کو خراب کرنا ہے پس موقع پانے پر اس روسی ایجنٹ نے حکومت پاکستان کی مخالفت کو عملی جامہ بھی پہنایا اور پاک فوج کے جوانوں کو شہید کرنے کے لیے خود بھی تیار ہوا اور اپنے حواریوں کو بھی تلقین کی کہ یہ جہاد کا کام ہے اس میں ہمارا ساتھ دینا چاہیے۔ (العیاذ باللہ)

اس سے واضح ہوا کہ بدترین روسی ایجنٹ پیر محمد چترالی صرف دھوکہ بازی کے لیے اہلسنت کا نام لیتا ہے اور جب کبھی کسی کے ساتھ مقابلہ کا وقت آتا ہے تو اہل تشیع اور مودودی کی جماعت اسلامی والوں کی گود میں پناہ لیتا ہے بلکہ ان فرقوں کی برات میں عفیف مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے۔ (کمامر)۔ عجب معاملہ ہے کہ ایک طرف جب اہل سنت کے سامنے مخاطب ہوتا ہے تو دیوبندی حضرات کو علی الاطلاق

کافر قرار دیتا ہے اور نام نہاد تبلیغی جماعت والوں کی بھی تکفیر کرتا رہتا ہے اور جب دوسرے فرقے والوں کے ساتھ ہوتا ہے تو حنفی سنی علماء اور مشائخ طریقت کی تکفیر کرتا ہے جبکہ اہلسنت کے پیشواؤں کی تعداد پچاس ہزار سے زائد ہے اور جھوٹ و بہتان پردازی سے کام لیتے ہوئے توہین کر رہا ہے حالانکہ یہ روسی ایجنٹ پیر محمد چترالی مجھ سے خود بارہا کہتا رہا ہے کہ میں صرف اور صرف اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی کو مانتا ہوں جو کہ حقیقی بزرگ اور محقق عالم دین ہے اور دوسرے رسمی پیروں کو نہیں مانتا۔ چونکہ صرف یہی ہستی فرق ضالہ کے خلاف مجاہد کبیر ہے اس لیے اس کو مانتا ہوں۔

الحمد للہ سن بلوغت سے لے کر اب تک یہ فقیر شریعت کا پابند ہے اور عقیدہ اہلسنت کا تابع ہے۔ اب قارئین کے پاس اس تناقض کا حل کیا ہوگا کہ ایک شخص کو حقیقی بزرگ اور عالم دین بھی ٹھہرایا جائے اور اسی شخص کو غرض نفسانی کے واسطے کافر اور غیر مسلم بھی قرار دیا جائے؟ عجب معما ہے۔ اس تناقض سے پیر محمد کا جہل اور تعصب ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہ فقیر جن اوصاف سے اب متصف ہے پہلے بھی تھا اور انشاء اللہ آئندہ بھی رہے گا کیونکہ فقیر کا اتصاف شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ اتصاف الحمد للہ غیر منفک اور عدیم الزوال ہے جبکہ روسی ایجنٹ پیر محمد کبھی سلفی کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے کبھی کمیونسٹ کی صورت اختیار کرتا ہے کبھی شیعہ بن جاتا ہے کبھی مودودی ہو جاتا ہے کبھی جبری اور وہابی کی شکل میں رونما ہوتا ہے کبھی بریلوی سنی اور پاسبان اہلسنت کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے۔ حالانکہ پیر محمد چترالی کی اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ لامذہب 'کذاب' منافق اور روسی ایجنٹ ہے۔ اس لیے اس اقبح ترین آدمی کے ساتھ بحث و مباحثہ مفید نہیں اور قرآنی مضمون (واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما سورہ الفرقان آیت ۶۳
ترجمہ: اور جب جہلا ان سے (جہالت کی بات) کرتے ہیں تو وہ رفع شر کی باتِ کہتے ہیں) کے مطابق اس سے متارکہ ضروری ہے۔ اور ---- لکم مذھبکم ولنا مذھبنا کا معاملہ اس کے ساتھ درکار ہے کیونکہ کذاب آدمی کا کام

مذہب کے بارے میں اپنے پیٹ سے جھوٹ بولنا اور افترا باندھنا ہوتا ہے۔ پس جس شخص کا ماخذ استدلال "میرے نزدیک" کے لفظ ہوں تو اس کے ساتھ متارکہ کے سوا کوئی اور چارہ نہیں کیونکہ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

آن کس کہ بہ قرآن وحدیث ازو نہ رہی آنست جوابش کہ جوابش نہ دہی

(ترجمہ: اگر کوئی شخص قرآن و حدیث سے ہٹ کر بات کرتا ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ اسے کوئی جواب نہ دیا جائے)

لیکن ہم جو جوابات لکھ رہے ہیں تو یہ دوسرے تمام مسلمانوں کے فائدہ کے لیے لکھ رہے ہیں تاکہ وہ حقیقی مشائخ کے ساتھ عداوت اور بدگمانی میں مبتلا نہ ہو جائیں جو کہ ہلاکت ابدی اور کفر صریح ہے۔ (جیسا کہ عبدالغنی نابلیسی" کی کتاب حدیقہ کے حوالے سے صراحت ہو چکی ہے)۔

رہ گئی یہ بات کہ پیر مریدی کا روپ اختیار کرنا وغیرہ---- تو قارئین پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ یہ فقیر مولانا محمد ہاشم سمنگانی" کی جانب سے چاروں طریقوں میں خلیفہ مطلق ہے اور خود بھی ناقص پیروں کا مخالف ہے۔ (ناقص پیروں کی بات بھی ہو چکی ہے) ارچی کے معمر اور قدردان مسلمانوں کے سامنے مولانا صاحب" نے فقیر کو خلافت سے سرفراز کیا ہے اور ارچی میں جید علماء کرام فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل تھے۔ مثلاً مولانا عبدالحیٔ زعفرانی صاحب' مولانا یار محمد صاحب' مولانا محمد شاہ روحانی صاحب وغیرہ اور مرشدی مولانا صاحب" نے فقیر کی سند خلافت میں یہ الفاظ تحری فرمائے ہیں۔

"وھو الان کا لشمس فی منتصف النھار فمقبولہ مقبولی و مردودہ مردودی۔" اس فقیر کے بارے میں مولانا صاحب" کے اقوال اور بشارات گذشتہ صفحات پر پہلے ہی نقل کی جاچکی ہیں اور اپنے پیر بزرگوار کی حیات طیبہ میں بہت سارے علماء کرام اور بااستعداد طالبان مولا' فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل تھے۔ مثلاً مولانا عبدالحیٔ زعفرانی صاحب' مولانا صاحب گل صاحب عرف غزنی مولوی صاحب' استاد کل مولانا نجم الدین صاحب (ارچی)' مولانا یار محمد صاحب' مولانا محمد شاہ رومانی صاحب وغیرہ متعدد علماء کرام افغانستان کی ہجرت سے پہلے فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل تھے اور یہ کوئی مخفی بات نہیں ہے۔

ابتدائے خلافت سے لے کر آج تک تقریباً اٹھائیس سال گزر گئے اور ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام، سادات کرام، طلبہ، فضلاء، قضاۃ کرام اور بہت سارے مفتی اور عوام مسلمانان اہلسنّت فقیر کی تربیت میں داخل ہیں اور سب کے سب قائل ہیں کہ انہیں نور اور فیض اس فقیر کی صحبت سے حاصل ہو چکا ہے اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ فقیر کی توجہ اور صحبت سے ان کے امراض باطنیہ زائل ہو گئے اور نفوس مطمئن ہو گئے۔ اتباع شریعت کی توفیق حاصل ہو گئی، علوم و معارف، کشوف حقہ صحیحہ اور حلاوت ایمان نصیب ہو گئی اور واضح طور پر وجدان صحیحہ کے ذریعے فقیر کی ولایت اور کمالات و معارف کے قائل ہیں۔ اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے بیان کردہ علوم و معارف اور کامل و مکمل مشائخ کے مقامات اور کمالات حقہ اس فقیر کے سینہ سے وقتاً فوقتاً حاصل کر رہے ہیں اور خود قائل ہیں ورنہ اتنے زیادہ علماء اہلسنّت اور دانشور عوام مسلمان کس طرح ایک ناقص اور دھوکہ باز کو تسلیم کرتے؟ اور دوسرا یہ کہ ناقص اور دھوکہ باز پیر کے اندر خود کمالات موجود نہیں ہوتے وہ دوسروں تک کس طرح منعکس ہو سکتے ہیں؟

سبحانک ھذا جھل عظیم۔

ایک اہم مسئلہ: نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مہاجر تھے لیکن اسلام کے حقیقی پیشوا تھے۔ اس لیے مدینہ منورہ کے انصار رضی اللہ عنہم ان کے حامی تھے اور ان کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک باعث رحمت عظیمہ تھا تو اولیائے کرامؒ (جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثین ہیں) کا وجود بھی مومنین کے لیے باعث رحمت ہے۔ پس اگرچہ ہم مہاجر ہیں لیکن سنی حنفی ہیں اور طریقت کے مشائخ میں سے ہیں اس لیے ہمارا وجود اہل پاکستان کے لیے باعث رحمت ہے۔ (الحمد للہ)

اور پیر محمد چشتی اگرچہ پاکستانی اور چترالی ہے لیکن منکر حق، روسی ایجنٹ، مکفر مسلمین، گستاخ اہل حق، دشمن حکومت، کذاب اور منافق ہے اس لیے اہل اسلام کے لیے اس کا وجود مضر ہے اور باعث غضب خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد از جلد

اس کو ہلاک و برباد کرکے رسوائے عالم بنائے اور حقیقی مسلمانوں کو اس کی مضرت سے نجات دلائے۔ آمین بحرمت النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

مرادما نصیحت بود گفتیم — حوالت باخدا کردیم رفتیم

(ترجمہ: ہمارا مقصد نصیحت کرنا تھا سو کردی اب تجھے خدا کے سپرد کرکے جارہے ہیں)

وما علینا الا البلاغ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ ونور عرشہ محمد والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ الی یوم الدین برحمتک یارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین۔ فقط والسلام علی من اتبع الهدی والتزام متابعة المصطفی ظاهرا وباطنا، قلبا وروحا، نفسا وعناصرا۔

ضمیمہ

فوائد شتی

ضمیمہ کے طور پر لوگوں کے عام استفادہ کے لئے تین جواہر بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

(جواہر ثلاثہ)

جوھر اول : پیر محمد چشتی چترالی نے مولانا فتح محمد آف بلوچستان کو بھی ایک گستاخانہ خط ارسال کیا تھا اس کے جواب میں مولانا فتح محمد صاحب" پیر محمد کی طرف جو جواب لکھا اس کی نقل حاضر ہے۔

بنام پیر محمد چشتی چترالی...... السلام علے من اتبع الہدی

بعد الحمد والصلوۃ و تبلیغ الدعوات۔ خراج وھاج! آپکا مرسولہ خط موصول ہوا۔ پڑھ کر حیرت بھی ہوئی اور افسوس بھی! افسوس اس امر پر کہ جب بھی اہلسنت وجماعت کو نقصان پہنچا ہے تو اپنوں ہی سے۔

آپ کہتے ہیں کیا ہم کو غیروں نے تباہ
بندہ پرور نہ کہیں اپنوں کا کام نہ ہو

حیرت اس لیے کہ جن بد مذہبوں' پنج پیروں' وہابیوں' رائیونڈیوں کی اہلسنت کے جید علماء آج تک زبان' قلم اور بازو سے مخالفت کرتے رہے ہیں آپ ان خبیث جماعتوں کے لیے پریشان نظر آرہے ہیں۔ یہ تبلیغی جماعت جو مضال و مضل ہیں جن کے متعلق علامہ ارشد القادری نے اپنی کتاب "تبلیغی جماعت" کے سرورق پر ان کی حقیقی خدوخال کو ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ تبلیغ کے نام پر ایک مقدس فریب۔ ایک دشمن ایمان تحریک مذہبی تاجروں کا ایک پر فریب کاروبار کعبے کے غلاف میں لپٹا ہوا ایک پراسرار صنم کدہ معصوم اعتقادوں کی دلچسپ قربان گاہ کلمہ

کے نام پر اسلامی روایات کی نفی۔ تبلیغی اجتماعات میں اسلامی مبلغین کی توہین۔ اور پھر اپنی اس کتاب میں ان امور پر مفصل روشنی ڈالتے ہیں۔

اسی طرح پیر طریقت 'امام عصر' حضرت ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلویؒ جو کہ پاکستان و ہندوستان کے مشہور مشائخ میں شمار ہوتے تھے اور شیخ طریقت پیر ابوالخیر مجدد دہلویؒ کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے شہر پشاور کے جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث علامہ ابوالحسن صاحب کے استفتاء کا جواب دیتے ہوئے ان تبلیغیوں کے متعلق مختلف مواقع پر ارقام فرماتے ہیں۔

بد نصیب۔ کفریہ بات' سب جھوٹ۔ ایسے بے دینوں کے فتنہ..... اس خواب کے دیکھنے والے بزرگ کا بڑا بزرگ غلام احمد قادیانی ہوا ہے۔ یہ اللہ کے قول کا رد کرکے کافر ہوئے۔ ذالک ہو الخسران العظیم۔ اللہ تعالیٰ ان کی گمراہی سے بچائے۔ یہ امت محمدیہ ﷺ میں پھوٹ ڈالنے والے ہیں۔ یہ شر الدواب ہیں۔ ملعون۔ خناس۔ اور آخر میں اس دعا کے ساتھ بات کو ختم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔ اگر مزید تفصیل مطلوب ہو تو دیکھیے۔ شیخ الاسلام ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلویؒ کا رسالہ "تبلیغی جماعت کی حقیقت" جیسے شادباغ لاہور سے ادارہ معارف نعمانیہ نے شائع کرایا ہے مگر آپ کی ذات اس گمراہ ملعون جماعت کی حمایت و ہمدردی میں انہیں کافر کہنے والوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔

؎ جنون کو عقل کا پابند کرنیکی ہدایت ہے
اب اہل ہوش بھی دیوانہ پن کی بات کرتے ہیں

میرے پیر روشن ضمیر قبلہ و کعبہ سیدی و سندی مرشدی و ملجائی دامت برکاتہم العالیہ تو ان کے بنیادی بد عقیدگی کی بنا پر وہ یہ کہ یہ گمراہ فرقہ کلمہ شریف کے معنی میں تغیر و تبدیل کرکے یوں معنی کرتے ہیں "کہ اللہ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین کرنا۔" چنانچہ اس بنیاد پر کہ یہ جبریوں کا عقیدہ ہے جو انسان کو مجبور محض سمجھتے ہیں ہمارے حضرت پیر طریقت' رہبر شریعت مرشد اکمل نے ان پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ آپ کو بھی قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے سمجھانے کی کوشش کی مگر آپ کا علم آپ کے لیے حجاب اکبر بن گیا۔ سبحان اللہ شیخ سعدیؒ نے

کیا خوب فرمایا ہے۔

فہم سخن گر نہ کند مستمع — قوت طبع از متکلم مجوی

ترجمہ۔ فسحت میدان ارادت بیار — یا بزند مرد سخنگوی گوی

اگر سننے والا بات کا ادراک نہیں کر سکتا تو اس سے بات کرنے والے کی طبیعت کی قوت کا اندازہ نہ کر یا تو اپنے عقیدے کے میدان میں فراخی و وسعت پیدا کر یا بات کہنے والے کی بات کو قبول کر۔

آپ یقین جانیں کہ یہ عاجز پورے تیس سال سے مرشد کامل کی تلاش میں پھرتا تھا۔ جہاں کہیں کسی گدی نشین و بزرگ کا سنتا وہاں حاضر ہوتا مگر دور کے ڈھول سہانے والی بات صرف نام ہی نام نظر آتا سلوک و طریقت سے ناآشنائی ہوتی۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار میل کے دوری پر اس دربار گہربار میں پہنچ کر اس عاجز کو اطمینان قلب حاصل ہوا اور طریقت شریعت' حقیقت و معرفت کا جامع نظر آیا جن کی ولایت کی نورانی قندیل سے ضلالت اور گمراہی کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھانے والے لاکھوں انسانوں نے رشد و ہدایت کی روشنی حاصل کی ہے جن کی درویشی اور فقر کے سرچشمہ سے حقیقت و معرفت کے پیاسے لوگ اپنے دلوں کی پیاس بجھا رہے ہیں اور جن کی تسبیح کے ہر دانہ کے صدقے سے حلقہ بگوشان عقیدت خدا تعالیٰ کی رحمت و بخشش کے حقدار بن رہے ہیں جن کا وجود مسعود درد و الم کے مارے ہوئے اور رنج و غم کے ستائے ہوئے انسانوں کے لیے باعث خیر و برکت اور وجہ تسکین قلب و جگر ہے اور جن کے فیوض و برکات کے خزانہ سے لاکھوں گدایان طریقت اپنی اپنی مرادوں کی جھولیاں بھر کے لیے جاتے ہیں اور جن کی جلائی ہوئی اخلاق محمدی ﷺ کی شمع سے فسق و فجور کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے انسان نیکی و شرافت کا اجالا پاتے رہتے ہیں۔ محبوب سبحانی امام ربانی مجدد الف ثانی "مکتوبات صفحہ ۲۹۲ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں غور سے پڑھیں اور پھر سوچیں کہ آپ نے مجھے خط لکھنے کی جو پہل کی ہے کیا وہ ایک مناسب اور دانشمندانہ اقدام ہے۔

اگر عنایت خداوند جل سلطانہ' طالبے
رابایں طور پیر کامل مکمل دلالت
فرمودند باید کہ وجود شریف اور امغتنم

داند وخود راتمام باوسپارد وسعادت خودرا در مرضیات اوداند وشقاوت خودرادر خلاف مرضیات اوشناسد بالجملہ ہوائے خودراتابع رضائے اوسازد۔

اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے طالب کو اس کا پیر کامل مکمل اس طرح کی دلیلیں دے تو چاہئے کہ اس کے وجود کو غنیمت جانے اور خود کو مکمل طور پر اس کے سپرد کر دے۔ اس کی رضا کو اپنی سعادت اور نیک بختی جانے اور اس کی رضا کے خلاف کام کو اپنی بد بختی سمجھے۔ حاصل کلام یہ کہ اپنی خواہشات اس کی رضا (مرضی) کے تابع کردے۔

اسی مکتوب میں چند سطروں کے بعد۔ "بعضے از آداب و شرائط ضروریہ" کے تحت فرماتے ہیں۔

"وہرچہ از پیر صادر شود آنرا صواب داند اگرچہ بظاہر صواب نماید او ہرچہ میکند از الہام میکند و باذن کارمیکند برین تقدیر اعتراض را گنجائش نباشد واگر در بعض صور درالہامش خطاراہ یا بدخطائے الہامی در رنگ خطائے اجتہادیست ملامت و اعتراض بران مجوز نیست وایضً ون این را محبتی بہ پیر پیداشدہ است در نظر محب ہرچہ از محبوب صادر مے شود محبوب نماید پس اعتراض رامجال بناشد ودر کلی وجزی اقتداء بہ پیر کند چہ درخوردن وپوشیدن وچہ درخفتن وطاعت کردن نماز رابطرز

او ادا باید کرد و فقہ را از عمل پیر باید اخذ نمود۔

پیر سے جو کچھ بھی ظاہر ہو اس کو درست اور صحیح سمجھے خواہ وہ ظاہر طور پر صحیح نہ ہو۔ وہ جو کچھ بھی کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور ہر کام اجازت سے کرتا ہے۔ اس کی اس قدرت پر اعتراض کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور اگر بعض صورتوں میں اس کے الہام میں غلطی ہو جائے تو الہام کی غلطی اجتہاد کی غلطی کی طرح ہوتی ہے۔ اس پر ملامت اور اعتراض کرنا جائز نہیں ہے اور ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کو پیر سے محبت ہو گئی ہوتی ہے۔ اور چونکہ عاشق کی نظر میں محبوب سے ہونے والا ہر کام بھی پیارا ہوتا ہے۔ اس لئے اعتراض کی مجال نہیں ہوتی۔ لہذا چاہئے کہ کلی و جزوی ہر لحاظ سے پیر کی پیروی کرے خواہ کھانے میں ہو یا پہننے میں' خواہ سونے میں ہو اور اطاعت گزاری میں ۔ نماز بھی پیر کے انداز میں ادا کرے اور فقہ کے معاملات بھی پیر کے عمل سے معلوم کرے۔

آن را کہ در سرائے نگاریست فارغ است از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

جس شخص کو محبوب کا گھر مل جاتا ہے تو پھر اسے باغ' چمن اور پھولوں وغیرہ کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

وہیچ اعتراض در حرکات و سکنات او مجال ندہد اگرچہ آن اعتراض مقدار حبہ خردلہ باشد زیراکہ اعتراض راغیر از حرمان نتیجہ نیست و عیب بین این طائفہ علیہ بے سعادت ترین جمیع خلائق است۔ نجانا اللہ سبحانہ من ھذا البلاء العظیم.....الخ

اور اس کے کردار پر اعتراض کی مجال نہیں رکھتا خواہ وہ اعتراض رائی کے دانہ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اعتراض کا نتیجہ بدقسمتی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اور اس کے عالی مرتبت گروہ کے معترضین تمام مخلوق سے سب سے زیادہ بدنصیب ہیں۔ (اللہ تعالیٰ اس عظیم بلا سے نجات دے)

پھر چند سطور کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔

واگر عیاذا باللہ سبحانہ رعایت آداب نکند وخودرا مقصر ہم نداند از برکات این طائفہ بزرگواران محروم است۔

اور اگر (العیاذ باللہ) آداب و احترام کا لحاظ نہیں رکھتا اور خود کو قصوروار نہیں سمجھتا تو وہ شخص اس بلند رتبہ گروہ کی برکات سے محروم رہتا ہے۔

ہرکرا روئے بہ بہبود نہ بود دیدن

روئے بنی سود نبود

جو شخص اپنے دل میں بھلائی کا ارادہ نہیں رکھتا تو اس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

المختصر یہ کہ آپ بجائے مخالفت کرنے کے اس طریقت و شریعت و حقیقت و معرفت کے اس بحرزخار کے دربار پر گہر میں حاضر ہو کر اپنی تمام تر تقصیرات کا اعتراف کرتے ہوئے معافی کے طلبگار بنیں۔ والسلام علی من اتبع الہدی

خیراندیش۔ سگ درگاہ سیفیہ۔

احقرالعبادا

فتح محمد باروزئی یمنی غفرلہ۔

جوھر دوم: سالکین پر واضح ہے کہ بے ادبی تمام امراض (روحانی) کی جڑ ہے جس کا آخری نتیجہ کفر تک پہنچ جاتا ہے اس لیے امام مجدد الف ثانی کا ایک مکتوب شریف نقل کرتا ہوں جو کہ آداب مع الشیخ پر مشتمل ہے۔

"بدانکہ رعایت آداب صحبت و مراعات شرائط از ضروریات این راہ است تاراہ افادہ و استفادہ مفتوح گردد وبدونہا لانتیجۃ للصحبۃ ولا ثمرۃ للمجلس بعضے از آداب و شرائط ضروریہ در معرض بیان آوردہ مے شود بگوش ہوش باید شنید بدانکہ طالب را باید کہ روے دل خودرا از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ پیر خود سازد و باوجود پیر بے اذن او بنوافل واذکار نپردازد ودر حضور او بغیر او التفات ننماید و بکلیتہ خود متوجہ او بنشیند حتی کہ بذکر ہم مشغول نشود مگر آنکہ او امر کند۔ وغیراز نماز فرض وسنت در حضور او ادانکند نقل کردہ اند از سلطان این وقت کہ وزیرش پیش او ایستادہ بود اتفاقاً درین اثنا آن وزیر التفاتے بجانب جامہ خود کردہ بند آن را بدست خود راست می ساخت درین حال نظر سلطان بران وزیر افتاد دیدکہ بغیر او متوجہ است

جان لو کہ صحبت کے آداب اور شرائط کی مراعات کا لحاظ رکھنا اس راہ سلوک کی ضروریات میں سے ہے۔ تاکہ تمام فوائد حاصل ہو سکیں۔ ان کے بغیر نہ صحبت کا کوئی نتیجہ نکلتا ہے اور نہ مجلس کا پھل ملتا ہے۔ ان ضروری آداب و شرائط میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے، جسے پورے دھیان سے سننا چاہیے۔ جان لو کہ طالب کو چاہیے کہ وہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر صرف اور صرف پیر کی جانب متوجہ رہے۔ اور پیر کی اجازت کے بغیر نوافل اور اذکار بھی ادا نہ کرے۔ اور اس کے سامنے صرف اسی کی جانب توجہ رکھے۔ اور مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے۔ حتیٰ کہ ذکر میں بھی مشغول نہ ہو۔ سوائے اس کے کہ جس کا وہ حکم دے اور اس کے سامنے فرض اور سنت نماز کے علاوہ کچھ ادا نہ کرے۔ روایت ہے کہ بادشاہ وقت کے سامنے اس کا وزیر کھڑا تھا۔ اتفاقاً

بزبان عتاب گفت کہ این را ہضم بکیتوانم کرد کہ تو وزیر من باشی ودر حضور من بہ بند جامہ التفات نمائی۔ باید اندیشید کہ ہرگاہ وسائل دنیا دینہ را آداب دقیقہ درکار است وسائل وصول الی اللہ را بروجہ اتم واکمل رعایت این آداب لازم خواہد بود و مہما امکن درجائے نہ ایستد کہ سایہ اوبر سایہ یا جامہ او افتد و برمصلاے او پانہد ودر متوضائے او طہارت نکند وظروف خاصہ او استعمال نکند ودر حضور او آب نخورد وطعام تناول ننماید وبکسی سخن نکند بلکہ متوجہ احدے نگردد وحد غیبت پیر درجانب کہ اوست پادراز نکند وبزاق دہن بانجانب نیند ازد وہرچہ از پیر صادر شود آنرا صواب داند اگرچہ بظاہر ثواب ننماید او ہرچہ میکند از الہام میکند وباذن کار میکند برین تقدیر اعتراض را گنجائش نباشد واگر دربعض صور در الہامش خطا راہ یابد خطائے الہامی در رنگ خطائے اجتہادیست ملامت واعتراض بران مجوز نیست وایضاً چون این رامحبت بہ پیر پیداشدہ است در نظر محب ہرچہ از

اس وقت وہ وزیر اپنے لباس کی طرف متوجہ ہو کر اس کے بند درست کرنے لگا۔ اس دوران بادشاہ کی نظر اس وزیر پر پڑ گئی کہ وہ اس (بادشاہ) کی طرف متوجہ نہیں ہے۔ نہایت غصے سے بولا کہ میں قطعاً برداشت نہیں کر سکتا کہ تو وزیر تو میرا ہو اور میرے سامنے اپنے لباس کی طرف توجہ کرے تو سوچنا چاہئے کہ جب اس کمینی دنیا کے لئے چھوٹے چھوٹے آداب ضروری ہیں تو وصول الی اللہ کے وسائل کے لئے کس قدر اعلیٰ اور مکمل آداب کی رعایت ضروری ہو گی۔ جہاں تک ہو سکے (مرید) ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا سایہ پر پڑتا ہو اور اس کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ طہارت نہ کرے اور اس کے مخصوص برتن استعمال نہ کرے اور اس کے سامنے نہ پانی پیئے اور نہ کھانا کھائے اور کسی سے گفتگو نہ کرے بلکہ کسی اور کی طرف توجہ بھی نہ کرے اور پیر کی عدم موجودگی میں جس طرف پیر رہتا ہے پاؤں دراز نہ کرے اور اس طرف تھوک بھی نہ پھینکے اور جو کچھ پیر

محبوب صادر شود محبوب نماید پس اعتراض راامجال بناشدہ وحد کلی وجزئی اقتداء بہ پیر کند چہ در خوردن وپوشیدن وچہ در خفتن وطاعت کردن نماز رابطرز او اداء باید کرد وفقہ رااز عمل او باید اخذ نمود۔

سے صادر ہو اس کو درست جانے خواہ بظاہر درست نظر نہ آئے۔ کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے اس تقدیر پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگرچہ بعض صورتوں میں اس کے الہام میں خطا ہو سکتی ہے۔ یہ الہامی خطا اجتہاد کی خطا کی طرح ہے اور اس پر ملامت و اعتراض کرنا جائز نہیں۔ اور جب مرید کو پیر سے محبت ہو جاتی ہے تو محبوب سے جو کچھ صادر ہوتا ہے وہ سب محب کی نظر میں محبوب (پیارا) ہوتا ہے۔ پس اعتراض کی مجال نہیں ہے اور کلی و جزئی ہر لحاظ سے پیر کی اقتدار کرے۔ مثلاً کھانا، پہننا یا سونا اور اطاعت کرنا وغیرہ۔ نماز (پیر کے) طریقہ پر ادا کرے اور فقہ کے مسائل بھی اسی کے طرز عمل سے سیکھے۔

آنراکہ در سرائے نگاریست فارغ است از باغ وبوستان وتماشائے لالہ زار

جو شخص اپنے محبوب کے گھر میں رہتا ہے تو پھر وہ باغ و بہار اور پھولوں وغیرہ کی رونق سے بے نیاز ہوتا ہے۔

وہیچ اعتراض را درحرکات وسکنات او مجال ندہد اگرچہ آن اعتراض مقدار حبہ خردلہ باشد زیراکہ اعتراض راکیر از حرمان نتیجہ نیست و بے سعادت ترین جمیع خلائق عیب بین این طائفہ

اور (اس) پیر کے حرکات و سکنات پر اعتراض نہ کرے۔ خواہ وہ اعتراض رائی کے دانہ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اعتراض کا نتیجہ سوائے مایوسی کے کچھ بھی نہیں۔ اور جو شخص اس

علیہ است نجانا اللہ سبحانہ
من هذا البلاء العظيم
وطلب خوارق وکرامات از پیر خود نکند
اگرچہ آن طلب بطریق خواطر
ووساوس باشد .... واگر شبہ
پیدا شود در خاطر آنرا بے توقف عرض
نماید اگر حل نشود تقصیر برخود بنہد وہیچ
منقصت را بجانب پیر عائد نسازد وواقعہ
کہ رو دہد از پیر نہان ندارد وتعبیر وقائد
از وطلب کند و تعبیر یکہ برطالب
منکشف شود نیز عرض نماید۔ و صواب
وخطاء راازو جوید وبرکشوف خود اینہارا
اعتماد نہد کہ حق باباطل درین دار ممتزج
است ۔وصواب باخطا مختلط وبے
ضرورت وبے اذن از وجدا نشود کہ غیر
اورا بروے گزیدن منافی ارادتست و
آواز خود رابر آواز او بلند نکند وسخن بلند
باو نگوید کہ سوء ادبست و ہر فیضے
وفتوحیکہ برسد آن را بتوسط پیر تصور
نماید واگر در واقعہ بیند کہ فیضے از دیگر
مشائخ رسیدہ است آنرا از پیر داند .....
بالجملہ الطریق کلہ ادب مثل مشہور
است ہیچ بے ادبے بخدا نرسد واگر مرید
درعایت بعضے زا آداب خود را قاصر داند

بزرگ گروہ پر اعتراض کرتا ہے وہ
ساری مخلوق میں سب سے زیادہ بدبخت
ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم بلا سے
نجات دے۔ اور اپنے پیر سے خوارق
اور کرامتیں طلب نہ کرے۔ خواہ وہ
طلب دل میں خطرہ اور وساوس کی
طرح ہی گزرے۔.... اور اگر دل میں
(پیر کے متعلق) کوئی شبہ پیدا ہو تو بلا
جھجک پیر کے سامنے عرض کرے۔ لگر
اس کا کوئی حل نہ ملے تو پھر بھی اپنا
قصور سمجھے اور کسی قسم کی کوئی کوتاہی
پیر کے نام نہ لگائے اور اگر کوئی (خاص)
واقعہ دیکھے تو وہ پیر سے نہ چھپائے اور
ان واقعات کی تعبیر پیر سے طلب کرے
اور اگر کوئی تعبیر مرید پر ظاہر ہو تو وہ
بھی پیر کو ضرور بتائے اور غلط یا صحیح اسی
سے طلب کرے اور اپنے کشف پر ہرگز
بھروسہ نہ کرے۔ کیونکہ اس جہان میں
حق، باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے اور صحیح
اور غلط بھی ملاپ رکھتے ہیں اور
بلاضرورت اور بغیر اجازت اس سے
جدا نہ ہو۔ کیونکہ غیر کو اس کے اوپر
اختیار کرنا ارادت (عقیدت) کے
خلاف ہے اور اپنی آواز کو پیر کی آواز

ودر آدائے ماینبغی نرسد۔ واگر سعی
ہم نتواند از عہدہ بر آمد معفو است اما از
اعتراف بتقصیر ناچار است واگر
عیاذا باالله سبحانہ
رعایت آداب نکند وخود را مقصر ہم
نداند از برکات این بزرگواران
محروم است۔

سے بلند نہ کرے کہ یہ ادب کے خلاف
ہے اور مرید کو جو فیض اور فتوحات
حاصل ہوں ان کو پیر کی وساطت سے
تصور کرے اور اگر فی الواقعہ دیکھے کہ
فیض کسی دوسرے شیخ سے ملا ہے تو اس
کو اپنے پیر کا ہی فیض سمجھے۔۔۔۔ الغرض
طریقت سراسر ادب ہے۔ مثل مشہور
ہے کہ کوئی بے ادب خدا تک نہیں
پہنچا۔ اور اگر مرید بعض اوقات آداب
بجا لانے میں قاصر رہے اور کماحقہ
انہیں ادا نہ کر سکے اور کوشش کے
باوجود آداب پورے نہ کر سکے تو اس کو
معاف ہے۔ لیکن اپنی غلطی کا اعتراف
کرنا بہت ضروری ہے اور اگر (اللہ
معاف کرے) پیر کے آداب کی رعایت
بھی نہ کرے اور خود کو قصوروار بھی نہ
سمجھے تو وہ ان بزرگوں کی برکتوں سے
محروم رہتا ہے۔

(نوٹ: آداب طریقت کی تفصیل کے
لئے "انوار قدسیہ فی معرفۃ قواعد
الصوفیۃ" کا مطالعہ کیجئے۔

جوھر سوم: اب فقیر یہ زیادہ مناسب سمجھتا ہے کہ سلاسل اربعہ کا شجرہ بھی تحریر کر دیا جائے تاکہ کتاب کا اختتام اسماء مقدسہ کے ساتھ ہو جائے۔

شجرہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ
۳۔ حضرت ابو عبد اللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت ابو یزید طیفور بن عیسیٰ عرف بایزد بسطامیؒ
۷۔ حضرت ابو الحسن علی بن جعفر خرقانیؒ
۸۔ حضرت ابو علی فضل بن محمد الطوسی عرف ابو علی فارمدیؒ
۹۔ ابو یعقوب خواجہ یوسف الہمدانی النعمانیؒ
۱۰۔ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ المالکی نسباً
۱۱۔ حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ
۱۲۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ
۱۳۔ حضرت خواجہ علی النساج رامیتنی عرف حضرت عزیزانؒ
۱۴۔ حضرت خواجہ محمد بابای سماسیؒ
۱۵۔ حضرت خواجہ امیر کلال قدس اللہ سرہ
۱۶۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبندؒ
۱۷۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین محمد بن محمد البخاری عرف خواجہ عطارؒ
۱۸۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی لوگریؒ
۱۹۔ حضرت ناصر الدین عبید اللہ بن محمود السمرقندی عرف خواجہ احرارؒ
۲۰۔ حضرت مولانا محمد زاہد وخشی حصاریؒ

۲۱۔ حضرت خواجہ درویش محمد الخوارزمیؒ

۲۲۔ حضرت خواجہ محمد مقتدی الا مکنگی البخاریؒ

۲۳۔ حضرت موید الدین بیرنگ محمد باقی باللہ الکابلیؒ

۲۴۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقیؒ

۲۵۔ حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم اولؒ

۲۶۔ حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہؒ

۲۷۔ حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل عرف امام العارفینؒ

۲۸۔ حضرت خواجہ غلام محمد معصوم ثانیؒ

۲۹۔ حضرت شاہ غلام محمد عرف قدوۃ الاولیاؒ

۳۰۔ حضرت حاجی محمد صفی اللہؒ

۳۱۔ حضرت شاہ محمد ضیاء الحق عرف شہیدؒ

۳۲۔ حضرت حاجی شاہ ضیاء عرف میاں جیؒ

۳۳۔ حضرت مولانا شمس الحق صاحب کوہستانیؒ

۳۴۔ حضرت مولانا شاہ رسول طالقانیؒ

۳۵۔ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ

۳۶۔ مرشدنا حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی قدس سرہ اطال اللہ حیاتہ

شجرہ سلسلہ عالیہ چشتیہ ہاشمیہ سیفیہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت ابو سعید حسن بصریؒ

۴۔ حضرت ابو الفضل عبد الواحد بن زیدؒ

۵۔ حضرت ابو الفیض فضیل بن عیاضؒ

۶۔ حضرت ابو اسحٰق ابراہیم بن ادہم الفاروقیؒ

۷۔ حضرت سید الدین خواجہ حذیفہ مرعشیؒ

۸۔ حضرت امین الدین شیخ ھبیرۃ البصریؒ

۹۔ حضرت کریم الدین منعم شیخ ممشاد علو دینوریؒ

۱۰۔ حضرت شریف الدین ابو اسحٰق شامیؒ

۱۱۔ حضرت قدوۃ الدین ابو احمد ابدال الچشتی الحسنیؒ

۱۲۔ حضرت خواجہ ابو محمد چشتیؒ

۱۳۔ حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف الچشتی الحسنیؒ

۱۴۔ حضرت خواجہ قطب الدین مودود الچشتی الحسنیؒ

۱۵۔ حضرت نیر الدین حاجی شریف زندانیؒ

۱۶۔ حضرت ابو منصور خواجہ عثمان ہارونیؒ

۱۷۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی الاجمیریؒ

۱۸۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی الاوشیؒ

۱۹۔ حضرت فرید الدین مسعود الفاروقی الغزنوی عرف گنج شکرؒ

۲۰۔ حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد الحسینیؒ

۲۱۔ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتیؒ

۲۲۔ حضرت جلال الدین خواجہ محمود عثمان پانی پتیؒ

۲۳۔ حضرت شیخ احمد عبدالحق ابدالؒ

۲۴۔ حضرت شیخ محمد عارف عرف مخدوم عارفؒ

۲۵۔ حضرت شیخ عبدالقدوس النعمانی الگنگوہیؒ

۲۶۔ حضرت شیخ رکن الدین گنگوہیؒ

۲۷۔ حضرت شیخ عبدالاحد الفاروقی الکابلیؒ

۲۸۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

۲۹۔ حضرت سید آدم بنوریؒ

۳۰۔ حضرت سید عبداللہ الحسینی عرف حاجی بہادر صاحبؒ

۳۱۔ حضرت مولانا شیخ مامون شاہ منصوری ؒ

۳۲۔ حضرت مولانا محمد نعیم کاموی ؒ

۳۳۔ حضرت سید محمد شاہ الحسینی السندھوی ؒ

۳۴۔ حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیری ؒ

۳۵۔ حضرت مولانا حافظ محمد ھشتنگری ؒ

۳۶۔ حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری ؒ

۳۷۔ حضرت مولانا عبدالغفور عرف سوات صاحب ؒ

۳۸۔ حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت ھڈے صاحب ؒ

۳۹۔ حضرت شیخ حمید اللہ صاحب عرف شیخ الاسلام تگاب ؒ

۴۰۔ حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی ؒ

۴۱۔ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی ؒ

۴۲۔ مرشدنا حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی (قدس سرہ) صاحب اطال اللہ حیاتہ

شجرہ سلسلہ عالیہ قادریہ ہاشمیہ مجددیہ سیفیہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ حضرت امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت ابو سعید حسن بصری ؒ

۴۔ حضرت ابو محمد شیخ حبیب عجمی ؒ

۵۔ حضرت ابو سلیمان داؤد طائی ؒ

۶۔ حضرت ابو محفوظ معروف کرخی ؒ

۷۔ حضرت ابو حسن عبداللہ سری سقطی ؒ

۸۔ حضرت ابو القاسم شیخ جنید بغدادی ؒ

۹۔ حضرت ابوبکر الشبلی المالکی ؒ

۱۰۔ حضرت شیخ عبدالعزیز بن حارث الاسدی التمیمی ؒ

۱۱۔ حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز المقدم ؒ
۱۲۔ حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی ؒ
۱۳۔ حضرت ابوالحسن ھکاری ؒ
۱۴۔ حضرت ابوسعید مبارک ؒ
۱۵۔ حضرت ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی ؒ
۱۶۔ حضرت شاہ دولت دریائی ؒ
۱۷۔ حضرت شاہ منور ؒ
۱۸۔ حضرت شاہ عالم الدھلوی ؒ
۱۹۔ حضرت شیخ احمد ملتانی ؒ
۲۰۔ حضرت شیخ جنید پشاوری ؒ
۲۱۔ حضرت مولانا محمد صدیق بونیری ؒ
۲۲۔ حضرت مولانا حافظ محمد ہشت نگری ؒ
۲۳۔ حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری ؒ
۲۴۔ حضرت مولانا عبدالغفور عرف سوات صاحب ؒ
۲۵۔ حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت ھڈی صاحب ؒ
۲۶۔ شیخ الاسلام تگاب شیخ حمید اللہ صاحب ؒ
۲۷۔ حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی ؒ
۲۸۔ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی ؒ
۲۹۔ حضرت مرشدنا اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی (قدس سرہ) صاحب اطال اللہ حیاتہ۔

شجرہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ ہاشمیہ مجددیہ سیفیہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۔ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
۳۔ حضرت ابوسعید حسن بصری ؒ

۴۔ حضرت ابو محمد شیخ حبیب عجمیؒ

۵۔ حضرت ابو سلمان داؤد طائیؒ

۶۔ حضرت ابو محفوظ معروف کرخیؒ

۷۔ حضرت ابوالحسن عبداللہ سری سقطیؒ

۸۔ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادیؒ

۹۔ حضرت کریم الدین ممشاد دینوریؒ

۱۰۔ حضرت ابوالعباس احمد دینوریؒ

۱۱۔ حضرت شیخ محمد بن عبداللہ عمویہؒ

۱۲۔ حضرت ابو عمر قطب الدین سہروردیؒ

۱۳۔ حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر السہروردی الصدیقیؒ

۱۴۔ حضرت ابو حفص شہاب الدین عمر الصدیقی الشافعی السہروردیؒ

۱۵۔ حضرت ابوالبرکات بہاؤ الدین ذکریا الملتانیؒ

۱۶۔ حضرت رکن الدین فضل اللہ القرشیؒ

۱۷۔ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاریؒ

۱۸۔ حضرت سید اجمل صاحبؒ

۱۹۔ حضرت سید بدھن بہرائچی

۲۰۔ حضرت شیخ محمد درویشؒ

۲۱۔ حضرت شیخ عبدالقدوس النعمانی الغزنویؒ

۲۲۔ حضرت شیخ رکن الدین گنگوہیؒ

۲۳۔ حضرت شیخ عبدالاحد الفاروقیؒ

۲۴۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقیؒ

۲۵۔ حضرت سید آدم بنوریؒ

۲۶۔ حضرت حاجی بہادر سید عبداللہ الحسینیؒ

۲۷۔ حضرت شیخ مامون شاہ منصوریؒ

۲۸۔ حضرت مولانا محمد نعیم کاموی"

۲۹۔ حضرت سید محمد شاہ الحسینی السندھوی"

۳۰۔ حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیری"

۳۱۔ "حضرت مولانا حافظ محمد ھشنگری"

۳۲۔ حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری"

۳۳۔ حضرت مولانا عبدالغفور سواتی"

۳۴۔ حضرت مولانا نجم الدین عرف ھڈی صاحب"

۳۵۔ حضرت شیخ الاسلام حمید اللہ تگابی"

۳۶۔ حضرت مولانا شاہ رسول صاحب طالقانی"

۳۷۔ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی"

۳۸۔ حضرت مولانا خواجہ اخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی خراسانی (قدس سرہ)
صاحب اطال اللہ حیاتہ

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

تاریخ اختتام: ۲۲ رمضان سنہ ۱۴۱۵ھ ق بروز منگل۔

فہرست ماخذ کتب (کتابیات)

۱۔ قرآن عظیم

۲۔ تفسیر مظہری

۳۔ تفسیر مدارک

۴۔ تفسیر روح البیان

۵۔ تفسیر روح المعانی

۶۔ تفسیر کبیر

۷۔ تفسیر عزیزی

۸۔ تفسیر فرقان

۹۔ تفسیر ابن جریر

۱۰۔ تفسیر ابن المنذر
۱۱۔ مشکوۃ شریف
۱۲۔ مرقات شرح مشکوۃ شریف
۱۳۔ تہذیب للطبری "رحمہ اللہ"
۱۴۔ بیہقی
۱۵۔ جامع صغیر
۱۶۔ کنز العمال
۱۷۔ دیلمی
۱۸۔ ابن العربی
۱۹۔ عینی شرح صحیح البخاری
۲۰۔ فردوس للدیلمی
۲۱۔ حلیۃ الاولیاء للامام ابی نعیم"
۲۲۔ بخاری شریف
۲۳۔ ابوداؤد شریف
۲۴۔ مسلم شریف
۲۵۔ شرح اربعین للبلخی"
۲۶۔ الاربعین للنووی"
۲۷۔ فقہ اکبر للامام الاعظم ابی حنیفہ"
۲۸۔ شرح فقہ اکبر للملا علی قاری"
۲۹۔ شرح عقائد
۳۰۔ الملل والنحل
۳۱۔ اکفار الملحدین
۳۲۔ خیالی شرح شرح عقائد
۳۳۔ مسایرہ لابن الہمام

۳۴۔ نبراس شرح شرح عقائد

۳۵۔ شرح التحریر

۳۶۔ نورالعین

۳۷۔ تمہید

۳۸۔ عقائد عضدیہ

۳۹۔ تمہید ابی الشکور السالمی"

۴۰۔ مقالات کوثری

۴۱۔ اصول الدین للماتریدی"

۴۲۔ جامع الفصولین

۴۳۔ مسائرہ لابن المنذر

۴۴۔ سیف المسلول لقاضی ثناء اللہ"

۴۵۔ الاسماء والصفات للماتریدی"

۴۶۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی"

۴۷۔ شرح مکتوبات

۴۸۔ مکتوبات معصومیہ

۴۹۔ رسالہ مبداء ومعاد الامام المجدد"

۵۰۔ مثنوی لمولانا روم"

۵۱۔ مکاتیب غلام علیشاہ"

۵۲۔ نفحات الانس للجامی"

۵۳۔ رسالہ ارشاد الطالبین

۵۴۔ دلیل العارفین للکاکی"

۵۵۔ درالمعارف للعلامتہ رؤف احمد"

۵۶۔ حضرات القدس

۵۷۔ لب لباب مثنوی

۵۸۔ طبقات الاولیاء للمناوی ؒ

۵۹۔ انوار قدسیہ للشعرانی ؒ

۶۰۔ الدافع التفوہ فی اثبات التصرف والتوجہ

۶۱۔ جواہر غیبی

۶۲۔ کفایۃ الاتقیاء

۶۳۔ حدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ

۶۴۔ خلاصۃ الفتاوی

۶۵۔ فتاوی بزازیہ

۶۶۔ فتاوی عالمگیری

۶۷۔ احیاء علوم الدین

۶۸۔ محیط شریف

۶۹۔ فتاوی رضویہ

۷۰۔ ردالمختار

۷۱۔ تحودالوتر

۷۲۔ معتصر للطحاوی ؒ

۷۳۔ اقتصاد للغزالی ؒ

۷۴۔ فتاوی تاتارخانیہ

۷۵۔ شرح سفرالسعادات

۷۶۔ فیض القدیر

۷۷۔ تیسیر شرح جامع صغیر للمناوی ؒ

۷۸۔ ابن الجزری ؒ

۷۹۔ جامع صغیر للسیوطی ؒ

۸۰۔ شرح الشمائل للمناوی ؒ

۸۱۔ مظاہر حق

۸۲۔ بحرالرائق
۸۳۔ مجمع الانہر
۸۴۔ کنوزالحقائق
۸۵۔ فتاوی غیاثیہ
۸۶۔ الحاوی للفتاوی
۸۷۔ حاشیہ ابن الملک"
۸۸۔ ھدایہ شریفہ
۸۹۔ طحطاوی علے ردالمختار
۹۰۔ تعبیرالرویا
۹۱۔ مودودی اور خمینی دو بھائی
۹۲۔ رسالہ تائید اہلسنّت وجماعت
۹۳۔ شرح حموی
۹۴۔ اشباہ والنظائر
۹۵۔ الحجتہ التامہ لاثبات العمامہ
۹۶۔ تانیب الخطیب للکوثری"
۹۷۔ تاریخ ابن عساکر
۹۸۔ کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ
۹۹۔ مواھب اللدینہ علے الشمائل للبیجوری"
۱۰۰۔ رشحات لعلی بن الحسین الواعظ الکاشفی"
۱۰۱۔ طحطاوی علے مراقی الفلاح

منقبت حضرت خواجہ بہاؤالدّین شاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ

اولیاء میں منفرد ہے شان شاہِ نقشبند
اصفیاء کے دِل میں ہے ارمان شاہِ نقشبند
کاملوں نے خوشہ چینی آپکے خرمن سے کی
واصلوں کے لب پہ ہے فرمان شاہِ نقشبند
اللہ اللہ رفعت پرواز فخر خواجگاں
طائران قدس ہیں قربان شاہِ نقشبند
نقشبندیت کا مرکز ہے بخارا کی زمیں
قاسم فیض ولایت کان شاہ نقشبند
جانشین خواجگاں ہیں خطہ سرھند میں
شیخ احمدؒ مظہر فیضان شاہِ نقشبند
علم وحکمت، نورِ باطن، عشق ومستی، جذبِ شوق
راہِ حق میں ہے یہی سامان شاہِ نقشبند
ہم کو بخشا ہے نہایت در بدایت کا شعور
ہم غلاموں پر ہے یہ احسان شاہِ نقشبند
عارفوں میں ہم اسے شہزاد کرتے ہیں شمار
جس کو حاصل ہو گیا عرفان شاہِ نقشبند

منقبت امام ربّانی حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

[تاریخ وفات
۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ ہجری]

زمانے بھر میں ہے چرچا مجدّد الف ثانی کا
ہر عاشق والہ و شیدا مجدّد الف ثانی کا

ہوائیں فیض و رحمت کی اسی گلشن میں چلتی ہیں
ریاضِ خلد ہے روضہ مجدّد الف ثانی کا

روانہ غوثِ اعظم نے کیا جبّہ محبّت سے
مقام اس میں ہے پوشیدہ مجدّد الف ثانی کا

یہی دربار ہے چاروں سلاسل کا حسیں سنگم
بھرا ہے فیض سے دریا مجدّد الف ثانی کا

کمالاتِ نبوّت کا مزہ جس نے نہیں چکھا
وہ کیا جانے بھلا رُتبہ مجدّد الف ثانی کا

بٹی تھی خاص غارِ ثور کی خلوت میں جو نعمت
ہے اُس فیضان میں حصّہ مجدّد الف ثانی کا

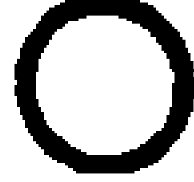
شبِ الحاد و بدعت چھٹ گئی یکسر زمانے سے
نکل کر مہر جب چمکا مجدّد الف ثانی کا

ملی مُردہ دِلوں کو زِندگی ذکرِ الٰہی سے
یہ ہے واللہ کرم سارا مجدّد الف ثانی کا

خدا کے فضل سے شہزاد ہم بھی نقشبندی ہیں
ہمارے سر پہ ہے سایہ مجدّد الف ثانی کا

محمد شہزاد ملک مجددی سیفی

منقبت در شانِ مجدد العصر پیر طریقت حضرت اخندزاده سَیف الرّحمٰن صاحب مدظلہ العالی پیر ارچی



بزمِ اہلِ عشق رقصاں از نگاہِ مستِ تو
دشت قلبم شد گلستاں از نگاہِ مستِ تو

لطف بر پنجاب کردی از رہِ اہلِ قلوب
تیرہ شب شد صبحِ تاباں از نگاہِ مستِ تو

بے ثمر ہر نخل بود و خالی از بوئے گل تمام
یک چمن شد ہر بیاباں از نگاہِ مستِ تو

محفلِ جذب و جنون و ذوق و شوق و حال ہر
پیر من! ای سیف رحماں! از نگاہِ مستِ تو

ای کریما! طالبِ یک چشمِ لاہوتی منم
کارِ مشکل باشد آساں از نگاہِ مستِ تو

ای مجدّد! جانشین شیخ سرہندی توئی
نقشبندیت فروزاں از نگاہِ مستِ تو

باغِ سنت میشود از آمدِ تو پُر بہار
زندہ دل قیوم دوراں از نگاہِ مستِ تو

تشنہ لب شہزاد بست اے ساقی جام وصال
دارد ایں امید احساں از نگاہِ مستِ تو

532



مجددِ عصر حاضر فقیہہ اعظم

حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی

کی سیرت پر جامع کتاب

تصویر مجدد الف ثانیؒ

یعنی

پیرارچی خراسانی مدظلہ

مؤلف

مولانا محمد انور سیفی

مدرس جامعہ جیلانیہ

السیف الصارم پبلشر

جامعہ جیلانیہ نادر آباد، بیدیاں روڈ لاہور کینٹ 5721609